Badnaam Mohabbat

چھن چھن گھنگروں کی آواز نے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔۔

وہاں پر بیٹھے لوگ بہت امیر اور عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو حلال کو چھوڑ کر حرام کے پیچھے آئے تھے۔۔۔۔

سامنے سے آتی مہرو نے سرخ رنگ کا لمبا خوبصورت نفیس سا فراک زیب تن کیا ہوا تھا گھر اگلہ جس پر ہر ایک کی نظر ٹکی ہوئی تھی۔۔۔۔

مہارت سے کیے گئے میک اپ نے اس کے چہرے کے خوبصورت نقوش کو مزید نکھار دیا تھا خوبصورت کٹاؤ دار ہونٹوں پر سرخ رنگ کی لپ سٹک لگائے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ چہرے پر بناوٹی مسکراہٹ لیے چلی آرہی تھی۔۔۔۔

تمام لوگوں کی نظروں میں جو خباثت موجود تھی مہرو اچھے سے واقف تھی وہاں بیٹھے لوگ مہرو کو ایسے گھور رہے تھے جیسے ابھی اپنی غلیظ نظروں سے اسے نگل جائیں گے۔۔۔۔۔

مہرو کو ان سب نظروں کی عادت ہو گئی تھی اس لیے بنا کسی کی پرواہ کیے اپنی محسوس جگہ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

مدھم سے چلتے میوزک میں تیزی آگئی اور مہرو نے گانے کے بول کے ساتھ رقص کرنا شروع کر دیا۔۔۔

وہاں بیٹھے تمام لوگ مہرو کا رقص انجوائے کرنے لگے تقریباً سب کے ہاتھوں میں شراب کے گلاس موجود تھے شباب اور شراب دونوں سے لطیف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

اگر کسی کی آنکھوں میں ناپسندیدگی تھی تو وہ معارج ملک کے تھا وہ خود بھی پریشان تھا آخر کیوں وہ اتنا بے چین ہو رہا ہے جبکہ سامنے بیٹھی طوائف سے اس کا کوئی رشتہ بھی نا تھا. پھر بھی اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

سلمیٰ بائی منہ میں پان ڈالے چاروں اور نظریں گھاڑ رہی تھیں اس کے پاس ظفر کھڑا تھا جو سلمیٰ بائی کا خاص ملازم تھا۔۔۔

سلمیٰ بائی کی نظر بار بار معارج کی طرف اُٹھ رہی تھی جو پیچھلے دو ماہ سے یہاں آ رہا تھا اور ایک موٹی رقم سلمیٰ بائی کو دیتا اور وہاں سے چلا جاتا معارج ملک کو کون نہیں جانتا تھا۔۔۔

سنجیدہ سا معارج ملک دیکھنے والوں کے ہوش اڑا دینے کا ہنر رکھتا تھا یونانی دیوتاؤں جیسا حسن رکھنے والا معارج ملک بہت ضدی اکڑوں اور بدتمیز تھا جو چیز پسند آ جاتی اسے حاصل کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقہ استعمال کرتا۔۔۔

براؤن بال براؤن ہی ڈاڑھی میں دلکش سا نظر آنے والا معارج اپنی خوبصورتی سے بلکل ہی لاپرواہ تھا دائیں گال پر پڑتا ڈمپل اس کی سحر انگیز شخصیت کو مزید چار چاند لگاتا۔۔۔۔

سلمیٰ بائی معارج کو دیکھ کر رشک کرنے کے ساتھ افسوس بھی کر رہی تھی جو کوٹھے پر ناجانے کس مقصد کے لیے آتا تھا۔۔۔۔

سلمیٰ کو معارج پہلے دن سے ہی بہت اچھا لگا تھا اس نے پیچھلے دو ماہ میں ایک بار بھی کوٹھے کی کسی لڑکی کے ساتھ رات گزارنے کا مطالبہ نہیں کیا تھا لیکن یہ صرف سلمیٰ کی سوچ تھی جسے معارج ملک کچھ دیر بعد غلط ثابت کرنے والا تھا جس سے سلمیٰ بھی ابھی بے خبر تھی۔۔۔

سلمیٰ کو پیسے سے مطلب تھا جو اسے مل رہا تھا اسے اور کیا چاہیے تھا لیکن ایک بات اسے بھی تنگ کر رہی تھی کہ معارج ملک کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔۔۔؟

وہاں بیٹھے مردوں میں جوان اور بڑھے بھی شامل تھے جو پانی کی طرح مہرو پر پیسہ بہا رہے تھے لیکن مہرو کا رقص کرنے کا انداز ایسا تھا کہ کسی بھی آدمی کو چھونے نہیں دے رہی تھی اور ناہی کسی کے پاس جا رہی تھی جبکہ باقی کے دو لڑکیاں جو مہرو کے ساتھ ہی رقص کرنے میں مصروف تھیں وہ دونوں وہاں بیٹھے امیر زادوں کے قریب جا رہی تھیں اور یہی بات معارج کے لیے حیران کن تھی۔۔۔۔

پورے فنکشن میں معارج کی نظریں مہرو پر جمی رہی تھیں مہرو کو جب کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا تو اس نے ایک بار معارج کی طرف دیکھا جس نے مہرو کے دیکھنے پر بھی اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل نہیں کیا تھا۔۔۔

فنکشن ختم ہونے تک معارج وہی پر بیٹھا رہا آج شاید اس کا ارادہ سلمیٰ سے بات کرنے کا تھا اپنا رقص ختم کر کے مہرو بھی وہاں سے چلی گئی لیکن معارج ابھی بھی اسی جگہ کو گھور رہا تھا جہاں کچھ دیر پہلے مہرو بیٹھی تھی۔۔۔

یہ کوٹھا دیکھنے میں ایک حویلی کی طرح لگتا تھا باہر سے جتنا بوسیدہ تھا اندر سے خاصا خوبصورت بنایا گیا تھا ایک بڑا سا صحن جسے خوبصورتی سے سجایا گیا جس کے دائیں اور بائیں جانب کمرے بنے ہوئے تھے حویلی میں پڑی چیزیں بہت پرانی اور نایاب تھیں جو حویلی کی خوبصورتی اور شان و شوکت کو مزید بڑھاتی۔۔۔

ملک صاحب میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں۔۔۔؟؟؟

سلمیٰ نے خوشامدی لہجے میں پوچھا۔۔۔

یہاں کی سب سے خوبصورت لڑکی مجھے آج رات کے لیے چاہیے۔۔۔!!! معارج نے بغیر لگی لپٹی کہا۔۔۔

اچھاآپ شبنم کی بات کر رہے ہیں۔۔۔۔؟؟؟

سلمیٰ حیران ضرور ہوئی تھی لیکن جلد ہی اس نے اپنی تاثرات پر قابو پالیا۔۔۔۔

میں ابھی آپ کی خدمت میں حاضر کرتی ہوں۔۔۔۔!!!

سلمی نے جلدی سے کہااور ظفر کی طرف اشارہ کیاوہ وہاں سے چلا گیا تھوڑی دیر بعداس کے ساتھ شبنم ایک اداسے چلی ہوئی آرہی تھی۔۔۔۔

میں نے کہا یہاں کی سب سے زیادہ خوبصورت لڑکی۔۔۔۔!!!

معارج نے ایک نظر شبنم کو دیکھ کر اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

سلمیٰ معارج کی بات سن کر ایک دم پریشان ہو گئی اس کو پہلے ہی سمجھ آ گیا تھا کہ معارج ملک مہرو کی بات کر رہا ہے لیکن پھر بھی اس نے شبنم کو لانے کا کہا۔۔۔

شبنم تو جا یہاں سے۔۔۔۔!!!

سلمیٰ نے شبنم کو دیکھتے ہوئے کہا جو کھڑی سلمیٰ کو گھور رہی تھی۔۔۔

ملک صاحب جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔!!!

شبنم کے جاتے ہی سلمیٰ نے پریشانی سے کہا معارج نے سلمیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے سگریٹ سلگایا۔۔۔

اور ایسا کیوں نہیں ہو سکتا سلمیٰ بائی میں تمہیں منہ مانگی قیمت دوں گا پھر بھی تم نہیں مانو گی۔۔۔۔!!!

معارج نے تھوڑا سلمیٰ کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا معارج کی گہری براؤن آنکھیں کا سرد پن سلمیٰ بائی سے بھی چھپا ہوا نہیں تھا۔۔۔

بات میرے ماننے کی تو ہے ہی نہیں ملک صاحب

میں کچھ نہیں کر سکتی وہ کبھی بھی نہیں مانے گی وہ تو آپ سے بات کرنے کے لیے بھی راضی نہیں ہو گی۔۔۔۔!!!

سلمیٰ نے اپنا مسئلہ معارج کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے وہ صرف ایک رات کے لیے چاہیے اور حیرت کی بات ہے ایک طوائف کو رات گزارنے میں مسئلہ پیش آ رہا ہے۔۔۔۔!!!

معارج نے اپنی بھاری آواز میں طنز کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ملک صاحب وہ یہ سب نہیں کرتی وہ صرف رقص کرتی ہے وہ کبھی نہیں مانے گی چاہے آپ اسے کتنے ہی پیسے کیوں نا دے دیں۔۔۔۔!!! سلمیٰ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے اس کا مطلب میں وہ پہلا انسان ہوں جو اسے پانے میں کامیاب ہو گا۔۔۔۔!!!

معارج نے بے باکی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

سلمیٰ خاموش ہو گئی مہرو کتنی ضدی تھی سلمیٰ اس بات سے اچھی طرح واقف تھی لیکن اسے معارج زیادہ ضدی لگا تھا۔۔۔

سلمیٰ اس لڑکی سے بات کرلو اور اسے یہ بات بھی اچھے سے ذہن نشین کروادینا معارج ملک جب کسی کو آنکھ بھر کر دیکھ لیتا ہے تو وہ چیز ہو یا انسان اس کی ہو جاتی ہے اگر وہ انسان یا چیز مجھے نا ملے تو اسے کسی اور کے لائق بھی نہیں چھوڑتا۔۔۔!!!

ویسے ملک صاحب سے رات کے اندھیرے میں وہ مل سکتی ہے مجھ سے بات کرنے میں بھی اسے شرم محسوس ہو رہی ہے عجیب بات ہے۔۔۔!!! معارج نے طنز کے تیر چھوڑتے ہوئے مزید کہا۔۔۔

تمھاری طوائف میرے نزدیک ایک کھلونے سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتی سلمیٰ بائی اور تمھاری طوائف کا نام کیا ہے۔۔۔۔؟؟؟ معارج نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے نام پوچھا۔۔۔

مہرو نام ہے۔۔۔!!! سلمیٰ بیگم نے جلدی سے جواب دیا۔۔۔

مہرو۔۔۔!!! معارج نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں مہرو سے کچھ وقت کے لیے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔۔!!!

معارج نے اپنے کندھے پر رکھی چادر کو درست کرتے ہوئے روبدار لہجے میں کہا۔۔۔۔

یہ آپ کیسی بات کر رہے ہیں وہ کبھی بھی راضی نہیں ہو گی۔۔۔۔!!! سلمی بائی نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

میں نے تم سے پوچھا نہیں ہے بلکہ بتایا ہے اور میرے پیچھے کوئی نہیں آئے گا۔۔۔۔!!!

معارج نے وارن کرنے والے انداز میں سلمی کو دیکھتے ہوئے کہا اس کے لہجے کی سختی کو محسوس کرتے ہوئے سلمیٰ نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔۔

اور ہاں مجھے پوری امید ہے تم مہرو کو رات کے لیے بھی تیار کر لو گی میں کل آؤ گا اور مجھے جواب ہاں میں چاہیے نا سننے کی عادت نہیں ہے۔۔۔۔۔!!!!

معارج نے سرد لہجے میں کہا اور اُس کمرے کی طرف چلا گیا جس میں تھوڑی دیر پہلے مہرو گئی تھی۔۔۔۔

پیچھے سلمیٰ نے اپنا سر پکڑ لیا اسے معلوم تھا کہ مہرو کبھی بھی نہیں مانے گی اور ملک صاحب کے بارے میں معارج کو معلوم تھا اس بات نے بھی سلمیٰ کو پریشان کر دیا۔۔۔

سلمیٰ جی مجھے تو ملک جی مہرو سے زیادہ ضدی لگے ہیں اب کیا ہو گا جی۔۔۔؟؟؟

ظفر نے پریشانی سے سلمیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

میں نہیں جانتی کیا ہونے والا ہے مجھے ملک کی فکر ہے کہی مہرو غصے میں کوئی چیز اٹھا کر ہی نا مار دے۔۔۔۔!!!

سلمی نے فکر مندی سے منہ میں پان ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔

ظفر تم پنکی کو فون کرواسے کہو سلمیٰ بائی کے کوٹھے پر آئے آج ہی مجھے اُس سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔!!!

سلمیٰ نے نے اپنا ساڑھی کا پلو سنبھالتے ہوئے کہا۔۔۔۔

جی سلمیٰ جی۔۔۔۔!!! ظفر نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

مہرو شیشے کے سامنے بیٹھی اپنے زیورات اتارتی اپنے خیالوں میں گم بیٹھی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز نے اسے خیالوں کی دنیا سے باہر نکالا اور اور اس کی توجہ دروازے کی طرف مرکوز کی۔۔۔۔

جہاں معارج سینے پر ہاتھ باندھے گہری نظروں سے مہرو کو دیکھ رہا تھا معارج کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ مہرو کے ماتھے پر بل آ گئے۔۔۔۔

آپ کون اور یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔۔؟؟؟

مہرو نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا بے شک سامنے کھڑا مرد اپنی سحر انگیز شخصیت سے کسی کو بھی خود کی طرف مائل کر سکتا تھا مہرو نے آج تک اتنا حسین مرد نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

میں کون ہوں وہ تمھیں سلمیٰ اچھے سے بتادے گی اور میں کیا چاہتا ہوں وہ بھی جلد ہی معلوم ہو جائے گا لیکن میں یہاں تم سے ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔۔۔۔!!!

معارج نے سنجیدگی سے کہا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا مہرو کے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا معارج نے ایک پل کے لئے بھی اپنی نظریں مہرو کے چہرے سے نہیں ہٹائی تھیں۔۔۔۔

ملک صاحب سے تم کیوں ملتی ہو۔۔۔۔؟؟؟؟

ویسے مجھے یہ سوال پوچھنا تو نہیں چاہیے کیونکہ ایک طوائف کا کسی امیر زادے کو رات کے وقت ملنا کوئی انوکھی بات نہیں ہے لیکن پھر بھی میں پوچھنا چاہوں گا۔۔۔۔!!!

معارج نے طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

معارج کی بات سن کر مہرو کے چہرے کا رنگ ایک پل کے لیے اڑا تھا جو معارج نے بھی محسوس کیا لیکن جلد ہی اس نے اپنے تاثرات پر قابو پا لیا۔۔۔۔

میری بات غور سے سنو مسٹر ایک طوائف کے کوٹھے پر آ کر اس سے پوچھنا کہ وہ رات کے وقت ایک امیر زادے کے ساتھ کیا کر رہی تھی میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی شریف زادہ اس بات سے لاعلم ہو گا اب ظاہر سی بات ہے طوائف کا جو کام ہوتا ہے وہ زیادہ تر رات میں ہی ہوتا ہے۔۔۔۔!!!

اور دوسری بات اپنا تو میں نے بتا دیا اور اب باقی کا اپنے ملک صاحب سے پوچھ لینا کہ وہ کیوں میرے پاس آتا ہے اور وہ بہتر طریقے سے آپ کو سمجھا دے گا۔۔۔۔!!!

مہرو نے عام سے لہجے میں دوبدو جواب دیتے ہوئے کہا جبکہ مہرو کے جواب نے معارج کو تپا دیا تھا وہ مہرو سے اس قسم کے جواب کی توقع نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔

معارج کا سرخ چہرہ دیکھ کر مہرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی لیکن معارج کے خود کی طرف بڑھتے قدموں نے مہرو کے چہرے کی مسکراہٹ کو پریشانی میں بدل دیا۔۔۔۔

معارج مہرو کی طرف اپنے قدم بڑھا رہا تھا اور مہرو الٹے قدم لیتی دیوار کے ساتھ جا لگی مہرو نے اپنے پیچھے دیوار کو ایسے گھورا جیسی اپنی گھوری سے ہی اسے بھسم کر دے گی معارج نے مہرو کی دائیں جانب دیوار پر ہاتھ رکھا اور بائیں جانب بھی دیوار تھی معارج کی تپش دیتی نظریں مہرو کے غصے میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟؟؟

مہرو نے غصے سے معارج کو دیکھتے ہوئے کہا جو مہرو کی نشیلی آنکھوں میں خود کو ڈوبتا ہوا محسوس کر رہا تھا اور مہرو کی آواز سن کر چونکا۔۔

تم سچ میں بہت حسین ہو مہرو لیکن میرے مطلب کی نہیں ہو۔۔۔!!!

معارج نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور اس کان کے پاس جھکا مہرو نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں تھیں۔۔۔

کل آؤں گا تیار رہنا جاناں۔۔۔!!!

معارج نے ایک ایک لفظ چبا کر مہرو کے کان میں کہا اس کا تپش دیتا لہجہ اور گرم سانسوں کے تھپڑ مہرو کو اپنی گردن پر پڑتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے اسے اپنی گردن جھلستی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

مہرو ابھی بھی سانس روکے آنکھیں بند کیے کھڑی تھی معارج مہرو سے پیچھے ہٹا اور ایک حقارت بھری نظر ڈوپٹے سے بے نیاز کھڑی مہرو پر ڈالی اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔

مہرو نے تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولی اور لمبا سانس لے کر پورے کمرے میں نظر گھمائی اور سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس کو پڑ کر لبوں سے لگاتے ہی ایک سانس میں سارا پانی پی گئی۔۔۔

مہرو کو معارج کی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن معارج کی باتوں نے مہرو کو بہت تکلیف پہنائی تھی۔۔۔۔

یہ کون تھا۔۔۔اور ملک کو کیسے جانتا ہے۔۔۔اب کیا ہونے والا ہے۔۔۔اور کتنی آزمائش لکھی ہے میری قسمت میں۔۔۔ تھک گئی ہوں میں۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا کیا کروں۔۔۔؟؟؟

مہرو نے اپنے ماتھے کو دو انگلیوں سے دباتے خود کلامی کرتے ہوئے کہا مہرو اس بھیانک حقیقت کو تسلیم کر چکی تھی کہ وہ ایک طوائف ہے اور طوائفوں کو ایسی باتیں روزانہ سننی پڑتی ہے لیکن جب بھی مہرو کو کوئی طوائف کہتا تو برداشت نہیں کر پاتی تھی۔۔۔

سویرابیٹااابھی تمھارےابو کی تنخواہ نہیں آئی ابھی میں تمہیں یہ سوٹ نہیں لے کر دے سکتی

تم جانتی ہوا بھی پورامہینہ پڑاہواہےاور میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔۔۔!!!

رقیہ بیگم نے دکھی لہجے میں اپنی لاڈلی کو سمجھاتے ہوئے کہادونوں ماں بیٹی پاس والی مارکیٹ میں گھر کا کچھ سامان لینے آئی تھیں جب سویرا کی نظرایک سوٹ پر پڑی اور سویرا کو جب کوئی چیز پسند آجاتی تو کسی نا کسی طرح اسے حاصل کر لیتی اسے پرواہ نہیں تھی کہ پیسے کہاں سے آئے گے۔۔۔

امی آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتی ہے جانتی ہے ساتھ والے گھر میں جو ثناء ہے وہ ہر ہفتے نیاسوٹ پہنتی ہےاور آپ مجھے سال بعد تین نئے سوٹ بناکر دیتی ہیں۔۔۔!!! سویرانے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

بیٹاتم گھر کے حالات سے اچھی طرح واقف ہو ہمارے پاس اتنے پیسے نہیں ہے گھر کا خرچ ہی بہت مشکل سے پوراہوتاہے۔۔۔۔!!! سویرا کی ماں نے کہا۔۔

جانتی ہوں امی ساری غریبی تو ہمارے گھر ہی ہے

پتہ نہیں ہم لوگ کیوں غریب ہے اللہ تعالٰی نے مجھے کسی امیر گھر میں کیوں پیدا نہیں کیا۔۔۔۔؟؟؟

سویرا کے منہ میں جو آرہا تھا بولتی جارہی تھی

وہ ہمیشہ اپنے لفظوں سے اپنی ماں کو تکلیف دے جاتی تھی لیکن اسے اس بات کی خبر تک نہیں ہوتی۔۔۔۔

سویرا تم ناشکری کررہی ہو اللہ تعالٰی نے ہمیں جس بھی حال میں رکھا ہے ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے اور ہمیں دو وقت کی روٹی نصیب ہو جاتی ہے یہ بھی اوپر والے کا کرم ہے ورنہ کچھ لوگ تو رات کو بھوکے سوتے ہیں لیکن پھر بھی ناشکری نہیں کرتے۔۔۔۔!!!

رقیہ بیگم نے سویرا کو سمجھانے والے انداز میں کہا وہ جانتی تھی سویرا پر ان کی بات کا کوئی فرق نہیں پڑے گا وہ ایک کان سے سنے گی اور دوسرے کان سے نکال دے گی اور ایسا ہی ہوا سویرا چہرے پر بے زاریت لیے اپنی ماں کی باتیں سن رہی تھی۔۔۔۔

امی بس کردیں آپ کی یہ باتیں سن سن کر میرے کان پک چکے ہیں اب گھر چلے۔۔۔۔!!!

سویرا نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گی رُقیہ بیگم نے بسی سے اپنی اکلوتی بیٹی کو دیکھ رہی تھی کبھی کبھی تو وہ سویرا کی باتیں سن کر ڈر بھی جاتی تھی۔۔۔۔

عقیل صاحب پاس والے سکول میں بچوں کو پڑھاتے تھے ان کی ایک ہی بیٹی تھی سویرا عقیل صاحب کی تنخواہ بہت کم تھی جس سے گھر کا گزبسر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔

سب معاملات کو دیکھتے ہوئے سویرا کی ماں رقیہ نے گھر میں کپڑے سلائی کرنے شروع کر دیے تھے

زیادہ بہتری تو نہیں آئی تھی لیکن اب گھر کا خرچ آرام سے پورا ہو جاتا۔۔۔۔

سویرا خیالوں کی دنیا میں رہنے والی لڑکی تھی اس نے اپنے خیالوں کی دنیا میں سب کچھ سیٹ کیا ہوا تھا لیکن جب سویرا حقیقت کو دیکھتی تو اسے اپنی غریبی سے نفرت محسوس ہوتی۔۔۔۔

اسے نئے کپڑے گاڑی میں آنا جانا شاپنگ مال جانا بہت پسند تھا لیکن آج تک کبھی اس کی ایک بھی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی ایسا سویرا کو لگتا تھا۔۔۔۔

سویرا کے ماں باپ کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کو ہر ایک وہ چیز دلا سکے جس کی وہ خواہش مند ہے لیکن سویرا ہمیشہ ان چیزوں سے نقص نکال کر اپنے والدین کا دل توڑ دیتی۔۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ چیز اچھی نہیں ہوتی تھی

بس وہ مہنگی نہیں ہوتی تھی اور سویرا کو مہنگی چیزیں بہت پسند تھیں۔۔۔۔

سویرا اکیس سال کی خوبصورت لڑکی تھی اللہ نے اسے بے پناہ حسن دیا تھا کالی بڑی بڑی سرمئی آنکھیں جن میں چوبیس گھنٹے کاجل ہوتا کندھے تک آتے کالے بال چھوٹی سی ناک جس میں ایک گولڈن کلر کی بالی پہنی ہوئی تھی اور ٹھوڑی پر ایک چھوٹا سا تل جو اسے مزید پرکشش بناتا۔۔۔۔

سویرا کو اپنی خوبصورتی پر ناز بھی بہت تھا رقیہ بیگم نے سویرا کو زبردستی نقاب کروایا تھا اور یہ بات تو سویرا ہی جانتی تھی کہ کس طرح وہ نقاب کرتی ہے۔۔۔۔

اس نے کافی بار کہا کہ میرا سانس بند ہوتا ہے لیکن اس کی ماں نے سختی سے اسے ڈپٹا کہ اگر تم بغیر پردے کے باہر گی تو تمھارا باہر جانا بند کر دوں گی اس لیے سویرا کو مجبوراً نقاب کرنا پڑتا۔۔۔۔

سویرا زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی اس نے میٹرک بھی بہت مشکل سے پاس کیا تھا اور سویرا چاہتی تھی اسے کوئی اچھی سی نوکری مل جائے تاکہ اس کے پاس کچھ پیسے آ سکے اور اپنی مرضی کی چیزیں خرید سکے۔۔۔۔۔

رابعہ تمھارے شہزادے کی واپسی کا ارادہ کب تک کا ہے۔۔۔۔؟؟؟

شاداب صاحب نے اپنی خوبصورت بیوی سے پوچھا جو نیل پینٹ لگا رہی تھی اپنے لاڈلے کے ذکر پر رابعہ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔۔۔۔

ملک صاحب وہ بھی آپ پر گیا ہے بہت ضدی ہے اپنی من مانی کرتا ہے ابھی اس کے واپس آنے کے آثار نہیں ہے۔۔۔۔!!! رابعہ نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

یہی تو اس کی عمر ہے گھومنے پھیرنے کی۔۔۔۔!!! شاداب نے رابعہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

وہ اب بچہ نہیں ہے اسے اب اپنی ذمہ داریاں سنبھال لینی چاہیے میں سوچ رہی تھی علیدان اور مان دونوں کی شادی ایک ساتھ ہی کر دی جائے

کومل اور مان بچپن کے دوست بھی تو ہیں اور میں نے اپنی بہن کو زبان دی تھی کہ اس کی دونوں بیٹیاں میری بہو بن کر میرے گھر آئے گی۔۔۔۔!!!

رابعہ نے سنجیدگی سے شاداب کو اپنے دل کی بات بتائی جو رابعہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

رابعہ بچے اب بڑے ہو گئے ہیں ہم لوگ اپنی مرضی ان پر مسلط نہیں کر سکتے اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ مان کتنا ضدی ہے اپنی مرضی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتی۔۔۔۔!!! شاداب نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔۔۔

جانتی ہوں ملک صاحب لیکن مجھے اپنے بیٹوں پر پورا بھروسہ ہے وہ کبھی بھی میرا بھروسہ نہیں توڑے گے۔۔۔۔!!!

رابعہ نے یقین سے کہا شاداب صاحب رابعہ کی بات سن کر ہنس پڑے۔۔۔

رابعہ بیگم یہ تو وقت ہی بتائے گا فلحال مجھے ایک ارجنٹ کام کے سلسلے میں جانا ہے بعد میں اس بارے میں بات کرتے ہیں۔۔۔۔!!!

شاداب نے کہا اور اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور دروازے کی طرف اپنے قدم بڑھائے۔۔۔

اور ہاں علیدان کہاں ہے۔۔۔۔؟؟؟ شاداب نے یاد آنے پر مڑ کر پوچھا۔۔۔۔

سارا کام تو آپ نے میرے بیٹے کے کندھوں پر ڈال دیا ہے دن رات بس کام کام ہی کرتا رہتا ہے ابھی بھی آفس میں ہی ہو گا۔۔۔۔!!! رابعہ نے ناراضگی سے کہا۔۔۔۔

بیگم صاحبہ آپ ناراض کیوں ہوتی ہیں کچھ دنوں کی بات ہے اس کے بعد علیدان بھی فری ہو جائے گا اس کا کام کم ہو جائے گا عظیم واپس پاکستان آرہا ہے اب اس کا بیٹا بھی علیدان کے ساتھ ہی کام کرے گا تو میرے بیٹے کا بوجھ بھی تھوڑا کم ہو جائے گا۔۔۔۔!!!

شاداب نے مسکراتے ہوئے رابعہ کو بتایا عظیم شاداب ملک کا کزن ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھا دوست بھی تھا۔۔۔۔

اس کا مطلب آپی بھی آرہی ہیں۔۔۔۔؟؟؟ رابعہ نے پر جوش لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

جی بلکل ساری فیملی پاکستان شفٹ ہو رہی ہے۔۔۔۔!!! شاداب نے مسکرا کر کہا۔۔۔

لیکن آپی نے مجھے نہیں بتایا۔۔۔!!! رابعہ نے ناراضگی سے کہا۔۔

کیونکہ وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھیں اور میں نے ان کا سرپرائز خراب کر دیا۔۔۔!!!

شاداب نے پریشانی سے رابعہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

کوئی بات نہیں شاداب میں آپی کو معلوم ہی نہیں ہونے دوں گی آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔!!!

رابعہ نے شاداب کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔۔۔

اوو تھینک یو رابعہ۔۔۔۔!!! شاداب نے رابعہ کے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔۔۔

آپ بھی نا۔۔۔!!! رابعہ نے شرم سے نظریں جھکالیں۔۔۔۔

تمھاری انہی اداؤں نے تو مجھے ابھی تک تمھارا دیوانہ بنا رکھا ہے۔۔۔۔!!! شاداب نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔۔۔

اب آپ کو دیر نہیں ہو رہی۔۔۔۔؟؟؟رابعہ نے بات بدلتے ہوئے کہا۔۔۔۔

شیٹ میری تو میٹنگ تھی میں بہت لیٹ ہو گیا ہوں۔۔۔۔!!!

شاداب نے کہا اور کمرے سے نکل گیا کیونکہ میٹنگ بہت ضروری تھی رابعہ شاداب کو جاتے دیکھ مسکرا پڑی تھی۔۔۔۔

عظیم اور شاداب دونوں کزن تھے لیکن بچپن سے ہی بہت اچھے دوست بھی تھے شاداب کی شادی ان کی کلاس فیلو رابعہ سے ہوئی تھی۔۔۔۔

شاداب کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی عظیم کی شادی اپنی کزن سے ہوئی تھی جس کا نام روبینہ تھا روبینہ اور رابعہ یونیورسٹی لائف سے فرینڈز تھیں لیکن دونوں کی نیچر مختلف تھی۔۔۔۔

روبینہ سلجھی ہوئی نرم مزاج خاتون تھی جبکہ رابعہ اس کے برعکس تھی۔۔۔۔

عظیم کے دو بیٹے تھے عظیم اور شاداب نے مل کر بزنس شروع کیا تھا اور اسے بلندیوں تک پہنچایا۔۔۔۔

تین سال پہلے عظیم صاحب اپنی فیملی کو لے کر کینیڈا شفٹ ہو گئے اور آج تین سال بعد دوبارہ پاکستان واپس آ رہے تھے۔۔۔۔

شاداب صاحب کا چھوٹا بیٹا بھی کینیڈا گھومنے پھرنے گیا تھا۔۔۔۔

💞 ------------ 💞

مان ہم لوگ پاکستان شفٹ ہو رہے ہیں تو کب تک یہاں رک رہا ہے۔۔۔۔؟؟؟

آکف نے سگریٹ کا گہرا کش لے کر باقی کا سگریٹ مان کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا جس نے آکف کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر اپنے ہونٹوں سے لگایا۔۔۔۔

مان اور آکف دونوں گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑے تھے دونوں کی نظریں سامنے چلتے پھرتے لوگوں پر جمی تھیں۔۔۔۔

تم لوگ چلے جانا میرا ابھی کوئی ارادہ نہیں ہے

ابھی میں یہی رہنا چاہتا ہوں جب دل کیا آ جاؤ گا۔۔۔۔!!! مان نے دوبارہ سگریٹ کو آکف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

چل ٹھیک ہے میں چلتا ہوں پیکنگ بھی کرنی ہے رات کو ملتے ہیں۔۔۔۔!!!

آکف نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا اور اپنی جیب سے گاڑی کی چابیاں نکالی۔۔۔۔

تو واپس کیسے آئے گا گاڑی تو میں لے کر جا رہا ہوں۔۔۔۔؟؟؟ آکف نے مان سے پوچھا۔۔۔۔

تو فکر مت کر ما آ جاؤ گا۔۔۔۔!!! مان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔۔۔۔

جیسے تیری مرضی۔۔۔۔!!!

آکف نے کہااور گاڑی میں جا کر بیٹھ گیاماں ابھی آکف کو ہی دیکھ رہا تھاجب اس کا موبائل رنگ ہوااس نے موبائل کی چمکتی سکرین پر فضاکانام دیکھ کر لمباسانس بھرامان نے موبائل کان سے لگایاجب فضانے کہا۔۔۔

"مان مجھے تم سے علیدان کے بارے میں بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔!!!"

بھابھی میں سن رہاہوں۔۔۔!!!

مان نے سنجیدگی سے کہااور فضاکی بات سننے لگا۔۔۔

آج بھی سویرا انٹرویو دے کر واپس گھر آ رہی تھی بیگ میں پیسے تو نہیں تھے لیکن پھر بھی اس کا دل سامنے بنے بڑے اور خوبصورت سے مال میں جانے کا کیا اپنے دل کی سنتے ہوئے سویرا مال میں داخل ہوئی تھی اور ستائشی نظروں سے وہاں پڑی خوبصورت چیزوں کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

سویرا نے کالا عبایہ اور ساتھ کالے ہی رنگ کا حجاب لیا ہوا تھا۔۔۔

مال میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنا نقاب اتار دیا اس نے سوچا یہاں کون سا اس کی امی دیکھ رہی ہیں

سویرا حسرت بھری نگاہوں سے ہر ایک چیز دیکھ رہی تھی پورے مال کا ایک چکر لگا کر اسے ایک جیولری شاپ نظر آئی جس میں بہت خوبصورت ہار پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

کافی دیر کھڑی سویرا جیولری کو دیکھتی رہی جب وہاں سے جانے کے لیے مڑی تو کسی کے ساتھ زور سے ٹکرائی۔۔۔۔

ٹکرانے والے نے بنا سویرا کو دیکھے وہاں سے تیز تیز قدم چلتا گیا سویرا اپنے سر کو پکڑ کر وہی کھڑی رہی کیونکہ اسے اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا جب اس نے چہرا اٹھا کر دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھا دور ایک عبایہ پہنے عورت تیز تیز قدم چلتی جا رہی تھی۔۔۔۔

لگتا ہے کوئی اندھی عورت تھی۔۔۔۔!!!

سویرا نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے غصے سے کہا اور اپنے کندھے پر ڈالے بیگ کو درست کیا۔۔۔۔

ابھی سویرا کچھ ہی قدم چلی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے کافی ساری آوازیں سنائی دی جیسے کوئی اسے ہی بلا رہا ہو۔۔۔۔

سویرا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو دو تین آدمی اس کے پاس ہی آ رہے تھے سویرا ہٹے کٹے آدمیوں کو خود کی طرف آتے دیکھ ایک دم گھبرا گئی۔۔۔۔

اے لڑکی چوری کر کے بھاگ رہی تھی۔۔۔۔؟؟؟

ان میں سے ایک آدمی نے غصے سے سویرا کو دیکھتے ہوئے کہا اس آدمی کی بات سن کر سویرا کا رنگ اڑ گیا چوری آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔

میں نے کوئی چوری نہیں کی۔۔۔۔!!! سویرا نے جلدی سے جواب دیا۔۔۔

تو پھر یہ نیکلس تمھارے بیگ میں کیا کر رہا ہے۔۔۔۔؟؟؟

اس آدمی نے آدھے باہر نکلے نیکلس کو سویرا کے بیگ سے پورا باہر نکال کر سویرا کے سامنے لہراتے ہوئے پوچھا جو دیکھنے میں ہی کافی مہنگا لگ رہا تھا۔۔۔

یہ۔۔۔یہ۔۔۔۔کیا ہے۔۔۔۔یہ میرے بیگ میں کیسے آیا۔۔۔میں۔۔۔میں نے۔۔۔۔کوئی چوری نہیں کی۔۔۔۔!!!

سویرا نے پریشانی کے عالم میں لڑکھڑاتی زبان میں کہا۔۔۔

یہ تمھارے بیگ سے نکلا ہے یہ تھوڑی دیر پہلے میری شاپ سے غائب ہوا تھا ایک عورت آئی تھی جس نے عبایہ پہنا ہوا تھا اور وہ تم ہی تھی۔۔۔۔!!! اس آدمی نے سویرا کے عبایہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ میں نہیں تھی میں آپ کی شاپ میں نہیں آئی۔۔۔۔!!! سویرا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔۔۔

بہت ہو گیا میں تمہیں پولیس کے حوالے کرتا ہوں وہ خود ہی تم سے اگلوالیں گے۔۔۔۔!!!

اس آدمی نے غصے سے سویرا کو گھورتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے کر جانے لگا۔۔۔

چھوڑو میرا ہاتھ کیا کر رہے ہو۔۔۔۔؟؟؟

سویرا نے چلاتے ہوئے اپنا ہاتھ جھڑواتے کی کوشش کرتے ہوئے کہا سارے لوگ سویرا کو دیکھنے لگے تھے اور وہاں جمع ہو گئے تھے لیکن ان میں سے کوئی بھی آگے نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔

بازل جو کب سے کھڑا سویرا اور اس شاپ والے کی گفتگو سن رہا تھا غصے میں آگے آیا اور سویرا کا ہاتھ اس آدمی سے الگ کیا۔۔۔۔

جب وہ تمہیں کہہ رہی ہے کہ اس نے نیکلس چوری نہیں کیا تو کیوں تم اس کی بات نہیں سن رہے۔۔۔۔؟؟؟ بازل نے غصے میں اس آدمی کو کہا۔۔۔

سر یہ میڈم میری شاپ پر آئی تھیں اور مجھ سے پانی مانگا جب میں لینے گیا تو میری شاپ سے یہ نیکس لے کر غائب ہو گئی اب جب میں اس عورت کا پیچھا کرتے ہوئے آیا تو ان کے بیگ سے میرا یہ نیکس لٹک رہا تھا۔۔۔!!!

تو کیا ابھی بھی آپ کو لگتا ہے یہ سچ بول رہی ہیں۔۔۔؟؟؟اس آدمی نے ساری کہانی بازل کو سناتے ہوئے کہا۔۔۔

بازل نے سویرا کی طرف دیکھا جس کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا ابھی بے ہوش ہو جائے گی آنکھوں سے لگاتار آنسوؤں بہہ رہے تھے۔۔۔

کتنے کا ہے نیکلس۔۔۔؟؟؟

بازل نے اُس آدمی سے پوچھا آدمی نے قیمت بتائی جب بازل نے کہا۔۔۔

میں تمھیں تین گنا زیادہ دوں گا لیکن تم اس لڑکی کو پولیس کے حوالے نہیں کرو گے۔۔۔؟؟؟

اس آدمی کا منہ حیرت کے مارے کھولا کا کھولا رہ گیا آدمی کو تین گنا زیادہ پیسے مل رہے تھے اس میں اس کا خود کا ہی فائدہ تھا اس لیے اُس آدمی نے پیسے لینے کی حامی بھر لی۔۔۔۔

بازل نے آدمی کو پیسے دیے اور بت بنی سویرا کا ہاتھ پکڑ کر مال سے باہر لے گیا اور اپنی گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر سویرا کو اندر بیٹھا۔۔۔

سویرا ابھی تک صدمے کی حالت میں تھی اس لیے خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔

بازل نے پانی کی بوتل سویرا کی طرف بڑھائی

جیسے سویرا نے پکڑ ضرور لیا لیکن پیا نہیں تھا۔۔۔

وہ آدمی جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔ میں نے کوئی چوری نہیں کی۔۔۔ میں نہیں جانتی کہ وہ نیکلس میرے بیگ میں کیسے آیا۔۔۔!!!

سویرا کو جب ہوش آیا تو اس نے بازل کو دیکھتے ہوئے کہا جو خاموشی نظروں سے سویرا کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

پہلے آپ رونا بند کرے ہو سکتا ہے کسی نے آپ کے ساتھ شرارت کی ہو اب سب کچھ ٹھیک ہے آپ پلیز رونا بند کریں۔۔۔!!!

بازل نے ٹشو سویرا کی طرف بڑھاتے ہوئے تحمل سے کہا سویرا نے ٹشو پکڑا اور اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔۔

مجھے اب گھر جانا چاہیے آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔!!!

سویرا نے پہلی بات خود سے اور آخری بات بازل کو دیکھتے ہوئے کہی جو پہلے ہی سویرا کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا سویرا نے ہڑ بڑا کر اپنی نظریں اپنے بیگ پر ٹکا دی بازل کو سویرا کی اس حرکت نے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

مجھے اپنے گھر کا ایڈریس بتایئے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔۔!!! بازل نے سامنے سڑک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

نہیں میں چلی جاؤ گی۔۔۔۔!!! سویرا نے جلدی سے کہا۔۔۔۔

جیسی آپ کی مرضی۔۔۔۔!!! بازل نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

سویرا نے ایک بار پھر بازل کا شکریہ ادا کیا اور گاڑی سے باہر نکل گئی بازل کی نظریں سویرا پر ہی ٹکی ہوئی تھیں جو سامنے رکشے میں بیٹھ رہی تھی بازل نے سویرا کے جانے کے بعد گاڑی سٹارٹ کی اور اور رکشے کے پیچھے ڈال دی جس کام کے لیے آیا تھا وہ بھول چکا تھا۔۔۔

سویرا نے رکشے میں بیٹھ کر جلدی سے نقاب کیا اور مال میں ہوئے سارے معاملے کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔۔۔

اگر وہ انسان فرشتہ بن کر نا آتا تو اس وقت سویرا پولیس سٹیشن میں ہوتی یہ سوچ آتے ہی سویرا پوری کانپ سی گئی۔۔۔

کون تھا وہ شخص جس نے میری مدد کی میں نے نام تو پوچھا نہیں۔۔۔!!!

جب سویرا کا خوف کم ہوا تو اسے بازل کا خیال آیا بے شک وہ انسان دیکھنے میں بہت خوبصورت تھا آج سویرا نے اس بات کو دل سے تسلیم کیا کہ آج بھی کچھ لوگ دنیا میں ایسے موجود ہے جو بنا کسی غرض کے لوگوں کی مدد کرتے ہیں اور سویرا کا یہ خیال بازل کے بارے میں بہت جلد غلط ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

سویراا بھی بھی اپنے خیالوں میں گم تھی جب رکشہ ڈرائیور کی آوازاسے ہوش کی دنیامیں لائی

باجی آپ کا گھر آگیاہے ڈرائیور نے کہاتو سویرانے کرایہ دیااور اپنی گلی میں داخل ہو گئی۔۔۔۔

السلام علیکم امی۔۔۔۔!!!

سویرانے گھر میں داخل ہوتے سامنے تختے پر بیٹھی اپنی ماں کو سلام کیا۔۔

بیٹامیں پریشان ہو گئی تھی کہاں رہ گئی تھی تم۔۔۔۔؟؟؟

رقیہ بیگم نے سلام کا جواب دینے کے بعد پریشانی سے پوچھا۔۔

کچھ نہیں امی ٹریفک میں پھنس گئی تھی۔۔۔۔!!!

سویرا نے اپنے حجاب کو اتارتے ہوئے عام سے لہجے کہا اور فریش ہونے چلی گئی۔۔۔

جاب کا کیا بنا۔۔۔؟؟رقیہ بیگم نے پوچھا۔۔۔

کیا بننا ہے امی آج بھی انٹرویو دے آئی ہوں سب کو میری پڑھائی کم لگتی ہے۔۔۔!!! سویرا نے ٹاول سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

بیٹا کیا ضرورت ہے تمھارے پاپا اتنا تو کما ہی لیتے ہیں کہ گھر کا دال دلیہ چل رہا ہے پھر تمہیں کیا ضرورت ہے جاب کرنے کی۔۔۔؟؟؟رقیہ بیگم نے پریشانی سے کہا۔۔۔

امی میں نئے کپڑے لینا چاہتی ہوں۔۔۔مجھے نئی چیزیں لینی ہیں۔۔۔جو بابا کی تنخواہ میں نہیں آسکتیں۔۔۔بابا کی تنخواہ سے گھر کا خرچہ بہت مشکل سے چلتا ہے۔۔۔تو جو چیزیں میں نے لینی ہوتی ہے آپ دونوں ہمیشہ مجھے یہ کہہ کر ٹال دیتے ہو۔۔۔اگلی بار لے لینا اور آپ لوگوں کی اگلی بار کبھی نہیں آتی۔۔۔میں اپنی زندگی اچھی طرح جینا چاہتی ہوں۔۔۔میں چاہتی ہوں میرے پاس ساری وہ چیزیں ہوں جو میری سہیلیوں کے پاس ہیں۔۔۔کتنی بار یہ بات میں آپ کو بتا چکی ہوں۔۔۔لیکن آپ کو میری بات سمجھ میں نہیں آتی۔۔۔!!!

سویرا نے بدتمیزی سے اپنی ماں کو جواب دیتے ہوئے کہا اور غصے میں کمرے میں جا کر بند ہو گئی پیچھے رقیہ بیگم نے اپنے آنسوؤں کو نکلنے سے روکا دروازے پر کھڑے عقیل صاحب نے بھی سویرا کی ساری باتیں سن لی۔۔۔۔

دونوں پوری کوشش کرتے تھے کہ سویرا کو کسی چیز کی کمی نا ہو لیکن سویرا ہمیشہ اپنی باتوں سے دونوں کا دل دکھا دیتی تھی۔۔۔۔

آپ کب آئے۔۔۔۔؟؟؟سویرا کی ماں نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے سامنے کھڑے اپنے شوہر سے پوچھا۔۔۔

بس ابھی آیا میں کمرے میں آرام کرنے جا رہا ہوں مجھے پانی لا دو۔۔۔۔!!!

عقیل صاحب نے سنجیدگی سے کہا اور اپنے کمرے میں چلے گئے رقیہ بیگم جانتی تھی کہ عقیل صاحب سویرا کی ساری باتیں سن چکے ہیں بہت کوشش کے باوجود بھی رقیہ بیگم اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پائی تھی۔۔۔۔

رقیہ بیگم نے اپنے ڈوپٹے کے پلو سے اپنے آنسو صاف کیے اور کچن میں پانی لینے چلی گئی۔۔۔۔

بازل میاں آپ تو ہم سے ملنے والے تھے اور آئے کیوں نہیں ہم لوگ پاگلوں کی طرح تمھارا انتظار کر رہے تھے سوری ہم نہیں صرف میں کیونکہ عمیر بھی شاپنگ کرنے چلا گیا تھا۔۔۔!!! عامر نے دانت پستے ہوئے کہا۔۔۔

یار تو نے اسے بتایا نہیں میں بزی ہو گیا۔۔۔!!!

بازل نے عمیر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بازل کی بات سن کر ہنس پڑا تھا۔۔

کہاں بزی ہو گئے تھے۔۔۔؟؟؟ عامر نے حیرانگی سے پوچھا۔۔

یار تو چھوڑ چل کہی چلتے ہیں کھانا بھی کھالیں گے۔۔۔!!!

بازل نے ہنستے ہوئے عامر کو کہا جو اپنی گھوریوں سے بازل کو نواز رہا تھا۔۔۔

تم دونوں کیا کھچڑی پکا رہے ہو مجھے بتانا پسند کرو گے۔۔۔؟؟؟

عامر نے عمیر اور بازل کے چہروں کی کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

یار ایسا کچھ بھی نہیں ہے چل مجھے تو بہت بھوک لگی ہے کسی ریسٹورنٹ میں چلتے ہیں۔۔۔۔!!!

عمیر نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا عامر بھی خاموش ہو گیا اس نے دوبارہ اس بارے میں بات نہیں کی۔۔۔۔

بازل خوبصورتی میں اپنی مثال خود تھا گرے آنکھیں ہلکی سی ڈاڑھی بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے سفید شرٹ اور بلیو جینز میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا بازل کے دو دوست تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ ہی ہوتے تھے ایک کا نام عامر اور دوسرے کا نام عمیر تھا۔۔۔۔

بازل ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کا خوف کا بزنس تھا۔۔۔۔

یہ کون تھا جو میرے کمرے میں آیا تھا اور کیا بکواس کر رہا تھا۔۔۔۔؟؟؟

معارج کے جاتے ہی مہرو غصے میں تن فن کرتی سلمیٰ کے پاس آئی جو خود پریشان سی بیٹھی ہوئی تھی پاس ہی اس کے ظفر کھڑا تھا اور ایک لڑکی سلمیٰ کے پیر دبا رہی تھی۔۔۔۔

جاؤ تم دونوں یہاں سے۔۔۔۔!!!

سلمیٰ نے پہلے لڑکی اور اور پھر ظفر کو دیکھتے ہوئے کہا جو سلمیٰ کی بات سن کر وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔۔

وہ معارج ملک ہے۔۔۔۔!!! سلمیٰ نے مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

تو میں کیا کروں وہ میرے کمرے میں کیا کر رہا تھا اس بات کا مجھے جواب چاہیے۔۔۔۔!!! مہرو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

دیکھو مہرو وہ بہت بڑے لوگ ہیں۔۔۔۔!!!

سلمیٰ بائی وہ میرے کمرے میں کیا کر رہا تھا۔۔۔۔؟؟؟

مہرو نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے اپنی بات کو دہراتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

ملک تمہیں چاہتا ہے میرا مطلب ہے ایک رات کے لیے تمہیں چاہتا ہے۔۔۔۔!!! رقیہ نے جلدی سے مہرو کو بتادیا۔۔۔

مہرو تھوڑی دیر سنجیدگی سے سلمیٰ کا چہرہ دیکھتے رہی اور پھر تمسخرانہ انداز میں ہنسنے لگی۔۔۔۔

اس کے بدلے وہ ملک مجھے کیا دے سکتا ہے۔۔۔۔؟؟؟

مہرو نے تیکھے مگر عام سے لہجے میں اپنے بالوں کی لٹو کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے ایک ادا سے پوچھا سلمیٰ بائی مہرو کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حیران ہوئی۔۔۔۔

مہرو تم جتنے پیسے مانگو گی وہ تمہیں دے گا۔۔۔۔!!!

سلمیٰ نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا آج اسے جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے۔۔۔۔

مجھے پیسے نہیں چاہیے سلمیٰ بیگم وہ پیسوں کے علاوہ مجھے کیا دے سکتا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟مہرو نے اس بار سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

مہرو کیا کہنا چاہ رہی ہو مجھے تمھاری بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔۔۔؟؟؟ سلمیٰ نے جھنجھلا کر پوچھا۔۔۔۔

سلمیٰ بیگم آپ اچھے سے جانتی ہیں میں یہ سب کام نہیں کرتی۔۔۔پھر ملک کا میرے کمرے میں آنے کا کیا مطلب ہے۔۔۔چاہے وہ کتنا ہی بڑا آدمی ہو۔۔۔مجھے کتنے ہی پیسے کیوں نا دے دیں۔۔۔جو وہ کہہ رہا ہے وہ میں ہر گز نہیں کر سکتی۔۔۔اور جو میں چاہتی ہوں وہ مجھے ملک نہیں دے سکتا۔۔۔آپ اچھے سے جانتی ہیں۔۔۔اور اس نے جو بھی کرنا ہے کر لے۔۔۔جو بھی سمجھنا ہیں سمجھ لے۔۔۔مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔!!!

طوائف ضرور ہوں لیکن اس کے باپ کی نوکر نہیں ہوں اگر رقص کرتی ہو تو خود کا پیٹ پالنے کے لیے کرتی ہوں مجھے پیسے کے لیے راتیں گزارنے کا شوق نہیں ہے۔۔۔!!!

مہرو نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور غصے میں وہاں سے چلی گی مہرو کے پیروں میں پہنے گھنگرو کی آواز پورے ہال میں گونجنے لگی۔۔۔

سلمیٰ بائی مہرو کی پشت کو گھور رہی تھی وہ اچھے جانتی تھی چاہیے کچھ بھی ہو جائے مہرو کبھی بھی نہیں مانے گی اور وہی ہوا لیکن اب معارج ملک کو کیا جواب دینا تھا اس بات کی ٹینشن سلمی کو کھائی جا رہی تھی۔۔۔۔

کیا ہوا سلمیٰ بیگم آپ اتنی پریشان کیوں ہیں۔۔۔۔!!! نایاب نے سلمیٰ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

اس سے پہلے سلمیٰ کوئی جواب دیتی پنکی بھی وہاں آگئی تھی پنکی ایک خواجہ سرا تھا جو لڑکیوں کو کوٹھے پر لانے کا کام سرانجام دیتا۔۔۔۔

سلمیٰ تو نے مجھے اتنی جلدی میں کیوں بلایا۔۔۔۔؟؟؟

پنکی نے سلمیٰ کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس نے رنگ برنگے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور چہرے پر ڈھیر سارا میک اپ کیا تھا۔۔۔۔

سلمیٰ نے سنجیدگی سے ساری بات نایاب اور پنکی کو بتادی۔۔۔۔

نایاب تو بات کر مہرو سے تیری تو ساری باتیں وہ مان لیتی ہے۔۔۔۔!!! سلمیٰ نے نایاب کو دیکھتے ہوئے آس سے کہا۔۔۔

سلمیٰ بیگم یہ مشکل ہے اور جہاں تک مجھے لگتا ہے اس معاملے میں مہرو میری بات بھی نہیں مانے گی اور آپ اچھے سے جانتی ہے وہ کتنی ضدی ہے ملک جیسا چاہتا ہے ویسا ہر گز نہیں ہو سکتا آپ ملک سے بات کریں مہرو کے علاوہ باقی ساری لڑکیاں خوشی خوشی اس کام کو کرنے کے لیے تیار ہو جائے گی۔۔۔۔!!!

نایاب نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے سلمیٰ کو مشورہ دیا۔۔۔۔

یہی تو مصیبت ہے ملک کو مہرو چاہیے پیچھلے دو ماہ سے مہرو کا رقص دیکھنے کے لیے آتا تھا

مجھے تو لگتا ہے اس لڑکی کی ضد ہمیں سڑک پر لے آئے گی۔۔۔۔!!!! سلمیٰ نے پریشانی سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

سلمیٰ تو پریشان نا ہو کوئی نا کوئی راستہ نکل آئے گا۔۔۔۔!!! پنکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

کیسے نکل آئے گا پنکی کل ملک نے آنا ہے میں کیا جواب دوں گی۔۔۔۔؟؟؟ سلمیٰ نے کہا۔۔۔۔

میں تیار ہوں آپ ملک سے میرے لیے بات کر لیں۔۔۔۔!!! نایاب نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔۔۔۔

نایاب میری بچی معارج ملک نے مہرو کا مطالبہ کیا ہے اسے میں نے شبنم بھی دکھائی لیکن اس نے مہرو کو ہی مانگا ہے اس معاملے میں ہم میں سے کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتے اگر کوئی کچھ کر سکتا ہے تو وہ مہرو ہی ہے۔۔۔۔!!

سلمیٰ بائی نے پیار سے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

پنکی تو پتہ کر ملک صاحب اور معارج ملک کا آپس میں کیا رشتہ ہے۔۔۔۔!!! سلمیٰ نے پنکی کو کہا۔۔۔

ٹھیک ہے میں ملک کے بارے میں معلومات اکٹھی کرتی ہوں۔۔۔۔!!!

پنکی نے سلمیٰ کے پاس پڑے پان میں سے ایک پان پکڑ کر منہ میں رکھتے ہوئے کہا نایاب وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی۔۔۔۔

علیدان بیٹا کہاں غائب رہتے ہو تم۔۔۔۔؟؟؟

رابعہ نے کھانا کھاتے ہوئے علیدان سے پوچھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا۔۔۔

ماما بس آجکل کام بہت زیادہ ہو گیا ہے کچھ دنوں کی بات ہے ایک بار سیٹ ہو جائے پھر سب ٹھیک ہو جائے گا اور آکف بھی تو آرہا ہے وہ بھی میرے ساتھ ہی ہو گا۔۔۔!!! علیدان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

شاداب ملک کے تینوں بچوں نے حسن اپنی ماں سے چرایا تھا تینوں ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔۔۔۔

بیٹا وہ تو سب ٹھیک ہے لیکن تمہیں کیا لگتا ہے آکف تمھارے ساتھ آفس جائے گا وہ بھی اپنے مان کی طرح کا ہے جب دل کیا تو کام کر لیا۔۔۔!!!

رابعہ نے ہنستے ہوئے علیدان کو کہا جو اپنی ماں کی بات سن کر خود بھی مسکرا پڑا۔۔۔

کوئی بات نہیں ماما آکف بھی میرے لیے مان کی طرح کا ہے جب اس کا دل کرے گا آ جائے گا آفس۔۔۔!!! علیدان نے پانی کے گلاس کو پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔

السلام علیکم ماما۔۔۔۔!!!

آرزو نے بیٹھے ہوئے اپنی ماں کو سلام کیا۔۔۔

آرزو بیٹا آپ کے امتحان کب ہیں۔۔۔۔؟؟؟رابعہ نے سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھا۔۔۔۔

ماما ابھی تھوڑا وقت ہے۔۔۔۔!!! آرزو نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔۔

ماما بھائی واپس کب آرہے ہیں۔۔۔۔؟؟؟آرزو نے رابعہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

بیٹا اللہ جانے تمھارے باپ کے لاڈ پیار کا نتیجہ ہے اب وہ کسی کی سنتا نہیں ہے اب عظیم بھائی بھی اپنی فیملی کے ساتھ یہاں آرہی ہے جو کچھ ماہ یہاں ہی رہے گئے لیکن میرے پیارے بیٹے مان کو کوئی پرواہ نہیں ہے وہ کینیڈا ہی رہنا چاہتا ہے جب دل کرے گا آجائے گا۔۔۔۔!!!

رابعہ نے غصے میں کہا جبکہ اپنے چاچو کی فیملی کے آنے کا سن کر آرزو کے چہرے پر ایک سایہ سا کر گزرا تھا۔۔۔۔

ماما آپ فکر مت کریں ابھی اسے انجوائے کرنے دیں۔۔۔۔!!! علیدان نے مسکراہٹ دبا کر کہا وہ جانتا تھا اس کی ماں کا جواب کیا ہو گا۔۔۔

تم تو کہو گے تمھارا ہاتھ بھی تو ہے ان سب میں تم دونوں باپ بیٹے نے میرے مان کو خراب کر دیا ہے۔۔۔۔!!! رابعہ نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

خدا کا خوف کریں ماما آپ کا لاڈلا تو پہلے سے ہی خراب تھا میں نے اور ڈیڈ نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔!!!

علیدان نے ہنستے ہوئے کہا علیدان کی بات سن کر آرزو بھی اپنے خیالات سے باہر آئی اور اپنے بھائی کی بات سن کر ہنسنے لگی رابعہ نے آرزو کو گھور کر دیکھا تو اس کی ہنسی کو بریک لگی۔۔۔۔

تم دونوں کو معلوم نہیں ہے کھانا کھاتے وقت باتیں نہیں کرتے اس لیے خاموشی سے کھانا کھاؤ۔۔۔۔!!!

رابعہ نے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا اور اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گی۔۔۔۔

آرزو اور علیدان نے مسکراتے نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور کھانا کھانے لگے۔۔۔۔

سویرا تم کہاں جا رہی ہو؟ ثناء نے سویرا سے پوچھا جو اپنا نقاب ٹھیک کر رہی تھی

یہ ایک چھوٹا سا محلہ تھا گھر ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے کوئی بھی دوسرے کے گھت میں دیکھ سکتا تھا چھتیں ساتھ ساتھ تھی

سویرا کی سہیلی جو ساتھ والے گھر میں ہی رہتی تھی اس نے سویرا کو تیار ہوتے دیکھا تو تجسس کے مارے پوچھ بیٹھی۔

سویرا نے ثناء کو ایک گھوری سے نوازا اور دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئ۔

ثناء کو سویرا کے رویے پر بہت غصہ آیا

اور غصے میں وہاں سے ہٹ گئ لیکن دل میں اس نے عہد کیا اب اگر سویرا نے اس کی مدد مانگی تو کبھی نہیں کرے گی....

سویرا نے اپنا چھوٹا سا پرس پکڑا اور گھر سے باہر نکل گئ۔

سویرا کو پاس والی مارکیٹ سے کچھ سامان لانا تھا۔

سویرا اپنے دھیان چل رہی تھی۔جب کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا

سویرا نے ڈر کے مارے ایک دم اس شخص کا ہاتھ جھٹکا۔

پیچھے دیکھنے پر معلوم ہوا سامنے کھڑا شخص وہی مال والا لڑکا تھا

آپ؟سویرا نے حیرانگی سے پوچھا۔

جی میں ایکچولی آپ کا یہ بریسلٹ میری گاڑی میں رہ گیا تھا۔

تو یہی واپس کرنے آیا ہوں مجھے لگا یہ آپ کے لیے اہم ہو گا

بازل نے مسکراتے ہوئے کہا آنکھوں پر کالی گلاسس لگائے وائٹ شرٹ کے بازوں کو کہنیوں تک فولڈ کیے تھے

بلیو جینز میں بازل کی شخصیت مزید نکھری نکھری لگ رہی تھی۔

سویرا نے اب گھور سے بازل کو دیکھا تھا بے شک سامنے کھڑا شخص بہت خوبصورت تھا۔آپ نے فضول میں زحمت کی پہلے ہی آپ بہت زیادہ میری مدد کر چکے ہیں

سویرا نے بریسلٹ کو پکڑتے ہوئے شرمندگی سے کہا۔

اب آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں اگر آپ کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو میں اس کی بھی مدد کرتا۔بازل نے ہلکا سا مسکرا کر سویرا کی شرمندگی کم کرتے ہوئے کہا۔

لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا میں یہاں رہتی ہوں سویرا نے بازل کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا کیونکہ سویرا نے اپنے گھر کا ایڈریس بازل کو نہیں بتایا تھا۔

نکاب میں سویرا کی بڑی بڑی آنکھیں جو کاجل سے بھری ہوئی تھیں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔

جب آپ رکشے میں بیٹھ گئی تھیں تو آپ کے پیچھے گھر تک آیا تھا جو کچھ مال میں ہوا اس کی وجہ سے مجھے لگا کہی راستے میں. آپ کو کوئی پریشانی ناہو.....

بازل نے صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے سویرا کو مطمئن کیا اور سویرا نے بازل کی بات پر یقین بھی کر لیا۔

آپ نے میری بہت مدد کی ہے اس کے لیے میں آپ کی شکر گزار ہوں۔

اب میں چلتی ہوں سویرا نے بازل کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی۔جب اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹی بازل کھڑا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سویرا کو ہی دیکھ رہا تھا۔

ویسے آپ کا نام کیا ہے ؟سویرا نے پوچھا؟

لیکن جلد ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ایم سوری سویرا نے آہستہ آواز میں کہا اور وہاں سے جانے لگی

بازل میرا نام بازل ہے

بازل نے سویرا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

اووو بہت اچھا نام ہے سویرا سے جب کوئی بات نہیں بنا تو جلدی سے کہہ کر وہاں سے بھاگنے والے انداز میں چلنے لگی۔

بازل سویرا کی پھرتی دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔

عرشمان بیٹا تمھاری پیکنگ ہو گئی یا ہیلپ کی ضرورت ہے روبینہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اپنے چھوٹے بیٹے سے پوچھا

جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا

میں بعد میں بات کرتا ہوں

عرشمان نے مقابل کو کہا اور فون بند کر کے اپنی ماں سے مخاطب ہوا

ماما پیکنگ تو میری ساری ہو گئی ہے

آپ بھائی سے پوچھ لیں یقیناً انہوں نے پیکنگ نہیں کی ہو گی عرشمان نے ہنستے ہوئے اپنی ماں کو کہا اور روبینہ بیگم کو بیڈ پر بیٹھا کر ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

کیا ہوا بیٹا؟ تم مجھے کچھ پریشان لگ رہے ہو؟ روبینہ بیگم نے عرشمان کے بالوں میں انگلیاں چلاتے پوچھا

جو انکھیوں موندے لیٹا تھا۔

ماما میں پریشان نہیں ہو بس یہی سوچ رہا تھا ہم پاکستان میں الگ گھر لے کر بھی تو رہ سکتے ہیں تایا ابو کے گھر میں رہنا ضروری تو نہیں ہے

عرشمان نے دھیمے لہجے میں کہا

بیٹا ہمارا گھر بن رہا ہے جو کچھ وقت میں مکمل ہو جائے گا

تمھارے ڈیڈ کا ارادہ بھی کسی ہوٹل وغیرہ میں رہنے کا تھا لیکن جب بھائی صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے صاف صاف منع کر دیا

لیکن تمہیں اُس گھر میں رہنے سے کیا مسئلہ ہے؟ روبینہ بیگم نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے آخری بات حیرانگی سے پوچھی

ماما مسئلہ نہیں ہے میرا بچپن اُس گھر میں گزرا ہے بس دماغ میں سوال چل رہا تھا اس لیے پوچھ لیا

عرشان نے اُٹھ کر اپنی ماں کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

عرشان کی بات نے زیادہ تو نہیں لیکن تھوڑا بہت روبینہ بیگم کو مطمئن کر دیا تھا۔

تم کہتے ہو تو مان لیتی ہوں لیکن اگر تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتا سکتے ہو

روبینہ بیگم نے پیار سے کہا

یس ماما عرشان نے مسکراتے ہوئے کہا

میں تمھارے بھائی سے بھی پوچھ لیتی ہوں پتہ نہیں وہ جاگا بھی ہے یا ابھی تک سو رہا ہے روبینہ بیگم نے عرشان کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور کمرے سے باہر چلی گئ...

روبینہ بیگم کے جاتے ہی عرشان اپنے کمرے کے ٹریس کی طرف چلا گیا..

کیسے گزرے گئے یہ کچھ دن اس گھر میں

تمھاری شکل بھی اب میں دیکھنا پسند نہیں کرتا

لیکن اب مجھے تمھاری شکل روز دیکھنی پڑے گی اور برداشت کرنا پڑے گا

عرشمان نے اُس دشمنِ جان کا چہرہ اپنی نظروں کے سامنے لاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اُس کے بارے میں. سوچتے ہی ایک سال پہلے کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا اور اُس تکلیف دہ منظر میں کھو گیا۔

مان بیٹا آکف کہاں ہے ؟اس کی پیکنگ مکمل ہو گی ؟روبینہ بیگم نے آکف کے روم سے باہر نکلتے مان سے پوچھا۔

چچی جان وہ تو ابھی تک سو رہا ہے

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا میں دیکھتی ہوں اسے مجھے معلوم تھا آکف ابھی تک سو رہا ہو گا اور مان مجھے تم سے بھی بات کرنی تھی تم بھی ہمارے ساتھ ہی چلتے تو زیادہ اچھا ہوتا

روبینہ بیگم نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا

چچی جان آپ پریشان نا ہو دو دن کا کام ہے مجھے یہاں پر وہ ہوتے ہی میں آ جاؤ گا

مان نے سنجیدگی سے کہا اب چہرے پر پہلے والی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی روبینہ بیگم نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

اور آگف کے کمرے میں کی طرف چلی گئی۔

مان نے گہرا سانس لیا اور گھر سے باہر نکل گیا

اگلے دن معارج کوٹھے پر موجود سلمیٰ بائی کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا آج اس نے فل بلیک شلوار قمیض ساتھ کندھے پر سکن کلر کی شال رکھے ہوئے نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا اس کا وجیہہ چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے پاک تھا سلمیٰ پریشان سی معارج کے پاس کھڑی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کس طرح بات کا آغاز کرے..

سلمیٰ بائی تم اچھی طرح جانتی ہوا گر میں چاہو تو ایک دن کے اندر اندر تمھارا کوٹھا خالی کروا سکتا ہوں تمہیں سڑک پر لا سکتا ہوں

معارج نے تیکھی نظروں سے سلمیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ملک صاحب میں اچھے سے جانتی ہو آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں

لیکن میری بات کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں میں نے مہرو سے بات کی تھی وہ نہیں مانی اسے پیسوں سے غرض نہیں ہے

سلمیٰ بائی نے پریشانی سے کہا وہ معارج کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

سلمیٰ بائی مہرو کیا چاہتی ہے کیا نہیں وہ معنی نہیں رکھتا اگر معنی رکھتی ہے تو وہ میری بات ہے۔

پہلی طوائف دیکھی ہے جو سو سو نخرے کر رہی ہے معارج نے تمسخرانہ انداز میں کہا جب جواب سلمیٰ بائی کی بجائے مخالف وجود سے آیا جس نے جواب کے بدلے سوال پوچھا

مہرو کا سوال سن کر معارج کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

کتنی طوائفوں سے آپ کا پالا پڑ چکا ہے ملک صاحب؟

مہرو نے سیمپل پرنٹڈ وائٹ سوٹ پہنا تھا گلے میں ڈوپٹہ نا ہونے کے برابر تھا بنا میک اپ کے مہرو کا سادہ سا چہرہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا جتنی وہ میک اپ میں خوبصورت لگتی تھی بنا میک اپ کے زیادہ حسین تھی

معارج کی ساری توجہ کا مرکز اب سامنے کھڑی مہرو پر تھا۔ جو سینے پر ہاتھ باندھے ملک کو سنجیدگی سے دیکھ رہی تھی اور جواب کی طلبگار تھی۔

تم پہلی اور آخری ہو

تمھیں دیکھنے کے بعد کسی دوسری کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی

ملک نے مہرو کے سامنے کھڑے مہرو کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دلکشی سے کہا۔

سلمیٰ جاؤ یہاں سے معارج نے بنا مڑے سلمیٰ کو کہا جو دونوں کو اکیلا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

جانتی ہو تمھارے بارے میں میں پوری رات سوچتا رہا۔ تم مجھے ایک مشکل سی پہیلی کی طرح کی لگی ہو اور مجھے مشکل پہلیاں سلجھانے کا بہت شوق ہے۔

معارج نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دلکشی سے کہا۔

اور جانتے ہو ملک جی مجھے صرف وہی سلجھا سکتا ہے جیسے میں سلجھانے اجازت دوں مہرو نے بھی معارج کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوبدو جواب دیا۔

انٹرسٹنگ مجھے بہادر عورتیں پسند ہے۔

معارج نے مہرو کے ہونٹ کے کنارے پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے کہا۔ دونوں اتنے قریب کھڑے تھے کہ فاصلہ نا ہونے کے برابر تھا

معارج کے ہاتھ لگانے پر مہرو کو اپنے جسم میں کرنٹ سا دوڑتا ہوا محسوس ہوا اس سے پہلے مہرو ملک سے پیچھے ہوتی معارج نے دوسرے ہاتھ سے مہرو کے بازو کو پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

معارج کی حرکت پر مہرو معارج کے سینے سے ٹکراتی اس نے معارج کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دونوں کے درمیاں فاصلہ قائم کیا جو نا ہونے کے برابر ہی تھا۔

مہرو نے غصے سے سرخ ہوتی آنکھیں. معارج ملک کی آنکھوں گاڑھتے ہوئے غرائی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے ہاتھ چھوڑو میرا

مہرو نے کہا

مجھ سے پوچھوں گی نہیں پوری رات تمہیں سوچنے کے علاوہ میں نے فیصلہ کیا

تمھارے لیے میں نے ایک بہت اہم فیصلہ کیا

ویسے تو تمھاری مرضی بلکل بھی نہیں چلے گی جاناں...

لیکن پھر بھی میں تمہیں بتادیتا ہوں ملک نے مہرو کے چہرے پر ماتھے سے لے کر ٹھوڑی تک اپنی انگلی سے لائن کھینچے ہوئے بہکے لہجے میں کہا اس سے پہلے معارج کی انگلی گردن سے نیچھے جاتی مہرو نے معارج کا ہاتھ پکڑ لیا

کیاسوچا؟

مہرو نے دھڑکتے دل سے معارج کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

معارج نے پہلے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا جو مہرو کی گرفت میں تھا پھر مہرو کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا۔

جاناں میں نے تمھارے ساتھ رات گزرانے کاارادہ ترک کر دیا ہے۔

معارج نے مہرو کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے کہا جہاں مسکراہٹ کی جگہ سرد مہری نے لے لی تھی۔

اب میں تمہیں پوری زندگی کے لیے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

مہروابھی معارج کی پہلی بات پر تھوڑی پرسکون ہوئی جب اس کی دوسری بات پر اس نے ملک کو اس طرح دیکھا جیسے ملک کا دماغ پھیر گیا ہو۔

ملک صاحب آپ کو اپنے دماغ کا علاج کروانا چاہیے مہرو اپنا پورا زور لگاتے ہوئے ملک سے الگ ہوئی

جاناں تمھارا ماننا یا نا ماننا اہم نہیں ہے

تو میری بات غور سے سنو تم معارج ملک کے دل کو بھا گئی ہو۔اور معارج ملک تمہیں اپنی رکھیل بنانا چاہتا ہے۔

معارج نے سرد اور پتھریلے لہجے میں مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا جو آنکھیں پھاڑے معارج کو دیکھ رہی تھی....

مہرو تم ٹھیک ہو؟ نایاب نے مہرو کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پریشانی کے عالم میں پوچھا... کیونکہ ملک کے جانے کے بعد مہرو بت بنی وہی کھڑی تھی۔

آپی.... مہرو نے نایاب کو دیکھتے ہی لڑکھڑاتے لہجے میں کہا

اور ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے بہنے لگے۔

مہرو میری جان کیا ہوا ہے؟ تم مجھے پریشان کر رہی ہو۔

نایاب نے مہرو کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

آپی میں پوری کوشش کرتی ہوں اس سچ کو تسلیم کرنے کی پھر بھی نہیں کر پاتی کیا کروں میں؟

مہرو نے روتے ہوئے نایاب کو کہا

نایاب واحد کو ٹھے پر وہ لڑکی تھی جس کے سامنے مہرو رو لیتی تھی اپنے دل کی کیفیت بیان کر لیتی تھی۔

مہرو میری بات سنو چندہ کیا ہوا ہے؟ ملک تو چلا گیا ہے اس کا مطلب سب ٹھیک ہے اب نایاب نے مہرو کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

نہیں آپی وہ چاہتا ہے میں اس کی رکھیل بنو

مہرو نے بھاری آواز میں کہا۔

رونے سے مہرو کا پورا چہرا سرخ ہو گیا تھا

مہرو کی بات سن کر کچھ پل کے لیے نایاب بھی خاموش ہو گئی۔

مہرو میری جان ہم دونوں مل کر اس مسئلے کا کوئی نا کوئی حل نکال لیں گئے تم پریشان نا ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

پلیز میرے لیے چپ کر جاؤ نایاب نے پیار سے سمجھاتے ہوئے مہرو کو کہا۔

چلو کمرے میں اگر تمہیں کسی لڑکی نے اس حالت میں دیکھ لیا تو سو سو باتیں کریں گی اور میں ایسا نہیں چاہتی کوئی میری جان کو کچھ کہے ۔نایاب نے مہرو کو کہا جو اثبات میں سر ہلا کر نایاب کے ساتھ چل پڑی تھی۔

رابعہ ساری تیاری ہو گئی ہے عظیم آتا ہی ہو گا شاداب نے رابعہ سے پوچھا۔

جی بس سب کچھ ہو گیا ہے آپ پریشان نا ہوں اور آرزو تم ایسا کرو کچن میں ایک نظر دیکھ آؤ سب کچھ ٹھیک ہے ؟رابعہ نے شاداب کو مطمئن کرنے کے بعد کچھ فاصلے پر کھڑی آرزو کو کہا جو ناجانے کون سے خیالوں میں گم تھی۔

جی ماما آرزو نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور کچن کی طرف چلی گئی۔

رابعہ بھی ملازموں کو باقی کی ساری تیاری دیکھنے کا کہنے لگی جب تھوڑی دیر بعد باہر سے کچھ لوگوں کے ہنسنے کی آوازیں آنے لگی رابعہ سمجھ گئی تھی کہ آپی آ گئی ہیں۔

چونکہ روبینہ رابعہ سے کچھ سال بڑی تھی تھی اس لیے رابعہ اسے آپی کہتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد شاداب کے ساتھ عظیم اوران کی فیملی آتے ہوئے نظر آئی رابعہ سب سے پہلے روبینہ کے گلے لگی۔

تھوڑی دیر بعد رابعہ کی بہن کوثر نے بھی اپنی فیملی کے ساتھ آنا تھا کوثر کی شادی جس آدمی سے ہوئی وہ عمر میں اس سے بیس سال بڑا ہونے کے ساتھ امیر بھی تھا۔

کوثر کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا سب سے بڑا بیٹا جس کا نام صائم اس کے بعد بیٹی کا نام فضا اور سب سے چھوٹی بیٹی کا نام کومل تھا فضا کی منگنی علید ان کے ساتھ ایک سال پہلے ہی ہو چکی تھی۔

آرزو کو معلوم ہو گیا تھا کہ سب لوگ آ گئے ہیں لیکن وہ کچن سے باہر نہیں آئی۔

سب ایک دوسرے سے ملے جب رابعہ نے ماں کا پوچھا جس کا جواب آکف کی طرف سے آیا تھا کہ وہ ایک ہفتے تک واپس آجائے گا رابعہ یہی سن کر خوش ہو گئی۔

باقی کے سب باتوں میں مشغول ہو گئے لیکن نا چاہتے ہوئے بھی عرشمان کی نظریں اُس دشمنِ جان کو ڈھونڈ رہی تھی۔

جو کہی نظر نہیں آئی۔

تھوڑی دیر بعد آرزو چائے وغیرہ لے کر آئی اور عرشمان کے علاوہ سب سے ملی۔

آرزو اس کی طرف دیکھنے سے بھی گریز کر رہی تھی۔

عرشمان بنا آنکھیں جھپکائے پورے ایک سال بعد آرزو کو دیکھ رہا تھا جو پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی یا شاید محبوب کا دیکھنا ہی ایسا ہوتا ہے اسے سب سے زیادہ حسین اپنی محبت لگتی ہے۔

عرشمان کھوئے ہوئے انداز میں آرزو کو ہی دیکھ رہا تھا جب آکف نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر عرشمان کی توجہ خود کی طرف کروائی۔

بھائی اس کے دو ہٹے کٹے بھائی ہے ایک کے بارے میں. تو تو اچھے سے جانتا ہے دوسرا بس آتا ہی ہو گا۔

اس لیے اپنی آنکھوں کو کنٹرول کر۔

آکف نے عرشمان کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا لیکن آنکھوں کی شرارت برقرار تھی۔

عرشمان نے آکف کو گھوری سے نوازہ اور اپنا دھیان آرزو سے ہٹا کر شاداب صاحب کی طرف کر لیا۔

آرزو کا دھیان عرشمان کی طرف نہیں تھا لیکن وہ اچھے سے جانتی تھی وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے۔

جب عرشمان نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدل کیا تو آرزو نے سکون کا سانس لیا

اتنے میں کوثر کے ساتھ علیدان بھی آگیا سب لوگ ایک دوسرے سے مل کر خوش گپوں میں لگ گئے آج کافی سالوں بعد ساری فیملی اکھٹی ہوئی تھی۔

آرزو کافی دیر سے اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر رہی تھی لیکن جب سامنے دیکھتی تو سب آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے عرشمان بھی علیدان کے ساتھ بات کر رہا تھا۔

آرزو نے یہاں سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا

آرزو کے وہاں سے اٹھ کر جانے کے بعد عرشمان ابھی بھی اس جگہ کو گھور رہا تھا جہاں آرزو بیٹھی ہوئی تھی۔

چلی گئی وہ؟

آکف نے آہستگی سے عرشمان کو کہا

مجھے بھی نظر آرہا ہے بھائی جان عرشمان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

تو میں نے کب کہا کہ تم اندھے ہو چھوٹے

آکف نے چھڑانے والے انداز میں کہا اس سے پہلے عرشمان مزید کچھ کہتا شاداب نے سب کی توجہ خود کی طرف کروائی۔

میں آپ سب لوگوں سے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے اپنے بزنس پارٹنر کے بیٹے سفیان کے ساتھ آرزو کی شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور آپ لوگ بھی آگئے ہیں کچھ دنوں تک مان بھی آجائے گا تو اس کے آتے ہی میں نے سوچا ہے دونوں بچوں کی منگنی کر دی جائے۔

جیسے جیسے شاداب اپنی بات مکمل کرتا جارہا تھا عرشمان کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہوتے جارہے تھے۔

عرشمان بنا کسی کی پرواہ کیے وہاں سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا۔

سب لوگ مبارک باد دینے میں مصروف تھے اس لیے کسی نے نوٹ نہیں کیا۔

آکف نے دکھ سے عرشمان کو جاتے ہوئے دیکھا۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آکف اپنے بھائی کے لیے کچھ نہیں پا رہا تھا۔

آرزو کو ڈر تھا تو صرف ایک بات کا کہ منگنی کی بات سن کر عرشمان کا کیا ردعمل ہو گا۔ آرزو پریشانی سے اپنے روم میں چکر کاٹ رہی تھی
۔

جب کلک کی آواز سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی آرزو نے مڑ کر دیکھا تو عرشمان آنکھوں میں سب کچھ بھسم کر دینے والے تاثرات لیے کھڑا آرزو کو گھور رہا تھا۔

عرشمان کو دیکھ کر آرزو کو اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

لیکن ہمت کر کے کھڑی رہی۔

تم میرے کمرے میں کیوں آئے ہو؟

آرزو نے اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے لڑکھڑاتی زبان میں پوچھا جان تو اس کی تب نکلی جب اس نے عرشمان کو دروازہ لوکڈ کرتے ہوئے دیکھا۔

یہ کیا کر رہے ہو تم دروازہ کیوں لوکڈ کیا؟

آرزو نے گھبراتے ہوئے پوچھا۔

تاکہ ہمیں کوئی تنگ نا کر سکے۔

تو تم اُس لنگور سے منگنی کرنے والی ہو

گڈ۔

جیسی تم خود ہو تمھیں سفیان جیسا لڑکا ہی ملنا چاہیے۔

عرشمان نے کرخت لہجے میں آرزو کو دیکھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

جانتی ہو سفیان کو اپنے ہونے والے منگیتر کو یقیناً مل بھی چکی ہو گی تنہائی میں عرشمان نے مزید ایک قدم آرزو کی طرف بڑھاتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔

جبکہ عرشمان کی باتیں آرزو کو اپنی عزت نفس پر کاری ضرب کی طرح لگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

لیکن اس وقت کچھ بھی بولنے سے قاصر تھی

اس لیے آنکھوں میں آنسو لیے آرزو عرشمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

آرزو کے آنسوؤں کو دیکھ کر عرشمان نے نظریں چرائی تھیں۔آرزو کے آنسو عرشمان کو خود کے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے۔

جان ابھی نہیں ابھی ان آنسوؤں کو سنبھال کر رکھو ابھی تو میں نے تمہیں کچھ کہا بھی نہیں ہے ابھی مجھے اپنی بے عزتی کا بدلہ بھی لینا ہے عرشمان نے آرزو کے چہرے کہ طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے مزید کہا۔

میری طرف سے تم جہنم میں جاؤ یا جس مرضی سے منگنی کرو مجھے فرق نہیں پڑتا مجھے اپنے بدلے سے مطلب ہے بے قصور ہوتے ہوئے بھی تم نے مجھے سب کے سامنے مجرم بنا دیا۔

تو اتنی آسانی سے تو میں بھی تمہیں معاف نہیں کروں گا آرزو ملک

عرشمان نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

اور جیسے آیا تھا ویسے ہی کمرے سے نکل گیا

آرزو وہی زمین پر بیٹھے رونے لگی تھی۔

سویرا جب سے گھر آئی تھی اپنے بریسلٹ کو ہاتھ میں لیے بازل کے بارے میں سوچتی جا رہی تھی۔

اسے بازل پہلی ملاقات میں ہی بہت اچھا لگا تھا۔

اس کے بات کرنے کا انداز سب کچھ سویرا کو بہت اچھا لگا۔

سویرا بیٹا کھانا بن گیا ہے آ جاؤ رقیہ بیگم نے سویرا کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

سویرا اپنے کمرے سے باہر آئی اور رقیہ بیگم سے پوچھا

امی کھانے میں کیا بنا ہے؟

سویرا نے تختے پر بیٹھتے ہوئے کہا

بیٹا چنے کی دال بنی ہے اور میں نے تمھارے لیے ساتھ چاول بھی بنائے ہیں۔

رقیہ بیگم نے خوشی سے کہا جبکہ دال کا سن کر سویرا کا منہ اتر گیا تھا اور وہاں سے اٹھ کر جانے لگی جب رقیہ بیگم نے پوچھا کہا جا رہی ہو؟

تو سویرا نے روکھے لہجے میں جواب دیا

مجھے بھوک نہیں ہے میں اپنے کمرے میں. جا رہی ہوں۔

لیکن سویرا بیٹا کھانا؟ رقیہ بیگم مزید کچھ کہتی جب سویرا نے ان کی بات کو ٹوک دیا

امی میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ مجھے بھوک نہیں ہے تو نہیں ہے روز تو آپ دال بنا لیتی ہے میں دال کھا کھا کر پک گئی ہوں اگر کچھ کہہ دوں تو آپ کہتی ہے ناشکری نہیں کرنی چاہیے اس لیے منہ بند کر کے جا رہی ہوں۔

سویرا نے روکھے لہجے میں جواب دیا اور بنا اپنی ماں کا جواب سنے اپنے کمرے میں چلی گی۔

رقیہ بیگم جنہوں نے خود ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔

خود بھی کھانا وہی چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ان کی بیٹی بھوکی تھی وہ خود کھانا کیسے کھا سکتی تھیں

علیدان بھائی کب سے آفس جانا ہے ؟رات سب کھانا کھانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا۔

ہال میں علیدان بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب آکف نے علیدان کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

واہ بھئی واہ کیا بات ہے آتے ہی کام کرنا شروع

علیدان نے لیپ ٹاپ بند کرتے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

وہ بھائی ایک ہفتے تک ماں نے بھی آجانا ہے تو میں نے سوچا ایک ہفتہ آفس چلا جاتا ہوں پھر میں نے بزی ہو جانا ہے۔

آکف نے سنجیدگی سے کہا

علیدان نے حیرت سے آکف کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔

پھر جب بات سمجھ میں آئی تو نفی میں سر ہلایا ایک ہفتہ بھی آپ آفس میں آکر احسان نا کریں شہزادے صاحب

علیدان نے ہنستے ہوئے کہا۔

نہیں بھائی اب آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں

آکف نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

تم دونوں کا کچھ نہیں ہو سکتا تمھاری مرضی ہے صبح سے ہی آجاؤ تمھارا اپنا آفس ہے اور مجھے ابھی بہت سارا کام کرنا ہے تو میں روم میں چلتا ہوں صبح آفس میں. ملے گے کیونکہ مجھے پتہ یے تم صبح تو اٹھنے دے رہے۔

علیدان نے کھڑے ہوتے ہوئے. کہا

جی بلکل بھائی کتنا جانتے ہیں آپ مجھے

آکف نے ہنستے ہوئے کہااور وہی صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔

علیدان نے مسکراتی نظروں سے آکف کی طرف دیکھااور وہاں سے چلا گیا

آکف نے ٹی-وی اون کیااور دیکھنے لگا۔

سلمیٰ مہرو کو بلاؤ مجھے اس سے بات کرنی ہے معارج نے سنجیدگی سے سلمیٰ بائی کو کہا

ملک صاحب ابھی وہ رقص کر رہی ہے ابھی وہ نہیں آسکتی۔

سلمیٰ نے ملک کو دیکھتے ہوئے کہا

چلو پھر اج سب کے سامنے ہی بات کر لیتے ہیں معارج نے کمینگی سے کہااس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔

کیا مطلب؟

سلمیٰ نے حیرانگی سے پوچھا اسے کچھ غلط ہونے کا شدید احساس ہوا

تمہیں تھوڑی دیر تک معلوم ہو جائے گا سلمیٰ بائی معارج نے کہا اور اُس ہال کی طرف چلا گیا جہاں مہرو رقص کر رہی تھی۔

ملک صاحب میری بات سنیں

سلمیٰ ملک کے پیچھے لپکی

لیکن معارج سلمیٰ کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہال میں داخل ہوا۔

جہاں مہرو کالی لمبی فراک پہنے لوگوں پر بجلیاں گراتی رقص کرنے میں مصروف تھی۔

ملک نے مہرو کو سر سے لے کر پاؤں تک دیکھا بے شک مہرو کالے لباس میں. بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ملک نے مہرو کا ہاتھ پکڑا اور اسے کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا۔

معارج کی اس حرکت پر ہال میں ایک دم خاموشی چھا گئی وہاں بیٹھے تمام لوگ حیرانگی سے معارج ملک کو دیکھنے لگے تھے۔

حیران تو مہرو بھی ہوئی اور معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

آج میں ایک بہت اہم بات کرنے یہاں آیا ہوں سو میری بات ول سارے غور سے سنے گے اگر کسی نے درمیان میں بولنے کی کوشش کی تو آج اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔

معارج نے وہاں بیٹھے سب لوگوں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے تنبیہ کرتے کہا۔

آج سے ابھی سے مہرو میری رکھیل ہیں آج سے یہ رقص نہیں کرے گی جو بھی کرے گی بند کمرے میں میرے لیے کرے گی چاہے وہ رقص ہی کیوں نا ہو۔

معارج نے مہرو کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر بے باکی سے کہا۔

معارج کی بات سن کر مہرو کا دل کیا اس وقت زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے

آج تک کسی نے بھی مہرو کی اتنی تذلیل نہیں کی جتنی آج معارج نے کی تھی۔

یہاں پر آیا ہر مرد اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ مہرو نے آج تک کسی کے ساتھ رات نہیں گزاری اگر کوئی ایسا سوچتا بھی تو مہرو اُن سب کی اگلی پیچھلی نسلیں یاد کروا دیتی لیکن ملک کچھ زیادہ ہی ضدی انسان تھا۔

مہرو کے چہرے پر جو قرب اور تکلیف اس وقت موجود تھی ناچاہتے ہوئے بھی معارج کے دل نے اسے کوسا کہ کیوں اس نے مہرو کو تکلیف دی۔

لیکن پھر کسی کا روتا ہوا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آیا اور دوبارہ اپنے خول میں آ گیا۔

چلیں یہاں سے جاناں معارج نے مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔

معارج کی بات سنتے ہی مہرو ہوش میں آتے ہی اس نے بنا وہاں کسی کی پرواہ کیے ایک زوردار طمانچہ معارج کے گال پر رسید کیا پورے ہال میں مہرو کے طمانچہ کی آواز گونجی۔

سلمیٰ بائی کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی یہی اور باقی سب کا حال بھی ایسا ہی تھا۔

اگر کسی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی تو وہ نایاب تھی

معارج ملک میری بات کان کھول کر سن لو تم میرے ساتھ زبردستی ہر گز نہیں کر سکتے

میں اُن عورتوں میں سے نہیں ہوں جو تمھارے اگلے پیچھے منڈلاتی پھیرتی ہیں میں مہرو ہوں۔

میری اپنی زندگی ہے اور میں اپنی زندگی اپنے طریقے سے گزاروں کسی کے اشاروں پر چل کر تو ہر گز نہیں بہت سن لی میں نے تمھاری بکواس۔

اب مزید نہیں مہرو نے غراتے ہوئے ایک ایک لفظ معارج کو باور کروایا کہ وہ دوسری لڑکیوں کی طرح کی نہیں ہے۔

معارج خونخوار نظروں سے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔ جس نے ملک پر ہاتھ اٹھا کر بہت بڑی غلطی کی تھی وہ بھی سب کے سامنے

تم بھی میری بات غور سے سنو

آج تم نے جو غلطی کی ہے اس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی جاناں

اور پھر تمہیں پچھتاوا ہو گا لیکن اس وقت تم صرف اور صرف میرے رحم ُکرم پر ہو گی

اب سزا کے لیے تیار رہنا۔ کیونکہ معارج ملک کسی پر ادھار نہیں رکھتا۔

معارج نے شعلہ برساتی آنکھیں مہرو کے چہرے پر گاڑھتے ہوئے کہا

اور مہرو کا ہاتھ غصے میں جھٹکا جسے وہ پکڑے کھڑا تھا اور وہاں سے نکل گیا.....

مہرو نے اپنا بازو دیکھا جہاں ابھی بھی معارج کی انگلیوں کے نشان موجود تھے......

آکف علیدان کے آفس میں داخل ہوا تو آفس کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی علیدان نے سب کچھ بہت اچھے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔

آکف لفٹ میں داخل ہوا تو اس کے پیچھے ایک لڑکی بھی داخل ہوئی جس نے حجاب لیا ہوا تھا۔

اس نے ایک نظر اُس لڑکی کی طرف دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی۔

اور دوبارہ اپنے موبائل میں بزی ہو گیا۔

ایک سیکنڈ بعد آکف نے موبائل اپنی جیب میں رکھا اور اُس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا

آپ یہاں کیا کرتی ہیں ویسے آکف کا اُس لڑکی سے سوال جواب کرنا تو نہیں بنتا تھا لیکن وہ بھی عادت سے مجبور تھا

اُس لڑکی نے حیرانگی سے اپنے دائیں جانب کھڑے لڑکے کی طرف دیکھا

محترمہ میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔

آکف نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

میرا خیال ہے یہ آفس ہے اور یہاں سب کام کرنے آتے ہیں

اُس لڑکی نے دوبدو جواب دیا۔

اتنے میں لفٹ کھل گئی اور وہ لڑکی وہاں سے چلی گئی۔

لو جی آکف میاں تمہیں تمھارا شکار مل گیا

اب مزا آئے گا۔

آکف نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

اور خود بھی لفٹ سے نکل کر علیدان کے روم. کی طرف چلا گیا

مجھے لگا تم نہیں آؤ گے علیدان نے اپنے سامنے بیٹھے آکف کو کہا

دیکھیے میں نے آپ کی سوچ کو غلط ثابت کر دیا

آکف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی اور وہی لڑکی روم میں داخل ہوئی۔

سر آپ نے مجھے بلایا؟اُس لڑکی نے سنجیدگی سے پوچھا

آکف لفٹ والی لڑکی کو دیکھ کر ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

مس ایزل یہ میرا چھوٹا بھائی ہے آکف مرتضی اور جب بھی یہ آفس میں آئے تو آپ ان کی ہر کام میں رہنمائی کریں گی۔یہ نیو ہیں ان کو کام کا بھی علم نہیں ہے تو آپ انکو کام کے بارے میں بتائے گی

علیدان نے ایزل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اوکے سر ایزل نے مودبانہ انداز میں کہا

سر میں جا سکتی ہوں ایزل نے پوچھا

جی بلکل آپ جا سکتی ہیں علیدان نے کہا اور آکف کی طرف متوجہ ہوا۔

ایزل وہاں سے چلی گئی جب علیدان نے آکف کو اس کے کیبنٹ کے بارے میں بتایا

چلو میں تمہیں تمھارا کیبنٹ دکھا دیتا ہوں علیدان نے کھڑے ہوتے کہا

بھائی آپ اُس لڑکی کو بول دے اور اب سے اُسی نے ہی میری مدد کرنی ہے تو وہ ہی مجھے سب کچھ اچھے سے سمجھا دے گی

آکف نے جلدی سے کہا

کہہ تو تم بھی ٹھیک رہے ہو علیدان نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر ریسیور اٹھا کر اور ایزل کو دوبارہ اپنے روم میں آنے کا کہا تھوڑی دیر بعد ایزل روم میں داخل ہوئی جب علیدان نے اسے آکف کو کیبنٹ دکھانے کا کہا

آکف پیچھے اور ایزل آگے تھی دونوں جب علیدان کے روم سے باہر نکلے۔

ایزل آکف کو اس کے کیبنٹ میں لے گئ

سر یہ آپ کا کیبنٹ ہے ایزل نے اکف کو دیکھتے ہوئے کہا

آکف کا کیبنٹ بھی علیدان کے روم سے کم نہیں تھا۔

آکف نے پورا روم دیکھا اور کرسی پر جا کر بیٹھ گیا

سر آپ کو کچھ چاہیے ایزل نے پوچھا

ہاں مجھے بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے لیے لے آؤ

اور ہاں میں پیزا کھانا پسند کروں گا

آکف نے سنجیدگی سے کہا۔

ایزل نے حیرت سے آکف کی طرف دیکھا

سر یہاں پر آپ کو سینڈوچ وغیرہ مل جائے گے پیزا یہاں نہیں ہے

ایزل نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا

کیوں یہاں پیزا کیوں نہیں ہے یہ تو غلط بات ہے اگر کسی انسان کا پیزا کھانے کو دل کر رہا ہے تو وہ پھر کیا کرے؟

آکف نے ایک آبرو اچکا کر پوچھا

تو سر اگر کسی نے پیزا کھانا ہو تو وہ آرڈر کر سکتا ہے۔اپ بھی کر لیں

ایزل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

نہیں آرڈر میں نہیں تم کرو گی تو جاؤ پیزا آرڈر کرو اور پھر مجھے لا کر دو

آکف نے حکمیہ لہجے میں کہا

اوکے سر ایزل نے غصے میں کہا اور روم سے نکل گئی۔

سارا کام پڑا ہوا ہے اور انکو پیزا کھانے کی پڑی ہوئی ہے ایزل نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پیزا آرڈر کرنے لگی

ایزل کے کیبنٹ سے نکلتے ہی آکف دوبارہ ہر ایک چیز کو غور سے دیکھنے لگا

واہ بھائی کتنا دھماکے دار بنایا ہے آپ نے ہر ایک چیز کو آکف نے دل میں علید ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

صائم آرزو کی منگنی پر دینے کے لیے کوئی تحفہ لینے مال آیا تھا کیونکہ کچھ دنوں تک وہ بہت بزی ہونے والا تھا اور اسے ٹائم نہیں ملنا تھا

صائم نے گفٹ لے لیا اور کان سے موبائل لگائے بے دھیانی میں چل رہا تھا۔جب کسی کے ساتھ زبردست تصادم ہوا

اس سے پہلے سامنے والا زمین بوس ہوتا صائم نے اسے بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچایا۔

ایم سوری آپ کو لگی تو.... صائم نے سامنے کھڑی لڑی سے پوچھا جس نے کالی چادر سے اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا صرف اس کی براؤن آنکھیں نظر آ رہی تھی

جس میں بے تحاشا کاجل ڈالا ہوا تھا۔

جب صائم کی نظر سامنے کھڑی لڑکی کی آنکھوں پر پڑی تو آدھے الفاظ اس کے منہ ہی رہ گئے۔

اس نے آج تک اتنی خوبصورت آنکھیں نہیں دیکھی تھیں ان آنکھوں کی کشش صائم کو خود کی طرف کھینچ رہی تھی۔

سامنے کھڑی لڑکی نے صائم کو گھورا اور وہاں سے چلی گئ۔اس لڑکی نے کچھ کہا بھی تھا لیکن آواز اتنی آہستہ تھی کہ صائم سن نہیں سکا

اس کے جاتے ہی صائم کو ہوش آیا

یہ مجھے کیا ہو گیا تھا صائم نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اپنے ارد گرد نظر گھمائی لیکن اسے وہ لڑکی کہی نظر نہیں آئی۔

صائم یہ کیا ہو گیا تھا تجھے؟اس لڑکی کی آنکھوں کی کشش اور کچھ تو تھا جو باقی سب سے مختلف تھا

صائم نے خود سے کہا۔

پورے راستے وہ اُن دو خوبصورت آنکھوں کے بارے میں. سوچتا رہا۔

اگر ہماری قسمت میں دوبارہ ملنا لکھا ہوا تو ضرور ملے گے مانو بلی

صائم نے اسے خود سے نام بھی دے دیا اور پھر خود ہی اپنی بچکانہ سوچ پر ہنس پڑا

جبکہ صائم لڑکی سے دور رہنے والا لڑکا تھا اب اگر کسی لڑکی کا سوچ رہا تھا وہ پتہ نہیں اس کی قسمت میں تھی بھی یا نہیں

بیٹا تم آرزو کو یونی چھوڑ دو گئے ایک ڈرائیور چھٹی پر ہے اور ایک شاداب کے ساتھ گیا ہے رابعہ نے عرشمان سے پوچھا جو ناشتہ کر رہا تھا

پہلے تو عرشمان منع کرنے والا تھا پھر اس نے کچھ سوچ کر حامی بھر لی

جی کوئی مسئلہ نہیں میں چھوڑ دوں گا عرشمان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

تھینک یو سوچ بیٹا رابعہ نے کہا اتنے میں آرزو بھی آ گئی اس کی سرخ آنکھیں

تھینک یو سوچ بیٹا رابعہ نے کہا اتنے میں آرزو بھی آ گئی اس کی سرخ آنکھیں ساری رات رونے کی چغلی کھا رہی تھیں رابعہ کا موبائل رنگ ہوا اور وہ اپنے موبائل کی طرف دیکھتے ہی آرزو کو بتانے لگی کہ عرشمان اسے یونی چھوڑنے جائے گا

اور وہاں سے چلی گئی اگر آرزو کا چہرہ دیکھتی تو سرخ آنکھوں کے بارے میں۔ ضرور پوچھتی۔

آرزو بے بسی سے عرشمان کو دیکھ رہی تھی۔

عرشمان نے ایک نظر آرزو کو دیکھا اور اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

آرزو خاموشی سے عرشمان کے پیچھے چل پڑی تھی۔

آرزو گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنے لگی جب عرشمان کی سرد آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

میں تمھارا ڈرائیور نہیں ہوں اس لیے اگلے آکر بیٹھو عرشمان نے گلاسز لگاتے ہوئے کہا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

آرزو بوجھل قدموں سے آگے آکر بیٹھ گئی۔

اس کے بیٹھتے ہی عرشمان نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ابھی آدھا راستہ ہی گزرا تھا جب عرشمان نے گاڑی روک دی

آرزو آنکھیں نیچے کیے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی گاڑی رکنے پر اس نے سامنے دیکھا تو ابھی اس کی یونی نہیں آئی تھی

اس نے عرشمان کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اور بنا کچھ کہے گاڑی سے باہر نکل گیا

آرزو بھی گاڑی سے باہر آگئی۔

اور نا سمجھی سے عرشمان کو دیکھنے لگی

سامنے ایک چھوٹا سا گھر تھا آس پاس درخت ہی نظر آرہے تھے

آرزو کو کسی گڑبڑ کا شدید احساس ہوا

عرشمان چلتا ہوا آرزو کے پاس آیا اور اپنی گلاسز اتار کر گاڑی کے دونوں طرف ہاتھ رکھ کر آرزو کو دیکھنے لگا جو درمیان میں کھڑی تھی۔

جانتی ہو اس جگہ کو تمھاری گھٹیا دوست کع بھی میں یہی لے کر آتا تھا آج دل کیا پرانی یادیں تازہ کرنے کا تو اس لیے تمہیں یہاں لے آیا

عرشمان نے آرزو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں کہا

عرشمان میں شرمندہ ہوں میں جانتی ہو میں نے تمہیں بہت تکلیف پہنائی ہے مجھے تمھاری بات ماننی چاہیے تھی

ناجان اب ان سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے عرشمان نے آرزو کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کرواتے ہوئے کہا

عرشمان یہ یہ کیا کر رہے ہو؟ آرزو نے لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھا۔

اند چلو تمہیں پتہ چل جائے گا میں بہت کچھ کروں گا لیکن تھوڑی دیر بعد عرشمان نے آرزو کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ذو معنی انداز میں کہا آرزو کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹنے والے انداز میں اسے گھر کے اندر لے گیا۔

مہرو یہ کیا کیا تم نے جانتی ہو وہ معارج ملک ہے اب پتہ نہیں وہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا ہم سب کو سڑک پر لے آئے گا

سلمیٰ بیگم نے غصے اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں چکر کاٹتے ہوئے کہا۔

میں نے کچھ غلط نہیں کیا سلمیٰ بائی جو کیا ٹھیک کیا۔

مہرو نے سکون سے جواب دیا

تم نے کچھ نہیں کیا مہرو تم نے معارج ملک کو بھری محفل میں تھپڑ مارا ہے اور تم کہہ رہی ہو تم نے کچھ نہیں کیا سلمیٰ بائی نے صدمے میں کہا۔

اور جو آپ کے ملک نے بھری محفل میں میرے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔

طوائف ہوں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کوئی بھی آکر مجھ پر اپنا حق جتا کر چلا جائے اور وہ بھی معارج ملک اس سے تو مجھے اب شدید نفرت ہے

میں اس انسان کو تھوڑی دیر کے لیے برداشت نہیں کر سکتی۔

میرا بس چلے تو ملک صاحب اور اس کے چہیتے کی جان لے لوں

مہرو نے غصے میں کہا۔

جب نایاب نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر خاموش رہنے کا کہا مہرو خاموش تو ہو گئی لیکن وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

سلمیٰ بائی آپ پریشان نا ہوں جب ملک دوبارہ آئے گا تو دیکھی جائے گی

نایاب نے سلمیٰ تسلی دیتے ہوئے کہا

ٹھیک کہہ رہی ہو تم ایک تو پتہ نہیں پنکی کہاں مر گئی ہے اس نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ معارج اور ملک صاحب کے درمیان کیا رشتہ ہے

سلمیٰ نے پنکی کو بھی کوسا

سلمیٰ بائی اس کی ضرورت نہیں ہے آپ مہرو سے پوچھ لو کہ دونوں کے درمیان کیا رشتہ ہے وہ اچھے سے بتا دے گی۔ نایاب نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے چلی گی جبکہ سلمیٰ نا سمجھی سے نایاب کی پشت کو دیکھ رہی تھی۔

معارج نے اپنے کمرے میں جاتے ہی ساری چیزیں توڑ دی تھیں اور اپنا غصہ ان بے جان چیزوں پر نکالا۔

بہت بڑی غلطی کی ہے تم نے مہرو بہت بڑی اور بڑی غلطی کی سزا بھی بڑی ملے گی

معارج نے ٹوٹے آئینے میں خود کے عکس کو دیکھتے ہوئے نفرت سے کہا۔

لیکن ابھی تم تھوڑا آرام کر واس کے بعد تمھارے برے دن شروع ہو جائے گے۔اور میں اچھے سے جانتا ہوں تمہیں کیسے قابو کرنا ہے

معارج نے تمسخرانہ انداز میں کہا جب موبائل کی رنگ نے اس کی توجہ خود کی طرف کی۔

معارج نے موبائل کان سے لگایا

آرہا ہوں میں مقابل نے نا جانے کیا کہا لیکن معارج نے اتنا کہہ کر موبائل بند کر دیا

سویرا بیٹا مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی تمھارے لیے ایک رشتہ آیا ہے لوگ بہت اچھے ہیں میں سوچ رہی ہوں ہاں کر دوں لڑکا بھی سرکاری نوکری کرتا ہے۔

رقیہ بیگم نے سویرا کو دیکھتے ہوئے کہا

جو حیرانگی سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی

امی مجھے ابھی شادی نہیں کرنی سویرا نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

بیٹا تم پہلے بھی اسے ہی کافی رشتے ٹھکرا چکی ہو اور اس بار تمھارے ابو نے کہا ہے کچھ بھی ہو جائے سویرا کی شادی ہم نے یہی کرنی ہے

رقیہ نے عقیل صاحب کا فیصلہ سنایا

امی مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی اور میں اچھے سے جانتی ہوں آپ نے کس طرح کا رشتہ میرے لیے دیکھا ہو گا

میں وہاں شادی نہیں کروں گی آپ ابو کو بھی بتادیں

سویرا نے غصے سے کہا اور وہاں سے جانے لگی

سویرا اس بار تم کچھ بھی کر لو لیکن تمھاری شادی تو وہی ہو گی

رقیہ بیگم نے بھی اپنا فیصلہ سنایا اور سویرا سے پہلے کمرے سے نکل گئ۔

عرشان میرا ہاتھ چھوڑو!

آرزو نے تکلیف سے چلاتے ہوئے کہا اسے عرشان کے ہاتھ کی انگلیاں اپنے بازوں میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں

عرشمان نے گھر میں داخل ہوتے آرزو کا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑا..

آرزو اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور سامنے پڑے صوفے پر دھڑام سے گری

تھوڑی دیر تک مولوی صاحب آتے ہوں گے وہ سامنے روم ہے جاؤ اپنا حلیہ درست کر کے آؤ

عرشمان نے آرزو کے کپڑوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو وائیٹ گھٹنوں تک آتی شرٹ اور بلیو جینز میں موجود تھی۔

میں تم سے نکاح نہیں کر سکتی آرزو نے صدمے کی حالت میں کہا۔

عرشمان کی بات اسے بجلی کے جھٹکے کی طرح لگی۔

کیوں نہیں کر سکتی تم مجھ سے نکاح؟

عرشمان نے جھکتے ہوئے آرزو کے دائیں اور بائیں جانب ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے. پوچھا..

جو کھسک کر تھوڑا پیچھے ہو گئی۔

میری منگنی ہے ایک ہفتے بعد میں گھر والوں کو کیا جواب دوں گی۔

آرزو نے کپکپاتے لہجے میں کہا..

اس کا مطلب تمہیں صرف گھر والوں کا مسئلہ ہے کہ تم انہیں کیا جواب دوں گی اس نکاح سے تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے؟ٹھیک کہہ رہا ہوں ناجان۔

عرشمان نے معنی خیزی میں کہا

آرزو نے نفی میں سر ہلایا مجھے نکاح نہیں کرنا پلیز میرے ساتھ ایسا مت کرو۔

آرزو نے روتے ہوئے کہا۔

نکاح تو ہو کر ہی رہے گا سویٹ ہارٹ

اور گھر والوں کو ہینڈل کرنا تمھارا مسئلہ ہے تم کس طرح ان کو راضی کرتی ہوں اور شادی سے منع کرتی ہو؟مجھے معلوم نہیں ہے۔

چلو جلدی سے چینج کر کے آؤ ویسے تو میرا ارادہ کچھ دنوں بعد تم سے نکاح کرنے کا تھا لیکن تمھاری ماما نے مجھے آج ہی موقع فراہم کر دیا۔

عرشمان نے سنجیدگی سے کہا

اور بازو سے پکڑ کر اسے کمرے کی جانب دھکیلا۔

عرشمان تم بھائی کو اچھے سے جانتے ہو جب ان کو معلوم ہو گا وہ بہت برا پیش آئے گے تمھارے ساتھ آرزو نے خود میں ہمت پیدا کرتے ہوئے سامنے کھڑے عرشمان کو کہا۔

پیچھے دروازہ کھلا ہوا تھا....

آرزو چھوٹے چھوٹے قدم لیتی عرشمان کے قریب آرہی تھی جو شاید اس کا ارادہ بھانپ گیا...

اگر تمھارا ارادہ مجھے باتوں میں لگا کر یہاں سے بھاگنے کا ہے تو جان تم بہت غلط سوچ رہی ہو میرے ہوتے ہوئے تمھارا اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نکالنا مشکل نہیں ناممکن ہے۔

عرشمان نے آرزو کی بات کو نظر انداز کرتے سینے پر ہاتھ باندھتے عام سے لہجے میں کہا۔

آرزو کو حیرت کا جھٹکا لگا جو یہ سوچ رہی تھی اسے کیسے معلوم ہوا۔

زیادہ مت سوچو تمھارے خوبصورت چہرے کے تاثرات سب کچھ بیان کر رہے ہوتے ہیں

عرشمان نے کہااور ایک قدم کا فاصلہ بھی ختم کر دیا جو دونوں کے درمیان حائل تھا

اگر تم چاہتی ہو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں دلہن بناؤ تو مجھے مسئلہ نہیں ہے...

عرشمان نے آرزو کے کان کے پاس جھکتے ہوئے سرگوشی نما کہااور اس کے کان کی لو کو ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے چھو کر پیچھے ہٹ گیا ۔عرشمان کے چھونے پر آرزو کو کرنٹ سا لگا

آرزو میں اتنی سکت نہیں تھی کہ وہ نظریں اٹھا کر دیکھ لے اسکا دل کر رہا تھا دھاڑے مار مار کر روئے۔

جاؤ...

اس بار عرشمان نے سخت لہجے میں کہا۔

آرزو بنا اس سے نظریں ملائے کمرے میں گھس گی اور اندر جاتے ہی دروازے کو لوکڈ کر کے وہی بیٹھی رونے لگی۔

سویرا کو لڑکے کی ماں اور بہن دیکھ کر چلی گئی تھی اُن کو سویرا بہت پسند آئی تھی

لڑکے کی ماں نے ہاں بھی کر دی۔

اور اگلے ہفتے نکاح کا کہا تھا اور رخصتی ایک سال بعد

رقیہ بیگم نے عقیل صاحب سے بات کی توانکو بھی کوئی اعتراض نہیں تھاسب سے اچھی بات لڑکے والوں نے جہیز لینے سے منع کر دیا تھا

عقیل صاحب نے بھی لڑکے کی اچھی طرح چھان بین کر والی اوراس کے بعد انہوں نے ہاں کر دی۔

سویرا کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکے کی جان لے لیں رقیہ بیگم نے اسے لڑکے کی تصور دکھائی لیکن اس نے دیکھنے سے منع کر دیا۔

رقیہ بیگم چاہتی تھیں انکی بیٹی کا ہر ایک خواب پورا ہو اور لڑکے والے اچھے خاصے تھے اور رقیہ بیگم خوش تھی کہ ان کی بیٹی بھی خوش رہے گی بے شک ابھی وہ ان سے ناراض ہے لیکن جب شادی ہو گی تو خود ہی سمجھ جائے گی کہ جو کچھ ماں باپ کرتے ہیں اس میں اولاد کا ہی بھلا ہوتا ہے..

لیکن رقیہ بیگم کی لاڈلی کچھ ایسا کرنے جا رہی تھی جس کی توقع کسی کو بھی نہیں تھی۔

سویرا اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی

کیا کروں میں ؟امی تو میری بات نہیں سن رہی اور ابو سے بھی بات کرلی وہ بھی نہیں مانے کیا کروں میں ؟

سویرا نے چکر کاٹتے ہوئے سوچا

سویرا بیٹا چلوں مارکیٹ چلتے ہیں تم نے جو جو چیزیں لینی ہے وہ لے لینا.

رقیہ بیگم نے سویرا کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا.

امی اب پیسے کہاں سے آئے ؟

سویرا نے حیرانگی سے پوچھا

بیٹا میں نے جو کمیٹی ڈالی تھی وہ نکلی ہے

ان پیسوں سے میں تمھارے نکاح کے لیے کچھ چیزیں لے لوں گی.

رقیہ بیگم خوشی سے سویرا کو بتارہی تھی

ناچاہتے ہوئے بھی سویرا کو اپنی ماں کے ساتھ مارکیٹ جاناپڑا.

دماغ میں بس ایک ہی بات چل رہی تھی کہ کس طرح اس نکاح کو روکنا ہے۔

سویرا بے دھیانی میں چیزیں خرید رہی تھی۔

جب اس کی نظر سامنے کھڑے بازل پر پڑی

امی میں سامنے والی دکان میں جارہی ہوں وہاں جیولری اچھی ہوتی ہے سویرا نے اپنی ماں کو کہا۔

رقیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلااور کپڑے دیکھنے لگی سویرا وہاں سے نکل گئی اور بازل کے سامنے جاتے ہی اس نے حیرت سے پوچھا

آپ؟

سویرا نے بازل کو دیکھتے ہوئے کہا

جو کب سے کھڑا سویرا کو گھور رہا تھا آنکھیں غصے سے سرخ تھیں

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔

بازل نے سنجیدگی سے کہا

سویرا نے ناسمجھی سے اس کی طرف دیکھا

اور اچانک اسے اپنے نکاح کا خیال آیا

مجھے بھی آپ سے بات کرنی ہے سویرا نے جلدی سے کہا

لیکن ابھی میری امی میرا انتظار کر رہی ہے مجھے جانا ہے سویرا نے جلدی سے کہا

ٹھیک ہے تم یہ موبائل رکھ لو رات کو میں کال کروں گا۔

بازل نے ایک نیا موبائل سویرا کی طرف بڑھاتے ہوئے ہوئے کہا۔

یہ میں نہیں لے سکتی سویرا نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

تم مجھے بعد میں واپس کر دینا ٹھیک ہے

اب میں چلتا ہوں بازل نے سویرا کے ہاتھ میں۔ موبائل رکھا اور وہاں سے چلا گیا

سویرا نے موبائل کو اپنے بیگ میں رکھا اور اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔

بازل کا سویرا کا پیچھا کرنا جہاں اس کا ہونا وہاں بازل کا پہنچ جانا سب کچھ عجیب تھا لیکن سویرا اس بات کو نوٹ نہیں کر رہی تھی اور اب سویرا کو موبائل دینا خطرے کی نشانی تھی۔

لیکن شاید سویرا اس وقت خود کے فائدے کے بارے میں۔ سوچ رہی تھی خود غرض بن رہی تھی باقی سب فراموش کر بیٹھی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ بازل اس کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

رات سویرا اپنے کمرے میں بیٹھی بازل کے دیے ہوئے مہنگے موبائل کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اچانک موبائل رنگ ہوا۔

سویرا کو سمجھ نہیں آئی کہ کیا کرے تو اس نے کال کاٹ دی اتنا مہنگا فون اس نے صرف ٹی وی ڈراموں میں دیکھا تھا۔

دوبارہ موبائل رنگ ہوا تو سویرا نے دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل کان سے لگایا۔

ہیلو....

سویرا نے آہستگی سے کہا

میں بازل بات کر رہا ہوں۔

کیسی ہو تم؟

بازل نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے پوچھا

اس کی آواز سے لگ رہا تھا کہ وہ مسکرا رہا ہے۔آپ نے کیا بات کرنی تھی۔

سویرا نے بازل کی بات کو نظرانداز کرتے پوچھا

پہلے تم بتاؤ تمہیں مجھ سے کیا بات کرنی تھی؟ بازل نے پوچھا

مجھے آپ کی ہیلپ چاہیے۔

سویرا نے کہا

کس طرح کی ہیلپ؟ بازل نے نا سمجھی سے پوچھا۔

میرے امی ابو میری مرضی کے بغیر میرا نکاح کر رہے ہیں اور میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔

سویرا نے بازل کو کہا۔

تو میں تمھاری مدد کیسے کر سکتا ہوں؟

بازل نے سنجیدگی سے پوچھا۔

دو دنوں بعد میرا نکاح ہے اس کے بعد جیسے جیسے سویرا بتاتی جا رہی تھی بازل کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ آتی گئی۔

ٹھیک ہے میں تمھاری مدد کرنے کے لیے تیار ہوں بازل نے کہا اور فون بند کر دیا۔

کیا ہوا؟ کیا کہہ رہی تھی؟ عمیر نے اپنی وائن کے گلاس میں برف کے ٹکڑے ڈالتے ہوئے پوچھا

وہ لڑکی خود ذبح ہونے کے لیے تیار ہے ہم کیا کر سکتے ہیں بازل نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

کیامطلب؟عمیر نے حیرانگی سے پوچھا

یار وہ لڑکی سچ میں بہت بیوقوف ہیں اُس انسان پر بھروسہ کر رہی ہے جیسے اچھے سے جانتی بھی نہیں ہے۔

میرا کام تو اور بھی آسان ہو گیا ہے۔

تو میرا فلیٹ صاف کروادے باقی کا تجھے میں بعد میں بتادوں گا۔

اور ہاں عامر کو غلطی سے بھی ہمارے کسی پلین کا معلوم نہیں ہونا چاہیے؟

بازل نے عمیر کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

تم فکر مت کرو اسے کچھ نہیں معلوم ہو گا۔

عمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔

بازل آنکھیں موندے صوفے سے ٹیک لگائے لیٹ گیا۔

آپی آپ کہاں گئی تھیں؟

مہرو نے نایاب سے پوچھا جو اپنی کالی چادر اتار رہی تھی۔

کچھ سامان چاہیے تھا تو وہی لینے گئی تھی اظہر کو کہہ دو تو سو سو نخرے کرتا ہے۔

نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آپی میں سوچ رہی ہوں اپنے بالوں کا کلر تبدیل کر والوں مہرو نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا

مہرو یہ کلر تمھارے بالوں پر بہت سوٹ کر رہا ہے ابھی رہنے دو۔

نایاب نے مہرو کے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اتنے میں اظہر کمرے میں آیا۔

جس جس نے پارلر جانا ہے جلدی سے تیار ہو جائے باہر لڑکیاں میرا انتظار کر رہی ہیں جی

میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے.جی

اظہر نے نایاب اور مہرو دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہم دو دن بعد خود ہی چلے جائے گئے تم باقی کی لڑکیوں کو کر جاؤاور سب کا خیال رکھنا

نایاب نے سنجیدگی سے کہا۔

جی ٹھیک ہے.جی۔

اظہر نے کہااور کمرے سے نکل گیا

نایاب کا رنگ گندمی تھا لیکن بڑی بڑی آنکھیں چھوٹی سی ناک اور گلابی ہونٹ اسے پرکشش بناتے تھے گندمی رنگ اس پر سوٹ بھی بہت کرتا تھا۔

مہرو اور نایاب دونوں نے ناک میں ایک جیسی چھوٹی سی بالی پہنی ہوئی تھی۔

نایاب کے ماں باپ بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اسکا ایک بھائی تھا ناصر جو نشہ کرتا تھا...

نایاب گھر میں بچوں کو ٹیوشن پڑھا کر گھر کا سارا نظام چلاتی تھی۔

نایاب کے بھائی نے نشہ کرنا نہیں چھوڑا بلکہ مزید اس میں ڈوبتا گیا۔

پھر ایک دن نایاب کا بھائی اپنے کچھ آوارہ دوستوں کو گھر لے کر آیا

اسے خود کی تو ہوش ہوتی نہیں تھی جب نایاب نے اسے روکا تو ناصر نے اپنے دوستوں کے سامنے نایاب کو تھپڑ مارااور اسے بالوں سے پکڑا...

اس کے دوست آنکھیں میں خباثت لیے نایاب کو دیکھ رہے تھے۔

نایاب نے اپنے بھائی کو پیچھے دھکا دیااور خود کمرے میں جا کر بند ہو گئ۔

یار تیری بہن تو بہت خوبصورت ہے

ناصر کے دوستوں میں سے ایک نے ہنستے ہوئے کہا۔ جبکہ نایاب کا بھائی نشے میں دھت پڑا تھااور وہی پڑا سو گیا۔

کیا خیال ہے؟ ناصر کے دوستوں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے کمینگی سے کہا..

بہت اچھا خیال ہے دوسرے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا...

نایاب دروازے کے پاس کھڑی ان سب کی باتیں سن رہی تھی..

چھوٹا سا گھر تھا جس میں دو کمرے تھے جو ساتھ ساتھ بنے تھے..

نایاب نے اپنی چادر پکڑی اور اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر کود گئی اپنی عزت سے بڑھ کر اس وقت اسے کچھ بھی نہیں لگا تھا...

ناصر کے دوست جب دروازے کو توڑ کر اندر آئے تو اندر کوئی نہیں تھا۔

بھاگ گئی سالی

ان میں سے ایک نے غصے سے کہا

زیادہ دور نہیں گئی ہو گی پیچھا کرتے ہیں

یہ کہتے ہی چاروں گھر سے نکل گئے۔

نایاب اندھا دھند بھاگتی جارہی تھی۔

جب بھاگتے ہوئے کافی اگلے آگئی تو وہی کھڑی لمبے لمبے سانس لینے لگی اسے لگا کہ وہ کافی دور آگئی ہے لیکن جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی ڈر کے مارے چیخ نکل گئی۔

یہ جگہ کافی سنسان تھی۔

پیچھے چاروں دوست کھڑے نایاب کو اپنی غلیظ نظروں سے گھور رہے تھے...

اتنی آسانی سے تو تجھے ہم نہیں چھوڑ سکتے تیرے نشئی بھائی کو ہم لوگوں نے اتنا پیسہ اس لیے نہیں دیا کہ تو بنا ہمیں خوش کیے بھاگ جائے۔ان میں سے ایک لڑکے نے نایاب کو بالوں سے پکڑتے ہوئے غصے میں کہا۔

نایاب اس وقت شدت سے اپنی موت کی دعا مانگی تھی کاش اسے اس وقت موت آجائے لیکن ابھی شاید اللہ نے نایاب کی زندگی لکھی ہوئی تھی...

میں نے کیا بگاڑا ہے آپ لوگوں کا مجھے جانے دو...

نایاب نے گڑگڑاتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

پورے دو مہینے سے تیرے بھائی کو برداشت کر رہے ہیں. تو صرف تیری وجہ سے اور تو کہہ رہی ہے تجھے جانے دے ایسا نہیں ہو سکتا۔

دوسرے لڑکے نے بھی آگے بڑھتے ہوئے کہا اور نایاب کی چادر کو اتار کر دور اچھال دیا

نایاب دل میں اللہ کو مدد کے لیے پکار رہی تھی۔اور بے شک وہ اپنے بندوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

نایاب نے آنکھیں بند کی ہوئی تھی جب اس کے کانوں میں کسی اجنبی کی آواز پڑی

چھوڑ دو اس لڑکی کو اجنبی نے چاروں لڑکوں کو گھورتے ہوئے کہا

تو ہے کون؟

مرد ہے یا عورت اس لڑکے نے قہقہہ لگاتے ہیں کہا اس کے باقی کے دوست بھی ہنسنے لگے..

تم جیسے بدمعاشوں سے تو میں روز نپٹتی ہوں پنکی نے نخوست سے کہا اور اس کے پیچھے ایک گاڑی گاڑی آ کر رکی جس میں سے پانچ ہٹے کٹے آدمی نکلے۔

ان آدمیوں کو دیکھ کر ہی چار و لڑکے ڈر گئے تھے۔

جس نے نایاب کا ہاتھ پکڑا تھا اس نے نایاب کا ہاتھ دھکا دینے والے انداز میں چھوڑا

نایاب سیدھی پنکی کے قدموں میں جا گری۔

پنکی نے نایاب کو سہارا دے کر اٹھایا اور اسے گاڑی میں بٹھایا۔

اس سے پہلے چاروں لڑکے وہاں سے بھاگتے پنکی کے آدمیوں نے انہیں پکڑ لیا۔

تم میرے ساتھ چلو اور ان بدمعاشوں کی ایسی دھلائی کرنا کے ان سب کو اچھے سے پتہ چل جائے پنکی کی بات نا ماننے کا کیا انجام ہوتا ہے...

پنکی نے پہلی بات اپنے پاس کھڑے آدمی کو اور دوسری بات باقی کے چاروں کو دیکھتے ہوئے کہی. گاڑی میں بیٹھ گئ۔

پیچھے پنکی کے آدمیوں نے چاروں دوستوں کو مار مار کر اچھا سبق سکھایا۔

پنکی نایاب کو سلمیٰ کے پاس لے آئی تھی اور نایاب نے اپنی مرضی سے رقص کرنا شروع کیا تھا۔اب نایاب کا سب کچھ یہ کوٹھا اور یہاں کے لوگ تھے...

سلمیٰ کے پاس جو بھی لڑکی آتی اس نے کبھی بھی زبردستی کسی کو رقص کرنے کا نہیں کہا جو بھی رقص کرتی اپنی مرضی سے کرتی

....

مہارانی جی کب سے میں تمھارا انتظار کر رہی ہوں۔

آج اتنی دیر کیسے ہو گی؟ کہاں گئی تھی؟

ایزل جب گھر آئی تو آتے ہی اس کی بھابھی نے سخت تیور لیے پوچھا..

بھابھی کام زیادہ تھا اور بس بھی تھوڑی لیٹ آئی تھی اس لیے دیر ہو گئی..

ایزل نے سنجیدگی سے جواب دیا

اب بہانے بنانے بیٹھ جاؤ ایک تو میں سارا دن گھر دیکھو کھانا بناؤ...

اور تم آکر کرتی کیا ہو؟

سارا کام مجھے کرنا پڑتا ہے۔

ایزل خاموشی سے سن رہی تھی وہ جانتی تھی جبکہ بھابھی اپنے دل کی بھڑاس نہیں نکال لیں گی ان کو چین نہیں آئے گا۔

جب بھابی اپنی بھڑاس نکال کر چلی گئی تو

ایزل بھی کچن میں آگئی وہ جانتی تھی بھابھی نے کھانا بھی نہیں بنایا ہو گا

ایزل نے کھانا بنایا اور خود کا کھانا لے کر اپنے کمرے میں آگئی۔

ایزل کا ایک بڑا بھائی تھا ماں باپ کے گزر جانے کے بعد ایزل کے بھائی رضوان نے اپنی بہن کو بہت لاڈ سے پالا تھا

لیکن رضوان کی شادی ہوتے ہی سب کچھ بدل گیا۔

بھابھی کو ایزل ایک آنکھ بھی نہیں بھاتی تھی۔اس نے رضوان کو ناجانے ایسا کیا کہا کہ رضوان ایزل سے کھیچا کھیچا رہنے لگا۔

ایزل آج تک سمجھنے سے قاصر تھی بھابھی اسے رضوان کے سامنے ڈانٹتی لیکن وہ خاموش رہتا۔

ایزل کو اپنے بھائی کا رویہ دیکھ کر دکھ ہوتا تھا لیکن اب اس نے بھی بھابھی کے سامنے بولنا چھوڑ دیا تھا جو وہ کہتی خاموشی سے سن لیتی۔۔۔

عرشان تم کیا کرنے والے ہو؟آکف نے اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

تم مجھے بتاؤ تم میری مدد کرو گئے یا نہیں؟

میرے نکاح میں گواہ بنوں گئے یا نہیں؟

عرشان نے سنجیدگی سے پوچھا

اس نے جب آکف کو اپنے نکاح کا بتایا یہ سنتے ہی وہ بھڑک اٹھا۔

اس وقت دونوں اسی گھر میں موجود تھے جہاں عرشان آرزو کو لے کر آیا تھا

تمھارا تو دماغ خراب ہو گیا ہے

اس کے دو بھائیوں کو تم اچھے سے جانتے ہو چلو ایک کی تو خیر ہے دوسرے نے تمھاری جان لینے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگانا

تم اچھی طرح جانتے ہو آرزو مان کی کتنی لاڈلی ہے....

اور آرزو کی منگنی ہے یار کیا جواب دے گی وہ پوری فیملی کے سامنے ؟

کیوں اسے رسوا کرنا چاہتے ہو؟

آکف نے اس بار تھوڑا غصے میں کہا۔

جب اس نے اپنے بھائی کے سامنے اور اور پوری یونی کے سامنے مجھے رسوا کیا وہ کیا تھا؟ عرشان نے بھی غصے میں چلاتے ہوئے کہا

بعد میں مان نے تم سے معافی بھی مانگی تھی وہ شرمندہ بھی تھا وہ یاد نہیں ہے تمہیں؟

آکف نے بنا اس کے غصے کی پرواہ کیے کہا۔

مجھے نصیحتیں نہیں سننی آکف مجھے بتادو تم میری مدد کرو گئے یا نہیں؟

عرشان نے آپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

اگر میں ابھی اور اسی وقت تایا جان کو بتا دو تو کیا کر لو گئے تم؟

آکف نے عرشمان کی سرد آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

جس پر عرشمان قہقہہ لگائے ہنسنے لگا۔

میں جانتا ہوں بلکہ مجھے پورا یقین ہے تم ایسا کبھی نہیں کر و گئے کیونکہ تایا جان کو بتا کر تم اپنے بھائی کو کھونا نہیں چاہو گئے

عرشمان نے چمکتی آنکھوں سے آکف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آکف نے بے بسی سے اپنے سر پھیرے بھائی کو دیکھا۔ جس کے سر پر بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا۔ اپنے بدلے کے سامنے اسے کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں تمھاری مدد کروگا لیکن میری ایک بات اپنے دماغ میں بیٹھالو اگر تمھاری ان سب فضولیات کی وجہ سے آرزو کو کچھ بھی ہوا تو مان سے پہلے میں خود تمھیں اپنے ہاتھوں سے شوٹ کروں گا

آکف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا

اوکے بھائی جیسا آپ کہے عرشمان نے فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا....

اتنے میں مولوی صاحب اور عرشمان کے کچھ دوست بھی آ گئے..

بھائی آپ ان سب کو دیکھیے میں اپنی ہونے والی بیوی کو لےکر آتا ہوں۔

عرشمان نے آکف کو کہا اور خود اس کمرے کی طرف چلا گیا جہاں آرزو تھی۔

جان یہ کیا؟ تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی باہر مولوی صاحب آ گئے ہیں..

عرشمان نے چابی سے دروازہ کھولا اور روم میں داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھی آرزو کو کہا

جو سرخ جوڑے کو ایسے گھور رہی تھی جیسے سامنے پڑا سرخ جوڑا کا ہی سارا قصور ہو۔

عرشمان کی بات پر آرزو نے اپنا چہرہ اٹھا کر سامنے کھڑے عرشمان کی طرف دیکھا

آرزو کی سرخ آنکھیں دیکھ کر عرشمان کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔

لیکن اس نے نظرانداز کرتے ہوئے جوڑے کو پکڑا اور آرزو کی طرف پھینکا

چینج کر کے آؤ

عرشمان نے سنجیدگی سے کہا

آرزو خالی نظروں سے عرشمان کو دیکھ رہی تھی۔

میں نے کہا چینج کر کے آؤ ورنہ یہ کام میں خود سرانجام دوں گا

عرشمان نے غصے سے دھاڑے ہوئے آرزو کا بازو پکڑ کر خود کے سامنے کھڑے کرتے ہوئے کہا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا اگر اس نے آرام سے بات کی تو آرزو کبھی بھی اس کی بات نہیں مانے گی۔

پلیز ایسا مت کرو میرے ساتھ

آرزو نے روتے ہوئے کہا

زیادہ رونے اور چلانے سے اس کا گلہ بھی بیٹھ گیا تھا۔

عرشمان نے کمر سے پکڑ کر آرزو کو خود کے قریب تر کیا اور اس کے چہرے پر آئی کچھ آوارہ لٹو پکڑتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔

مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو آرزو جان

اگر میں زبردستی کرنے پر آیا تو پھر تم بھی مجھے روک نہیں پاؤ گی اس لیے بہتری اسی میں ہے کہ خاموشی سے میری بات مان لو۔

عرشمان نے آہستگی سے کہا۔اس کی گرم گرم. سانسوں کی تپش آرزو کا چہرہ جھلسا رہی تھیں

یہ کہتے ہی عرشمان آرزو کے ہونٹوں کی طرف جھکنے لگا جب آرزو نے اس کا ارادہ بھانپتے ہوئے اپنا پورا زور لگا کر عرشمان کو پیچھے دھکا دیا۔

میں خود چینج کر لوں گی آرزو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

جاؤ پانچ منٹ کے اندر واپس آؤ میں یہی تمھارا انتظار کر رہا ہوں

عرشمان نے آرزو سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے کہا۔

آرزو نے جوڑا پکڑا اور واشروم میں جا گھسی۔ پانچ منٹ پورے ہونے سے پہلے ہی آرزو باہر آگئی۔

عرشمان نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔

ایسے ہی میری بات مانتی رہو گی تو فائدے میں رہو گی..

عرشمان نے ہنستے ہوئے کہا اور سر سے پاؤں تک آرزو کا. معائنہ کرنے لگا جو میک اپ سے عاری چہرے کے ساتھ سرخ جوڑے میں خوبصورت لگ رہی تھی۔

بس اس ڈوپٹے کو اس طرح لو

اب ٹھیک ہے

عرشمان نے کندھے پر رکھے ڈوپٹے کو آرزو کے سر پر سیٹ کیا اور لمبے سے گھونگھٹ سے آرزو کے چہرے کو کور کیا

عرشمان آرزو کا ہاتھ پکڑ کر اسے روم سے باہر لے گیا۔

دونوں کے آتے ہی مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا..

عرشمان کے ایجاب و قبول کے بعد مولوی صاحب آرزو کی طرف متوجہ ہوئے جو عرشمان کے پہلو میں بیٹھی ہولے ہولے کانپ رہی تھی...

آرزو شاداب کیا آپ کو عرشمان عظیم ولد عظیم ملک سے نکاح قبول ہے

آرزو خاموش رہی مولوی صاحب نے دوبارہ پوچھا تو عرشمان نے آرزو کے ہاتھ پر اپنا وزنی ہاتھ رکھتے ہوئے دباؤ ڈالا

آرزو نے اثبات میں سر ہلا کر تین بار قبول ہے بول دیا آگف کھڑا عرشمان کو گھور رہا تھا۔

جو اپنے بھائی کی گھوریوں کو خاطر میں لائے بغیر ڈھائی سے مسکرا رہا تھا..

دعا کے بعد وہاں موجود تمام لوگوں نے عرشمان کو مبارک باد دی

آرزو اسی کمرے میں. واپس آگئی تھی اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہو رہا تھا.

تین چار گھنٹوں میں کیا سے کیا ہو گیا تھا

آکف مولوی صاحب کو لے کر وہاں سے چلا گیا عرشمان جب کمرے میں داخل ہوا تو آرزو آئینے کے سامنے کھڑی خود کے عکس کو بے جان نظروں سے دیکھ رہی تھی..

عرشمان اس کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا

آرزو نے اپنے پیچھے عرشمان کے عکس کو دیکھا

جس کے چہرے پر فتحیانہ مسکراہٹ تھی۔

کیسا لگ رہا ہے مسز عرشمان ملک بن کر

عرشمان نے پیچھے سے آرزو کو اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے اس کے کندھے پر تھوڑی رکھتے پوچھا..

آرزو خالی نظروں سے عرشمان کو دیکھ رہی تھی

عرشمان نے آرزو کا رخ اپنی طرف کیا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا آرزو اس کے بازوں میں جھول گئی۔

سویرا کیا بات ہے؟ بیٹا تم مجھے پریشان لگ رہی ہو؟

رقیہ بیگم نے سویرا سے پوچھا جو صبح سے مرجھائی ہوئی لگ رہی تھی۔

نہیں امی ایسی تو کوئی بات نہیں ہے سویرا نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا.

امی میں اپنے کمرے میں. جارہی ہوں ویسے بھی کل کا دن تھکا دینے والا ہے...

سویرا نے ہلکا سا مسکرا کر کہا ٹھیک ہے بیٹا جاؤ تم آرام کرو رقیہ بیگم نے کہا

سویرا اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر بیٹھ گئ

جو میں کرنے جارہی ہوں کیا وہ ٹھیک ہے؟

کیا مجھے ایسا کرنا چاہیے ؟

سویرا نے پریشانی سے سوچتے ہوئے کہا

لیکن میں کہاں جاؤں گی ؟ہاں دوسرے شہر اپنی دوست رانی کے پاس چلی جاؤں گی وہ مجھے اپنے پاس رکھ لے گی۔

اگر یہاں رہی تو امی ابو میرا زبردستی نکاح کر دے گئے اور میں ابھی نکاح نہیں کرنا چاہتی۔

سویرا کا دماغ پھٹ رہا تھا لیکن آخری فیصلہ اس کے اپنے حق میں تھا

وہ نہیں جانتی تھی صرف ایک غلط فیصلہ اس کی پوری زندگی تبدیل کر دے گا۔

رات کھانا کھانے کے بعد سویرا اپنے کمرے میں آئی اور بازل کو فون کیا صبح اسکا نکاح تھا.

بازل نے فون اٹھاتے ہی کہا کہ میں تمھاری گلی کے باہر کھڑا ہوں جلدی آجاؤ۔

سویرا نے دھڑکتے دل کے ساتھ چادر کو اوڑھا اور اپنے کمرے میں نظر دہرائی دل کیا ایک بار آخری بار اپنے ماں باپ کا چہرہ دیکھ لے..

لیکن ڈر بھی تھا کہی پکڑی نا جائے

اس کے پاس ایسا کچھ خاص نہیں تھا جسے اپنے پاس رکھ لے

اپنے ماں باپ کا دیا ہوا لاکٹ جو سویرا لو اس کی سالگرہ پر ملا تھا اس نے اپنے گلے میں پہنا اور دبے پیر اپنے کمرے سے باہر نکلی اس کے ہاتھ میں بازل کا دیا ہوا موبائل تھا..

دبے پاؤں چلتے ہوئے دروازے کے پاس پہنچی اور مڑ کر ایک نظر اپنے گھر کو دیکھا دل کہہ رہا تھا سویرا مت کر وا ایسا ورنہ بہت پچھتاؤ گی لیکن دماغ کہہ رہا تھا اگر تم رک گی تو اپنی مرضی سے زندگی نہیں گزر سکو گی۔

ایسا سویرا کو لگتا تھا کہ جس طرح کی وہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے جہاں اس کے ماں باپ نے رشتہ کیا ہے وہ لڑکا کبھی بھی سویرا کی خواہشات پوری نہیں کر سکے گا...

اپنی خواہشات کی خاطر سویرا اپنے ماں باپ کی عزت کو بھی روندتی جا رہی تھی۔

سویرا نے دروازہ کھولا اور گھر سے باہر نکل گئی۔

ثناء نے سویرا کو گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا اسے حیرت ہوئی کہ رات کے اس وقت سویرا کہاں جا رہی ہے؟

کیونکہ رات کے وقت سویرا گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی..

تجسس کے مارے ثناء بھی جلدی سے اپنے گھر سے نکلی

سویرا گلی سے باہر نکلی تو تھوڑی دور بازل گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا...

سویرا اس کے پاس گئی تو بازل نے گاڑی کا دروازہ کھولا سویرا خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی...

ثناء نے دور سے سارا منظر دیکھا

تو یہ بات ہے میڈم کا صبح نکاح ہے اور یہ کسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں کہی جا رہی ہے۔

اتنی بڑی بات کو میں اپنے پاس نہیں رکھ سکتی بلکہ پورے محلے کو معلوم ہونی چاہیے...

۔ثناء نے نفرت سے سوچا اور سویرا کے گھر کی طرف چلی گئی۔

تم ٹھیک ہو؟ بازل نے گاڑی چلاتے سویرا سے پوچھا

سویرا نے اثبات میں سر ہلا لیکن بولی کچھ نہیں۔

مجھے سٹیشن پر چوڑ دیں تھوڑی دیر بعد گاڑی میں سویرا کی آواز گونجی

دیکھوں سویرا ابھی تم میرے ساتھ میرے گھر چلو

ابھی تمھارا سٹیشن جانا ٹھیک نہیں ہے اتنا بھروسہ کیا ہے تھوڑا اور کر لو

بازل نے سنجیدگی سے کہا

سویرا نے مزید بات نہیں کی وہ سوچ رہی تھی اگر رانی نے بھی اسے اپنے پاس نہیں رکھا تو وہ کہاں جائے گی اپنے شہر کے تو پھر بھی کچھ راستوں کا اسے علم تھا لیکن دوسرے شہر کے راستوں سے تو سویرا بلکل بے خبر تھی..

۔سویرا انہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب بازل نے اسے مخاطب کیا..

سویرا گھر آ گیا ہے۔ بازل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا

سویرا گاڑی سے باہر نکلی اور اپنے سامنے بڑی سی بلڈ نگ میں بنے فلیٹس کو دیکھنے لگی

بازل سویرا کو اپنے فلیٹ میں لے آیا۔

وہ سامنے روم ہے تم فریش ہو جاؤ بازل نے سویرا کو کہا تو وہ خاموشی سے اس روم میں چلی گئی۔ سویرا بہت پریشان تھی اس لیے اس نے فلیٹ کو بھی نہیں دیکھا جیسا بازل کہہ رہا تھا کرتی جا رہی تھی...

بازل نے عمیر کو فون کیا اور نقلی نکاح نامے کا پوچھا۔

یار میں نے تیرے روم کی الماری میں۔ رکھ دیے ہیں..

مزے کر عمیر نے کمینگی سے کہا

چل بعد میں بات کرتا ہوں

بازل نے ہنستے ہوئے کہا۔

آخر تم مجھے مل ہی گئی سویرا ڈارلنگ بازل نے خباثت سے ہنستے ہوئے کہا

علیدان آپ کہاں ہوتے ہو؟میرا فون بھی نہیں. اٹھاتے؟

فضا نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔آج کافی دنوں بعدان کی بات ہورہی تھی۔

فضا میں تمہیں سب کچھ بتاچکا ہوں

پھر کیوں تم ایسی باتیں کررہی ہو؟علیدان نے سنجیدگی سے کہا۔

علیدان میں محبت کرتی ہوں آپ سے

میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی پلیز مجھے بتائیں میرا کیا قصور ہے؟

فضا نے بے بسی سے کہا۔

فضا میں تمہیں پسند نہیں کرتااور یہ بات صاف صاف لفظوں میں میں تمہیں بتاچکا ہوں...

بہت جلد میں اس منگنی کو بھی توڑ دوں گا۔

علیدان نے اپنے خیالات سے فضا کو آگاہ کیا

اور بنا اس کا جواب سنے وہاں سے چلا گیا

علیدان کی بات نے فضا کو آسان سے سیدھا زمین پر لا کر پٹخا تھا۔

علیدان اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا لیکن دل مطمئن تھا کہ دونوں کی منگنی ہو چکی ہے لیکن اب آخری سہارا ابھی اس سے چھننے جا رہا تھا

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے علیدان فضا نے اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتے خود کلامی کرتے کہا۔

خالہ جان مان کب آئے گا وہ تو کینڈا جا کر کچھ زیادہ ہی بزی ہو گیا ہے کومل نے منہ بسوڑتے ہوئے کہا۔

بیٹا اسی ہفتے آجائے گا تم ٹینشن مت لو. رابعہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

خالہ جان آپ کا یہ بیٹا کچھ عجیب نہیں ہے؟ کومل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

نہیں بیٹا مجھے اچھے سے معلوم ہے میرا بیٹا عجیب نہیں بلکہ عجیب ترین ہے

رابعہ نے کہا تو دونوں پھر ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ کر ہنس پڑی۔

کومل تمہیں مان کیسا لگتا ہے

میرا مطلب ہے کیا تمہیں وہ پسند ہے؟

رابعہ نے سنجیدگی سے پوچھا

خالہ جان آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ کومل نے حیرانگی سے پوچھا

میں نے اور تمھاری ماما نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھاری اور مان کی شادی کر دی جائے رابعہ نے کہا..

کومل پہلے تو شوکڈ سی رابعہ کو دیکھتی رہی پھر ایک دم سے رابعہ کے گلے جا لگی۔

رابعہ تو کومل کی اس حرکت پر ڈر گئی۔

خالہ جان آپ کتنی اچھی ہے آپ نے کیسے میرے دل کی بات جان لی۔

کومل نے رابعہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا

بس دیکھ لو تمھاری خالہ کتنی سمجھدار ہے رابعہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

رابعہ کو لگا تھا کہ کومل کو کوئی مسئلہ نہیں ہے اب مان اور کومل کی شادی آرام سے ہو جائے گی لیکن رابعہ بیگم ابھی اپنے بیٹے کی عادت سے ناواقف تھی.

کومل کی ہاں یا ناں معنی نہیں رکھتی تھی اگر کسی کی رائے معنی رکھتی تو وہ مان تھا

سب سے بڑا مسئلہ تو مان خود تھا....

صائم سونے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار کاجل سے بھری براؤن آنکھیں آ رہی تھیں

یار یہ کیا ہو رہا ہے مجھے؟ صائم نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

کون ہو یار تم کیوں مجھے پریشان کر رہی ہو؟

صائم نے خود کلامی کرتے کہا جیسے وہ براؤن آنکھوں والی لڑکی سامنے کھڑی ہو

جب سے صائم مال سے واپس آیا تھا اسے ہر جگہ نقاب میں براؤن آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔

اب نیند تو آنی نہیں تھی اس لیے صائم نے سگریٹ کی ڈبی پکڑی اور ٹریس پر چلا گیا

صائم بہت کم سموکنگ کرتا تھا

مہرو.جی

کیاہوامہرو نے گھبرائے ہوئے سامنے کھڑے ظفر سے پوچھا

وہ.جی ملک صاحب آئے ہیں

ظفر نے نظریں جھکا کر کہا۔

تواس میں نئی بات کون سی ہے ظفر جاؤتم ان کی خاطر تواضع کرو میں تیار ہو کر آتی ہوں۔

مہرو نے طاپنے کانوں میں بڑے بڑے جھمکے ڈالتے ہوئے کہا۔

وہ.جی شاہ صاحب بھی آئے ہیں

یاد آنے پر ظفر نے مڑ کر کہااور کمرے سے نکل گیا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا اگر یہاں رکا تو مہرو اسے چھوڑے گی نہیں کیونکہ اس نے بتایا نہیں کہ شاہ صاحب کب کے آکر بیٹھے ہوئے ہیں...

شاہ کا سن کر مہرو کے ہاتھ وہی رک گئے تھے۔

دو تلواریں ایک میدان میں نہیں رہ سکتی ایسا مہرو نے سنا تھا لیکن شاید آج دیکھنے کا موقع مل جانا تھا۔

مہرو نے ٹھنڈی سانس بھری اور اپنے میک اپ کو فائنل ٹچ دینے لگی....

ریان شاہ ایک مشہور بزنس مین تھا۔ جو صرف مہرو کے لیے یہاں آتا تھا اس کی ایک جھلک دیکھنے اور آج دونوں شیر ایک ہی میدان میں تھے..

دونوں کا مقصد بھی ایک ہی تھا لیکن مہرو کس کی قسمت میں لکھی تھی یہ تو وقت نے بتانا تھا...

ریان شاہ اور معارج ملک کو نایاب کے کہنے پر ایک ہی روم میں بیٹھا گیا۔

ریان شاہ جس نے براؤن شلوار قمیض کے ساتھ کندھے پر بھی براؤن شال رکھی ہوئی تھی۔

کالی آنکھوں میں سنجیدگی لیے اپنے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

معارج ملک اپنی براؤن آنکھوں میں ناپسندیدگی لیے ریان شاہ کو دیکھ رہا تھا

اسے ریان ایک آنکھ بھی نہیں بھایا۔

ریان ملک اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہونے کے ساتھ اکیلا پوری جائیداد کا مالک تھا وہ بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ تھا جس نے اپنے باپ کے بزنس کو مزید پھیلایا تھا...

کالی آنکھیں سنجیدہ سا چہرہ اور وجاہت کا شاہکار ریان شاہ معارج ملک سے کم نہیں تھا۔

جی وہ رقص شروع ہونے والا ہے آپ باہر آجائے ظفر نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

معارج ملک کمرے سے پہلے نکلا اس کے پیچھے ہی ریان شاہ تھا

مہرور قص شروع کر چکی تھی آج اس نے سبز رنگ کا لمبا فراک زیب تن کیا تھا۔

ریان شاہ نے اپنی نشت سنبھال لی لیکن ناجانے کیوں معارج کو بہت بے چینی ہو رہی تھی..

ریان کی آنکھوں میں جو مہرو کو دیکھ کر چمک آئی معارج سے چھپی نہیں تھی۔

معارج کا دھیان مہرو کی طرف نہیں تھا بلکہ اسکا دھیان ریان شاہ کی طرف تھا جو مہرو کا رقص دیکھنے میں مگن تھا۔

ریان کا ارادہ مہرو سے بات کرنے کا تھا آج کافی دونوں بعد وہ کوٹھے پر آیا تھا...

لیکن اس کا موبائل رنگ ہوا ضروری کال تھی اور ریان شاہ کو وہاں سے جانا پڑا...

ریان اپنی جگہ سے اٹھا اور معارج کے قریب رک گیا

ملک صاحب میں کل بھی آؤ گا پھر مجھے دیکھ لیجیے گا ریان نے سنجید گی سے کہا وہ معارج کی گھورتی نظروں سے ناواقف ہر گز نہ تھا۔

معارج نے غصے سے ریان کو دیکھا جسکی آنکھوں میں سرد پن تھا۔

اس سے پہلے معارج کوئی جواب دیتا سلمیٰ دونوں کے درمیان حائل ہو گئی۔

آپ دونوں کو کچھ چاہیے کھانے یا پینے کے لیے؟ سلمیٰ نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے پوچھا کیونکہ وہ یہاں کوئی ہنگامہ نہیں چاہتی تھی.

ریان نے ایک نظر سلمیٰ کو دیکھا اور وہاں سے نکل گیا..

اس کے جاتے ہی معارج اب خونخوار نظروں سے مہرو کو گھور رہا تھا جو بنا معارج کی نظروں کی پرواہ کیے رقص کرنے میں مصروف تھی
۔

ملک کی حالت نے نایاب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

رقص کے ختم ہوتے ہی مہرو اپنے کمرے میں جانے لگی.

اسے لگا کہ ملک بھی چلا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی جگہ پر موجود نہ تھا۔

مہر و اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو معارج ملک پورے حق کے ساتھ مہر و کے بیڈ پر براجمان تھا۔

سامنے لیٹے معارج کو دیکھ کر ایک پل کے لیے مہر و بھی ڈر گئی۔ کیونکہ وہ دیکھ چکی تھی کہ معارج ریان کو دیکھ کر کتنا غصے میں تھا۔ لیکن پھر اس نے لمبا سانس لیا اور معارج کی پرواہ کیے بغیر روم میں داخل ہوئی...

آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں؟ اگر آپ کو کوٹھے میں رہنے کا زیادہ شوق ہے تو آپ کے لیے ایک کمرہ صاف کروادوں...

مہر و نے سنجیدگی سے ملک کو دیکھتے ہوئے کہا..

دوسرے کمرے کی ضرورت نہیں ہے جاناں تمھارا کمرا ہی ہم دونوں کے لیے کافی ہے۔

معارج نے سرخ آنکھوں سے مہر و کو دیکھتے ہوئے بے باکی سے کہا

اور مہرو کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

شاہ یہاں کیا کر رہا ہے؟

معارج نے سنجیدگی لیسے پوچھا

جو کچھ آپ کرنے آتے ہیں ملک صاحب وہی سب کچھ شاہ جی بھی کرنے آتے ہیں مہرو نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے کہا۔

میری بات کا سیدھا سیدھا جواب دو جاناں معارج نے مہرو کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے دانت پیس کر کہا۔

اس سے زیادہ سیدھا جواب میں نہیں دے سکتی..

مہرو نے اپنا بازو معارج کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے کہا...

لیکن معارج کی پکڑ مضبوط تھی اس لیے مہرو نے جدوجہد کرنی چھوڑ دی اور غصے سے معارج کو دیکھنے لگی...

اسے تو میں دیکھ لوں گا لیکن ابھی میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں تم تو دن بادن مزید خوبصورت ہوتی جا رہی ہو۔

ملک نے مہرو کے کان سے بھاری جھمکے نکال کر اس کے کان کی سرخ لو کو ہاتھ سے مسلتے ہوئے کہا

آخر تم چاہتے کیا ہو؟ مہرو نے تنگ آکر پوچھا

تم اچھے سے جانتی ہو جاناں

معارج نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

ملک تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے جاؤ یہاں سے

مہرو نے ایک بار پھر سے معارج سے پیچھے ہونے کی کوشش کرتے کہا لیکن اس بار بھی ناکام رہی۔

ٹھیک ہے تم میری رکھیل نہیں بننا چاہتی تو کوئی بات نہیں لیکن مجھ سے نکاح کر لو پھر تو تمھیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا..

ملک نے مہرو کی صراحی دار گردن کی طرف جھکتے ہوئے مدہوشی میں کہا.

ملک کی سانسیں اس کے ہونٹوں کا لمس مہرو کی جان نکالنے کے لیے کافی تھی۔

اگر اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو معارج کے ساتھ کو پا کر خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی تصور کرتی لیکن یہاں کوئی اور لڑکی کی نہیں بلکہ مہرو تھی جو باقی لڑکیوں سے مختلف تھی۔

جاناں مجھے ابھی ایک ضروری کام سے جانا ہے ورنہ تمھارے حسین لبوں سے ہاں کروا کر ہی جاتا.

ملک کا موبائل رنگ ہوا تو اس نے مہرو سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا..

جس نے معارج کے پیچھے ہٹنے پر شکر ادا کیا

ویسے سبز رنگ تم پر زیادہ اچھا لگتا ہے

معارج نے مہرو کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

ایزل جلدی جلدی اپنا کام ختم کر رہی تھی جب اسے آکف کی کال آئی..

میرے کیبنٹ میں آؤ..

اکف نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

ایزل نے فون کو گھور کے دیکھا اور بیزاری سے اٹھ کر آکف کے کیبنٹ کی طرف چلی گئ۔

مس ایزل مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام تھا آکف نے سنجیدگی سے ایزل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سفید حجاب میں اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔

جی سر میں کیا کر سکتی ہوں آپ کے لیے؟

ایزل نے بھی سنجیدگی سے پوچھا

مس ایزل آج بھی میں تھوڑا لیٹ اٹھا تھا اس لیے میں نے ناشتہ نہیں کیا

تو آپ مجھے کوئی برگر یا پیزا وغیرہ لا دے آکف نے معصومیت سے کہا

جبکہ اس کے چہرے پر سنجیدگی ابھی بھی برقرار تھی...

ایزل کا حیرت کے مارے منہ کھل گیا

سر میں سوچ رہی تھی اس جاب کو چھوڑ کر میں آپ کی کک بن جاتی ہوں..

ایزل نے دانت پیستے ہوئے کہا

ویسے خیال برا نہیں ہے۔اس بارے میں سوچا جا سکتا ہے آکف مرتضی نے بھی ڈھائی سے جواب دیا...

سر افس بوائے موجود ہے وہ آپ کے کھانے پینے کے سارے کام کر لے گا

ایزل نے نے گھورتے ہوئے کہا..

مس ایزل تو آپ چاہتی ہیں میں آپ کی شکایت آپ کے باس علیدان کو لگا دو

آکف نے ٹیبل پر تھوڑا جھکتے ہوئے کہا

سر میرے باس علیدان نہیں مان سر ہے میں ان کے انڈر آتی ہوں ایزل نے صاف گوئی کا مظاہر کرتے ہوئے کہا..

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے میں ابھی مان کو کال کرتا ہوں آکف نے اپنا موبائل پکڑتے ہوئے کہا۔

نہیں سر میں آپ کو لا دیتی ہوں ایزل نے گھبرا کر کہا وہ جانتی تھی اگر آکف نے مان کو فون کیا تو وہ اسے آفس سے نکال دے گا کیونکہ مان صرف تین یا چار بار آفس آیا تھا اور اس نے پورے سٹاف کی جان کو سولی پر لٹکا دیا تھا..

مان علیدان کی نسبت غصے کا تیز تھا۔

گڈ گرل اب جاؤ جلدی سے میرے لیے کچھ کھانے کو لاؤ آکف نے مسکراتے ہوئے کہا

یس سر ایزل نے کہا اور باہر جانے سے پہلے آکف کو اپنی گھوری سے نوازنا نہیں بھولی

آکف ایزل کی حرکت پر مسکرا پڑا

مہرو مجھے لگتا ہے ملک تجھے پسند کرنے لگا ہے سلمیٰ بائی نے منہ میں پان ڈالتے ہوئے کہا...

محبت....

مہرو نے حیرانگی سے سلمیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا

سلمیٰ بیگم میرا ماننا ہے محبت میں کیے جانے والے سارے وعدے، دعوے اور وضاحتیں پل بھر کی مہمان ہوتی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی سب جھوٹ ہوتا ہے دکھاوا ہوتا ہے اور ان جھوٹے دعووں کے بارے میں سوچ کر اور ان پر یقین کر کے انسان اپنی باقی کی ساری زندگی بھی جہنم بنالیتا ہے۔ پھر محبت کا مارا انسان اپنی زندگی کو سنوارنے کی کوشش نہیں کرتا اس کا اعتبار ہر چیز سے اُٹھ جاتا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے اور اب میں محبت جیسی فضول چیزوں پر یقین نہیں رکھتی۔ مہرو نے سلمیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا...

اسے محبت کے لفظ سے ہی چڑ سی ہو گئی تھی..

سلمیٰ مزید کچھ کہتی جب نایاب نے روم میں داخل ہوتے کہا

مہرو شاہ صاحب آئے ہیں. نایاب نے مہرو کو بتایا۔ مہرو اپنی جگہ سے اٹھی اور نایاب کے ساتھ چلباہر کی جانب چل پڑی

نایاب اور مہرو روم میں داخل ہوئیں تو شاہ سامنے ہی بیٹھا ہوا تھا...

تم دونوں باتیں کرو میں چائے لاتی ہوں نایاب نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور کمرے سے نکل گئی..

کیسی ہو مہر؟ شاہ نے مہرو کے سنجیدہ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

میں ٹھیک ہوں ایک طوائف کیسی ہو سکتی ہے شاہ صاحب

مہرو نے تکلیف دہ لہجے میں کہا

مہر تم چھوڑ کیوں نہیں دیتی ان سب کو؟ کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو چھوڑ دو

ناچنا گانا۔

شاہ نے مہرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

مہرو کا اصل نام مہر تھا لیکن سب اسے مہرو کہتے تھے...

نہیں شاہ یہ میری سزا ہے اور مجھے اپنی سزا بھگتنی ہے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

ہر روز جب میں گھنگرو کو دیکھتی ہوں تو ایک نئی تکلیف سے دوچار ہوتی ہوں مجھے اس قرب کو سہنا ہے۔ خود کو سزا دینی ہے۔

مہرو نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

شاہ نے بے بسی سے مہرو کی طرف دیکھا۔

مہرو واحد لڑکی تھی جس کے سامنے ریان شاہ سنجیدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ مہرو کے سامنے ریان شاہ ایک نرم مزاج اور خوبصورت دل کا مالک تھا لیکن باقی لوگوں کے لیے ریان ظالم اور کھڑوس ہی تھا۔

اور معارج ملک سے کم نا تھا...

ریان شاہ دو سال پہلے کوٹھے پر مہرو سے ملا اس نے مہرو سے بات کی کہ وہ اسے یہاں سے آزاد کروا دے گا لیکن مہرو نے منع کر دیا کیونکہ وہ یہاں اپنی مرضی سے رکی تھی..

آہستہ آہستہ ریان شاہ مہرو کو جاننے لگا۔اس کی آنکھوں میں مہرو کے لیے پسندیدگی کے ساتھ عزت اور احترام بھی تھا جو باقی مردوں کی آنکھوں میں نہیں تھا۔

ان دو سالوں میں ریان نے کبھی بھی مہرو کو ہاتھ لگانے کی کوشش نہیں کی

اس کے دل میں مہرو کے لیے بہت عزت تھی شاید یہی وجہ تھی کہ مہرو کے دل میں بھی ریان کے لیے عزت بڑھ گئی تھی.

مہر میں نے اپنے آدمی کام پر لگا دیے ہیں مجھے پوری امید ہے ہمیں وہ مل جائے گا جس کی تمہیں تلاش ہے..

ریان شاہ کی بات مہرو کے چہرے پر مسکراہٹ لے آئی اسے نہیں یاد تھا کہ آخری بار وہ دل سے کب مسکرائی تھی..

آپ کا بہت بہت شکریہ شاہ

مہرو نے خوشی سے کہا

مہر مجھ سے جتنا ہو سکے گا میں کروں گا

اور ایک بات میری اپنے ذہن میں بیٹھا لینا اگر میں تمھاری مدد کر رہا ہوں تو اس میں میرا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔

اور ناہی مجھے تمہیں پانے کی چاہ ہے بس میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں ایک دوست کی حیثیت رکھتی ہو تم میرے لیے

زندگی کے کسی بھی موڑ پر اگر تمہیں کسی مشکل یا پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تو میں وعدہ تو نہیں کرتا کیونکہ وعدے ٹوٹ جاتے ہیں لیکن پوری کوشش کروں گا کہ تمھارے ساتھ کھڑا رہوں۔

کل بھی میں تمہیں کہتا تھا آج بھی کہتا ہوں اس کام کو چھوڑ دو

توبہ کرلو اللہ سے معافی مانگ لو بے شک وہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔۔

ریان نے تفصیل سے بات کو سمجھایا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اب میں چلتا ہوں اگر کوئی پریشانی ہو تو ایک کال کر لینا۔۔

اور ہاں معارج ملک کو صبح میں نے دیکھا وہ کافی غصے میں لگ رہا تھا سب ٹھیک ہے شاہ نے جاتے ہوئے معارج کا پوچھا

ہاں سب ٹھیک ہے اسے میں خود سنبھال لوں گی۔

مہرو نے بھی کھڑے ہوتے کہا

شاہ نے اپنے سر کو ہلکا سا خم دیا اور کمرے سے نکل گیا۔

مہرو میں مارکیٹ جا رہی ہوں تمہیں کچھ چاہیے؟ نایاب نے پوچھا اور اپنی کالی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپا۔۔

نہیں مجھے ابھی کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے لیکن آپی آپ ظفر کو ساتھ لے کر جائے گی۔

مہرو نے اپنے ہاتھ کی مہندی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں وہ میرے ساتھ جارہا ہے نایاب نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلی گئی..

مہرو آپی ہو گیا دوسرا پاؤں..

مہندی لگاتی لڑکی نے مہرو کو کہا جو اس کے ایک پیر کے نیچے مہندی لگا چکی تھی۔

مہرو نے اپنا دوسرا پیر بھی آگے کر دیا۔

نایاب کو کوٹھے کی لڑکیوں کے لیے کچھ سامان لینا تھا۔نایاب ظفر کے ساتھ سامان لینے میں بزی تھی جب کسی مرد کی بھاری آواز نے اسے متوجہ کیا..

نایاب نے حیرانگی سے مڑ کر دیکھا تو سامنے وہی شخص کھڑا تھا جو پچھلی بار اس سے ٹکرایا تھا۔

صائم یہاں اپنے دوستوں کے ساتھ آیا تھا لیکن جب اس کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑی کالی چادر والی لڑکی پر پڑی تو اسے پہچاننے میں ایک سیکنڈ لگا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس نے ایک ہی ملاقات میں صائم کی نیندیں حرام کر دی۔

صائم نایاب کے پاس گیااور اسے مخاطب کیا

ایکسکیوز می صائم نے کہا

جب نایاب نے مڑ کر حیرانگی سے دیکھاتو صائم سے کوئی بات نہیں بن پائی

توجو منہ میں آیا کہہ دیا۔

کیامیں آپ کو جانتاہوں؟صائم نے نایاب کی گہری براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا؟

پہلے تونایاب آنکھوں میں حیرت لیے صائم جو دیکھتی رہی پھر کچھ دیر بعد بولی

اگر آپ مجھے جانتے ہوتے تواس وقت میں آپ کے سامنے پردے میں ہر گزنا ہوتی۔اور مجھے پوری امید ہے جس دن آپ نے مجھے جان لیااس دن ہماری آخری ملاقات ہوگی.

اس لیے مجھ سے دور رہیے گانایاب نے تمسخرانہ اور سرد لہجے میں کہاکیونکہ وہ سامنے کھڑے صائم کی آنکھوں میں خود کے لیے جلتے دیے دیکھ چکی تھی۔

اس حیرت بھی ہوئی تھی..

نایاب نے صائم کو جواب دیا اور وہاں سے چلی گئی...

یہ مانو بلی کیا بول کر گی ہے میں نے تو ایسا کچھ کہا ہی نہیں صائم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن مجھے کیا ہو گیا تھا کیوں اسے دیکھ کر میں خود کو بات کرنے سے روک نہیں پایا

صائم نے اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے کہا اسے نایاب کی بات بلکل بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن آنے والے وقت نے اسے سب کچھ سمجھا دینا تھا

تم میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟ شاہ جب اپنے کمرے میں. آیا تو روحی تو دیکھ کر ہی اس کا پارہ ہائی ہو گیا..

ناجانے کیوں اسے سامنے کھڑی لڑکی سے چڑ سی تھی۔

وہ میں صفائی کرنے آئی تھی۔روحی نے چمکتی آنکھوں سے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہو گئی؟شاہ نے آبرو اچکاتے پوچھا

جی ہو گئی ہے میں جانے ہی والی تھی آپ نے روک لیا اور میری امی کب سے مجھے آوازیں دے رہی ہے اب میں جاؤ

روحی نے فرفر بولتے ہوئے پوچھا

اور بنا شاہ کا جواب سننے وہاں سے جانے لگی

تمھاری ہمت کیسے ہوئی مجھے باتیں سنانے کی..

شاہ نے غصے میں روحی کا بازوں پکڑ کر اسے دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

روحی کو لگا دیوار کے ساتھ لگنے سے اس کی کمر لازمی زخمی ہو گئی ہو گئ۔

درد کی شدت سے روحی نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی اور ہونٹوں کو پیوست کیے درد کو برداشت کرنے لگی..

شاہ کی انگلیاں اسے اپنے بازوں میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی

ریان شاہ اس وقت اتنے غصے میں تھا کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ روحی کے بہت قریب کھڑا تھا..

ایک معمولی سی ملازمہ مجھے باتیں سنائے گی...

ریان شاہ کو...

تمھاری یاد ہمت کیسے ہوئی۔

ریان نے دھاڑے ہوئے کہا

ریان کی اس بات نے روحی کو آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا

اپنی درد کی پرواہ کیے بغیر روحی نے آنکھیں کھولی اور شاہ کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور دھکیلا...

میں شکر ادا کرتی ہوں کہ میں ایک ملازمہ کی بیٹی ہوں اور مجھے یہ ماننے میں کوئی قباحت نہیں ہے میری ماں محنت کرتی ہے

اور محنت کرنے میں کیسی شرم

روحی نے مضبوط لہجے میں کہا ریان کی بات سے اس کے آنکھوں کے کنارے بھیگ گئے تھے

لیکن شاہ کے سامنے آنسو بہا کر خود کو کمزور ثابت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

روحی نے غصے میں کہا اور بنا شاہ کی نظروں کی پرواہ کیے کمرے سے نکل گئی۔

شاہ نے غصے سے اپنی ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے سارے قیمتی پرفیوم کو ہاتھ مار کر زمین پر گرا دیا جو گرتے ہی چکنا چور ہو گئے..

شاہ نہیں جانتا تھا کیوں روحی کو دیکھتے ہی اسے غصہ آجاتا تھا۔

شاہ نے واشروم جاتے ہی شاور اون کیا اور اس کے نیچے کھڑا ہو گیا

روحی نے شاہ کے کمرے سے باہر آتے لمبا سانس لیا اور خود کو نارمل کیا کیونکہ وہ خود کی وجہ سے اپنی ماں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی..

اندر جو کچھ ہوا اسے بھلانے میں روحی کو ایک سیکنڈ لگا اور پھر سے چہرے پر مسکراہٹ لیے کچن میں. اپنی ماں کے پاس چلی گی..

روحی تو آ گئی جا بڑے شاہ کے کمرے میں پانی کا جگ رکھ آ

روحی کی ماں نے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا..

جی امی روحی نے مسکراتی ہوئے کہا اور جگ کو اٹھا کر باہر آ گی..

روحی کی ماں شاہ فیملی کی کافی پرانی اور پر اعتماد ملازمہ تھی اور روحی کو شاہ کی ماں صفیہ بیگم نے ہمیشہ اپنی بیٹی کی طرح پالا تھا

صفیہ بیگم ایک سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔

روحی قاسم شاہ جو ریان کا باپ ہے اس کے روم میں داخل ہوئی اور ٹیبل پر جگ رکھ کر جانے لگی..

جب اسے اپنے قریب تر قاسم شاہ کی آواز سنائی دی..

روحی آواز سن کر ایک دم اچھل پڑی کیونکہ جب وہ کمرے میں آئی تو اس وقت کوئی نہیں تھا

ارے تم توڈر گئی ہو پلیز مجھے پانی دینا قاسم نے گہری نظروں سے روحی کو دیکھتے ہوئے کہا اور سامنے پڑے بڑے سے صوفے پر جا کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا...

جی ابھی دیتی ہوں روحی نے جلدی سے کہا اور گلاس میں پانی ڈالا اور قاسم شاہ کی طرف بڑھی..

جب اس نے پانی کا گلاس قاسم شاہ کو پکڑایا تو قاسم نے گلاس پکڑتے ہوئے اپنا ہاتھ روحی کے ہاتھ سے ٹچ کیا۔

روحی نے گھبرا کر جلدی سے پانی کا گلاس قاسم شاہ کو پکڑایا اور خود کمرے سے نکل گئی۔

روحی کو قاسم شاہ ہمیشہ سے کچھ عجیب لگا تھا قاسم شاہ جن نظروں سے روحی کو دیکھتا تھا اسے بلکل بھی پسند نہیں تھا

آرزو کی جب آنکھ کھلی تو اس نے خود کو اپنے کمرے میں پایا..

ہوش میں آتے ہی اسے اپنا نکاح یاد آیا اور اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی

عرشمان آرزو کے کمرے میں ہی موجود اور اس کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا لیکن شاید آرزو عرشمان کی موجودگی سے لاعلم تھی۔اس لیے اس نے نوٹ نہیں کیا

کیوں رو رہی ہو؟

عرشمان نے سرد لہجے میں پوچھا اسے آرزو کا رونا اچھا نہیں لگا.

اپنے کمرے میں کسی دوسرے وجود کی آواز سن کر آرزو نے حیرانگی سے سامنے کھڑے عرشمان کو دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

آرزو خاموش نظروں سے عرشمان کو تکتی رہی اس نے جواب نہیں دیا

جان عرشمان میری ایک بات کو اپنے چھوٹے سے دماغ میں اچھے سے بیٹھا لو

آج سفیان آرہا ہے تم اس کے ساتھ کہی نہیں جاؤ گی اگر وہ زرا سا بھی تمھارے قریب آیا یا اس نے تمہیں چھونے کی کوشش کی تو بے بی تم اچھے سے جانتی ہو پھر میں کیا کروں گا

عرشمان کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں. آرزو کا چہرہ بھرا اور اس کے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیا

آرزو نے آنکھیں بند کر لی تھیں ابھی بھی وہ ہولے ہولے کانپ رہی تھی

عرشمان آرزو سے پیچھے ہٹا اور ایک نظر اس کے روئے ہوئے سرخ چہرے پر ڈال کر کمرے سے نکل گیا۔

تم بہت برے ہو عرشمان

آرزو نے بند آنکھوں سے آنسوؤں بہاتے ہوئے دل میں کہا ایک اور امتحان اس کا منتظر تھا.

کہاں جارہی ہو؟

آکف پارکنگ ایریا میں آیا تو اس نے ایزل سے پوچھا۔جو اپنے خیالوں میں گم ناجانے کیسے یہاں پہنچ گئی تھی۔

وہ میں بس گھر جارہی ہوں

ایزل نے جلدی سے کہا اور وہاں سے جانے لگی۔

چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں تھوڑی دیر میں اندھیرا ہو جائے گا اور تمہیں بس بھی نہیں ملے گی..

آکف نے سنجیدگی سے کہا۔

شکریہ سر لیکن میں چلی جاؤ گی ایزل نے سرد لہجے میں کہا....

ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی

آکف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف چلا گیا

ایزل وہاں سے نکل کر سڑک پر لمبے لمبے ڈاگ بڑھتے چل رہی تھی..

آج اسے زیادہ دیر ہو گی تھی بس کا انتظار کرنا بے کار تھا کیونکہ وہ جاچکی تھی..

ایزل اپنی بھابی کے بارے میں سوچ رہی تھی

جب کچھ لڑکے اس کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے.

ایزل نے بروقت اپنے قدموں کو بریک لگائی ورنہ سامنے کھڑے لڑکوں میں جا لگتی وہ لڑکے دیکھنے میں ہی نشے میں دھت لگ رہے تھے..

ایزل نے ایک ناگوار نگاہ ان لڑکوں پر ڈالی اور سائیڈ سے جانے لگی جب ان میں سے ایک نے ایزل کا ہاتھ پکڑا..

ہاتھ چھوڑو میرا ایزل نے غصے سے کہا جبکہ دل اس کا سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔

ایزل اس سے پہلے اپنا ہاتھ چھڑواتی کسی نے پیچھے سے آکر اس کا ہاتھ اُس لڑکے کے ہاتھ سے الگ کیا..

ایزل نے اپنے محسن کی طرف دیکھا تو وہ کوئی اور نہیں بلکہ آکف مرتضی تھا..

گاڑی میں بیٹھو آکف نے سرد لہجے میں. ایزل کو کہا

لیکن میں...

اس سے پہلے ایزل اپنی بات پوری کرتی آکف نے سرخ آنکھیں ایزل کے سہمے ہوئے چہرے پر گاڑھی آکف کی آنکھوں کی سرد مہری دیکھ کر ایزل کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی..

ایزل خاموشی سے گاڑی میں جا کر بیٹھ گی۔

آکف ان لڑکوں کی طرف بڑھا لیکن ان سب نے اپنے ہاتھ سلنڈر کرنے والے انداز میں اٹھادیے اور وہاں سے چلے گئے۔

آکف گاڑی میں آکر بیٹھ گیا

اور اپنی سیٹ بیلٹ باندھنے کے بعد ایزل کو بھی باندھنے کا کہا..

ایزل نے اپنی بیلٹ باندھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی کیونکہ آج سے پہلے کبھی بھی وہ اتنی مہنگی کار میں نہیں بیٹھی تھی اور اسکے ہاتھ بھی کپکپا رہے تھے۔

مجھ سے نہیں ہو رہا ایزل نے معصومیت سے کہا جبکہ ایزل کی بات سن کر آکف کے ہونٹ ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے...

آکف ایزل کی طرف مڑا اور اس کی سیٹ بیلٹ باندھنے لگا

اپنے قریب تر آکف کو محسوس کر کے ایزل کو عجیب لگ رہا تھا اس کے پرفیوم کی خوشبو ایزل کا دماغ چکرا رہی تھی۔

آکف بیلٹ باندھ کر پیچھے ہو گیا اور اس نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی آکف نے گھر کا ایڈریس پوچھا ایزل نے راستہ بتایا اور پھر سے دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی..

جب اس کا گھر آیا تو اپنا بیگ پکڑ کر گاڑی سے نکل گئی..

انسان شکریہ ہی ادا کر دیتا ہے آکف نے جاتی ہوئی ایزل کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

لیکن ایزل کو اپنی بھابھی کی اتنی ٹینشن تھی کہ وہ شکریہ ادا کرنا بھول گی۔

ہیلو ڈیڈ کیسے ہیں آپ؟

مان نے فون کان سے لگاتے ہی اپنے باپ سے پوچھا؟

بیٹا جی لگتا ہے آپ واپسی کا راستہ بھول گئے ہو۔ میں نے سوچا آپ کو یاد کروا دوں۔

شاداب نے میٹھا سا طنز کرتے ہوئے کہا۔

باپ کی بات سن کر مان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئ۔

ڈیڈ میں کل واپس آرہاہوں مان نے سنجیدگی سے کہا۔

چلو یہ تو اچھی بات ہے میں نے سوچا تمہیں بتادو آرزو کی منگنی کی ڈیٹ فائنل کر دی ہے

لیکن سفیان نکاح کرناچاہتاہے مجھے اور علیدان کو تو اس میں کسی قسم کی قباحت نظر نہیں آئی تم بھی بتادو تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ؟

شاداب ملک نے بھی سنجیدگی سے پوچھا

ڈیڈ یہ آرزو کی پوری زندگی کا معاملہ ہے اور میں اس وقت تک آپ کو ہاں نہیں کر سکتا جب تک میں لڑکے کے بارے میں خود سب کچھ ناجان لوں

اور سب سے اہم بات آرزو کی پسندیدگی ہے میں اس سے بھی پوچھوں گا اگر وہ راضی ہوئی تو مجھے بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا لیکن پہلے میں اپنی بہن سے بات کروں گا

مان نے کہا

ٹھیک ہے بیٹا تم ویسے بھی کل آرہے ہو تو خود ہی آکر تسلی کر لینا شاداب نے خوشی سے کہا..

اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے ان کو مان کی بات بہت پسند آئی تھی ہر ایک بھائی کو ایسا ہی ہونا چاہیے..

آج شاداب ملک کو اپنے بیٹے کی سوچ پر فخر محسوس ہو رہا تھا...

صائم بیٹا تمھاری طبعیت ٹھیک ہے؟ کوثر نے اپنے بیٹے سے پوچھا جو پچھلے کچھ دنوں سے ان کو بے چین سا لگا تھا..

ماما میں ٹھیک ہوں آپ نے کومل کے بارے میں بات کرنی تھی؟

صائم نے بات کو ٹالتے ہوئے کہا وہ خود اپنی کیفیت کو سمجھ نہیں پا رہا تھا اپنی ماں کو کیا بتاتا۔

ہاں مان کے واپس آتے ہی رابعہ کہہ رہی تھی کہ کومل اور مان کا بھی نکاح علیدان اور فضا کے ساتھ کر دیا جائے...

کوثر بیگم نے کہا

ماماماں کومل کو اپنی فرینڈ مانتا ہے اور جتنا میں اسے جانتا ہوں وہ کومل سے نکاح نہیں کرے گا..

اپ لوگوں نے ماں سے بات کی؟ صائم نے سنجیدگی سے پوچھا

بیٹا رابعہ کہہ رہی تھی ماں کا مسئلہ نہیں ہے

کوثر نے کہا

ماماماں کا ہی تو مسئلہ ہے اور آپ لوگ اسے کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے رہے ہو

اور یہ بات تو وہ خود آپ لوگوں کو آکر بتا دے گا۔اس لیے آپ دونوں بہنیں کومل اور ماں کی شادی کا خواب نا دیکھے..

صائم نے اپنی ماں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

لیکن بیٹا رابعہ تو شروع سے کہتی آئی ہے کہ میری دونوں بیٹیاں اس کی بہو بنے گئیں کوثر نے پریشانی سے کہا۔

ماما یہی تو بات ہے ماں باپ اپنی خوشی دیکھتے ہیں اور زبردست اپنے بچوں کی شادیاں ان کی مرضی کے خلاف کر دیتے ہیں تو پھر ان کے نتائج کیا نکلتے ہیں..

جھگڑے ہوتے ہیں بات طلاق تک پہنچ جاتی ہے اس لیے بچوں کی خوشی دیکھنی چاہیے کہ وہ کیا چاہتے ہیں..

لیکن یہاں بات کسی نارمل انسان کی نہیں ہو رہی بلکہ مان کی ہو رہی ہے جو سر پھیرا ہونے کے ساتھ ضدی بھی ہے..

صائم نے اپنی ماں کو سمجھاتے ہوئے کہا

اب میں چلاتا ہوں مجھے دیر ہو رہی ہے صائم نے کہا اور وہاں سے چلا گیا پیچھے اس کی باتوں نے اس کی ماں کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

عمیر سے بات کرنے کے بعد بازل اپنے کمرے میں گیا۔

اور وہاں سے نکاح نامہ لے کر پورے ایک گھنٹے بعد سویرا والے روم میں داخل ہوا تو سویرا سامنے نظریں جھکائے بیٹھی تھی...

بازل چھوٹے چھوٹے قدم لیتا سویرا کے پاس گیا اور کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے

سویرا نے اپنا چہرہ اٹھا کر نا سمجھی سے بازل کی طرف دیکھا..

سویرا تم آرام سے یہاں رہ سکتی ہو۔

میں خود غرض بلکل بھی نہیں ہوں

کہ تمہیں سڑک پر تنہا چھوڑ دیتا۔ یا تمہیں اکیلی کو سٹیشن پر چھوڑ دوں۔

بازل نے سنجیدگی سے کہا۔

لیکن میں یہاں نہیں رہ سکتی سویرا نے ہاتھ کی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا.

تو تم کہاں جانا چاہتی؟ بازل نے سویرا کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں نہیں جانتی

سویرا نے نظریں جھکا کر جواب دیا

تم مجھ سے نکاح کر لو

بازل کی بات پر سویرا نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔

میرا مطلب ہے تمہیں یہاں رہنے سے مسئلہ ہے تو تم مجھ سے نکاح کر لوں ایک مضبوط رشتے میں بند جاؤ گی پھر ہم کچھ دنوں بعد تمھارے گھر جائے گے اور تمھارے امی ابو بھی سے معافی مانگ لے گئے اور مجھے پوری امید ہے وہ تمہیں معاف کر دیں گے تم اپنی مرضی سے جہاں جانا چاہو جا سکتی ہو جو بھی کرنا چاہو کر سکتی ہو میں ہمیشہ تمھارے ساتھ رہو گا۔ میں بہت جلد تمھارے گھر آنے والا تھا اور تمھارے والدین سے رشتے کی بات کرنے والا تھا۔

میرے والدین نہیں ہے ایک دوست ہی ہے جو میرا سب کچھ ہے۔

لکن تمھارے گھر آنے سے پہلے ہی یہ سب معاملہ ہو گیا۔

بازل نے سنجیدگی سے کہا۔۔

اس کا ارادہ اپنی باتوں کے جال میں سویرا کو پھنسانا تھا اعر وہ کافی حد تک کامیاب بھی یو گیا تھا۔۔۔

سویرا کچھ پل سوچتی رہی پھر اس نے ہاں کر دی اور نکاح نامے پر سائن کر دیے...

بازل کی شکل میں اسے سہارا مل رہا تھا اور اس کی ساری خواہشات پوری ہونے والی تھی تو اسے اس نکاح سے کوئی مسئلہ نہیں تھا

بازل نے نکاح نامہ اس طرح رکھا تھا کہ اپنے نام کے علاوہ کسی اور کا نام نظر نہیں آ رہا تھا..

سویرا ابھی اس وقت پریشان تھی اس لیے بنا دیکھے اس نے دستخط کر دیے بازل نے نکاح نامہ پکڑا اور سویرا کو کہا..

تم. اب آرام کرو صبح بات کریں گئے بازل نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور کمرے سے نکل گیا

سویرا اپنے اپنے ماں باپ کے بارے میں سوچنے لگی۔

جب امی ابو کو کو معلوم ہو گا تو کیا بیتے گی ان پر؟ سویرا یہی باتیں سوچ رہی تھی اسکا نکاح بھی ہو گیا۔ سب اتنی جلدی ہوا اسے امید نہیں تھی نکاح کی وجہ سے ہی تو اپنے گھر سے بھاگی تھی لیکن بازل سے نکاح؟

اس کے بارے میں. کچھ جانتی بھی نہیں تھی

لیکن اسے اتنا یقین تھا کہ بازل کافی امیر ہے

آگے کیا ہونے والا تھا یہ تو سویرا کو وقت نے ہی بتانا تھا۔

آرزو بیٹا تمھاری طبعیت ٹھیک ہے ؟رابعہ نے پریشانی سے آرزو کے مرجھائے چہرے تو دیکھتے پوچھا.

ماما سر میں درد ہے۔آرزو نے بنا اپنی ماں سے نظریں ملائے کہا۔

بیٹا میں ملازمہ کے ہاتھ میڈیسن بھیج دیتی ہوں لیکن سفیان آیا تھا وہ تمہیں شاپنگ پر لے کر جانا چاہتا تھا

رابعہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا۔

ماما میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ پلیز منع کردے

آرزو نے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔اس وقت جو آرزو پر گزر رہی تھی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔

آرزو تم تو اچھی بھلی یونیورسٹی گئی تھی پھر اچانک یہ سب کیا ہو گیا؟تمھاری طبعیت کیسے خراب ہو گئی

عرشان بتا رہا تھا تم گاڑی سے نکلتے ہی بے ہوش ہو گئ

رابعہ بیگم نے نا سمجھی سے پوچھا..

ماما میں نے کھانا نہیں کھایا تھا شاید اس وجہ سے آرزو نے جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے کہا..

۔آج عرشان کی وجہ سے اسے اپنی ماں سے بھی جھوٹ بولنا پڑ رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں سفیان کو منع کر دیتی ہوں اور تم آرام کرو.

اور ہاں سفیان چاہتا ہے منگنی کی جگہ نکاح کر لیا جائے تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟

رابعہ بیگم نے چہرے پر نرم مسکراہٹ لاتے پوچھا.

نکاح....

نکاح کا سنتے ہی آرزو کو اپنی روح نکلتی ہوئی محسوس ہوئی.

ماما نکاح اتنی جلدی آرزو نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا.

بیٹااس میں مسئلہ ہی کیاہے اچھی بات ہے ناتم دونوں کا نکاح ہو جائے گالیکن رخصتی جب تم چاہو

رابعہ نے مسکراتے ہوئے کہا

ماما بھائی کب آرہے ہیں

آرزو نے بات بدلتے ہوئے پوچھا

مان آج ہی آرہاہے رابعہ بیگم نے خوشی سے کہا۔

اور تم ابھی میڈیسن کھا کر آرام کرو شام میں تمھارا بھائی آرہاہے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر ہم پر غصہ کرے گا کہ ہم نے اس کی بہن کا خیال نہیں رکھا

رابعہ بیگم نے اٹھتے ہوئے کہا.

اپنے بھائی کے ذکر پر آرزو کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آگئی۔

میں کچھ کھانے کو بھیجتی ہوں رابعہ نے کہااور روم سے نکل گئی۔

آرزو نے وہی بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندلی تھیں.

روحی تمھاری یونیورسٹی میں سب ٹھیک ہے؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟

صفیہ بیگم نے روحی سے پوچھا جو شاہ حویلی کے اندر بنے بڑے سے گارڈن میں بیٹھی پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔

جی سب ٹھیک ہے روحی نے مسکراتے ہوئے کہا

کسی چیز کی ضرورت ہو تو ضرور بتانا۔

صفیہ بیگم نے روحی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

جی بیگم صاحبہ جلدی میں کہتے ہی روحی نے زبان دانتوں تلے دبائی

سوری میرا مطلب ہے ماما روحی نے جلدی سے اپنے الفاظ کی درستگی کرتے ہوئے کہا

بہت بد معاش ہو گئی ہو تم روحی

صفیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

روحی بھی صفیہ بیگم کی بات پر کھلکھلا کر ہنسنے لگی ماما لڑکیاں بھی بد معاش ہوتی ہیں روحی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔۔

ہاں ہوتی ہیں نا اب تم خود کو ہی دیکھ لو صفیہ بیگم بھی کہتے ہنسنے لگی

ریان شاہ اپنی گاڑی سے اتر کر حویلی کے اندر جا رہا تھا جب اس کے کانوں میں روحی کے ہنسنے کی آواز پڑی۔

شاہ نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو اس کی ماں بھی وہاں کھڑی تھی شاہ اندر جانے کی بجائے اپنی ماں کی طرف چلا گیا اس کے قدم خود بخود ہی اس طرف بڑھ گئے تھے۔

صفیہ بیگم نے روحی کو اپنی بیٹی بنایا تھا اس لیے انہوں سختی سے کہا تھا کہ تم مجھے ماما کہو گی لیکن یہ بات شاہ کو ہر گز پسند نہیں تھی

لیکن اپنی ماں کے سامنے خاموش رہتا۔

ماں جی مجھے آپ سے بات کرنی ہے شاہ نے اپنی نظروں سے روحی کا ایکسرے کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔

جس نے کالی گھٹنوں تک آتی فراک اور ساتھ ٹخنوں سے تھوڑی اونچی کیپری پہنی ہوئی تھی..

دھوپ میں کھڑی ہونے کی وجہ سے اس کا چہرا سرخ ہو رہا تھا.

شاہ نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدل کر لیا لیکن بار بار بھٹک کر اس کی نگاہ روحی کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

مجھے امی نے بلایا تھا میں چلتی ہوں روحی نے صفیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا اور جانے سے پہلے شاہ کو اپنی گھوری سے نوازہ اور وہاں سے چلی گئی..

شاہ کو روحی کا یہاں سے جانا اچھا نہیں لگا پھر اس نے اپنا سر جھٹکا اور اپنی ماں کی طرف متوجہ ہو گیا...

تھوڑی دیر بعد شاہ اور صفیہ بیگم حویلی میں باتیں کرتے داخل ہوئے۔ قاسم شاہ سامنے پڑے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے سگریٹ کے کش لے رہا تھا۔

صفیہ بیگم کچن کی طرف چلی گئی اور شاہ اپنے باپ کے دائیں جانب رکھے صوفے پر آکر بیٹھ گیا..

ڈیڈ آپ کب سے آفس آرہے ہیں ریان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ تو قاسم شاہ اسے اپنی مصروفیت بتانے کے ساتھ یہ بھی بتانے لگے کہ وہ کب آفس آئے گئے...

لیکن بات کرتے قاسم کی نظر سامنے سے آتی روحی پر جم گی جو کسی ملازمہ کو کچھ ہدایات دے رہی تھی۔

قاسم شاہ کی آنکھوں میں آئی چمک کو دیکھ کر شاہ نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا لیکن وہاں روحی کو دیکھ کر شاہ کا خون کھول اٹھا تھا..

جتنا ریان اپنے باپ کی حرکتوں کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا

لیکن قاسم شاہ ایسا ضرور کر دیتا کہ شاہ کا غصہ نئے سرے سے تازہ ہو جاتا...

شاہ اپنے باپ کی اصلیت سے اچھی طرح واقف تھا خاموش صرف اپنی ماں کی وجہ سے تھا..

ڈیڈ شاہ نے اپنے غصے پر قابو پاتے بمشکل اپنی آواز کو نارمل رکھتے ہوئے کہا

لیکن قاسم شاہ کا دھیان سامنے کھڑی روحی پر تھا

شاہ میں جلد ہی چکر لگاؤں گا

قاسم شاہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور شاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے روحی کے پاس جا کر رک گیا..

روحی بیٹا مجھے فریش لیمن جوس لا دو..

میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں قاسم شاہ نے کہا اور اپنے کمرے میں چلا گیا..

ریان شاہ اس قدر غصے میں تھا کہ اگر اس کے باپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کی جان لے چکا ہوتا۔

جس نے اس کے گھر کی عزت پر نظر رکھی تھی.

بے شک روحی ریان شاہ کے نزدیک ایک ملازمہ کی بیٹی کی حیثیت رکھتی تھی لیکن صفیہ بیگم نے اسے اپنی بیٹی بنایا تھا۔اور اس حساب سے روحی بھی شاہ فیملی کا حصّہ تھی۔

روحی کچھ دیر بعد ہاتھ میں جوس لیے قاسم شاہ کے کمرے کی طرف جارہی تھی جب ریان نے اسے کلائی سے پکڑااور دوسرے ملازم کو جوس لے جانے کا کہا..

شاہ نے روحی کو کلائی سے پکڑتے ہوئے اسے اپنے کمرے میں. لے گیااس کے سختی سے تنے ہوئے جبڑے روحی کو پریشان میں ڈال رہے تھے..

یااللہ اس جلاد کو کیاہو گیا؟اب تو میں نے کچھ نہیں کیایااللہ مجھے اس جلاد کے قہر سے بچالے..

روحی دل میں دعائیں مانگ رہی تھی۔

آج کے بعد تم گھر کا کوئی بھی کام نہیں کروگی چاہے پھر وہ کام میرے باپ کا ہی کیوں ناہو۔

ناتم اس طرح کے واہیات کپڑے پہنو گی شاہ کا اشارہ اس کے ٹخنوں کی طرف تھااس کی کیپری کافی اونچی تھی جس سے اس کے ٹخنے کافی حد تک نمایاہو رہی تھے اگر کسی نے نا بھی دیکھنا ہوتا تو اس کی نظر ان پر پڑ جاتی..

اور تیسری بات آج کے بعد یہ ڈوپٹہ مجھے تمہارے گلے میں نہیں بلکہ

تمھارے سر پر نظر آئے

شاہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

روحی آنکھوں میں حیرانگی لیے ریان شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

اور یہ سب باتیں میں کیوں مانو گی؟

روحی نے اپنی کلائی شاہ کی گرفت سے آزاد کراتے ہوئے کہا.

جس کی پکڑ اب ڈھیلی ہو گی تھی۔

کیونکہ میں کہہ رہا ہوں روحی میڈم اگر تم نے میری ان تینوں باتوں کو نا مانا تو تمہیں میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

شاہ نے تھوڑا فاصلے پر کھڑے ہوتے طنزیہ لہجے میں کہا

آپ کا مسئلہ کیا ہے شاہ؟

روحی نے غصے میں پوچھا

شاہ؟ریان نے آبرو اچکاتے ہوئے کہا۔

اب آپ شاہ ہے تو شاہ ہی کہوں گی نا

اگر آپ کہتے ہیں تو بھائی کہہ دیتی ہوں

روحی نے بھی دوبدو جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ لڑکی ہمیشہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی تھی.. اور یہی بات شاہ کو روحی کی متاثر کرتی تھی۔

مجھے تمہیں اپنی بہن بنانے میں زرا سا بھی دلچسپی نہیں ہے ایک ملازمہ کو میں اپنی بہن ہر گز نہیں بناؤ گا.

ریان چاہ نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

آپ بہت برے ہیں شاہ

روحی نے کچھ دیر شاہ کے چہرے کو دیکھتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا اور بنا شاہ کی طرف دیکھے کمرے سے نکل گئ..

ہر بار کی طرح آج پھر شاہ نے اپنی باتوں سے روحی کو تکلیف پہنچادی تھی۔

کیوں دوسروں کا غصہ میں تم پر نکال دیتا ہوں..

شاہ نے دیوار پر زور سے مکا مارتے ہوئے خود کلامی کرتے کہا.

روحی کے چہرے کی تکلیف اس نے بھی محسوس کی تھی.

شاہ کے ہاتھ سے خون کی کچھ بوندیں زمین پر گری لیکن اسے پرواہ نہیں تھی

ایزل گھر میں داخل ہوئی تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی..

ایزل اپنے کمرے میں گئی تو اس کا بھتیجا اس کے پاس آیا جو چار سال کا تھا اور اپنی پھپھو کے ساتھ کھیلنا اسے پسند تھا.

اس نے بتایا کے آج ماموں آئے ہیں اور ماما ان کے ساتھ باہر گئی ہے..

گھر میں صرف پاپا ہے

ایزل کو اب گھر میں خاموشی کی وجہ سمجھ میں آئی تھوڑی دیر اپنے بھتیجے سے کھیلنے کے بعد ایزل سونے کے لیے لیٹ گئ

آج اسے اپنے ماں باپ کی بہت یاد آ رہی تھی

بھوک تو پہلے ہی اس کی مر چکی تھی اس لیے بنا کچھ کھائے لیٹ گئ تھی۔

کوئی بھی اس کے پاس ایسا نہیں نہیں جس کے کندھے پر سر رکھ کر اپنا مسئلہ بتا سکتی آج جو کچھ ہوا اس کے بارے میں بتا سکتی۔

آج کے واقعہ کے بارے میں سوچتے ہوئے اسے آکف کا خیال آیا جس کا اس نے شکریہ بھی ادا نہیں کیا تھا..

اگر وہ نا آتا تو اس سے آگے کا سوچ کر ہی ایزل نے جھر جھری لی تھی۔

میں بھی کتنی بھلکڑ ہوں شکریہ بھی ادا نہیں کیا..

کوئی بات نہیں صبح کر دو گی۔ایزل نے کہا اور وضو کرنے چلی گی کیونکہ اسے ابھی یاد آیا کہ اس نے ابھی عشاء پڑھنی تھی شاید اس لیے وہ بے چین ہو رہی تھی۔

اب اپنے اللہ کو اس نے اپنے دل کا حال بتانا تھا جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہماری سنتا ہے۔اور ہمارے دل کو سکون عطا فرماتا ہے

شاہ مہرو سے ملنے آیا تھا مہرو سامنے سے چلتی آرہی تھی اس نے ہیل پہنی ہوئی تھی اس کی ہیل لمبے فراک میں الجھی اس سے پہلے مہرو زمین بوس ہوتی

شاہ نے اسے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچایا تھا

۔مہر تم ٹھیک ہو؟ شاہ نے بے تابی سے پوچھا

ہاں میں ٹھیک مہرو نے سنبھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا لیکن شاہ کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑے معارج ملک کو دیکھ کر اس کے آدھے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے.

معارج ملک اپنی براؤن آنکھوں سے شعلے برسا رہا تھا۔

دل نے کہامہرو آج تو تو گئی

سب ٹھیک ہے شاہ نے حیرانگی سے پوچھا

اور پیچھے مڑ کر دیکھا جس کو دیکھ مہرو شوکڈ ہوئی تھی۔

شاہ نے پیچھے دیکھا تو وہاں کوئی نہیں تھاملک وہاں سے چلا گیا

ہاں سب ٹھیک ہے وہ مجھے لگا کوئی آیا ہے لیکن میرا وہم تھا شاید مہرو نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

مہر مجھے تم سے کچھ پوچھنا تھا۔

شاہ نے سنجیدگی سے کہا

ہاں پوچھو

مہرو نے کہا

کیا قاسم شاہ یہاں آتے ہیں۔

میں چاہتا تو اپنے آدمیوں سے بھی یہ کام کروا سکتا تھا لیکن بات میرے باپ کی عزت کی ہے۔

ریان شاہ نے سرد لہجے میں پوچھنا چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ سرد ہو گیا تھا۔

قاسم شاہ یہاں آتا ہے اور سلمیٰ بائی کو کافی پیسے بھی دے کر جاتا ہے۔

ایک بار اس نے میرا اور نایاب کا مطالبہ بھی کیا تھا مہرو نے بنا کسی تاثرات کے شاہ کو بتایا۔

جس کے چہرے پر شرمندگی کے ساتھ غصہ بھی تھا۔

مہر... شاہ اپنی بات پوری کرتا اس سے پہلے ہی مہرو نے مڑ کر ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا تھا۔

شاہ تمہیں شرمندہ ہونے کی یا معزرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں جو کوئی بھی آتا ہے اس کا صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے کیونکہ یہ کوٹھا ہے۔

یہاں کسی کے آنے کا مقصد یا تو اپنی ہوس پوری کرنا ہے یا رقص سے لطف اندوز ہونا ہے۔ تو تمھارا باپ بھی اسی لیے آتا ہے اگر اس نے میرا یا نایاب کا مطالبہ کیا بھی ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے..

میں ایک طوائف ہوں اور میرا کام لوگوں کے دلوں کو لبھانا ہے..

مہرو نے شاہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔

مہرو تم باقی سب کے جیسی نہیں ہو تم مختلف ہو سب سے مختلف

اور تمھارا انداز ہی تمہیں باقی طوائف سے الگ بناتا ہے.

تمہارے آگے پوری زندگی پڑی ہے ان سب فضولیات کو چھوڑ دو جن میں ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

شاہ نے لمبا سانس کھینچ کر مہرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ذلت... ریان شاہ ذلت کو میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنا مقدر بنایا ہے..

مہرو کا انداز تمسخرانہ تھا

ٹھیک ہے میں چھوڑ دیتی ہوں سب کچھ لیکن جو مجھ پر طوائف کا ٹیگ لگ چکا ہے کیا وہ اتر جائے گا کیا لوگ مجھے سکون کی زندگی گزارنے دے گئے کبھی نہیں ریان شاہ

دنیا بہت ظالم ہے ہر کسی سے تم میرے لیے نہیں لڑ سکتے۔

مجھے اپنی زندگی اپنے مطابق گزارنی ہے

مجھے اب اس کوٹھے سے کہی نہیں جانا مہرو نے اپنا رخ موڑ کر لڑکھڑاتی زبان میں کہا اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ اس وقت کس قدر تکلیف میں ہے...

اپنا خیال رکھنا میں بعد میں آؤں گا

شاہ نے مہرو کو اس وقت چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا وہ مزید اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا اس کا مقصد اپنی باتوں سے مہرو کو سمجھانا تھا کہ مزید درد سے دوچار کرنا لیکن پھر بھی وہ مہرو کو ہرٹ کر چکا تھا۔

شاہ وہاں سے نکل گیا۔

مہرو اپنے کمرے میں چلی گئی اُسے اپنا میک ٹھیک کر کے رقص کرنا تھا۔

ملک جب یہاں آیا تھا تو اس نے مہرو کو ریان شاہ کی بانہوں میں دیکھا تو اس کا خون کھول اٹھا تھا..

اور غصے میں وہاں سے نکل گیا..

لیکن پھر اس کے دماغ نے کہا کہ وہ کیوں غصے میں وہاں سے آ گیا اسے مہرو سے پوچھنا چاہیے کہ اب شاہ کی بانہوں میں کیا کر رہی تھی۔

ملک نے گاڑی واپس گھمائی اور کوٹھے والے راستے پر ڈال دی....

مہرو آئینے کے سامنے کھڑی اپنا میک ٹھیک کر رہی تھی جو رونے سے خراب ہو چکا تھا..

ملک بنا کسی کی پرواہ کیے طوفان کی طرح جارحانہ تیور لیے مہرو کے کمرے میں داخل ہوا

اس نے مہرو کا رخ خود کی طرف کرتے دہاڑتے ہوئے کہا..

شاہ کی ہمت بھی کیسے ہوئی تمہیں چھونے کی؟ معارج نے مہرو کے جبڑے کو سختی سے دبوچتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا اس کی آنکھیں لہو رنگ کی ہو رہی تھیں۔

ملک چھوڑو مجھے تکلیف ہو رہی ہے مہرو نے کراہتے ہوئے کہا..

آج تو چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مہرو بی بی معارج نے مہرو کی بھیگی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

چھوڑو اسے....

اس سے پہلے معارج اپنی حد پار کرتا مقابل کی آواز نے اسے خود کی طرف متوجہ کیا..

ملک نے سامنے دیکھا تو شاہ کے تیور بھی معارج ملک سے کم نہیں تھے....

کومل آج بہت خوش تھی مان واپس پاکستان آرہا تھا۔ کومل مزید خوبصورت نظر آنے کے لیے پارلر گی تھی۔ شاداب اور رابعہ بھی بہت خوش تھے۔

آکف اور علیدان مان کو ائیر پورٹ سے پک کرنے گئے تھے.

سفیان بھی مان کی وجہ سے یہی رک گیا تھا

اس گھر میں عرشمان کو اگر کوئی وجود زہر لگ رہا تھا تو وہ سفیان کا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مان اپنی روبدار پر سنیلیٹی کے ساتھ گھر میں داخل ہوا...

کالی شرٹ جس کے بازو اس نے کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے ساتھ بلیک ہی جینز میں لاپرواہ سامان سیدھا کومل کے دل میں اتر رہا تھا۔

مان سب سے پہلے اپنی ماں سے ملا اور رابعہ بیگم کے ہاتھوں پر پیار سے بوسہ دیا.

شاداب بھی رابعہ کے پاس ہی کھڑے تھے۔

شکر ہے تم گھر آ گئے مجھے تو لگتا تھا تم نے باہر ہی گھر بسا لیا ہے شاداب ملک نے اپنے مغرور بیٹے کے گلے لگتے ہوئے شرارت سے کہا۔

ڈیڈ میرا ابھی یہی ارادہ تھا لیکن مجھے اپنے مطلب کی کوئی لڑکی نہیں ملی

مان نے بھی اپنے باپ کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا۔

یہ تو اچھی بات ہے کہ تم گھر آ گئے ہوا گر تم شادی کر لیتے تو تمھاری ماں نے تو پورا گھر سر پر اٹھا لینا تھا.

شاداب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اتنے میں عظیم اور روبینہ بھی مان سے ملنے اس کے پاس آئے مان نے روبینہ کے ہاتھوں پر بھی بوسہ دیا..

کیسے ہو ینگ مین عظیم صاحب نے مان کو گلے لگاتے پوچھا۔

آپ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں چاچو جان

میں بلکل ٹھیک ہوں

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

علیدان کو ایک ضروری کام تھا اس لیے وہ یہاں سے چلا گیا فضا اسے ہی دیکھ رہی تھی

لیکن علیدان نے ایک معمولی نظر بھی فضا پر ڈالنا مناسب نہیں سمجھا..

مان اب فضا کے پاس گیا جو افسردہ سی کھڑی تھی

بھابھی کیسی ہیں آپ؟

مان نے سنجیدگی سے پوچھا

تم اچھے سے جانتے ہو میں کیسی ہوں

فضانے عام سے لہجے میں کہا

میں آگیاہوں سب سنبھال لوں گا آپ فکر مت کریں مان نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

فضانے اثبات میں سر ہلایا جب کومل بھی ان کے پاس آکر کھڑی ہو گی...

فضاوہاں سے چلی گئ

کومل جب مان کے گلے لگنے لگی تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے روک کر سلام کیا

کومل اس وقت شدید توہین کا احساس ہوا

لیکن چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے ہوئے اس نے سلام کا جواب دیا۔

مجھے آرزو سے ملنا ہے میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں مان نے سنجیدگی سے کہا

اور اپنی ماں سے آرزو کے بارے میں پوچھ کر اس کے کمرے کی طرف اپنے قدم قدم بڑھادیے...

کومل غصے سے مان کی پشت کو گھور رہی تھی اتنی محنت اس نے خود پر کی تھی کہ صرف ایک نظر مان اسے دیکھ لے اور اس کی تعریف کر دے لیکن اُس مغرور شہزادے نے ایک غلط نظر بھی کومل پر ڈالنا گوارا نہیں سمجھا۔

آکف بیٹا تم افس چلے جاؤ علیدان کو کچھ ضروری کام تھا اس لیے وہ آج آفس نہیں گیا لیکن کسی نا کسی کا وہاں ہونا ضروری ہے

عظیم صاحب نے اپنے بیٹے کو کہا

اور آکف مرتضی کی تو جیسے دلی مراد پوری ہو گی تھی

کوئی مسئلہ نہیں ڈیڈ میں چلا جاتا ہوں آکف نے خوشی سے کہا اور ایک سیکنڈ کے اندر وہاں سے غائب ہو گیا۔

اسے کیا ہوا؟ عظیم صاحب نے حیرانگی سے روبینہ بیگم کی طرف دیکھتے پوچھا

آپ کا بیٹا ہے مجھے تو اس کی کبھی سمجھ نہیں آئی

روبینہ بیگم نے اپنے شوہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ان کا یہ بیٹا تو بلکل ہی ان کی سمجھ سے باہر تھا.

لیکن اچھی بات ہے میرا بیٹا اب بچپنا چھوڑ کر بزنس کی طرف راغب ہو رہا ہے عظیم صاحب نے خوشی سے کہا۔

زیادہ خوش ناہوں آپ یقیناً آفس جانے کی بھی کوئی خاص وجہ ہو گی ورنہ آپ کا بیٹا اتنی آسانی سے سدھرنے والا نہیں ہے..

روبینہ بیگم نے اپنے شوہر کی خوشی پر بالٹی بھر کر پانی ڈالتے ہوئے ان کو خوش فہمیوں کی دنیا سے باہر لاتے ہوئے. کہا

عظیم صاحب نے دوبارہ بولنے کی غلطی نہیں کی تھی..

اور شاداب سے باتیں کرنے لگے

آرزو اب کافی بہتر محسوس کر رہی تھی اس کا ارادہ باہر جانے کا تھا۔

کہ اچانک کسی نے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے

بھائی....

آرزو کو ایک سیکنڈ لگا پہچاننے میں

تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔

مان نے حیرانگی سے پوچھا

بھائی یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے

آرزو نے ہنستے ہوئے کہا مان نے آرزو کے بنے ہوئے بالو کو خراب کر دیا

بھائی لڑکیوں کے بال خراب نہیں کرتے آپ کو پتہ کتنی دیر لگتی ہے بال بنانے میں

آرزو نے دادی اماں کی طرح مان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

آرزو تمھارا چہرہ مرجھایا ہوا کیوں ہے تمھاری طبعیت ٹھیک ہے؟

مان نے آرزو کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا

بھائی کمزوری ہو گی ہے

باقی میں ٹھیک ہوں اور آپ تو پہلے سے زیادہ ہنڈسم ہو گئے ہو

آرزو نے شرارتی لہجے میں کہا

اچھا انداز ہے بات بدلنے کا مان نے ہنستے ہوئے کہا

آپ سے ہی تو سیکھا ہے آرزو نے بھی ہنستے ہوئے کہا

چلو باہر چلتے ہیں باہر سب انتظار کر رہے ہیں مان نے کہا تو آرزو نے مان کی کا بازو پکڑا اور دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے دے نکل گئے...

آکف آفس پہنچا تو اسے ایزل کہی نظر نہیں آئی۔اس کی نظریں اسے ہی تلاش رہی تھی

سر آپ؟

ایزل نے حیرانگی سے پوچھا کیونکہ علیدان کی سیکرٹری نے بتادیا تھا کہ آج دونوں باس نہیں آئے گئے..

جی میں کیا میں اپنے آفس میں نہیں آسکتا

آکف نے اپنی بے تاب نظروں کی پیاس مٹاتے ہوئے کہا۔

نہیں میرا مطلب ہے روزی نے بتایا تھا آج آپ نہیں آئے گئے اس لیے ایزل نے بات جوادھوری چھوڑتے ہوئے کہا

تو تم مجھے کچھ کہنا چاہتی تھی؟ آکف نے چمکتی آنکھوں سے ایزل کی طرف اپنے قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا

وہ مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا تھا ایزل نے جلدی سے کہا۔

کرو پھر آکف نے وہی رک کر اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا

میں نے کہا تو ہے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں اس کا مطلب میں نے آپ کا شکریہ ادا کر دیا۔

ایزل نے آکف کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

واٹ؟ یار تم لڑکیاں اتنی عجیب کیوں ہوتی ہو؟ آکف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

سر میں نے تو بس آپ کا شکریہ ادا کیا ہے ایزل نے نا سمجھی سے آکف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تم ایسا کرو مجھے کافی لا دو ورنہ تمھارے شکریہ سے میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔

آکف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

سر شکریہ سے کسی کا دماغ خراب کیسے ہو سکتا ہے ؟ایزل نے حیرانگی سے پوچھا۔

کافی لے کر آؤ پھر اچھے سے بتاتا ہوں آکف نے دانت پیستے ہوئے کہا

ایزل نے اثبات میں سر ہلایا اور کافی لینے چلی گئی..

عجیب لڑکی ہے لیکن دلچسپ بھی ہے آکف نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اپنی انگلیوں میں پن گھماتے ہوئے مسکرا کر کہا

شاہ نے سلمیٰ سے کچھ بات کرنی تھی اس لیے وہ واپس آیا تھا

لیکن سلمیٰ سے اسے پتہ چلا کہ ملک غصے میں مہرو کے کمرے میں گیا ہے شاہ بھی وہی چلا گیا اور سامنے مہرو کو تکلیف میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا...

چھوڑو اسے ملک نے سرد لہجے میں کہا

تم ہوتے کون ہو مجھے روکنے والے؟ ملک نے مہرو کو وہی چھوڑتے ہوئے شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے سرد لہجے میں پوچھا

مہرو سیدھی بیڈ پر جا گری تھی۔

تم اچھے سے جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کیا کچھ کر سکتا ہوں

شاہ نے بھی ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

تم مہر کے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟

شاہ نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

جو تم اس کمرے میں کرنے آتے ہو ملک کا لہجہ ذو معنی کے ساتھ طنزیہ بھی تھا اور یہاں ریان شاہ کا صبر جواب دے گیا وہ اچھے سے معارج کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا

اس نے ایک زوردار مکا معارج ملک کے جبڑے میں مارا۔

معارج خونخوار نظروں سے ریان شاہ کو دیکھنے لگا۔ مہرو منہ پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

تم نے معارج ملک پر ہاتھ اٹھایا ملک نے دھاڑتے ہوئے کہا اور شاہ کی ناک پر زور سے مکا مارا جہاں سے خون نکلنے لگا۔

اس سے پہلے دونوں ایک دوسرے کا گریبان پکڑتے مہرو دونوں کے درمیان آ کھڑی ہوئی۔

مہر درمیان سے ہٹ جاؤ شاہ نے سرخ آنکھوں سے مہر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ریان شاہ اور معارج ملک ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ ورنہ نتائج بہت برے ہونگے

مہرو نے دونوں کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

میں اس سالے کی جان لے لوں گا اس نے معارج ملک یعنی مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے معارج نے مہرو کا ہاتھ پکڑتے اس پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا..

مہرو اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور پیچھے پڑی ٹیبل کے ساتھ جا ٹکرائی اور اس کا سر اس ٹیبل کے کونے پر جا لگا

آہ....

مہرو کی چیخ نے دونوں کو خود کی طرف متوجہ کیا

جو ایک دوسرے کی جان لینے کے در پر تھے

دونوں ایک سیکنڈ سے پہلے مہرو کے پاس آئے..

مہرو کے ماتھے سے خون ابل ابل کر باہر نکل رہا تھا۔

مہرو....

ملک اور شاہ دونوں نے مہرو کو پکارا اس نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور دونوں کی طرف طرف دیکھتے ہوئے چلائی

چلے جاؤ دونوں یہاں سے ورنہ میں اپنی جان لے لوں گی۔

شاہ نے بے بسی سے مہرو کو دیکھا

اس کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی دونوں یہاں سے جانا تو نہیں چاہتے تھے لیکن مہرو سے کوئی بعید نہیں کہ جیسا وہ کہہ رہی ہے ویسا کر بھی گزرتی شاہ پہلے غصے میں کمرے سے نکلا اس نے نایاب کو مہرو کے پاس جانے کا کہا اور کوٹھے سے نکل گیا...

معارج ملک ابھی بھی آنکھوں میں پریشانی لیے مہرو کے خون کو دیکھ رہا تھا جو خود کو ہاتھ لگانے نہیں دے رہی تھی اتنے میں نایاب بھی آ گی

پٹی کر دینا معارج نے نایاب کو کہا اور خود بھی کمرے سے نکل گیا

مہرو کیا ہوا؟ تم ٹھیک ہو نایاب نے مہرو کو سہارا دیتے ہوئے اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا اور مہرو کا ہاتھ پیچھے کرتی خون کو صاف کرنے لگی۔

آپی میں شاہ اور ملک سے تنگ آ گئی ہوں

مہرو نے بے بسی سے کہا

مہرو تم کچھ بھی مت سوچو سب ٹھیک ہو جائے گا تم آرام کرو۔

میں تمھارے لیے دودھ لاتی ہوں

نایاب نے پٹی کرنے کے بعد پیار سے کہا

لیکن آپی رقص مہرو نے پریشانی سے کہا

یہاں اور بھی بہت لڑکیاں ہے

اور آج کچھ حاض لوگوں نے آنا ہے تو میں رقص کرلوں گی تم آرام کرو

نایاب نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔اور کمرے سے نکل گئی۔

ریان شاہ غصے میں گھر پہنچا تو سامنے اسے کوئی نظر نہیں آیا باقی کسی کی پرواہ اسے نہیں تھی صرف اسے اپنی ماں کی پرواہ تھی اور وہ سامنے نہیں تھی۔

شاہ اپنے کمرے کی طرف جارہا تھا خون ہلکا ہلکا ابھی بھی نکل رہا تھا

روحی نے شاہ کے ناک سے نکلتے خون کو دیکھ لیا جو ٹشو سے صاف کر رہا تھا

روحی کی کم عقلی کہ اس نے جاکر صفیہ بیگم کو بتادیا..

اور وہ پریشانی میں ریان شاہ کے کمرے میں. موجود تھی

جو شاید شاور لے رہا تھا اور اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ریان واشروم سے باہر نکلا تو اپنی ماں کو دیکھ کر ایک پل کے لیے چونک گیا

ماں جی خیریت ؟سب ٹھیک ہے ؟

ریان نے اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.

شاہ تم کسی سے لڑ کر آئے ہو ؟صفیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا

آپ کو کس نے کہا۔

شاہ نے حیرانگی اور سنجیدگی کی ملی جلی کیفیت میں پوچھا۔

مجھے روحی نے بتایا کہ تمھارے ناک سے خون نکل رہا تھا شاہ مجھے سچ سچ بتاؤ کیا ہوا ہے ؟

صفیہ بیگم نہیں جانتی تھی کہ روحی کا نام لے کر انہیں نے اس بیچاری کے لیے مصبیت کھڑی کر دی تھی۔

ماں جی مجھے کچھ نہیں ہوا آپ کے سامنے ہی کھڑا ہوں آپ خود دیکھ لیں

شاہ نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

تم سچ بول رہے ہو؟صفیہ بیگم نے کنفرم کرنا چاہا

جی بلکل شاہ نے مسکرا کر کہا جب صفیہ کو شاہ کی بات پر یقین آگیا تو وہ بھی مسکرا پڑی..

روحی بچی ہے اس کی نظروں نے دھوکا کھالیا ہو گا۔تم اسے کچھ نہیں کہو گئے

صفیہ نے شاہ کو دیکھتے تاکید کرتے ہوئے کہا۔

جی ماں جی کچھ نہیں کہوں گا آپ کی بچی کو شاہ نے صفیہ بیگم کو مطمئن کرتے ہوئے کہا..

ٹھیک ہے اب میں چلتی ہوں۔صفیہ بیگم نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

روحی تمہیں تو آج میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا شاہ نے دانت پیستے ہوئے کہا اور چینجنگ روم میں چینج کرنے چلا گیا

صائم آج تجھے ہم اپنی سیکرٹ جگہ کے بارے میں بتاتے ہیں جہاں ہم اکثر جاتے ہیں۔

صائم کے ایک دوست نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا ایسی کون سی جگہ ہے؟ صائم نے گھورتے ہوئے پوچھا

تو چل ہمارے ساتھ وہاں جا کر خود ہی دیکھ لی...

صائم کے دوسرے دوست نے کہا اور گاڑی کوٹھے والے راستے پر ڈال دی...

روحی اپنے کمرے میں بیٹھی موبائل پر گیم کھیل رہی تھی جب کوئی آندھی طوفان کی طرح دروازہ کھول کر اندر آیا...

روحی اندر آنے والے کو دیکھ کر بوکھلا گئی تھی جو خطرناک تیور لیے روحی کو کھانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا..

آپ؟روحی نے بیڈ سے کھڑے ہوتے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

ریان نے روحی کو بازو سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچااور اسے دیوار کے ساتھ لگایاروحی کی پشت شاہ کی طرف تھی اوراس کا چہرہ دیوار کے ساتھ لگا تھا۔

اور جس بازو کو شاہ نے پکڑا تھا اسے مروڑ کر اس کی کمر کے ساتھ لگایا۔

شاہ نے روحی کے بال گردن سے پیچھے کیے اوراس کے کان کے پاس دھاڑا

آئندہ اگر تم نے میرے کسی بھی معاملے میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کی تو تمھاری ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گا...

مجھ سے اور میرے معاملات سے دور رہو...

شاہ نے غراتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہااس کی گرم سانسوں کی تپش روحی کی جان نکال رہی تھی اپنے بے بسی پر اسے رونا آرہا تھا..

شاہ مجھے درد ہو رہا ہے۔

روحی نے روتے ہوئے کہا تو شاہ بھی ہوش میں آیا اور ایک دم روحی کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا روحی نے اپنا رخ مڑا تو اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا

شاہ نے ایک نظر روحی کو دیکھا اور پھر غصے میں کمرے سے نکل گیا..

روحی وہی دیوار کے ساتھ بیٹھتی چلی گئی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی..

آج اس کی ہمت سے زیادہ شاہ نے اسے تکلیف دی تھی۔ جیسے وہ برداشت نہیں کر پا رہی تھی..

اس نے اپنے بازو کو دیکھا جہاں شاہ کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

ریان شاہ نے معارج ملک کا غصہ روحی پر نکال لیا تھا اور یقیناً وہ پھر اپنے کیے پر پچھتانے والا تھا۔

معارج کو کسی طرح بھی سکون نہیں مل رہا تھا اس کے دل کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اس کی وجہ سے مہرو کو چوٹ لگی..

مہرو کی تکلیف کا باعث معارج ملک خود تھا۔

جب اس سے مزید برداشت نہیں ہوا تو دوبارہ کوٹھے پر مہرو کو دیکھنے کے لیے آ گیا۔ لیکن اس وقت وہ پیچھلے دروازے سے مہرو کے کمرے میں آیا تھا۔

مہرو میڈیسن کھا کر سو رہی تھی نایاب نے اسے ساتھ ایک نیند کی بھی گولی دے دی تھی اس لیے مہرو جلدی سو گئی تھی۔

مہرو ابھی بھی انہی کپڑوں میں ملبوس تھی معارج چھوٹے چھوٹے قدم لیتا مہرو کے پاس آیا اور اس کے بیڈ کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کے چہرے کو تکنے لگا جو اس وقت کافی پرسکون لگ رہی تھی۔

سوری جاناں میری وجہ سے تمہیں چوٹ لگ گئی معارج نے مہرو کے ماتھے پر باندھی سفید پٹی پر انگلی پھیرتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

لیکن تم فکر مت کرو میں مرہم بھی لگا دوں گا معارج نے کہا اور خود ہی اپنی بات پر ہنس پڑا۔

جہاں پر مہرو کو چوٹ لگی تھی معارج نے پیار سے وہاں اپنے ہونٹ رکھے اور پھر تھوڑی دیر بعد پیچھے ہو گیا۔

تم کیوں میری بات نہیں مانتی جاناں؟

میری بات نامان کر تم مجھے غصہ دلاتی ہو اور وہ شاہ اس کی تو میں جان لے لوں گا

ملک نے مہرو کی بند آنکھوں کو اپنی انگلی کی پور سے چھوتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

اور اب میں چلتا ہوں اگر یہاں رہا تو کچھ ناکچھ ایسا ضرور کر دوں گا جو تمہیں پسند بلکل بھی نہیں آئے گا۔

ملک نے مہرو کے کان کے پاس سر گوشی نما کہا اس کا لہجہ ذو معنی تھا۔

تم صرف میری ہو جان ملک

معارج نے اپنی دو انگلیوں سے مہرو کی تھوڑی کو پکڑتے ہوئے کہا اور وہاں بھی اپنے ہونٹ رکھ کر پیار سے بوسہ دیا

تھوڑی دیر کھڑا مہرو کو دیکھتا رہا اور پھر جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔

تم دونوں مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟

صائم نے کوفت بھرے لہجے میں پوچھا

بس پہنچ گئے ہم صائم کے دوست نے گاڑی کو روکتے ہوئے کہا۔

صائم گاڑی سے باہر نکلا اور پرانی حویلی کا معائنہ کرنے لگا۔

یہ کون سی جگہ ہے؟ صائم نے مڑ کر اپنے دونوں دوستوں کو گھورتے ہوئے پوچھا

اندر چل کر پتہ چل جائے گا

صائم کے دوست نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر حویلی کے اندر تینوں داخل ہوئے۔

باہر کی حالت اندر کی حالت کے بلکل برعکس تھی۔

صائم شائستگی نظروں سے حویلی کو دیکھ رہا تھا.

بے شک حویلی بہت خوبصورت تھی

لیکن جب اس کی نظر وہاں بیٹھے لوگوں اور موسیقی کے ساز و سامان پر پڑی تو اسے سمجھنے میں ایک سیکنڈ لگا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔

تم لوگ مجھے اس واہیات جگہ پر کیوں لے کر آئے ہو؟

صائم نے اس بار غصے میں سامنے کھڑے دونوں دوستوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا

اب تو آ ہی گیا ہے تو یہاں کی آئٹمز بھی دیکھ لے

صائم کے دوست نے بے باکی سے کہا اور اس کا رخ سامنے سے آتی نایاب کی طرف کیا..

نایاب سرخ اور سفید لباس میں آج کافی دونوں بعد رقص کرنے والی تھی۔

لمبا گھونگھٹ اور پیروں میں گھنگرو ڈالے چلی آ رہی تھی۔

گھنگرو کی آواز پر صائم نے مقابل کو دیکھا جو اب اپنے چہرے کو گھونگھٹ سے آزاد کر چکی تھی۔

صائم کی نظر نایاب کے چہرے پر پڑی تو پلٹنا بھول گئ۔

یہ آنکھیں؟ان کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔

صائم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا جس لڑکی کی آنکھوں نے اسے دیوانہ بنایا تھا..

پل پل اسے بے چین کرتی تھیں وہ آنکھیں ایک طوائف کی تھیں۔

صائم پر اس وقت حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

اگر محبت ہوئی بھی تو ایک طوائف سے۔نایاب بھی صائم کو پہچان چکی تھی اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

صائم دل میں شدت سے دعا مانگ رہا تھا کاش یہ وہ لڑکی نا ہو۔لیکن کچھ دعائیں قبول نہیں ہوتیں..

نایاب چلتے ہوئے صائم کے پاس آئی اور اس کے کان کے پاس سرگوشی نما اپنی کہی ہوئی بات دہرائی۔

جس دن آپ نے مجھے جان لیا اس دن ہماری آخری ملاقات ہوگی.

نایاب نے بت بنے صائم کے سینے پر اپنا نازک سا ہاتھ رکھتے اک ادا سے کہا۔

صائم کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا کہ اس کی آواز نایاب بھی بآسانی سن سکتی تھی۔

اسے اب یقین آگیا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے اسے اپنے اندر کچھ ٹوٹا ہوا محسوس ہوا تھا۔

صائم نے ہوش میں آتے ہی نفرت سے نایاب کا ہاتھ جھٹکا

جن آنکھوں میں پہلے پسندیدگی تھیں اب ان آنکھوں میں نایاب کے لیے نفرت جھلک رہی تھی

صاحب کوٹھے پر آکر ایک طوائف کے لیے نفرت دیکھنا کہاں کی سمجھداری ہے؟

نایاب نے صائم کی آنکھوں میں پلتی نفرت کو محسوس کرتے تیکھے لہجے میں کہا

میں دوبارہ تمھاری شکل دیکھنا خود کی توہین سمجھتا ہوں ٹھیک کہا تھا تم نے کہ جس دن میں نے تمہیں جان لیا اس دن ہماری آخری ملاقات ہوگی...

میں دعا کروگا کہ آج کے بعد دوبارہ کبھی تمھاری شکل نا دیکھو

صائم نے سرخ آنکھوں سے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا جب نایاب کی آواز اس کے کانوں میں پڑی...

بڑے بول نہیں بولتے صاحب کس کو کیا پتہ کہ قسمت کیا چاہتی ہے۔

نایاب نے ہنستے ہوئے کہا

صائم نے نایاب کی بات سنی ضرور تھی لیکن جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

یہ کون تھا؟ سلمیٰ بائی نے حیرانگی سے صائم کی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

تھا کوئی بھٹکا ہوا انسان

اب دوبارہ کبھی اس جگہ کا رخ نہیں کرے گا

نایاب نے کہا۔

صائم کے دوست بھی اس کے پیچھے چلے گئے تھے

بازل سویرا کا بہت اچھے سے خیال رکھ رہا تھا سویرا اپنی قسمت پر رشک کرنے لگی تھی۔

بازل کیا چاہتا تھا سویرا کو بہت جلد معلوم ہو جانا تھا۔

جس طرح کی زندگی سویرا چاہتی تھی اسے ویسی زندگی مل گئی تھی۔

سویرا جب بھی بازل سے اس کی فیملی کی بات کرتی تو وہ ہمیشہ ٹال دیتا۔

فلیٹ کے دو ہی کمرے تھے اور آج عمیر بازل کے فلیٹ پر ہی ٹھہرا تھا۔

سارا پلین بازل کا تھا کیونکہ ایک کمرے میں سویرا رہتی اور دوسرے کمرے میں بازل رہتا۔

بازل باہر لاؤنج میں لیٹا ٹی-وی دیکھ رہا تھا جب سویرا وہاں آئی

آپ یہاں کیوں لیٹے ہیں سویرا نے حیرانگی سے پوچھا

وہ میرے کمرے میں عمیر اور اس کی وائف ہے اگر اس کی بیوی ساتھ نا ہوتی تو میں اُسی روم میں سو جاتا..

بازل نے عام سے لہجے میں کہا

آپ میرے کمرے میں آجائے سویرا نے جلدی سے کہا

تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گا؟

بازل نے سنجیدگی سے پوچھا

ارے نہیں مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟ سویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوکے جیسی میری بیوی کی مرضی

بازل نے بھی ہنستے ہوئے کہا اور روم میں چلا گیا...

اس ایک ماہ میں سویرا پوری طرح سے اپنی زندگی میں مگن ہو گئی تھی۔

اور اپنے ماں باپ کو بھی بھول بیٹھی تھی کہ ان پر کیا گزری ہو گی...

کس طرح انہوں نے لوگوں کی باتوں کو برداشت کیا ہو گا۔

سویرا بھی اپنے کمرے میں چلی آئی۔

عمیر اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ آیا تھا اس کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔

عامر بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا تھا اس لیے بازل اور عمیر سے اس کی ملاقات نہیں ہو سکی۔اعر یہ دونوں کیا کرر ہے ہیں اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا

بازل بیڈ کی دائیں طرف لیٹا ہوا تھا سویرا نے بازل کو کمرے میں لیٹنے کا تو کہہ دیا تھا لیکن اب اسے عجیب لگ رہا تھا...

سویرا کیوں گھبرا رہی ہو بازل تمھاری شوہر ہے۔سویرا نے خود کو تسلی دی اور بیڈ کے بائیں جانب آ کر لیٹ گئ۔

سویرا کے لیٹتے ہی بازل نے اپنے چہرے کا رخ سویرا کی طرف کر لیا۔

سویرا تم خوش ہو؟ بازل نے تھوڑا سویرا کی طرف کھسکتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

میں بہت زیادہ خوش ہوں بازل میں جب گھر سے نکلی تو میرا ارادہ اپنی فرینڈ کی طرف جانے کا تھا لیکن میں نے اتنے اچھے کی امید بلکل بھی نہیں کی تھی۔

سویرا نے مسکراتے ہوئے کہا

تمہیں خوش دیکھ کر میں بھی بھی مطمئن ہو جاتا ہوں۔

بازل نے سویرا کے ماتھے پر لب رکھے ہوئے کہا۔

سویرا نے زور سے آنکھیں میچ لی تھی۔

تم بہت خوبصورت ہو..

بازل نے سویرا کے کان کے پاس سرگوشی نما کہتے اس کے کان کی لو کو ہلکا سا کاٹا۔

سویرا کے گال سرخ ہو گئے اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھیلے

اجازت ہے؟

بازل نے بہکے ہوئے لہجے میں پوچھا

سویرا نے بنا آنکھیں کھولے اثبات میں سر ہلایا۔ بازل نے سائیڈ ٹیبل سے لیمپ کو اوف کیا اور سویرا پر جھکتا چلا گیا...

آج اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔

سویرا کو پانے کا مقصد اور سویرا نہیں جانتی تھی کہ بازل نے کس طرح اسے اپنے جال میں پھانس کر اپنا مطلب پورا کیا ہے

اور وقت تو بہترین استاد ہے جو آپ کو ایسا سبق سیکھاتا ہے جو انسان پوری زندگی نہیں بھولتا

آرزو مان کے ساتھ باہر آئی تو عرشان کے ساتھ سفیان کی نظریں بھی اس کے چہرے پر ٹکی تھیں..

مان نے دونوں کی نظروں کو نوٹ کیا تھا

مان یہ سفیان ہے آرزو کی شادی میں نے اس کے ساتھ طے کی ہے

شاداب ملک نے مان کو دیکھتے ہوئے سفیان کا تعارف کرواتے کہا

سفیان کو پہلے ہی مان کی نظروں سے خوف آرہا تھا جس طرح وہ دیکھ رہا تھا۔

ڈیڈ جب تک میں ہاں نا کہہ دوں اس وقت تک یہ شادی نہیں ہو گی

مان تھوڑا آگے کو جھکتے ہوئے کہا۔

مان کی بات نے سفیان کے چہرے سے مسکراہٹ چھین لی تھی اور عرشان اب آرام سے بیٹھ گیا اس کا سالہ اب سب کچھ سنبھال لے گا اتنا اسے یقین تھا۔

بیٹا مان بھائی ہے آرزو کا تو ایسا تو کہے گا ہی شاداب نے بات کو مزاح میں ڈالتے ہوئے کہا۔

جی بلکل انکل جب تک بھائی ہاں نہیں کریں گے اس وقت تک آرزو سے میری شادی نہیں ہو سکتی

سفیان نے بھی ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا

ان سب کے دوران آرزو نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

انکل اب میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کا سے جانا ہے میں مان کی وجہ سے رک گیا تھا

سفیان نے شاداب کو کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا شاداب نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا کیونکہ مان کا کوئی بھروسہ نہیں کہ سب کے سامنے سفیان کو بے عزت کر دے

اس لیے ابھی اس کا یہاں سے جانا ہی بہتر تھا۔

آرزو اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب سامنے سے آتے عرشمان سے ٹکرائی

اسے لگا جیسے سامنے دیوار آگئی ہو اسے دن میں ہی تارے نظر آنے لگے تھے

جب اس نے سامنے دیکھا تو عرشمان گہری نظروں سے آرزو کو دیکھ رہا تھا۔

آرزو نے گھور کر اپنے سامنے کھڑے عرشمان کو دیکھا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑی

اس سے پہلے عرشمان آرزو کا ہاتھ پکڑ کر اس روکتا لیکن سامنے سے آتے ماں کی وجہ سے ایسا نہیں کر پایا۔

آکف کہاں ہیں؟ ماں نے گلے ملتے پوچھا

تو عرشمان اسے آکف کے بارے میں بتانے لگا

آرزو کیا ہم تھوڑی دیر بات کر سکتے ہیں؟ ماں نے ٹیرس پر کھڑی آرزو کو کافی کا کپ پکڑاتے ہوئے پوچھا

جی بھائی جتنے دیر مرضی چاہے آپ باتیں کر سکتے ہیں. آرزو نے کافی کا کپ پکڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

تمھاری پڑھائی کیسی جا رہی ہے کوئی فرینڈ بنائی؟

مان نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا

پڑھائی ایک دم پرفیکٹ جا رہی ہے اور فرینڈ ایک بنی ہے بہت باتونی ہے لیکن اچھی ہے

اب مجھے بھی اس کے ساتھ وقت گزارا اچھا لگتا ہے

آرزو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ تو اچھی بات ہے پھر تو اُس لڑکی کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے میری بہن کو فرینڈ شپ کرنے پر مجبور کر دیا

مان نے ہنستے ہوئے کہا۔

بھائی متاثر تو میں بھی اس سے ہوئی ہوں

آرزو نے کہا۔

سفیان تمہیں کیسا لگتا ہے؟

مان کا سوال بلکل اچانک تھا کچھ دیر کے لیے تو آرزو خاموش رہی۔

تمھاری خاموشی کا میں کیا مطلب اخذ کروں؟

مان نے آرزو کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

آرزو ابھی بھی خاموش تھی سفیان سے اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا

لیکن نکاح کا بتانے کی ہمت نہیں تھی۔

اگر عرشان کا مان کو پتہ چل جاتا تو شاداب اور عظیم کی دوستی میں دراڑ آجانی تھی جو آرزو ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

بھائی میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں آرزو نے نظریں جھکائے ہاتھ کی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا۔

کون ہے وہ؟ اگر میں غلط نہیں ہوں تو کیا وہ عرشان ہے؟

مان نے ٹھوڑی سے آرزو کا چہرہ اونچا کرتے ہوئے پوچھا

جی...

آرزو حیران ضرور ہوئی تھی۔ لیکن اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

عرشمان کی آنکھوں میں میں تمھارے لیے پسندیدگی دیکھ چکا ہوں لیکن تمھارا چہرہ تو کچھ اور ہی کہانی بیان کر رہا ہے۔

مان نے اب اپنا رخ سامنے چلتی گاڑیوں کی طرف کر لیا تھا

وہ بھائی مجھے بس ٹینشن تھی کہ کہی آپ غلط نا سمجھے آرزو نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے کہا

آرزو تم نے کب سے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ میں تمھارے بارے میں. کچھ غلط سوچوں گا

مان نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

سوری بھائی آرزو نے شرمندگی سے کہا

آرزو تم میری بہن ہو اور مجھے تمھاری خوشی بہت عزیز ہے اگر تمھاری خوشی عرشمان کے ساتھ ہے تو ٹھیک ہے عرشمان ہمارا کزن ہے آنکھوں کے سامنے بڑا ہوا ہے میں اسے اچھے سے جانتا ہوں۔

تم فکر مت کرو میں سب سنبھال لوں گا

مان نے پیار سے کہا

تھینک یو سو مچ بھائی آپ بیسٹ بھائی ہو آرزو نے خوشی سے مان کے سینے لگتے ہوئے کہا۔

مان نے مسکراتے ہوئے آرزو کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

میری بہن کو جو اپنے بھائی پر مان ہے میں اسے کیسے توڑ سکتا ہوں

مان نے آرزو کی کی ناک کو کھینچتے ہوئے کہا

بھائی اب میں بچی نہیں ہون ایسا نا کیا کریں

آرزو نے منہ بناتے ہوئے لاڈ سے کہا

میرے لیے تو بچی ہی رہو گی

ماں نے ہنستے ہوئے کہا

آرزو کے دل سے کافی حد تک بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔

اب وہ دونوں اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تھے۔

روحی نہیں آئی وہ کہاں ہیں ؟صفیہ بیگم نے ملازمہ سے پوچھا لیکن جواب روحی کی ماں کی طرف سے آیا.

بڑی بیگم اسے رات سے بہت تیز بخار ہے۔

روحی کی ماں نے بتایا

کیا ہوا اسے کل تک تو اچھی بھلی تھی صفیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا اور ناشتہ چھوڑ کر روحی کے کمرے میں جانے کے لیے اٹھ گئی..

ریان شاہ چونکا ضرور تھا لیکن پھر نظر انداز کر کے اپنے دھیان ناشتہ کرنے لگا۔

صفیہ بیگم کمرے میں داخل ہوئی تو روحی بخار میں تپ رہی تھی۔

تم نے مجھے رات کو کیوں نہیں بتایا میں رات کو ہی ڈاکٹر کو بلا لیتی

صفیہ بیگم نے پریشانی سے روحی کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

بڑی بیگم میں تو آپ کو بتانا چاہتی تھی لیکن بر وحی نے منع کر دیا کہتی آرام کرے گی تو ٹھیک ہو جائے گا

روحی کی ماں نے بھی پریشانی سے کہا۔

تم جاؤ شاہ کو کہو ڈاکٹر کو فون کرے

صفیہ بیگم نے روحی کی ماں کو کہا اور وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد شاہ کے ساتھ ڈاکٹر بھی روم میں داخل ہوا...

شاہ کی نظر روحی کے چہرے پر پڑی جو بے سدھ لیٹی ہوئی بخار سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

اسے تکلیف میں دیکھ کر اب اسے پھر سے افسوس ہو رہا تھا۔

کل روحی کے کمرے سے نکلنے کے بعد اسے ڈھیروں شرمندگی نے گھیر رکھا تھا

لیکن اب اسے بخار میں دیکھ کر اپنے کیے پر پچھتاوا ہو رہا تھا۔جو ہمیشہ ہوتا ہے لیکن شاہ روحی کو تکلیف دینے سے باز نہیں آتا

ڈاکٹر نے کہا پریشانی والی بات نہیں ہے کچھ دنوں تک ٹھیک ہو جائے گی میڈیسن دینے اور کچھ احتیاط بتانے کے بعد وہ چلا گیا

شاہ کی نظریں روحی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں صفیہ بیگم اور روحی کی ماں کچھ دیر بعد وہاں سے چلی گئی تھیں ڈاکٹر کی بات نے دونوں کو مطمئن کر دیا تھا...

شاہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا روحی کے پاس آیا اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا جو ابھی بھی تھا

میں نہیں جانتا میں کیوں تم پر اتنا غصہ کرتا ہوں۔ شاہ نے روحی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا اور اس کے چہرے پر آئی کچھ لٹو کو پیچھے کرنے لگا جب اس کی نظر روحی کے دائیں ہاتھ کی تیسری انگلی پر پہنی انگوٹھی پر پڑی۔

شاہ کا ہاتھ وہی رک گیا اس انگوٹھی کو دیکھ کر اس کے چہرے کے تاثرات پھر سے پتھر یلے ہو گئے تھے۔

شاہ نے غصے میں روحی کی انگلی سے انگوٹھی نکالی اور کمرے سے باہر نکل گیا

سیٹھ جی آپ واپس کب آئے؟

پنکی نے حیرانگی سے پوچھا۔

اپنا سامان لینے آیا ہوں سیٹھ نے اپنی لمبی مونچھ کو تاؤ دیتے ہوئے کہا

کیا مطلب؟

سلمیٰ نے پریشانی سے پوچھا پہلے ہی شاہ اور ملک کم تھے جو سیٹھ بھی آ گیا تھا۔

سیٹھ لگ بھگ چالیس سال کا تھا ہر طرح کے ناجائز اور برے کام یہ کرتا تھا کافی بار جیل بھی جا چکا تھا۔

اور آج بھی پورے دو سال بعد واپس آیا تھا

پولیس اس کے پیچھے تھی اور دو سال تک اس نے خود کو پولیس سے چھپا کر رکھا تھا

سلمیٰ بائی تم اچھے سے جانتی ہو جب پنکی کو پیسوں کی ضرورت تھی تو اس نے مہرو کو مجھے بیچ دیا تھا۔

تو وہ لڑکی اب میری ہے تمہیں کیا لگا سیٹھ دو سال تک غائب رہا تو وہ بھول گیا ہو گا

مہرو جیسی لڑکی کو کون پاگل بھول سکتا ہے

جاؤ اور مہرو کو لے کر آؤ

سیٹھ نے طنزیہ لہجے میں کہنے کے بعد حکم دیتے ہوئے کہا

سیٹھ جی اس کے بعد آپ کہی غائب ہو گئے تھے میں آپ کے پیسے واپس کرنا چاہتی تھی

پنکی سے غلطی ہو گئی

آپ نے جو پیسے دیے تھے وہ میں واپس کر دیتی ہوں۔

سلمیٰ نے جلدی سے کہا۔

تمہیں میں شکل سے بیو قوف لگتا ہوں۔

سیٹھ نے سلمیٰ کو بالوں سے پکڑتے ہوئے غصے میں کہا

سیٹھ جی آپ کیا کر رہے ہیں چھوڑے آپی کو پنکی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

وہی رک جاؤ تم ورنہ ابھی تم دونوں کی قبریں یہی کھود دوں گا

سیٹھ نے چلا کر کہا پنکی وہی رک گئی۔

جو کچھ میں نے اس کے ساتھ اپنے گھر میں جا کر کرنا تھا اب یہی کروں گا اور پھر تیرے سامنے اسے گھسیٹے ہوئے لے کر جاؤ گا۔

سیٹھ نے بے باکی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہااور سلمیٰ کو دھکا دیا جو اوندھے منہ زمین پر جا گری تھی

مہرو کا کمرہ کون سا ہے سیٹھ نے وہاں کھڑی لڑکیوں سے پوچھا ان میں شبنم بھی تھی جس نے مہرو کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

سیٹھ کے وہاں سے جاتے ہی پنکی سلمیٰ کے پاس آئی

یہ سب تمھاری وجہ سے ہو رہا ہے مجھے لگا یہ بلا ٹل گئی ہے لیکن یہ پھر یہاں آ گیا ہے سلمیٰ نے پنکی کو گھورتی ہوئے کہا جو خود شرمندہ تھی
۔

تم لوگ کیا تماشا دیکھ رہی ہو جاؤ اپنے اپنے کمروں میں نایاب نے غصے میں کہا وہ ابھی اپنے کمرے سے باہر آئی تھی

لیکن سلمی اور پنکی کو دیکھ کر اسے پتہ چل گیا تھا کہ یقیناً کوئی بڑا مسئلہ ہے۔

کیا ہوا ہے؟ نایاب نے پریشانی سے پوچھا

سیٹھ واپس آ گیا ہے اور وہ مہرو کے کمرے میں گیا ہے۔

سلمیٰ نے جواب دیا

کیااور آپ دونوں یہاں آرام سے بیٹھی ہو۔

نایاب نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا

ہم لوگ کیا کر سکتے ہیں؟ ناسیٹھ کو روک سکتے ہیں ناہم ملک کو روک سکتے ہیں اور ناہی ہم شاہ کو روک سکتے ہیں

سلمیٰ نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا

ملک، شاہ نایاب نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔اور وہاں سے اُٹھ کر مہرو کے کمرے کی طرف بھاگی

روحی بیٹا تمھاری طبعیت اب کیسی ہے بخار تو کافی حد تک اتر چکا ہے صفیہ بیگم نے پیار سے کہتے ہوئے پوچھا۔

جو روحی کے سرہانے ہی بیٹھی ہوئی تھیں

مجھے کیا ہوا تھا؟

روحی نے بھی اٹھتے ہوئے بوجھل لہجے میں پوچھا۔

تمہیں بہت تیز بخار تھا لیکن اب اتر چکا ہے۔

صفیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

ماما امی کہاں ہیں؟

روحی نے صفیہ بیگم کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا.

بیٹا وہ گاؤں گئی ہے کوئی ضروری کام تھا اور تمھاری امی کا جانا بھی ضروری تھا۔

تم فریش ہو جاؤ پھر اکٹھے ناشتہ کرتے ہیں صفحہ بیگم نے کہا

تو روحی اثبات میں سر ہلا کر فریش ہونے چلی گئ۔

کیا کہا تمھارے بھائی نے؟ عرشمان نے آرزو کے کان کے پاس سرگوشی نما پوچھا

اپنے کان پر پڑتی گرم سانسوں کی تپش سے آرزو خود میں سمٹ گئ لیکن پیچھے نہیں مڑی اگر ذرا سی بھی پیچھے ہوتی تو عرشمان کے سینے سے جا ٹکراتی

کچھ خاص نہیں

آرزو نے دھیمے لہجے میں کہا

جھوٹ مجھے پسند نہیں ہے جان

عرشمان نے آرزو کا رخ خود کی طرف کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے مزید اپنے قریب کرتے کہا.

آرزو کی نظریں ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں

میں نے کچھ پوچھا ہے آرزو جان

عرشمان نے آرزو کی کمر پر اپنی پکڑ سخت کرتے کہا

آرزو کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا

میں نے بھائی سے جھوٹ بولا ہے

آرزو نے اپنی بات شروع کرتے ہوئے کہا

کیسا جھوٹ عرشمان نے حیران کن لہجے میں پوچھا

دونوں میں فاصلہ نا ہونے کے برابر تھا

کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں

آرزو نے نظریں جھکا کر کہا جیسے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو

واؤاس کا مطلب اب سالہ صاحب مجھ سے بات کرے گئے

تو اگر میں تم سے شادی کرنے سے منع کر دوں تو؟ عرشمان نے ٹھوڑی سے آرزو کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے سنجید گی سے کہا

آرزو کو عرشمان کی بات سے کرنٹ لگا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ. یہ کرنا کیا چاہتا ہے۔

تم آخر چاہتے کیا ہو؟

کیوں میری زندگی جہنم بنا رہے ہو کیوں مجھے لوگوں کے سامنے رسوا کرنا چاہتے ہو؟ کیوں کر رہے ہو یہ سب میرے ساتھ؟

آرزو نے عرشمان کا گریبان پکڑتے ہوئے بے بسی سے پوچھا

ابھی سے ہمت ہار گئی ہو جان ابھی تو تڑپنا باقی ہے۔

عرشان نے آرزو کے دونوں بازو کو پکڑتے ہوئے روکھے لہجے میں کہا۔

اور تمھارا بھائی کب رشتے سے انکار کرے گا آج سفیان کے گھر والے آ رہے ہیں کل نکاح ہے اس سالے کو کچھ زیادہ ہی جلدی ہے نکاح کی

عرشان نے آخری بات غصے میں کہی

مجھے نہیں معلوم چھوڑو مجھے آرزو نے غصے میں خود کے بازو عرشان کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے کہا

چھوڑ دیا۔

عرشان نے آرزو کے دونوں بازوں کو آذاد کرتے ہوئے. کہا اور کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

مجھے شدت سے انتظار رہے گا اپنے سالے صاحب کے جواب کا جب وہ سفیان کے گھر والوں کے سامنے رشتے سے انکار کریں گئے۔

عرشان نے مسکراتی نظروں سے آرزو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تم بہت پچھتاؤ گئے عرشان ملک

آرزو نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے. کہا

اور بنا اس کا جواب سنے وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے عرشان اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا تھا۔

جتنا بھی وہ آرزو کو تکلیف دینے کی کوشش کرتا لیکن بعد میں اسے بھی تکلیف ہوتی تھی لیکن ان سب میں اس کی انا آجاتی تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی آرزو کو تکلیف دے دیتا۔

صائم اپنے کمرے میں آیا اور آتے ہی شاور لینے چلا گیا اس کی آنکھوں کے سامنے نایاب کا سراپا گھوم رہا تھا.

جس پر وہاں بیٹھے تمام لوگوں کی نظریں جمی ہوئی تھیں

وہ ایک طوائف ہے صائم تو اس کے بارے میں اب نہیں سوچے گا

صائم کے دماغ نے کہا

محبت نہیں دیکھتی کہ وہ طوائف سے ہو رہی ہے یا کسی شہزادی سے یہ تو بس ہو جاتی ہے صائم کے دل نے بھی نایاب کے حق میں گواہی دی۔

چپ ہو جاؤ تم دونوں

صائم نے چلاتے ہوئے کہا اور اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا

صائم بیٹا سب ٹھیک ہے؟ کوثر جو کسی کام کے سلسلے میں آئی تھی اس نے چلانے کی آواز سنی تو پریشانی سے پوچھا

ماما میں ٹھیک ہوں

صائم نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا

ٹھیک ہے بیٹا میں باہر تمھارا انتظار کر رہی ہوں مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے کوثر بیگم نے کہا اور کمرے سے چلی گئی

صائم کو اب اپنی کہی ہوئی باتوں پر افسوس ہو رہا تھا اسے نایاب کو ایسا نہیں کہنا چاہیے گا۔غصے میں انسان نا جانے کیا کچھ بول دیتا ہے اور پھر بعد میں اپنے الفاظ کے بارے میں سوچ کر پچھتاتا ہے

صائم کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا

لیکن اب تو وہ اپنے لفظوں کے جوہر دکھا کر آچکا تھا

ایک بات پر صائم ابھی بھی قائم تھا کہ وہ دوبارہ کبھی بھی اس سے نہیں ملے گا

لیکن آنے والے وقت سے لاعلم تھا۔

اگلے کچھ دن بھی بہت خوشگوار گزرے تھے

سویرا نے اپنے ماں باپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو بازل نے یہ کہہ کر خاموش کروا دیا کہ ابھی ملنا مناسب نہیں ہے۔

کچھ دنوں بعد سویرا کو خوش خبری ملی کہ وہ ماں بننے والی ہے

لیکن اس خوشخبری نے بازل کو زیادہ خوش نہیں کیا۔

بازل نے سویرا کو کہا کہ وہ ابھی بچہ نہیں چاہتا لیکن سویرا اپنی بات پر قائم رہی کہ وہ اس بچے کو دنیا میں ضرور لائے گی۔

بازل کو سویرا سے جھگڑا کرنے کا موقع چاہیے تھا

بازل نے بچے کی بات پر سویرا کے ساتھ جھگڑا کیا۔

اور غصے میں گھر سے نکل گیا۔

سویرا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ بازل کو بچے سے مسئلہ کیا ہے۔ لیکن وہ کم عقل اس بات سے بے خبر تھی کہ اسے بچے سے نہیں بلکہ اب سویرا سے مسئلہ ہے۔

بازل کافی دنوں سے گھر نہیں آیا۔

سویرا کو اب ٹینشن ہونے لگی تھی اس نے کافی بار بازل کو فون کیا لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا۔

اٹھاتا بھی کیسے وہ دوسری لڑکیوں کے ساتھ بزی ہو گیا تھا

اس کا دل سویرا سے بھر چکا تھا اب اسے کیسی دوسری لڑکی کی تلاش تھی۔ بازل نے سویرا کو اپنے اپنے افس میں دیکھا تھا۔

اس کے بعد اس نے سویرا کے بارے میں سب کچھ معلوم کروایا اور اسے لگا کہ سویرا اس کے جال میں آسانی سے پھنس جائے گی

اور ایسا ہی ہوا

جس دن سویرا مارکیٹ گئی تھی اور جو عبایہ والی عورت سویرا کے ساتھ ٹکرائی تھی

وہ عورت نہیں بلکہ عمیر بازل کا دوست تھا۔

بازل اور عمیر نے پورا ایک پلان بنایا تھا عمیر نے اس نیکلس کو سویرا کے بیگ میں اس طرح ڈالا کہ وہ نیکلس آدھا باہر نظر آ رہا تھا

پھر بازل کا آکر سویرا کو بچانا

اس طرح آہستہ آہستہ بازل اپنے پلان میں کامیاب ہوتا گیا

اور جب اسے سویرا کے نکاح کی خبر ملی تو غصے میں سویرا سے ملنے آیا اور وہ اسے مارکیٹ میں ملی اسے اپنے محنت ضائع ہوتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

لیکن پھر رات کو جب سویرا نے اسے کال پر بتایا کہ وہ نکاح نہیں کرنا چاہتی تو بازل کا کام اور بھی آسان ہو گیا

بازل نے نقلی نکاح نامہ بنایا اور اس پر سویرا کے دستخط لیے اس کا مقصد صرف سویرا کو اس بات کا یقین دلانا تھا کہ ان دونوں کا نکاح ہو چکا ہے اور سویرا نے یقین بھی کر لیا۔

کیونکہ اس نے نکاح نامے پر دستخط کیے تھے۔

سویرا نے پوچھا کہ میں نے قبول ہے تو کہا ہی نہیں یہ کیسا نکاح تھا

تو بازل نے کہا کہ جب ہم تمھارے امی ابو سے ملے گئے پھر تمام رسم رُواج کے ساتھ نکاح کر لے گئے۔

بازل پوری طرح سویرا کے خیالات پر قابض ہو چکا تھا جو وہ کہتا سویرا آنکھ بند کر کے اس پر یقین کر لیتی۔

ایزل کی بھابھی اپنے آوارہ بھائی کے ساتھ اس کی شادی کروانا چاہتی تھی۔

بھابھی کا بھائی کوئی کام تو کرتا نہیں تھا اور چوبیس گھنٹے اپنی بہن کے گھر ہی نظر آتا تھا

۔بھابھی نے ایزل کو اس کے رشتے کے بارے میں بتایا بلکہ ان کا انداز احسان کرنے والا تھا

کہ میں نے اور تمھارے بھائی نے جمشید کے ساتھ تمھاری بات پکی کر دی ہے

ایزل تو اپنی بھابھی کی بات سن کر شوکڈ ہو گئی تھی

بھابھی میں آپ کے بھائی سے شادی نہیں کروں گی

ایزل نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا۔

کیا کہا تم نے میرے ہیرے جیسے بھائی سے تم نے شادی نہیں کرنی

تو تمہیں کیا لگتا ہے تمھارے لیے آسمان سے کوئی شہزادہ اترے گا شکر کرو تم جیسی لڑکی کو میرا بھائی مل رہا ہے بھابھی نے نخوست سے کہا۔

میری جیسی لڑکی سے آپ کا کیا مطلب ہے آپ نے اپنے آوارہ بھائی کو دیکھا ہے جو مجھے باتیں سنا رہی ہیں۔

میں سب کچھ برداشت کر سکتی ہوں لیکن کوئی میرے کردار پر کیچڑ اچھالے میں برداشت نہیں کرو گی

اور آپ کے نشئی بھائی سے تو میری جوتی شادی کرے گی۔

ایزل نے غصے میں اپنی بھابھی کو ایک ایک لفظ باور کرواتے ہوئے کہا۔آج اس نے سارا لحاظ سائیڈ پر رکھ کر بھابھی سے بات کی تھی۔

بھابھی ایزل کو منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔

آج تک ایزل نے اس طرح کے لہجے میں بھابھی سے بات نہیں کی تھی

ایزل اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے چلی گئی تھی۔

تمھارا کردار۔

اب دیکھنا میں تمھارے ساتھ کیا کرتی ہوں

بھابھی نے ہوش میں آتے ہی اپنے شاطر دماغ میں کچھ سوچتے ہوئے کہا.

کیا ہوا روحی بیٹا کیا تلاش کر رہی ہو؟ صفیہ بیگم نے روحی سے پوچھا جو کچھ تلاش کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

ماما میری رنگ نہیں مل رہی پتہ نہیں کہاں ہے میں نے پورے گھر میں اسے دیکھ لیا ہے مجھے کہی نہیں ملی

بیٹا تم اپنے روم میں دیکھو یا یاد کرو تم کہاں کہاں گئی تھی وہی گری ہو گی۔

صفیہ بیگم نے کہا

ماما ایک دو جگہ رہ گئی ہیں میں وہاں بھی دیکھ لیتی ہوں

روحی نے مسکرا کر کہا اور شاہ کے کمرے کی طرف چلی گئی ایک یہی کمرہ رہ گیا تھا جہاں اس نے انگوٹھی کو نہیں ڈھونڈا نہیں تھا

اگر انگوٹھی ضروری ناہوتی تو کبھی بھی اس جلاد کے کمرے میں ناجاتی۔

روحی نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو کمرہ خالی تھا

روحی نے شکر ادا کیا اور روم میں دبے پاؤں داخل ہوئی۔

اور ارد گرد نظریں دہرائے اپنی انگوٹھی کو تلاش کرنے لگی۔

رنگ تو اسے کہی نظر نہیں آئی لیکن شاہ کی آواز سے اس کا دل ڈر کے مارے زور زور سے دھڑکنے لگا

یااللہ یہ کب آئے؟

روحی نے دل میں کہا

اور مڑ کر پیچھے کھڑے شاہ کی طرف دیکھا جو ماتھے پر تیوری لیے روحی یو گھور رہا تھا۔

میں آپ کے کمرے میں چوری کرنے نہیں آئی کچھ ڈھونڈنے آئی تھی

روحی نے دروازے کی طرف اپنے قدم بڑھاتے ہوئے کہا

وہی رک جاؤ

شاہ کی بھاری آواز کمرے میں گونجی

تو روحی کے قدم وہی تھمے تھے

کیا ڈھونڈ رہی ہو؟

شاہ نے روحی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا

میری منگنی کی انگوٹھی گم ہوگئی ہے وہ نہیں مل رہی اگر وہ نا ملی تو میں اپنے ہونے والے شوہر کو کیا جواب دوں گی۔

روحی نے پریشانی سے کہا۔

جبکہ ہونے والے شوہر کا سن کر شاہ کا خون کھول اٹھا تھا۔

ہونے والا شوہر ابھی ہوا نہیں ہے

اور جب تک شادی نہیں ہو جاتی اس وقت بتک وہ تمھارے لیے نا محرم ہے۔

سمجھی اور آئندہ فضول گوئی سے پرہیز کرنا

شاہ نے روحی کو وارن کرتے ہوئے کہا

فضول گوئی میں نے کی ہی کب ہے کچھ مہینوں بعد میری اور اس سے پہلے روحی اپنی بات مکمل کرتی شاہ نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ رکھ خاموش کروایا

روحی آنکھیں پھاڑے شاہ کو دیکھ رہی تھی

آئندہ اُس نمونے کا نام میں تمھارے ان خوبصورت ہونٹوں سے نا سنو ورنہ...

شاہ نے بات کو ادھوری چھوڑتے ہوئے روحی کے ہونٹ کے پاس تل کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے ذو معنی لفظوں میں کہا

آپ بھی تو میرے لیے نامحرم ہے

روحی نے شاہ کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اسے آج شاہ کچھ عجیب لگا تھا

مجھے روکنے کی غلطی دوبارہ مت رونا روحی میڈم

بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کون محرم ہے اور کون نامحرم

شاہ نے روحی کے چہرے کی طرف جھکتے ہوئے کہا

روحی نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر لی تھیں

اور ہاں تمھاری رنگ میرے پاس ہی تھی لیکن میں نے اسے پھینک دیا

شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

روحی نے آنکھیں کھول کر حیرت سے شاہ کو دیکھا جو مسکرا رہا اسے حیرت انگوٹھی کے پھینکنے کا سن کر نہیں بلکہ شاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر ہوئی تھی

جو مسکراتے ہوئے ایک الگ ہی انسان لگ رہا تھا۔

میں چلتی ہوں روحی نے شاہ کے چہرے سے نظریں ہٹا کر کہا اور دروازے کی طرف بھاگی

لیکن دروازہ کھلنے پر اندر آتے قاسم شاہ سے جا ٹکرائی

سوری روحی نے قاسم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے شرمندگی سے کہا

کوئی بات نہیں

مجھے برا نہیں لگا قاسم شاہ نے روحی کے چہرے پر نظریں گاڑھتے ہوئے کہا

جو ناسمجھی سے قاسم شاہ کو دیکھ رہی تھی

روحی جاؤ یہاں سے پیچھے کھڑے شاہ کی غصے سے بھری آواز کانوں میں پڑتے ہی روحی فوراًوہاں سے رفو چکر ہو گئ

ڈیڈ آپ کو کچھ کام تھا شاہ نے دانت پیستے ہوئے پوچھا

ہاں مجھے بات کرنی تھی

قاسم شاہ نے کہااور جو بات کرنے آئے تھے وہ کرنے لگے۔

السلام علیکم

مان نے ہال میں بیٹھے لوگوں کو اونچی آواز میں سلام کرتے داخل ہوااور صوفے پر جا کر بیٹھ گیا

شاداب ملک نے سفیان کی فیملی سے مان کا تعارف کروایا۔

عرشمان بھی وہی موجود تھا۔

اس سے پہلے آپ لوگ نکاح کے بارے میں بات کرے میں آپ سب لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

مان نے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کی توجہ خود کی طرف کرواتے ہوئے کہا

یہ نکاح نہیں ہو سکتا مان نے وہاں بیٹھے لوگوں کے سروں پر بم پھوڑے ہوئے عام سے لہجے میں کہا

مان یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟

شاداب ملک نے غصے سے گھورتے ہوئے پوچھا

ڈیڈ میں اپنی بہن کی شادی سفیان سے نہیں کروا سکتا

مان نے سنجیدگی سے کہا

کوئی خاص وجہ علیدان نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا

مان نے ایک نظر علیدان کو دیکھا اور کچھ تصاویر علیدان کی طرف بڑھائی

میرا خیال ہے یہ وجہ کافی ہے

مان نے کہا اور سفیان کے والدین کو دیکھنے لگا جو خود نظریں رہے تھے

علیدان کے ساتھ بیٹھے شاداب ملک نے بھی تصاویر دیکھی تو غصے سے ان کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

سفیان کسی لڑکی کے ساتھ بیڈ پر موجود تھا

اور تینوں تصویروں میں الگ الگ لڑکیاں اس کے ساتھ موجود تھیں

مجھے نہیں لگتا کہ تم اپنے بیٹے کی حرکتوں سے ناواقف ہو گئے جس طرح تم نظریں چرا رہے ہو اس کا صاف مطلب ہے تمہیں بھی معلوم تھا کہ تمھارا لاڈلا یہ سب کچھ کرتا ہے

شاداب ملک نے اپنے پارٹنر کو دیکھتے ہوئے غصے میں کہا

جس کے پاس دینے کو کوئی وضاحت نہیں تھی

انکل آپ ابھی یہاں سے چلے جائے علیدان نے سنجیدگی سے کہا تو سفیان کے والدین خاموشی سے ملک ولا سے چلے گئے کیونکہ یہاں رکنے کا اب جواز ہی نہیں بنتا تھا۔

روبینہ اور رابعہ تو حیرانگی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہی تھی کہ اچانک یہ سب کچھ کیا ہو گیا۔

ایم سوری بیٹا مجھے سفیان کے بارے میں بھی معلوم کروناچاہیے تھا یہ میری غلطی ہے

شاداب صاحب نے شرمندگی سے مان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈیڈ یار میں آپ کو شرمندہ ہر گز نہیں کرنا چاہتا تھا

اور یہ میری بہن کی پوری زندگی کا معاملہ تھا تو آپ نے معلوم نہیں کروایا تو میں نے کروالیا

آپ پریشان نہ ہوں

مان نے موبائل کان سے لگاتے ہوئے کہا

لیکن بیٹا آرزو پر کیا گزرے گی مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے شاداب نے پریشانی سے کہا

ڈیڈ اسے میں سنبھال لوں گا

آپ بے فکر رہے اور ابھی مجھے آکف کی خبر لینی ہے میں چلتا ہوں

مان نے مسکرا کر کہا

اور وہاں سے نکل گیا

کوئی نہیں جانتا تھا کہ جب سفیان کو پتہ چلے گا تو وہ کیا کرے گا

اتنی آسانی سے تو وہ آرزو کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا تھا۔

کہاں ہوتا ہے تو آجکل ؟مان نے گھورتے ہوئے آکف سے پوچھا جس سے آج ملاقات ہو رہی تھی۔

یار آفس میں ہوتا ہوں آکف نے اپنی گال کو سہلاتے ہوئے کہا مان نے آتے ہی اس کے جبڑے پر زور سے مکا مارا تھا۔

وہ تو شکر تھا آکف اپنے کیبنٹ میں تھا ورنہ اس کی عزت کا فالودہ بن جانا تھا۔

مجھے تو تیرے مطابق یہاں کوئی کام نہیں نظر آیا

تو تو سارا دن آفس میں کرتا کیا ہے؟

مان نے طنز کرتے ہوئے کہا

یار آفس میں کام کرتا ہوں اور کیا کروں گا۔

آکف نے گڑ بڑا کر کہا

تیری رگ رگ سے میں واقف ہوں اور میں تیری آفس آنے کی وجہ بھی جلد ہی جان لوں گا

ابھی زرا تو میرے ساتھ چل

مان نے آکف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یار تو نے اچھی خاصی میری شکل خراب کر دی ہے اب میں کس منہ سے باہر جاؤں گا

آکف نے گھورتے ہوئے پوچھا

یہ جو منہ اللہ نے اتنا بڑا دیا ہے اسی کے ساتھ باہر تشریف لے کر جائے ورنہ دوسرے گال کا بھی نقشہ بگاڑ دوں گا۔

مان نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

آرہا ہوں صبر نہیں ہوتا تیرے سے آکف نے کھا جانے والی نظروں سے مان کو دیکھتے ہوئے کہا اور دونوں آفس سے نکل گئے۔

آکف دل میں دعا کر رہا تھا کہ راستے میں ایزل نا مل جائے لیکن شاید آج کا دن آکف کے لیے اچھا تھا اس لیے وہ نہیں ملی ورنہ مان کو پتہ چل جانا تھا۔

سیٹھ مہرو کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے خیالوں میں گم کھوئی ہوئی تھی

واہ کیا خوبصورتی ہے

سیٹھ نے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا

مہرو نے چونک کر سیٹھ کی طرف دیکھا جو اب دروازہ بند کر رہا تھا

کون ہو تم ؟اور تم سب کو میرا ہی کمرہ ملا ہے جس کا دل کرتا ہے منہ اٹھا کر اندر چلا آتا ہے۔

مہرو نے غصے میں سیٹھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تو چیز ہی ایسی ہے کسی بھی کمبخت کو دیوانہ بنا دیتی ہے

سیٹھ نے بے باکی سے اپنی غلیظ نظریں مہرو کے وجود میں گاڑھتے ہوئے کہا۔

نکلو میرے کمرے سے مہرو نے مضبوط لہجے میں کہا اسے سیٹھ کی گندھی نظریں زہر لگ رہی تھیں۔

نکل جاؤ

سیٹھ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

پنکی کو پورے دس لاکھ دیے تھے

اب تو میری ہے سمجھی۔ سیٹھ نے غصے سے کہا۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟ مہرو نے بے یقینی سے کہا۔

اسے سیٹھ کی بات پر یقین نہیں آرہا تھا

بعد میں تجھے بتادوں گا ابھی جو کرنے آیا ہوں وہ کرلوں سیٹھ نے مہرو کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

مہرو بھاگ کر دروازے کی طرف جانے لگی تو سیٹھ نے اسے پیچھے سے پکڑنا چاہا تو شرٹ کا کچھ کپڑا کندھے سے پھٹ کر اس کے ہاتھ میں آگیا آج صحیح معنوں میں مہرو کو طوائف ہونے کا مطلب سمجھ میں آیا تھا۔

اس سے پہلے مہرو بھاگ کر دروازہ کھولتی سیٹھ نے مہرو کو بازو سے پکڑتے ہوئے اس کا رخ خود کی طرف کرتے ایک زوردار تھپڑ اس کے رخسار پر مارا جو اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور سیدھی زمین پر جا گری ماتھے پر بندھی پٹی میں سے خون رسنے لگا۔

مہرو وہی ماتھے پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی سر کافی زور سے زمین سے ٹکرایا تھا۔

مہرو کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن آنکھوں کے سامنے آتے اندھیرے کی وجہ سے وہی بے ہوش ہو گئ

۔

سیٹھ نے مہرو کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس کے چہرے سے بال پیچھے کیے آنکھوں میں شیطانیت لیے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔

اس سے پہلے سیٹھ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوتا کوئی طوفان کی طرح دروازہ توڑ کر کمرے میں داخل ہوا

سیٹھ نے ہڑبڑا کر سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر منہ میں بڑبڑایا

ملک.......

معارج ملک اپنے معمول کے مطابق کوٹھے پر آیا تھا نایاب نے شاہ کو فون کیا تو اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔

ملک کو کال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی وہ اسے سامنے آتا ہوا نظر آ گیا تھا

نایاب نے جلدی سے معارج کو سب کچھ بتا دیا

ملک نے دروازہ توڑا اور اب غصے میں سب کچھ بھسم کر دینے والی نظروں سے سیٹھ کو گھور رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں جلتی آگ کو دیکھ کر سیٹھ مہرو سے پیچھے ہو گیا۔

معارج نے مہرو کو دیکھا جس کی شرٹ کندھے سے کافی حد تک پھٹ چکی تھی

مہرو کی حالت معارج کو مزید طیش میں لے آئی تھی۔

تو نے میری مہرو کو اپنی گندی نظروں سے دیکھا اسے چھونے کی کوشش کی؟

معارج نے سیٹھ کو پکڑ کر اس کے منہ پر مکے مارتے ہوئے دھاڑ کر کہا۔

معارج ملک سیٹھ کو سنبھلنے کا موقع نہیں دے رہا تھا

اور معارج کے کچھ گھونسے کھا کر ہی وہ بے ہوش ہونے والا تھا۔

سیٹھ کے منہ اور ناک سے خون نکلنے لگا تھا معارج ملک وحشی بنا کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر سیٹھ کو مار رہا تھا۔

معارج نے پاس پڑی کرسی کو اٹھا کر سیٹھ کے سر دے ماری

ملک بس کر دو وہ مر جائے گا پنکی نے پریشانی سے کہا سلمیٰ اور پنکی بھی کمرے میں آ گئی تھیں۔

اس سالے کی میں بوٹی بوٹی کر کے کتوں کو کھلا دوں گا۔

تجھے کیا لگا معارج ملک تجھ جیسے ذلیل اور کمینے انسان کی جان اتنی آسانی سے چھوڑ دے گا تو نے ملک کی مہرو کو ہاتھ لگانے کی گستاخی کی ہے اور اب مرنا تجھ پر لازم ہے۔

معارج نے سیٹھ کو بالوں سے پکڑتے ہوئے ایک زوردار مکا اس کے جبڑے پر مارتے کہا۔

ملک مہرو کو دیکھو

نایاب نے معارج کا دھیان مہرو کی طرف کرواتے ہوئے کہا۔

جو سیٹھ کو جان سے مار دینے کے در پر تھا

نایاب کی بات نے معارج کی توجہ مہرو کی طرف کی جس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔

معارج مہرو کے پاس گیا اور اپنے کندھے پر رکھی چادر کو مہرو پر ڈالا اور اسے اٹھا کر بیڈ پر لیٹایا۔اس کی آنکھوں میں جو مہرو کو تکلیف میں دیکھ کر بے بسی تھی وہ نایاب کے ساتھ سلمیٰ بائی نے بھی محسوس کی تھی۔

ڈاکٹر کو فون کرو معارج نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا

جو پریشانی سے ہاتھ مسل رہی تھی

میں کیا بکواس کر رہا ہوں ڈاکٹر کو فون کرو معارج نے دھاڑے ہوئے کہا

اور اپنی چادر سے مہرو کے ماتھے کا خون صاف کرنے لگا

مہرو کو اس حالت میں دیکھتے اس کا دل ڈوبتا جا رہا تھا۔

اور آج معارج ملک پر ایک اور بھی انکشاف ہوا تھا کہ وہ مہرو سے محبت کرنے لگا تھا پہلے اس کا مقصد کچھ اور تھا پہلے کسی اور کی وجہ سے وہ مہرو سے نکاح کرنا چاہتا تھا لیکن اب بات دل کی تھی۔ جس نے مہرو سے محبت کرنے کی گواہی دے دی تھی۔

ملک کوٹھے پر کوئی ڈاکٹر نہیں آتا نایاب نے پریشانی سے کہا۔

ملک نے نایاب کی بات سن کر فون نکالا اور اپنے آدمیوں کو ڈاکٹر لانے کا کہا۔

سیٹھ کے آدمی اسے وہاں سے لے گئے تھے

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آیا جسے ملک کے آدمی زبردستی لائے تھے۔

تم لوگوں کو ایک بات سمجھ میں نہیں آتی میں اس ناپاک جگہ پر نہیں آنا چاہتا کیوں مجھے یہاں لائے ہو؟

ڈاکٹر چیختے چلا کر کہہ رہا تھا

ملک کے آدمیوں نے ڈاکٹر کو معارج کے سامنے کھڑا کیا۔

میں یہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں رکوگا اگر تم لوگوں نے زبردستی کی تو میں پولیس کے پاس جاؤگا

ڈاکٹر نے اپنا کوٹ ٹھیک کرتے دھمکی دیتے ہوئے کہا

پسٹل دو مجھے معارج نے ڈاکٹر کو دیکھتے ہوئے اس کے پیچھے کھڑے اپنے آدمی کو سنجیدگی سے کہا جس نے گن معارج کو پکڑا دی۔

معارج نے ڈاکٹر کے شوز کے پاس گولی چلائی جو چیخ کر کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا

وہ سامنے پیشنٹ ہے اسے چیک کرو ورنہ اگلی گولی تمھارے دل کے آر پار ہو گی

معارج نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا

میں ابھی کرتا ہوں ڈاکٹر نے گھبرا کر جلدی سے کہا اور مہرو کو چیک کر کے اس کی پٹی کرنے کے بعد کہا

کہ کچھ دیر میں اسے ہوش آجائے گی۔

ڈاکٹر کی پھرتی دیکھ کر نایاب حیران کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

جس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

تم سے تو میں بعد میں بات کرو گا

معارج نے پنکی کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

ملک صاحب میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں

میں نے بعد میں سیٹھ کو بہت ڈھونڈا تھا کہ میں اسے پیسے واپس کر سکو لیکن وہ مجھے نہیں ملا پنکی نے شرمندگی سے کہا۔

جاؤ یہاں سے تم سب لوگ

معارج نے سنجیدگی سے کہا سارے کمرے سے چلے گئے۔

معارج مہرو کے سرہانے بیٹھ گیا تھا

اب تو کچھ نا کچھ کرنا ہی پڑے گا معاملہ دل کا جو بن گیا ہے

معارج نے مہرو کی تھوڑی پر ہونٹ رکھتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے چہرے کو دیکھنے میں مگن ہو گیا

سیٹھ صاحب لگتا ہے کسی نے بہت اچھی طرح آپ کی دھلائی کی ہے۔

کون ہے وہ مجھے بھی تو پتہ چلے

سیٹھ کے چہیتے آدمی نے ہنستے ہوئے پوچھا

بکواس بند کرو اپنی ملک نے مجھ سے پنگا لے کر اچھا نہیں کیا۔

اب دیکھنا میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں

سیٹھ نے غصے میں کہا ابھی تو اس سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا

سیٹھ جی پہلے آپ خود کو ٹھیک کر لیں پھر ملک کو بھی دیکھ لینا

اور ہاں جس طوائف پر آپ کی نظر ہے پہلے سے ہی اُس کے امیدوار بہت زیادہ ہیں میں نے آج ہی معلوم کروایا ہے۔

سیٹھ کے آدمی نے ہنستے ہوئے کہا

اور کون ہیں؟

سیٹھ نے حیرانگی سے پوچھا

ریان شاہ کو تو آپ جانتے ہی ہو اور ملک صاحب بھی اس طوائف کے پیچھے ہیں تو بہتری اسی میں ہے کہ آپ وہاں ہاتھ ناڈالے ابھی تو اکیلا ملک تھا جب تینوں اکٹھے ہو گئے تو سیدھا اوپر پہنچا دے گے۔

سیٹھ کے آدمی نے ڈراتے ہوئے کہا

مہرو میری ہے اور جب تک میں اسے حاصل نہیں کر لیتا سکون سے نہیں بیٹھوں گا

سیٹھ نے غصے میں کہا

بیٹھا تو ابھی بھی آپ سے نہیں جارہا اس آدمی نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

جس پر سیٹھ نے گھور کر اس کی طرف دیکھا تو اُس ادمی کے منہ کو بریک لگی۔

جا کھانے کا انتظام کر سیٹھ نے حکمیہ لہجے میں کہا تو وہ آدمی کمرے سے باہر چلا گی

روبینہ کہاں ہے؟

قاسم نے ملازمہ سے پانی کا گلاس لیتے ہوئے پوچھا

صاحب وہ روحی کو معلوم ہے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم

ملازمہ نے نظریں جھکا کر کہا

اچھا ٹھیک ہے گھر میں کون کون ہے؟

قاسم نے پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے پوچھا

صاحب روحی اور میں ہوں

کھانا بن گیا ہے میں بھی اپنے کوارٹر میں جا رہی ہوں۔

ملازمہ کی بات قاسم شاہ کی آنکھوں میں چمک لے آئی تھی

ٹھیک ہے تم جاؤ میں روحی سے روبینہ کے بارے میں پوچھ لوں گا

قاسم شاہ نے سنجیدگی سے کہا اور اُٹھ کر روحی کے کمرے کی طرف چل پڑا

ملازمہ وہاں سے چلی گئی۔

قاسم شاہ روحی کے کمرے میں داخل ہوا تو کمرا خالی تھا

اور واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی

قاسم شاہ چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے ہوئے کمرے اندر آیا اور کمرے کو لاکڈ کر دیا۔

روحی شاور لے کر باہر نکلی تو اپنے کمرے میں قاسم شاہ کو دیکھ کر ڈر گئی تھی اس نے جلدی سے بیڈ پر پڑا اپنا ڈوپٹہ اٹھایا اور خود کو کور کیا

قاسم شاہ اپنی غلیظ نظروں میں خباثت لیے روحی کو دیکھ رہا تھا۔

آپ کو کچھ کام تھا روحی نے سنجیدگی سے پوچھا جبکہ دل اس کا بہت زوروں سے دھڑک رہا تھا

روبینہ کہاں ہے؟ قاسم شاہ نے روحی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا

وہ اپنی فرینڈ کی طرف گئی ہیں آنے ہی والی ہو گی

راحی نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

تم ڈر کیوں رہی ہو میں تو بس تم سے بات کرنے آیا تھا

قاسم شاہ نے روحی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

کو کون سی بات روحی نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا

تم اتنی خوبصورت کیوں ہو؟ قاسم شاہ نے بہکے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے ہاتھ سے روحی کے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرنے لگا۔

اس سے پہلے قاسم شاہ کا ہاتھ روحی کے چہرے سے ٹکراتا اس نے قاسم شاہ کے ہاتھ کو زور سے جھٹک دیا تھا

کیا کر رہے ہیں آپ ؟

روحی نے لہجے میں مضبوطی لاتے ہوئے کہا

بے شک ڈر سے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی لیکن قاسم شاہ کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

تمہیں محسوس کرنا چاہتا ہوں بس اتنی سی خواہش ہے

پوری کر دو پھر جانے دوں گا

قاسم شاہ نے ذو معنی انداز میں کہا

شرم کریں میں آپ کی بیٹی جیسی ہوں

روحی نے قاسم شاہ کو نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا

بیٹی تو نہیں ہو نا قاسم شاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور ہاں تم مجھے اچھی لگتی ہو

تو میرے بیٹے سے دور رہا کرو اور اگر کسی کو بھی کچھ بھی بتانے کی کوشش کی تو سب سے پہلے تمھاری ماں کو اس دنیا سے رخصت کروں گا۔

اور تم جانتی ہو قاسم شاہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔

ابھی میں چلتا ہوں روبینہ آنے والی ہو گی اب تو ہماری بات چیت ہوتی رہے گی

اپنا خیال رکھنا

قاسم شاہ نے ہنستے ہوئے کہا اور روم سے نکل گیا۔

روحی کا دل کر رہا تھا خود کو کچھ کر لے

اگر کسی کو بتاتی بھی تو کسی نے یقین نہیں کرنا تھا اور اگر قاسم شاہ نے سچ میں اس کی ماں کو کسی قسم کا نقصان پہنچا دیا تو روحی قاسم شاہ کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔

کافی دیر سوچنے کے بعد روحی ایک فیصلے پر پہنچی

اور اس پر عمل اس نے اپنی ایک اکلوتی دوست سے پوچھ کر کرنا تھا۔

اگلے دن روحی یونی میں خاموش خاموش سی تھی گھر میں بھی ایسی ہی تھی روبینہ کے علاوہ شاہ نے بھی محسوس کیا تھا اس کا چہرا بھی مرجھایا ہوا تھا۔

روحی کیا ہوا سب ٹھیک ہے آج تم چپ چپ سی ہو

آرزو نے حیرانگی سے پوچھا

آرزو مان سے اپنی جس دوست کی بات کر رہی تھی وہ روحی ہی تھی

جو ہمیشہ بولتی رہتی تھی لیکن آج خاموش تھی

روحی خاموش رہی اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

روحی کیا ہوا ہے کوئی ٹینشن ہے تو مجھے بتاؤ

آرزو نے روحی کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا

جس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں

ارے یار تم اب مجھے پریشان کر رہی ہو کیا ہوا ہے؟ آرزو نے پریشانی سے پوچھا

روحی نے کل کے واقعے کے بارے میں۔ سب کچھ بتا دیا

آرزو منہ پر ہاتھ رکھے روحی کو دیکھ رہی تھی۔

میں کیا کروں آرزو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا مجھے اب ڈر لگنے لگا ہے

روحی نے روتے ہوئے کہا

تم اپنی ماما کو بتاؤ یار وہ تمہاری بات ضرور سمجھے گی

آرزو نے پریشانی سے کہا

نہیں وہ نہیں مانے گی میں کیسے ان کو کہہ سکتی ہوں

اور انکل نے مجھے دھمکی بھی دی ہے

روحی نے نظریں جھکا کر کہا

تم نے کیا سوچا ہے پھر؟

آرزو نے روحی کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا

میں گاؤں چلی جاؤ گی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روحی نے اپنا فیصلہ سنایا

روحی یار وہاں جانے سے مسئلہ حل نہیں ہو جائے گا تمہیں یہی رہ کر کچھ نا کچھ کرنا ہو گا۔

آرزو نے سمجھاتے ہوئے کہا

میں یہاں نہیں رکنا چاہتی انکل کی نظریں مجھے ڈراتی ہیں یار میں کیا کرو

روحی نے بے بسی سے کہا

تم ایسا کرو ریان شاہ سے بات کرو

آرزو نے ایک اور حل بتاتے ہوئے کہا

ریان شاہ کو میں کہوں گی کہ اس کے باپ نے اپنی بیٹی کی عمر کی لڑکی پر گندھی نظر رکھی ہوئی ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے وہ میری بات مان لے گئے

روحی نے روکھے لہجے میں کہا

کب جاو گی تم گاؤں ؟آرزو نے مایوسی سے پوچھا

میں آج ہی ماما سے بات کرو گی اور تم پریشان نا ہو ہم دونوں ملتے رہے گئے

روحی نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

اگر تم نا بھی ملنے آئی تو میں خود تمھارے گاؤں آ جاؤ گی

آرزو نے ہنستے ہوئے کہا۔

تمھارا مسئلہ حل ہو گیا؟

روحی نے یاد آنے پر پوچھا

ہاں میرے بھائی نے سب سنبھال لیا

آرزو نے خوشی سے کہا۔

اور تم نے اپنے نکاح کا اپنے بھائی کو بتایا روحی نے پوچھا

نہیں میں نکاح کے بارے میں بھائی کو نہیں بتا سکی

لیکن میں جلد ہی ان کو سب کچھ بتا دوں گی

آرزو نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا

آرزو مجھے لگتا ہے عرشان تم سے محبت کرتا ہے۔

روحی نے اپنے اندازے کے مطابق کہا

لیکن روحی کی بات پر آرزو ہنسنے لگی تھی اور اس کی آنکھوں میں ہنسنے سے پانی بھی تیرنے لگا

محبت اور مجھ سے

اس نے مجھ سے اپنی انسلٹ کا بدلہ لینے کے لیے نکاح کیا ہے وہ مجھے بس تکلیف دینا چاہتا ہے وہ مجھ سے کبھی محبت نہیں کر سکتا۔

آرزو نے تکلیف سے کہا

روحی کے پاس حوصلہ دینے کے لیے الفاظ ختم ہو گئے تھے اس لیے خاموش ہو گئ

دونوں اپنے اپنے مسئلوں میں الجھی ہوئی تھیں۔

ایسے کیسے وہ لوگ انکار کر سکتے ہیں

میرا نکاح آرزو کے ساتھ ہی ہو گا چاہے کچھ بھی ہو جائے...

سفیان کو جب سے پتہ چلا تھا کہ آرزو کے گھر والوں نے رشتہ ختم کر دیا ہے اس وقت سے سکون سے نہیں بیٹھا تھا

اپنی حرکتوں کو ٹھیک کر لو تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا پتہ نہیں کہاں ہماری پرورش میں کمی رہ گی جو تم الٹے کاموں میں پڑ گئے ہو سفیان کے باپ نے بھی غصے سے کہا۔

آج اپنے لاڈلے کی وجہ سے ان کو اپنے دوست کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا تھا۔

ڈیڈ میں شادی کروں گا تو آرزو سے ہی کروں گا اگر وہ لوگ نہیں مان رہے تو پھر زبردستی ہی سہی لیکن میری شادی آرزو سے ہی ہو گی۔

سفیان نے بھی اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا

اگر تم نے کوئی فضول حرکت کی تو اس کے بھائی تمھاری جان لینے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لائے گئے

اس لیے خبردار اگر تم نے کچھ الٹا کام کرنے کی کوشش کی تو

سفیان کے باپ نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

مجھے پرواہ نہیں ہے جو میرا دل کرے گا میں وہی کروگا

سفیان نے اپنے باپ کو دیکھتے بدتمیزی سے کہا ہوئے اور وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے دونوں میاں بیوی بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے

ان کے بیٹے کی ضداب پتہ نہیں اسے کہاں پہچانے والی تھی۔

مان تم مجھ سے دور دور کیوں رہنے لگے ہو؟ کومل نے مان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے پوچھا

مان نے پہلے اپنے کندھے کو دیکھا پھر سنجیدگی سے کومل کو دیکھا

جس نے مان کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہی اپنا ہاتھ اس کے کندھے سے پیچھے کرلیا۔

مین پہلے بھی تم سے دور ہی رہتا تھا کومل

مان نے سنجیدگی سے کہا

اب تو ہماری شادی ہونے والی ہے لیکن تم تو مجھ سے ایسے دور بھاگتے ہو جیسے میں تمہیں کھا جاؤں گی

کومل نے شادی والی بات جان بوجھ کر کی تھی۔

کیا کہا تم نے ہماری شادی؟ تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟

میں کیوں تم سے شادی کرو گا؟

مان نے گھورتے ہوئے پوچھا

کومل تو منہ کھولے مان کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس کے منہ پر ہی اس کے بے عزتی کر رہا تھا

اور تم کیوں مجھ سے شادی نہیں کر سکتے کیا کمی ہے مجھ میں کیا خوبصورت نہیں ہوں؟

ہوش میں آتے ہی کومل نے بھی غصے میں پوچھا مان اس کے بچپن کا پیار تھا

تم میرے ٹائپ کی نہیں ہو

اور نا ہی کبھی میں نے تمہارے بارے میں ایسا کچھ سوچا ہے اور جس لڑکی سے میں محبت کروں گا اسی سے شادی کروں گا

اور وہ لڑکی تم ہر گز نہیں ہو

اور میری بات کو اچھی طرح اپنے دماغ میں بیٹھا لو تو بہتر ہو گا

مان نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا

مان تمھاری شادی تو مجھ سے ہی ہو گی چاہے پھر زبردستی ہی کیوں نا ہو۔

کومل نے طنزیہ لہجے میں کہا

آج تک کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو میرے ساتھ مان ملک کے ساتھ زبردستی کر سکے

چاہے پھر وہ میرے اپنے گھر والے ہی کیوں نا ہو

مان نے تمسخرانہ انداز میں اپنے سینے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا

اور وہاں سے چلا گیا

کومل غصے میں پیر پٹخ کر رابعہ کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

آپی آپ نے ایزل سے شادی کی بات کی؟

جمشید نے اپنی بہن سے پوچھا

وہ تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی لیکن تم فکر مت کرو میں سنبھال لوں گی

بہت غرور ہے نا اسے اپنے کردار پر اب دیکھنا کیسے میں اسے ذلیل کرواتی ہوں

بھابھی نے نفرت بھرے لہجے میں ۔ کہا

آپی آپ کیا کرنے والی ہیں؟

جمشید نے حیرانگی سے پوچھا

وہ تمہیں کچھ دنوں تک پتہ چل جائے گا

لیکن تمہیں ایزل کا کچھ دنوں تک پیچھا کرنا ہے اور اس کے پل پل کی خبر تم نے مجھے دینی ہے

بھابھی نے کہا

ٹھیک ہے جمشید نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مہرو کی آنکھ کھلی تو ملک اس کے پاس ہی بیٹھا تھا۔

کتنا سوتی ہو تم یار

معارج نے ہنستے ہوئے کہا

مہرو انجان نظروں سے معارج کو دیکھ رہی تھی اور یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا تھا

آہستہ آہستہ اسے سب یاد آنے لگا

وہ سیٹھ....

مہرو نے کہنا چاہا کہ معارج نے مہرو کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا

مہرو کا چہرہ معارج کی طرف تھا دونوں ایک دوسرے کے قریب بیٹھے ہوئے تھے

ششششش مر جائے گا وہ تم فکر مت کرو

معارج نے مہرو کے ہونٹوں کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا

کیا مطلب ہے؟

مہرو نے حیرانگی سے پوچھا

مرنے کا مطلب کہ اس کا اوپر کا ٹکٹ کٹ چکا ہے اس کے پاس کچھ ہی گھنٹے ہے جب تک میں تمھارے پاس ہوں وہ زندہ رہے گا

لیکن جب میں یہاں سے نکلا تو سب سے پہلے اس کمینے کا کام تمام کروں گا۔

ملک عام سے لہجے میں کہہ رہا تھا جیسے

قتل کی نہیں بلکہ کسی کی شادی میں جانے کی بات کر رہا ہو

تم اسے جان سے مار دو گئے ؟مہرو نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا

بلکل اس نے ملک کی جان کو ہاتھ لگانے کی غلطی کی ہے تو سزا اسے ضرور ملے گی۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گئے مہرو نے آنکھوں میں خوف لیے کہا۔

تمہیں میری فکر ہو رہی ہے؟

معارج نے مہرو کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے خود کے سینے پر گراتے پوچھا۔

نہیں بلکل بھی نہیں مہرو نے معارج سے پیچھے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن معارج کی گرفت اس کی کمر پر مضبوط تھی

مہرو کے دونوں ہاتھ معارج کے سینے میں تھے۔

میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں مہرو؟

پلیز مان جاؤ ورنہ پھر جو میں کروں گا وہ تمہیں پسند نہیں آئے گا۔

معارج نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھ جیسی طوائف دوسرے مردوں کے لیے تسکین کا باعث ہو سکتی ہے لیکن کسی کی بیوی نہیں ہو سکتی

طوائفوں کی زندگی میں گھر بسانا نہیں ہوتا ان کا کام اپنی اداؤں سے مردوں کا دل بہلانا ہوتا ہے۔اور میں اپنے کام سے خوش ہوں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے میں اکیلی ہی خود کے لیے کافی ہوں

اور تم ایک رات گزارنا چاہتے تھے نا میں تیار ہوں لیکن اس کے بعد تم میرا پیچھا چھوڑ دو گئے

مہرو نے اپنی بے تاثر آنکھیں معارج ملک کی سرخ ہوتی آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے کہا۔

معارج نے مہرو کو بالوں سے پکڑتے ہوئے اس کا چہرہ مزید خود کے قریب کیا۔

اگر یہ آفر تم مجھے پہلے کرتی تو میں خوشی خوشی مان جاتا لیکن میرا ارادہ تبدل ہو گیا ہے

میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اور تم خود بھی مجھے روک نہیں سکتی۔

جس طرح تم مجھے بھی خود کے قریب نہیں آنے دیتی اسی طرح کسی بھی مرد کو اپنے قریب مت آنے دینا مہرو اگر میں میں نے کسی کو بھی تمھارے قریب آتے یا تمہیں چھوتے دیکھ لیا تو وہ شخص تو جان سے جائے گا ہی لیکن تمہیں پھر میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکے گا
۔

معارج نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا

رات کو آؤں گا میرا انتظار کرنا معارج نے پیار سے کہا۔

اور مہرو کا ہاتھ پکڑ کر اس کی پشت پر اپنے ہونٹ رکھ کر وہاں سے اٹھ گیا اور کمرے سے نکل گیا۔

مہرو ابھی بھی خاموش نظروں سے اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں معارج بیٹھا ہوا تھا اس کے پرفیوم کی خوشبو ابھی بھی مہرو کو خود کے قریب محسوس ہو رہی تھی۔

بازل یار کیا سوچا ہے تو نے اپنی نقلی بیوی کے بارے میں؟ کیسی ہے وہ؟ عمیر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

یار میں تو چار ماہ سے گھر نہیں گیا۔

سامان وغیرہ بھجوا دیتا ہوں اور ٹھیک ہی ہو گی بازل نے لاپروائی سے کہا۔

تو نے سوچا کیا ہے اس کے بارے میں یا ہمیشہ اسے وہی رکھنے کا ارادہ ہے۔

عمیر نے اس بار تھوڑا سنجیدگی سے کہا۔

کرنا کیا ہے بس اس کا کام ختم نکال باہر پھینکوں گا اسے

بازل نے کہا

یار وہ تیرے بچے کی ماں بننے والی ہے اور یہ بچہ تمھارے لیے مسئلہ بن سکتا ہے

اس لیے تو ابھی صبر کر کچھ ماہ اور جب بچہ اس دنیا میں آجائے گا تو اسے تو اٹھوالی اور پھر تیری نقلی بیوی کو کیسے سنبھالنا ہے وہ میں دیکھ لوں گا عمیر نے خباثت سے کہا۔

لیکن میں اس بچے کا کیا کروں گا؟ بازل نے حیرانگی سے پوچھا

بچے کو کسی بھی یتیم خانے میں دے دی۔

عمیر نے آسان حل بتایا۔

چل ٹھیک ہے بازل نے عام سے لہجے میں کہا

شاہ صاحب پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں اوئے جا چائے پانی لے کر آ

سیٹھ نے اپنے پاس کھڑے آدمی کو کہا۔

شاہ نے جب نایاب کی کافی کالز دیکھی تو پریشانی اسے کال کر کے ساری صورتحال معلوم کی

نایاب نے اسے سب کچھ بتادیا تھا

اور اب ریان شاہ سیٹھ کے اڈے پر موجود تھا

تیری حالت دیکھ کر تو لگ رہا ہے ملک نے اچھی خاصی تیری دھلائی کی ہے

شاہ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے کہا

ملک نے میرے ساتھ غلط کیا ہے اسے تو سزا ملے گی مہرو میری ہے

سیٹھ نے شاہ کو گھورتے ہوئے کہا

شاہ نے آگے بڑھ کر سیٹھ کا گریبان پکڑا اور اس کے ماتھے پر اپنی پسٹل رکھ دی

یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ شاہ نے سیٹھ کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا

تو اگر مجھے مہرو کے آس پاس بھی نظر آیا تو ملک نے تو تیری کچھ ہڈیاں توڑی ہے میں سب سے پہلے تیری گردن کی ہڈی کو توڑوں گا

اور میری بات کو اپنے دماغ میں اچھی طرح بیٹھا لے کیونکہ شاہ اپنی بات دہراتا نہیں ہے

ریان نے سرد لہجے میں کہا

اور سیٹھ کو چھوڑ کر پیچھے کھڑا ہو گیا

اس وقت تم میرے اڈے پر موجود ہے اگر میں چاہو تو اسی وقت تمہیں ختم کر سکتا ہوں

سیٹھ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا

جس پر شاہ قہقہہ لگا کر ہنسے لگا

چل تو آج مجھے اپنی ہمت دکھا ہی دی تیرے سامنے کھڑا ہوں مار مجھے

شاہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

سیٹھ کھا جانے والی نظروں سے شاہ کو دیکھ رہا تھا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا اگر شاہ یہاں آیا ہے تو یقیناً اس کے آدمی بھی اس کے ساتھ ہونگے اور سیٹھ ابھی اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ شاہ سے لڑ سکتا

اس لیے خاموش ہی رہا تھا

سمجھدار ہے تو

شاہ نے طنزیہ لہجے میں کہا اور لمبے لمبے ڈھاگ بڑھتا وہاں سے چلا گیا۔

روحی بیٹا تم گاؤں کیوں جانا چاہتی ہو؟

یہاں کوئی مسئلہ ہے تمہیں؟صفیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

ان کو اچانک روحی کے گاؤں جانے پر حیرانگی ہو رہی تھی کیونکہ روحی کو گاؤں اتنا پسند نہیں تھا

ماما میرا دل کر رہا ہے روحی نے نظریں جھکا کر کہا

ٹھیک ہے بیٹا جیسی تمھاری مرضی لیکن تم جلدی واپس آنے کی کوشش کرنا اگر تم زیادہ دن وہاں رکی تو میں تمہیں لینے آجاؤں گی صفیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

ان کو روحی کچھ پریشان سی لگی تھی

شاہ جو اپنی ماں کے کمرے میں داخل ہونے والا تھا اپنی ماں کی بات سن کر وہی رک گیا تھا۔

اور صفیہ بیگم کے کمرے میں جانے کی بجائے روحی کے کمرے میں چلا گیا تھا۔

روحی اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور بنا بیڈ کی طرف دیکھے الماری سے کپڑے نکالنے لگی

شاہ سنجیدگی سے روحی کو دیکھ رہا تھا

جو اپنے خیالوں میں گم کپڑے نکالنے میں بزی تھی

جب کچھ کپڑے لے کر بیڈ کے قریب آئی اور سامنے کھڑے شاہ کے سینے سے جا ٹکرائی

اُف روحی لگ گی ٔنا دیوار تجھے

روحی نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنا ماتھا مسلتے کہا

کہاں جارہی ہو تم؟

شاہ کی بھاری آواز کمرے میں. گونجی تو روحی ایک دم ڈر سے اچھلی اور سامنے کھڑے شاہ کو گھورنے لگی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے؟ شاہ نے سرد لہجے میں پوچھا

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کیوں وہ روحی سے سوال کر رہا ہے

میری مرضی میرا دل کر رہا ہے گاؤں جانے کا روحی نے روکھے لہجے میں کہا

اور اپنے بیگ میں کپڑے رکھنے لگی۔

مجھے خود کو اگنور کیے جانا بلکل بھی پسند نہیں ہے

شاہ نے روحی کو بازو سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑے کرتے ہوئے کہا

آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ میرے یہاں رہنے سے بھی آپ کو مسئلہ تھا اب جا رہی ہوں تو بھی آپ کو مسئلہ ہو رہا ہے

روحی نے اپنا بازو آزاد کرواتے ہوئے کہا

اگر جا رہی ہو تو کبھی واپس مت آنا

شاہ نے روحی کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا

فکر مت کریں اب واپس کبھی نہیں آؤں گی روحی نے روندی ہوئے لہجے میں کہا

اور اپنے کپڑے بیگ میں رکھنے لگی

شاہ نے غصے سے روحی کے کمرے سے نکل گیا

اس کے جاتے ہی روحی بیڈ پر بیٹھ کر بے بسی سے اپنے کپڑوں کو دیکھنے لگی تھی۔

شاہ غصے میں اپنے کمرے میں آیا تھا روحی کو تو کبھی ناواپس آنے کا کہہ آیا تھا

لیکن دل ناجانے کیوں بے چین ہو رہا تھا

اور گاؤں میں اس کا منگیتر بھی ہوگا یہ سوچ اسے زیادہ تکلیف دے رہی تھی شاہ روحی کے ہاتھ میں پہنی ہوئی اس کے نام کی انگوٹھی کو برداشت نہیں کر رہا تھا

اب تو روحی پوری کی پوری اس کے پاس جا رہی تھی۔

شاہ ٹہلتا ہوا اپنے بے چین ہونے کا مطلب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کچھ بھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

کافی دیر ٹہلنے کے بعد بھی جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو گاڑی کی چابیاں اٹھا کر گھر سے باہر نکل گیا۔

سویرا جب بازل کے ساتھ گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی تو ثناء نے پورے محلے والوں کو بتادیا تھا کہ سویرا کیسی لڑکے کے ساتھ بھاگ گئ ہے۔

اپنی لاڈلی بیٹی کے بھاگنے کا سن کر عقیل صاحب کو ہارٹ اٹیک آگیا تھا اور وہ ہسپتال جانے سے پہلے ہی وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔

رقیہ بیگم گم سم سی ہو گئی تھی

ہمیشہ سویرا نے ان کو تکلیف دی تھی لیکن اس بار کی تکلیف کچھ زیادہ تھی۔

صبح سویرا کا نکاح بھی تھا

لوگ باتیں بنا رہے تھے رقیہ بیگم خاموش تھی ان کی اپنی بیٹی نے ان کا بھرم نہیں رکھا تھا باقیوں سے کیا گلہ کرتی

عقیل صاحب کے جانے کے بعد ایک رات رقیہ بیگم بھی گھر چھوڑ کر کہی چلی گئی تھی

لوگوں کی باتیں ان کو سکون سے جینے نہیں دے رہی تھی۔

کسی کو نہیں معلوم تھا کہ وہ کہاں گئی ہے۔

مان تمھارا شادی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

رابعہ بیگم نے ٹی وی دیکھتے مان سے پوچھا

بہت اچھے خیالات ہے میرے شادی کے بارے میں لیکن ماما وہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہی ڈسکس کروں گا

مان نے سنجیدگی سے کہا

شٹ اپ مان

میرا مطلب ہے تم نے شادی کب کرنی ہے رابعہ بیگم نے گھورتے ہوئے کہا

مان قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا۔

ماما جب کوئی لڑکی پسند آئے گی تو شادی بھی کر لوں گا

مان نے عام سے لہجے میں کہا

مجھے کومل بہت پسند ہے میں چاہتی ہوں وہ میری بہو بنے

رابعہ نے مان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں کومل کا سن کر سنجیدگی چھا گئی تھی۔

ماما میں کومل کو پسند نہیں کرتا اور شادی میں ایک ایسی لڑکی سے کروں گا جس سے مجھے محبت ہو گی

اور بہتری اسی میں ہے کہ آپ کومل کا خیال اپنے دماغ سے نکال دیں

مان نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا

رابعہ ابھی مان سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اپنی سنا کر چلا گیا تھا۔

سویرا کو اب اس فلیٹ سے وحشت ہونے لگی تھی۔اور کافی کمزور بھی ہو گئی تھی بازل نے ایک بار بھی چکر نہیں لگایا تھا۔

آج اسے شدت سے اپنے ماں باپ کی یاد آرہی تھی۔

ناچاہتے ہوئے بھی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلنے لگے تھے جب دروازہ کسی نے نوک کیا

سویرا نے اپنے آنسو صاف کیے دروازہ کھولا تو سامنے عامر کھڑا تھا۔

اس کا ارادہ بازل کو سرپرائز دینے کا تھا لیکن اس کے فلیٹ پر ایک لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوا تھا

آپ کون؟عامر نے حیرانگی سے سامنے کھڑی سویرا سے پوچھا

میں بازل کی بیوی ہوں آپ کون ہیں؟سویرا نے حیرانگی سے پوچھا

بیوی لفظ پر عامر نے آنکھیں پھاڑے سویرا کو دیکھا جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو

بازل یہ تونے کیا کر دیا

عامر نے دل میں کہا اور سامنے کھڑی سویرا کی حالت پر افسوس کرنے لگا

میں عامر ہوں بازل کا دوست میں اسے سرپرائز دینا چاہتا تھا لیکن شاید وہ گھر میں نہیں ہے

تو میں چلتا ہوں عامر نے کہا اور وہاں سے جانے لگا

وہ پیچھلے آٹھ ماہ سے گھر نہیں آئے اور میرا فون بھی نہیں اٹھا رہے آپ پلیز ان سے بات کرے تو میرا پیغام ان تک پہنچا دیجیے گا

سویرا نے جلدی سے کہا

کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ عامر نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے پوچھا

جی بلکل سویرا نے کہا۔

آپ ایسا کرے اندر آجائے اگر آپ کو کوئی مسئلہ نہیں ہے تو؟ سویرا نے راستہ دیتے ہوئے کہا تو عامر خاموشی سے اندر آگیا

آپ کے لیے کچھ لے کر آؤں؟

سویرا نے پوچھا

نہیں آپ بیٹھیے عامر نے سویرا کی حالت کے مد نظر کہا

آپ کو بازل کہاں ملا تھا

عامر نے سنجیدگی سے پوچھا

تو سویرا نے اپنی پہلی ملاقات سے لے کر اب تک کا سب کچھ عامر کو بتا دیا اور اس کے لہجے کی شرمندگی کو عامر نے بھی محسوس کیا تھا

آپ کو اپنا گھر چھوڑ کر نہیں آنا چاہیے تھا آپ کو کیا پتہ کہ بازل کس طرح کا انسان ہے آپ دو یا تین ملاقات میں کیسے کسی انسان کو اس حد تک جان سکتی ہے کہ آپ اس سے نکاح کر لیں؟

اور بقول آپ کے بازل کو یہاں سے گئے آٹھ ماہ ہو گئے ہیں وہ کسی دوسرے کے ہاتھ خرچہ پانی بھیج دیتا ہے لیکن خود نہیں آتا

آپ ابھی بھی نہیں سمجھی کہ بازل کیا چاہتا تھا؟

عامر نے سنجیدگی سے سویرا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جو نظریں جھکائے آنسو بہار ہی تھی اسے اپنی غلطی کا احساس تو بہت پہلے ہی ہو چکا تھا لیکن وقت گزر چکا تھا۔

آپ جانتی بھی ہے بازل کون ہیں؟

عامر نے سرد لہجے میں پوچھا

اس سے پہلے سویرا کوئی جواب دیتی اسے اپنے پہلو میں شدید درد کی لہر اٹھی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے ساختہ چیخ اٹھی

کیا ہوا ہے؟ آپ ٹھیک ہے؟ عامر نے پریشانی سے پوچھا

لیکن سویرا نا قابل حد تک ہوتے درد کو برداشت نہیں کر پائی اور وہی بے ہوش ہو گئ

عامر تو گھبرا گیا تھا اسے اس. وقت جو بہتر لگا اس نے وہی کیا اور سویرا کو اٹھا کر ہسپتال لے گیا۔

عامر نے بازل کو فون کر کے بتادیا تھااور خود ہسپتال سے چلا گیا تھا کیونکہ اس کا دل نہیں کر رہا تھا کہ بازل کی شکل بھی دیکھ لے۔

سویرا کو اللہ نے پیاری سی بیٹی دی تھی اسے جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک بند کمرے میں پایا

جو چھوٹا سا تھا

سامنے صوفے پر بیٹھا عمیر آنکھوں میں خباثت لیے سویرا کو دیکھ رہا تھا۔

سویرا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی عمیر چلتا ہوا سویرا کے پاس آیا

اس بار سویرا ہمت کر کے بیٹھ گئی تھی۔

آپ ؟اس نے عمیر کو دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا

ہاں میں

تو پہلے میں تمھیں بتادوں بازل اپنے بیٹی کو لے کر جاچکا ہے اور میں تمھیں یہاں لے آیا۔

عمیر نے سویرا کے چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب وہ میری بیٹی کو کہاں لے کر گیا ہے؟ سویرا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھا

اسے لگا تھا بچے کے آنے کے بعد بازل بھی تبدیل ہو جائے گا۔

وہ تمھاری بیٹی نہیں صرف بازل کی بیٹی ہے اس کی تم فکر مت کرو

اور بازل نے اپنی خوبصورت بیوی کو میرے حوالے کیا ہے تاکہ میں تمھارا اچھے سے خیال رکھ سکو

عمیر نے سویرا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا سویرا کھسک کر پیچھے ہو گئی

تم جھوٹ بول رہے ہو بازل کہاں ہیں؟

سویرا نے کپکپاتے لہجے میں کہا

تم سچ میں بہت بھولی ہو تمہیں ابھی بھی لگتا ہے کہ بازل بہت اچھا انسان ہے

عمیر نے طنزیہ لہجے میں نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

وہ بہت بڑا کمینہ ہے لیکن تم فکر مت کرو اب تم یہاں میرے ساتھ ہی رہو گی تو میں تمہیں اس کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا لیکن ابھی تم مجھے خوش کرو جیسے بازل کو کرتی تھی

عمیر نے سویرا کے قریب ہوتے ہوئے کہا

سویرا کو اپنے قریب سٹیل کا جگ پڑا ہوا نظر آیا اور اس نے اپنا پورا زور لگایا اور اس جگ کو عمیر کے سر پر دے مارا

حملہ اچانک ہوا تھا اس لیے عمیر اپنا بچاؤ نہیں کر سکا اور سویرا کو گالیوں سے نوازنے لگا

خون ابل ابل کر باہر آ رہا تھا سویرا نے یہی موقع غنیمت سمجھا اور کمرے سے نکل گئ

اگر اب ہمت ہار جاتی تو کبھی بھی اس شیطان کے چنگل سے باہر نا نکل پاتی

اپنی تکلیف کو نظرانداز کرتے سویرا گھر سے نکل گئ تھی

باہر سڑک سنسان تھی لیکن سویرا کو اندھا دھند چلتی جا رہی تھی.....

کافی زیادہ چلنے کے بعد اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ مزید چلنے کی سکت نہیں تھی

سویرا وہی دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہو گی اُسے سامنے والی سڑک گھومتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

اور وہی ہوش سے بیگانہ ہو کر گر پڑی

اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اس کے پاس کھڑا ہے

اس کے بعد اسے نہیں یاد کہ کیا ہوا تھا کون اس کے پاس کھڑا تھا اس کا دماغ تاریکی میں چلا گیا تھا۔

روحی روبینہ بیگم سے مل کر گاڑی میں اداس سی بیٹھی ہوئی تھی اور آنکھیں برسنے کو تیار تھیں لیکن کسی کو کچھ بتا بھی نہیں سکتی تھی۔

اپنے خیالوں میں گم اسے معلوم نہیں ہوا کہ گاڑی کب چلی تھی

پندرہ منٹ بعد گاڑی جھٹکا لگنے کی وجہ سے رکی

روحی بھی اپنے خیالوں سے باہر آئی اور ڈرائیور کو دیکھنے لگی

وہ میڈم سامنے کچھ گاڑیاں کھڑی ہے

ڈرائیور نے پریشانی سے کہا

جب باہر کھڑے آدمی نے ڈرائیور کو باہر آنے کا اشارہ کیا ان کے ہاتھوں میں گنز تھیں روحی کے تو پسنے چھوٹ گئے تھے

میڈم آپ باہر مت آیئے گا ڈرائیور نے کہا اور گاڑی سے باہر نکل گیا

باہر آؤ اسی آمی نے روحی کو بھی کہا

روحی ڈری سہمی گاڑی کے کونے سے جا لگی

اس آدمی نے دروازہ کھولا اور روحی کو بازو سے پکڑ کر باہر نکالا

روحی کے پہلے ہی آنسو باہر آنے کو بے تاب تھے اب تو ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

ہاتھ چھوڑو لڑکی کا

ملک کی بھاری آواز نے سیٹھ کے آدمیوں کو بھی پریشان کر دیا تھا

. معارج ملک سیٹھ کے پاس ہی جارہا تھا جب راستے میں اس کے کچھ آدمی نظر آئے جو کسی لڑکی کو زبردستی اپنے ساتھ لے کر جارہے تھے۔

ملک صاحب یہ سیٹھ اور شاہ کا معاملہ ہے آپ ان سب میں نا پڑے سیٹھ کے آدمی نے کہا

میں آخری بار کہہ رہا ہوں لڑکی کا ہاتھ چھوڑ دو ورنہ نتائج بہت برے ہونگے

ملک نے غراتے ہوئے کہا۔

سیٹھ نے کہا ہے اس لڑکی

کو لے کر آنا ہے اور ہم اس لڑکی کے بغیر نہیں جائے گئے۔

سیٹھ کے آدمی نے اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

]ٹھیک ہے جیسی تم. لوگوں کی مرضی

سیٹھ کو ختم. کرنے سے پہلے تم لوگوں کو ختم کرنا بھی ضروری ہے ملک نے اپنے قدم روحی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

ملک ہمارے معاملے سے دور رہو سیٹھ کے آدمی نے گھبراتے ہوئے کہااور روحی کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

روحی کچھ فاصلے پر کھڑی ہوگی تھی

گاڑی میں بیٹھو

معارج نے روحی کو دیکھتے ہوئے کہا

جو تھوڑا جھجھکتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیٔ

اگر تم لوگوں کو اپنی جان پیاری ہے تو یہاں سے چلے جاؤاور اپنے سیٹھ کو بتادو کہ ملک آرہا ہے

معارج نے سنجیدگی سے کہا

سیٹھ کے آدمی معارج کی بات سنتے ہی وہاں سے غائب ہو گئے تھے

معارج نے ڈرائیور کو کہا کہ وہ شاہ کو کال کر کے یہاں بلائے

ڈرائیور نے شاہ کو کال کی اور اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا

معارج نے سگریٹ نکالا اور لائٹر سے اسے سلگایا۔

روحی کو ملک کو دیکھ کر بھی خوف آرہا تھا

معارج نے دوبارہ روحی کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی اور گاڑی سے ٹیک لگائے شاہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا

شاہ غصے میں اُس جگہ پر آیا تھا روحی شاہ کو دیکھ کر گاڑی سے باہر نکل آئی۔

ملک کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ تھی

جو شاہ کو جلانے کے لیے کافی تھی

ریان شاہ اپنے گھر کی عورتوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتا

بہت بری بات ہے ملک نے شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے کہا

شاہ اپنی خطرناک گھوریوں سے روحی کو نواز رہا تھا جو سہمی سی کھڑی تھی

گاڑی میں بیٹھو جا کر

شاہ نے کرخت لہجے میں کہا

روحی وہاں سے جانے لگی لیکن پھر مڑ کر ملک کے پاس آئی

تھینک یو روحی نے معارج کو دیکھتے ہوئے کہا

تھینکس کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو میں اس کی بھی ہیلپ کرتا معارج نے سنجیدگی سے کہا

ہو گیا؟اب جاؤ گاڑی میں بیٹھو جا کر. شاہ نے غصے میں روحی کو دیکھتے ہوئے کہا

روحی نے شاہ کو گھور کر دیکھا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گئ

اگر تم میرے منہ سے شکریہ کے الفاظ سننا چاہتے ہو تو تم غلط سوچ رہی ہو معارج ملک
ریان شاہ نے تیکھے لہجے میں. ملک کو دیکھتے ہوئے. کہا

ریان کی بات سن کر معارج قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا

میں نے تمھارے شکریہ کا اچار نہیں ڈالنا ریان شاہ اپنا شکریہ اپنے پاس رکھو

لیکن ایک بات میری اچھے سے سمجھ لو میری مہرو سے دور رہو ورنہ ملک پھر برا بن جائے گا

معارج نے سنجیدگی سے کہا

مہرو تمھاری کب سے ہو گئی معارج ملک ؟

زرا اپنے گھر کے مردوں پر نظر دہراؤ

آج وہ جس حال میں ہے اس میں تمھارے گھر والوں کا ہاتھ ہے

اور جس کے گھر والوں نے اس کے ساتھ برا کیا ہو وہ کیسے اس خاندان کے مرد کو اپنا سکتی ہے

شاہ نے طنزیہ لہجے میں کہا

کیا بکواس کر رہے ہو؟ معارج نے سرد لہجے میں پوچھا

بہت جلد تمھیں پتہ چل جائے گا زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا

شاہ نے ملک کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف مڑ گیا

معارج شاہ کی پشت کو گھور رہا تھا اسے ریان شاہ کی بات سمجھ میں تو نہیں آئی تھی لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ پتہ لگا کر ہی دم لے گا

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی ریان تیز رفتار میں گاڑی چلا رہا تھا

آہستہ گاڑی چلائیں میں گاؤں جانے سے پہلے مرنا نہیں چاہتی....

روحی نے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا

کیوں اپنے نمونے منگیتر سے ملنے کی جلدی ہے

شاہ نے تیکھے لہجے میں پوچھا

ظاہر سی بات ہے منگیتر ہے میرا کیوں نہیں ملوں گی میں اس سے ؟

روحی نے کہا

شاہ نے اپنی سرخ آنکھوں سے روحی کو دیکھا جو ریان شاہ کے سنجیدہ سے چہرے کو دیکھ کر خاموش ہو گئی تھی۔

آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ یہ راستہ گاؤں کی طرف تو نہیں جاتا

روحی نے سامنے سڑک کو دیکھتے ہوئے کہا

تمہیں کس نے کہا کہ تم گاؤں جا رہی ہو؟

شاہ نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا

کیا مطلب پھر ہم کہاں جا رہے ہیں؟ روحی نے حیرانگی سے پوچھا

ہنی مون پر

شاہ نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا

کیییییا؟شادی سے پہلے ہنی مون پر نہیں جاتے

روحی نے گھورتے ہوئے کہاجب کے غلط وقت پر غلط بات اس کے منہ سے نکل گئ تھی

اتنی سیریس سچویشن میں بھی شاہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی تھی

میرا وہ مطلب نہیں تھاروحی کو جب خود کی بات کا مطلب سمجھ میں آیاتو بوکھلا کر جلدی سے اپنی بات کی صفائی دینے لگی۔

شاہ نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی

اور روحی کی طرف مڑا

شششش خاموش ہم آج ہی نکاح کر لیتے ہیں اور ہنی مون بھی منالے گئے پھر تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟

شاہ نے روحی کے ہونٹ کے کونے کو انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے سرگوشی نما کہا

شاہ آپ کیا کرر ہے ہیں؟

روحی نے تھوڑا پیچھے کھسکتے ہوئے کہا

ابھی تو کچھ کرنے کا ارادہ نہیں ہے پہلے نکاح کر لوں پھر کچھ کروں گا

شاہ نے گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے کہا

ایکسکیوز می مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا

اور میں کیوں آپ سے نکاح کرو؟

اور شاید آپ ایک بات بھول رہے ہیں میں ایک ملازمہ ہوں جس سے آپ کو نفرت ہے

اور اب آپ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہے کیوں؟

روحی نے غصے میں شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جو گہری نظروں سے روحی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

تم اب بھی میرے لیے ملازمہ ہی کی حیثیت رکھتی ہو اور نکاح میں تمھارے ساتھ کس وجہ سے کر رہا ہو تمہیں بتانا بہتر نہیں سمجھتا۔

شاہ نے سنجیدگی سے کہا

ریان کی بات سن کر روحی کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا تھا

اگر تم روئی تو اپنی گاڑی سے ہی تمہیں کچل دوں گا

سمجھی

شاہ نے روحی کا بازو پکڑتے دانت پیستے ہوئے کہا۔

مجھے گھر جانا ہے چھوڑیے میرا بازو روحی نے چلاتے ہوئے کہا اور اپنے بازو کو آزاد کروانے کی جدوجہد کرنے لگی۔

شاہ خاموش نظروں سے روحی کو دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

اگر تم بنا نکاح کے ہنی مون منانا چاہتی ہو تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

شاہ نے روحی کے چہرے پر آئے بالوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے پیچھے کرتے ہوئے کہا

شاہ روحی کے بے حد قریب کھڑا تھا

آپ بھی اپنے باپ جیسے ہیں باپ بیٹی کی عمر کی لڑکی پر نظر رکھتا ہے اور بیٹا زبردستی اپنی من مانی کر رہا ہے

روحی نے بھی شاہ کو دیکھتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

شاہ نے روحی کا بازو چھوڑ کر ایک زوردار تھپڑ روحی کے رخسار پر رسید کیا۔

روحی زمین پر اوندھے منہ جا گری تھی۔

اس کے ہونٹ سے خون نکلنے لگا تھا۔

آئندہ اگر میں نے تمھارے منہ سے کسی بھی قسم کی بکواس سنی تو تمھاری زبان کاٹ دوں گا۔

شاہ نے روحی کو بالوں سے پکڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

روحی اپنی گال پر ہاتھ رکھے آنکھیں پھاڑے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

آپ نے مجھے تھپڑ مارا

روحی نے بے یقینی کی کیفیت میں شاہ کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا

روحی کی بات سن کر شاہ بھی ہوش میں آیا تھا اور اس نے روحی کے بالوں کو چھوڑ دیا اور کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگا

۔

روحی ابھی بھی اسی انداز میں بیٹھی شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

ریان کیا کر دیا تو نے شاہ نے خود کو کوستے ہوئے کہا اور روحی کی طرف دیکھا جس کا چہرہ اب سپاٹ تھا۔

اندر چلو۔

شاہ نے شرمندگی بھرے لہجے میں روحی کو کہا

جس نے شاہ کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیا تھا

برا تو بن ہی گیا ہوں تو اور برا ہی سہی

شاہ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور روحی کے چیخنے چلانے کی پرواہ کیے بغیر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر گھر کے اندر لے گیا

روحی اپنا پورا زور لگا رہی تھی لیکن شاہ نے اسے گھر میں داخل ہوتے ہی سامنے پڑے صوفے پر پھینکنے والے انداز میں بیٹھایا

شاہ میری ایک بات کان کھول کر سن لے میں آپ سے نکاح ہر گز نہیں کروں گی

چاہے کچھ بھی کر لیں۔

روحی نے شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

شاہ روحی کی بات سن ہی کہاں رہا تھا وہ تو خود کے دیے گئے نشان کو دیکھ رہا تھا۔

باہر تم کیا بکواس کر رہی تھی؟

شاہ کی سنجیدہ سی آواز نے روحی کو پل بھر کے لیے خاموش کروادیا

مجھے کچھ نہیں کہنا مجھے گاؤں جانا ہے آپ پلیز مجھے گاؤں چھوڑ دیں

روحی نے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

اتنے میں شاہ کا موبائل رنگ ہوا تو اس کے آدمیوں نے مولوی صاحب کے آنے کی اطلاع دی

۔میری بات کو اپنے چھوٹے سے دماغ میں اچھی طرح فٹ کر لو روحی تمھارا نکاح آج اسی وقت میرے ساتھ ہو گا

چاہے اس میں تمھاری مرضی ہو یا نا ہو

اس لیے مولوی صاحب آرہے ہیں تو اچھے بچوں کی طرح نکاح کے لیے تیار ہو جاؤ

اگر تم. نے انکار کیا تو جو مولوی نکاح پڑھانے آرہا ہے تمھاری آنکھوں کے سامنے اسے گولی مارو گا

اب یہ تمھارے ہاتھ میں ہے کہ تم کسی بے قصور کے قتل کی وجہ بننا چاہتی ہو یا نہیں

شاہ نے پسٹل سے روحی کے چہرے کے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا

جو سانس روکے خاموشی سے پسٹل کو دیکھ رہی تھی

میرے خیال سے تم اچھے سے سمجھ گئی ہو سر پر ڈوپٹہ لو اور گھونگھٹ نکالو

شاہ نے حکمیہ لہجے میں کہا

روحی نے بنا کچھ کہے ریان شاہ کی بات مان لی وہ جانتی تھی ریان جو کہہ رہا ہے وہ کر کے دکھائے گا

شاباش

ریان نے روحی کو صوفے پر بیٹھاتے ہوئے کہا اتنے میں مولوی کے ساتھ ریان کے کچھ آدمی بھی آ گئے

روحی گم سم سی بیٹھی ہوئی تھی

بے خیالی میں اس نے قبول ہے بولا اور سائن کیے

شاہ کا دل خوشی کے مارے جھوم رہا تھا اپنی حالت پر شاہ خود بھی حیران تھا روحی سے نکاح کے بعد اس کے دل سے اسے کھو دینے کا ڈر ختم ہو گیا تھا۔

مولوی صاحب کو شاہ کے آدمی وہاں لے گئے تھے

روحی ابھی بھی وہی بیٹھی تھی شاہ گھٹنوں کے بل روحی کے قدموں میں بیٹھا اور اس کے چہرے کو ڈوپٹے سے آزاد کیا

جو رونے میں مصروف تھی

شاہ نے لمبا سانس لیا اور اپنی انگلی کی پور سے روحی کے آنسوؤں کو صاف کیا

جواب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

کیوں رو رہی ہو؟ شاہ نے روحی کے پھڑ پھڑاتے ہونٹوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جو شاہ کے سوال کو اگنور کیے رونے میں مصروف تھی

اب سے تم یہی رہو گی اکیلی صرف تم اور میں گھر کو اچھے سے دیکھ لو ایک ہی کمرا ہے جواب ہمارا ہے

جاؤ فریش ہو جاؤ اور اپنے ان پیارے پیارے ہاتھوں سے میرے لیے کھانا بناؤ

شاہ نے روحی کے دونوں ہاتھوں کو اپنے سخت ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

روحی آنکھوں میں حیرت لیے شاہ کو دیکھ رہی تھی

ایسے دیکھو گی تو کچھ غلط بھی ہو سکتا ہے پھر تم ہی مجھ سے شکوہ کرو گی

شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے ذو معنی الفاظ میں کہا

روحی شاہ کی بات کا مطلب سمجھ کر اسے گھورنے لگی

مجھے گاؤں جانا ہے

روحی نے اپنا ختمی فیصلہ سنایا

ٹھیک ہے روحی میڈم آج کے بعد تم کبھی بھی گاؤں جانے کی بات نہیں کروں گی

شاہ نے روحی کو اپنے کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا اور کمرے کی طرف لے گیا

روحی اپنا پورا زور لگا رہی تھی لیکن سامنے والا بھی ریان شاہ تھا اپنی من مانی کرنے والا۔

ملک کے آدمیوں نے اسے بتا دیا تھا کہ سیٹھ بھاگ گیا ہے کیونکہ سیٹھ جانتا تھا کہ اگر معارج ملک اس کے اڈے پر آ رہا ہے تو یقیناً اس کی جان لے کر ہی جائے گا۔

معارج ملک لیٹا شاہ کی کہی ہوئی باتوں پر غور فکر کر رہا تھا

مہرو کے ساتھ کس نے غلط کیا ہے شاہ کیا کہہ رہا تھا؟

ملک کافی دیر سوچتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

اب تو مہرو ہی بتا سکتی تھی اس لیے معارج نے گاڑی کی چابیاں پکڑی اور کمرے سے نکل گیا۔

معارج کوٹھے کے اندر داخل ہوااور سامنے کھڑی مہرو کو بازو سے پکڑتے ہوئے اس کے کمرے میں لے گیا جو ڈانس کے کچھ سٹیپ سیکھ رہی تھی۔

اب کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ مہرو نے گھورتے ہوئے پوچھا

میرے گھر والوں نے تمھارے ساتھ ایسا کیا ہے ہے جو تم اس حالت میں پہنچ گئی ہو؟

معارج نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا

تمھارے گھر والوں نے نہیں بلکہ تمھارے گھر کے ایک فرد نے اگر تم اس سے پوچھو گئے تو وہ تمہیں بہتر طریقے سے سمجھادے گا

ویسے کچھ دنوں سے ملک صاحب آئے بھی نہیں ہے

خیریت ہے؟مہرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے مہرو

میں بہت اچھے سے تمہیں جاننے لگا ہوں معارج مزید بات کرتا جب مہرو نے راستے میں ہی اس کی بات کو ٹوک دیا

تم مجھے جاننے لگے ہو غلط مہرو نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

تم مجھے کبھی نہیں جان سکتے معارج ملک کبھی نہیں

مہرو نے سنجیدگی سے کہا

اب تو تمہیں بہت اچھے سے جان گیا ہوں مہرو بی بی

معارج ملک مہرو سے محبت کرنے لگا ہے

اب تم اسے مزاح سمجھو یا کچھ بھی مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن مجھے یہ بات کسی کو بھی بتانے میں قباحت نہیں ہے

معارج نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے کہا

محبت نفرت ہے مجھے اس لفظ سے

کوئی کسی سے محبت نہیں کرتا

سب کچھ دھوکا ہوتا ہے فریب ہوتا ہے

اور تم کہہ رہے ہو تم مجھے جانتے ہو مجھ سے محبت کرنے لگے ہو

کیسے تم اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہو کہ تم مجھے جانتے ہو؟

تم تو میرے اصل نام سے بھی واقف نہیں ہو معارج ملک

میرا نام مہر ہے اور یہ بات ان لوگوں کو پتہ ہے جو میرے دل کے قریب ہیں۔

مہرو نے طنزیہ لہجے میں کہا

معارج کو یاد آیا کہ شاہ بھی اسے مہر کہہ رہا تھا

تو ریان شاہ بھی تمھارے دل کے قریب ہے؟ ریان شاہ کا خیال ہی معارج ملک کو غصہ دلانے کے لیے کافی تھا

تم کہہ سکتے ہو؟ریان تمھاری طرح کا نہیں ہے وہ تم سے الگ ہے مہرو نے بناڈرے معارج کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

معارج نے غصے میں مہرو کا بازو پکڑ کر پیچھے کمر کے ساتھ لگاتے اس خود کے قریب کیا۔

مہرو کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔

تمہیں سارے مرد پسند ہیں سوائے میرے

ایسا کیوں؟

کیوں تم مجھ سے اتنی نفرت کرتی ہو؟

معارج نے سرد لہجے میں پوچھا

معارج میرا ہاتھ چھوڑو مجھے تکلیف ہورہی ہے مہرو نے کراہتے ہوئے کہا.

اور میری تکلیف کا کیا جو تم مجھے دیتی ہو اپنے لفظوں سے ان کا مداوا کون کرے گا مہر جی

معارج ملک نے مہرپر زور دیتے ہوئے کہا

مہرو نے ملک کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے سرد مہری کے ساتھ تکلیف بھی دکھائی دی تھی مہرو نے نظریں چرائی

نظریں کیوں چرا رہی ہو میری طرف دیکھ کر بات کرو

ملک نے ٹھوڑی سے مہرو کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

میرا پیچھا چھوڑ دو ملک

مجھے حاصل کرنے سے کچھ نہیں ہو گا میرا دل پتھر کا بن چکا ہے تمہیں تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملے گا

مہرو نے تکلیف دہ لہجے میں کہا

میں تمھارے پتھر دل کو موم کر دو گا مہرو ایک موقع تو دے کر دیکھو

معارج ملک نے بے بسی سے کہا

محبت نے اسے بے بس کر دیا تھا

میں ایک طوائف ہو معارج ملک اور طوائف کی اصل جگہ کوٹھا ہوتی ہے اور تم ایک طوائف سے نکاح کرنا چاہتے ہو؟

کیوں مجھے مزید رسوا کرنا چاہتے ہو

مہرو نے بھیگے لہجے میں کہا

میں نہیں جانتا تمھارے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن وعدہ کرتا ہوں جو بھی تمھاری تکلیف کا باعث بنا ہے اسے جان سے مار دوں گا

معارج نے سخت لہجے میں کہا

مہرو معارج کی بات سن کر ہنسے لگی تھی ہنستے ہنستے آنکھوں میں پانی آ گیا

تم کچھ نہیں کر سکتے معارج ملک میرے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے

میں تمھاری کچھ نہیں لگتی۔ لیکن جس نے میرے ساتھ برا کیا ہے وہ تمھارا سب کچھ ہے۔

پہلے بھی ہار میرے نصیب میں آئی تھی اور اس بار بھی ہار میرے نصیب میں آئے گی۔

مجھ سے دور رہو

مہرو نے معارج کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے دور دھکیلنا چاہا لیکن معارج اپنی جگہ سے زرا سا بھی نہیں ہلا۔

ٹھیک ہے تم اپنی ضد نہیں چھوڑنا چاہتی تو کوئی مسئلہ نہیں. معارج ملک تم سے زیادہ ضدی ہے

معارج نے مہرو کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا۔

اور ہاں اپنا خیال رکھنا

معارج نے جانے سے پہلے مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا

صائم جس دن سے کوٹھے سے آیا تھا اسے کسی پل بھی سکون نہیں مل رہا تھا

ہر وقت نایاب کی براؤن آنکھیں اس کے دماغ میں سوار رہتی تھی

آج دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر صائم دوبارہ کوٹھے پر آیا تھا

وہ ایک بار نایاب کو دیکھنا چاہتا تھا۔

لیکن جب اسے اپنی کہی باتیں یاد آئی تو کوٹھے کے اندر جانے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اگر یہاں تک آ ہی گئے ہو بتو اندر بھی آجاؤ

ہم آپ کی خدمت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گئے۔

وہی خوبصورت سی آواز اسے اپنے پہلو میں سنائی دی

جیسے پہچاننے میں ایک سیکنڈ لگا تھا کہ یہ نایاب کی آواز ہے صائم کا دل جو کافی دنوں سے بے چین تھا اسے سکون سا مل گیا تھا جیسے زخم پر کسی نے مرہم رکھ دی ہو

....

صائم ترسی ہوئی نگاہوں سے نایاب کو دیکھ رہا تھا جیسے اپنی نظروں کی پیاس بجھا رہا ہو۔

نایاب کے چہرے پر کسی قسم تاثر نہیں تھا۔

اس نے ایک نظر صائم پر ڈالی اور اندر چلی گئ۔

صائم بھی اند آگیا۔ شبنم ان کا خاص خیال رکھنا کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے

نایاب کہہ شبنم کو رہی تھی لیکن دیکھ صائم کو رہی تھی۔

شبنم نے صائم نے کندھے پر ہاتھ رکھا جیسے صائم نے غصے میں جھٹک دیا تھا

اور کچھ فاصلے پر کھڑی نایاب کا ہاتھ پکڑ کر اسے خود کی طرف کھنچا۔

تم میری خدمت کیوں نہیں کر سکتی؟ صائم نے اپنے غصے پر قابو پاتے نایاب کی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہو چھا

جس کے لیے یہاں آیا تھا وہ اسے کسی دوسری کے پاس چھوڑ کر جا رہی تھی

صائم ان آنکھوں کو چھونا چاہتا تھا جنھوں نے اسے کافی دنوں سے پریشان کیا ہوا تھا۔

آپ نے پہلے نہیں بتایا کہ آپ کو میری قربت کی طلب ہے ورنہ میں شبنم کو ہر گز نا کہتا

نایاب نے صائم کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی نما کہا۔

جو نایاب سے الگ ہونا چاہتا تھا لیکن نہیں ہو پا رہا تھا وہ تو نایاب کی حسین آنکھوں میں کھو سا گیا تھا۔

آج نایاب پارلر سے میک اپ کروا کر آئی تھی ورنہ بیوٹیشن کوٹھے پر ہی آکر یہاں کی لڑکیوں کو تیار کر دیتی تھی۔

نایاب نے بلیو کلر کالانگ فراک پہنا تھی

گہرا گلہ اور بڑے سے ڈوپٹے کو سر پر سیٹ کیا تھا۔

صائم تو کچھ پل کے لیے نایاب کے خوبصورت چہرے میں کھو سا گیا تھا۔

ویسے صاحب آج رات میں تھوڑا بزی ہوں اب جس کو پہلے ٹائم دیا ہے اُس کے پاس نا گئی تو اُن صاحب کو بھی برا لگے گا

نایاب نے صائم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

نایاب کی بات پر صائم ہوش کی دنیا میں لوٹا

دماغ نے پھر سے کہا سامنے کھڑی پری ایک طوائف ہے۔

صائم نے نایاب سے پیچھے ہونا چاہا تو نایاب ہنسے لگی

مجھے تم جیسے مردوں کی سمجھ نہیں آتی اگر دور ہی رہنا ہے تو کوٹھے پر کیا لینے آتے ہو۔

اب یہاں پر شریف زادیاں تو ہوتی نہیں جو تہذیب کے دائرے میں رہ کر بات کریں۔

نایاب نے اپنے دونوں بازوں کو صائم کے گلے میں ڈال کر پر کشش انداز میں کہا۔

صائم نے ارد گرد نظر دہرائی لیکن کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا

اور یہ سب تو یہاں کا معمول تھا

فکر مت کرو میں نے کہانا یہ کوٹھا ہے یہاں کوئی بھی کسی کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کرتا۔

نایاب نے صائم کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

آج سے تم اپنی ہر رات میرے نام کرو گی۔

صائم نہیں جانتا تھا کیوں اس نے اتنی بڑی بات کہہ دی تھی شاید نایاب کا کسی اور کے ساتھ کا سن کر اس نے ایسا کہا تھا۔

کتنے پیسے دو گئے ایک رات کے ؟

نایاب نے سنجیدگی سے کہا

جتنے تم چاہو

لیکن آج کے بعد تم کسی بھی مرد کے سامنے نہیں جاؤ گی صرف میری بن کر رہو گی۔

صائم نے سنجیدگی سے کہا۔

نایاب کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی تھی اس نے تو صائم کو تنگ کرنے کے لیے سب کچھ کہا تھا لیکن وہ سیریس ہو گیا تھا۔

کیا سوچ رہی ہو ؟ایک مرد کے ساتھ رہنا مشکل ہے کیا؟ صائم نے اس کے طوائف ہونے پر چوٹ کرتے کہا۔

مشکل تو ہو گا طوائف جو ہوں الگ الگ مرد کی عادت سی ہو گئی ہے لیکن میں مینج کر لوں گی۔

نایاب نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات نے صائم کے غصے کو مزید ہوا دی تھی۔

میں چلتا ہوں رات کو آؤ گا

صائم نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا اسے نایاب کا گھبرانا اچھا لگ رہا تھا

صائم نے سنجیدگی سے کہااور وہاں سے چلا گیا۔

تو نے اس سے جھوٹ کیوں بولا کہ آج رات تو بزی ہے؟ تو کب سے یہ کام کرنے لگی

سلمیٰ نے گھورتے ہوئے نایاب سے پوچھا جو اپنی ہی بات میں پھنس گئی تھی

مجھے کیا پتہ تھا وہ سنجیدہ ہو جائے گا مجھے لگتا تو نہیں تھا کہ۔ وہ ایسا کچھ کہے گا لیکن اس نے میری سوچ کو غلط ثابت کر دیا۔

نایاب نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور کمرے میں چلی گئی۔

مان تمھاری ماں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہیں شاداب نے مان کو کہا

ڈیڈ کس بارے میں؟ مان نے حیرانگی سے پوچھا

تمھاری شادی کے بارے میں

ڈیڈ پلیز آپ بھی جانتے ہیں میں کبھی بھی کومل سے شادی نہیں کرو گا

مان نے شاداب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

یار میں جانتا ہوں لیکن تمھاری ماں ضد پر آ گئی ہیں

وہ کہہ رہی ہے کہ مان کی دلہن کومل ہی بن کر اس گھر میں آئے گی۔

ڈیڈ آپ بھی جانتے ہیں اور موم بھی جانتی ہیں مجھے ایموشنل بلیک میل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

میں وہی کروں گا جو میرا دل کرے گا۔

اور میں بہت جلد آپ لوگوں سے اپنی پسند کو ملادوں گا

مان نے سنجیدگی سے کہا۔

تو تم لڑکی پہلے ہی پسند کیے بیٹھے ہو کون ہے وہ لڑکی؟

شاداب نے مسکراتے ہوئے پوچھا

بہت جلد آپ کو اس سے ملاؤ گا ڈیڈ

مان نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

پھر تو مجھے اس دن کا شدت سے انتظار ہے آخر میں بھی دیکھنا چاہو گا کہ وہ لڑکی کون ہے جسے میرے بیٹے نے پسند کیا ہے۔

شاداب نے مان کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

مان اپنے باپ کی بات سن کر ہنس پڑا اور پھر دونوں بزنس کی باتیں کرنے لگے۔

ماما آکف کہاں ہے آجکل نظر نہیں آتا

عرشمان نے اپنی ماں کی گود میں سر رکھتے پوچھا۔

بیٹا اسے آفس جانے کی جلدی ہوتی ہے اس کا بس چلے تو گھر ہی نا آئے

روبینہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

پھر تو آفس میں کوئی خاص وجہ ہو گی

عرشمان نے ہنستے ہوئے کہا

بیٹا میں نے تم سے ایک بات کرنی تھی میں نے سوچا ہے کیوں نا آرزو کو اپنی بیٹی بنا لوں روبینہ بیگم نے عرشمان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب عرشمان نے نا سمجھی سے پوچھا اسے اپنی ماں کی بات کا مطلب اچھے سے سمجھ میں آ گیا تھا۔ لیکن پھر بھی نا سمجھی کا مظاہرہ کر رہا تھا

میں چاہتی ہوں تمھاری اور آرزو کی شادی کر دی جائے تمہیں اگر کوئی اعتراض ہے تو بتا دو روبینہ بیگم نے کہا۔

امی اگر میں انکار کر دوں تو؟ عرشمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

تو میں تمہارے انکار کی وجہ جاننا چاہو گی اگر تمھارے انکار کی وجہ مجھے ٹھیک لگی تو میں خود اس رشتے کے لیے انکار کر دوں گی۔

روبینہ بیگم نے کہا

مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں ایک ہفتے کے اندر میری اور آرزو کی شادی ہو جائے اگر آپ کو منظور ہے تو ٹھیک ہے۔

ویسے بھی کل ہم اپنے گھر شفٹ ہو رہے ہیں تو ایک ہفتہ کافی ہے

عرشمان نے اُٹھتے ہوئے کہا

بیٹا شادی کی تیاری کرنے میں وقت لگے گا ایک ہفتہ کم ہے روبینہ بیگم نے پریشانی سے کہا۔

ماما آپ لوگ اچھے سے سوچ لیں اگر ایک ہفتے کے اندر شادی نا ہوئی تو میری طرف سے انکار سمجھے

عرشمان نے اپنی بات کہی اور وہاں سے چلا گیا۔

جہاں روبینہ بیگم کو خوشی ہوئی تھی وہی عرشمان کی ضد نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔

آج ہماری ایک بہت ضروری میٹنگ ہے وہ لوگ آفس نہیں آئے گئے

اور تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے

آکف نے ایزل کو کہا جو باہر جانے کا سن کر گھبرا گئی تھی

سوری سر میں آپ کے ساتھ باہر نہیں جاسکتی۔

ایزل نے اپنی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کہا۔

کوئی جاص وجہ؟اور تم میرے ساتھ کیوں نہیں جاسکتی؟

آکف نے تھوڑا غصے میں پوچھا

اسے ایزل کا انکار کرنا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔

سر میں نہیں جاسکتی سوری

ایزل نے نظریں جھکا کر کہا۔

چار بجے میٹنگ ہے مس ایزل آپ تیار رہیے گا

آکف نے اپنی بات مکمل کی اور اپنے موبائل میں بزی ہو گیا

لیکن سر ؟ایزل نے کچھ کہنا چاہا جب الف نے اسے ٹوک دیا

مس ایزل آپ جا سکتی ہے۔

آکف کے سنجیدہ سے لہجے کے سامنے ایزل بھی خاموش ہو گئی اور روم سے چلی گئی۔

آکف نے یہ میٹنگ باہر اس لیے ارینج کی تھی تاکہ ایزل کے ساتھ کچھ وقت گزار سکے

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اگے کیا طوفان آنے والا ہے۔

شاہ روحی کو کمرے میں. لا یا اور اسے بیڈ پر پھنک دیا

آپ نہایت ہی بد تمیز انسان ہے

روحی نے شاہ کو گھورتے ہوئے کہا

یہ میں جانتا ہوں۔شاہ نے سائیڈ ڈرا سے کچھ تلاش کرتے ہوئے کہا۔

اور مطلوبہ چیز ملنے پر روحی کے سامنے آ کر بیٹھ گیا جو پیچھے کھسکنے کے چکروں میں تھی۔

کھا نہیں جاؤ گا تمہیں یہی بیٹھی رہو شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اور ہاتھ میں پکڑی کریم کو روحی کے گال پر لگانے لگا جہاں ابھی تک نشان موجود تھا۔

شاہ اب اپنی انگلی کی پور سے ہونٹ کے پاس والے زخم کو چھو رہا تھا

روحی آنکھیں بند کیے دھڑکتے دل کے ساتھ شاہ کے لمس کو محسوس کو رہی تھی۔

شاہ نے آگے بڑھ کر پیار سے اس جہاں اپنے ہونٹ رکھ دیے تھے جہاں پر زخم موجود تھا۔

روحی نے حیرت سے آنکھیں کھول کر شاہ کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

شاہ آپ کا سچ میں دماغ گھوم چکا ہے آپ کو علاج کی ضرورت ہے

اگر آپ کے اپنا علاج نہیں کروایا تو مجھے کروانا پڑے گا۔

روحی نے شاہ کو مشورہ دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

جو آبرو اچکائے روحی کو ہی دیکھ رہا تھا

شاہ کی گہری نظروں نے روحی کو وہاں سے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔

مجھے بھوک لگی روحی نے نظریں چراتے ہوئے کہا اور وہاں سے بھاگنے لگی جب شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا

چلو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ چیزیں کہاں کہاں پڑی ہے شاہ نے ہلکا سا ہنس کر کہا اور روحی کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے باہر لے گیا۔

روحی کہاں ہے؟ قاسم شاہ نے ملازمہ سے پوچھا۔

صاحب وہ گاؤں چلی گئی ہیں

ملازمہ نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

گاؤں چلی گی قاسم شاہ نے حیرانگی سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

جاؤ تم یہاں سے

قاسم شاہ نے سنجیدگی سے سامنے کھڑی ملازمہ کو کہا

ایسے کیسے تم گاؤں جا سکتی ہو روحی تمہیں واپس آنا ہو گا

تم واپس آؤ گی۔

قاسم شاہ نے غصے میں کہا۔

اور گھر سے ہی نکل گیا

....

کیسے ہو ریان؟ مہرو کے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں تمہارا زخم کیسا ہے؟

شاہ نے شرمندگی سے پوچھا

شاہ تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے

تم بتاؤ کہاں بزی تھے؟

مہرو نے شاہ کی شرمندگی کم کرتے ہوئے پوچھا

میں نے نکاح کر لیا ہے شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا کہا تم نے؟ تم سچ بول رہے ہو؟ مہرو نے حیرانگی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں پوچھا۔

شاہ تم نے بتایا کیوں نہیں اور کون ہے وہ مجھے اس کی تصویر دکھاؤ

مہرو نے خوشی سے کہا

شاہ نے موبائل نکالا اور روحی کی تصویر مہرو کو دکھائی

ماشاءاللہ شاہ تمھاری دلہن بہت خوبصورت ہے

اور تم تو چھپے رستم نکلے بتایا ہی نہیں

مہرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

مہر روحی سے نکاح کرنے کے پیچھے ایک وجہ ہے اس کے علاوہ کچھ خاص نہیں ہے

شاہ نے بے تاثر لہجے میں کہا

لیکن تمھاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں شاہ

مہرو نے سنجیدگی سے کہا۔

وہ سب چھوڑو تم مجھے بتاؤ ملک تم سے کیا چاہتا ہے؟ شاہ نے بات بدلتے ہوئے پوچھا

وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہے مہرو نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا

مہر تمہیں میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں

تم معارج ملک سے نکاح کر لو اس کی آنکھوں میں تمھارے لیے عزت ہے وہ تمہیں خوش رکھے گا

شاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا

شاہ تم یہ سب اس لیے کہہ رہے ہو کہ میں یہاں سے چلی جاؤ

میں جانتی ہوں تم مجھے خوش دیکھنا چاہتے ہو لیکن یقین کروں میں یہاں بہت خوش ہوں

اور معارج ملک سے نکاح تم جانتے بھی ہو وہ کون ہے ؟مہر و نے طنزیہ لہجے میں کہا

مہر مجھے معارج کچھ خاص پسند نہیں ہے اور پسند نا آنے کی وجہ وہ کمینہ ملک ہے اس کے علاوہ معارج سے میری کوئی خاص دشمنی نہیں ہے۔

لیکن وہ انسان باقیوں سے الگ ہے وہ تمھاری حفاظت اچھے سے کر سکتا ہے دنیا والوں سے تمھارے لیے لڑ سکتا ہے

ایک اور بات مجھے نہیں لگتا اب معارج ملک پیچھے ہٹے گا۔

اور مہرا گراس معاملے میں مجھے معارج کی بھی مدد کرنی پڑی تو میں کرور کروں گا

کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم یہاں رو ہو

شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

شاہ تم کچھ بھی کہہ لو جتنی بھی معارج ملک کی تعریف کر لو

میں اس سے نکاح نہیں کروں گی سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں

مہرو نے سرد لہجے میں کہا

مہر پانچ انگلیاں ایک برابر نہیں ہوتی اور تمہیں اس طرح چھپ کر نہیں بلکہ اپنے دشمن کے سامنے جا کر اس کا مقابلہ کرنا چاہیے

اگر تم نے مجھے روکا نا ہوتا تو میں کب کا اُس سالے ملک کی جان لے چکا ہوتا

شاہ نے غصے میں کہا۔

تم کچھ نہیں کر و گئے شاہ

تمھیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بس تھوڑا انتظار اور پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے مہرو نے شاہ کو دیکھتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

جو خاموشی سے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔ہمیشہ اس کی ضد کے سامنے اسے گھٹنے ٹیکنے پڑتے تھے

....

اکف کو جب معلوم ہوا کہ ایزل آفس سے جا چکی ہے تو اس کا غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔غصے میں اس نے گاڑی کی چابیاں اٹھائی اور آفس سے باہر نکل گیا۔

ایزل گھر پہنچی تو اسکی بھابھی غصے میں کھڑی اسے گھور رہی تھی اس کی چھٹی حس نے کچھ غلط ہونے کا احساس دلایا۔

کس کے ساتھ آئی ہے تو؟بھابھی نے نفرت بھرے لہجے میں پوچھا

کسی کے ساتھ نہیں رکشے پر آئی ہوں

ایزل نے عام سے لہجے میں کہا

جھوٹ بول رہی ہے تو اب تجھے گھر تک لڑکے چھوڑنے کے لیے آتے ہیں۔ شرم کر لے تیری تو کوئی عزت نہیں ہے لیکن تیرے بھائی کی یہاں لوگ بہت عزت کرتے ہیں۔

جمشید نے خود تجھے دیکھا تھا کچھ دن پہلے تو کسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں آئی تھی۔

بھابھی نے چلاتے ہوئے کہا

اتنے میں ایزل کا بھائی بھی آ گیا.

کیا ہو گیا ہے کیوں شور مچا رہی ہو

ایزل کے بھائی نے پوچھا۔

ارے مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو اپنی بہن سے پوچھو آج محلے والے اس کمبخت کی وجہ سے مجھے باتے سنا رہے ہیں

کہ ایزل کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا ہے۔

اب میں کیا جواب دو۔ بھابھی نے اب سارا الزام محلے والوں پر ڈال دیا اور ایزل کو گھورنے لگی۔

جو اپنے آنسو ضبط کیے کھڑی تھی۔

اس سے پہلے ایزل کا بھائی اس سے کچھ پوچھتا اس کا موبائل غلط وقت پر رنگ ہوا تھا.

ایزل نے اپنے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھا جو سنجیدگی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا

ایزل کے بھائی نے موبائل پر نمبر دیکھا جہاں سر لکھا تھا۔

ایزل کے بھائی نے کال اٹینڈ کر کے موبائل سپیکر پر کیا

جہاں آکف کی غصے سے بھری آواز سنائی دی تھی

مس ایزل آج ہماری بہت اہم میٹنگ تھی جسے اٹینڈ کرنا ضروری تھا۔تو مجھے آپ بتانا پسند کریں گی آپ بنا بتائے آفس سے آنے کیوں آگئی؟

آکف نے غصے میں پوچھا تھا

ایزل نے سکون کا سانس لیا کہ آکف نے کچھ الٹا سیدھا نہیں بول دیا

ایزل کے بھائی نے موبائل اسے پکڑایا اور خود کمرے میں چلا گیا

بھابھی کو لگا تھا کہ اس نے اپنے شوہر کو اپنی مٹھی میں کیا ہوا ہے جو وہ کہی گی اسے سچ مان لے گا لیکن اس نے تو ایزل سے کچھ نہیں پوچھا

بھابھی نے کھا جانے والی نظروں سے ایزل کو دیکھا اور وہاں سے چلی گئ

ایزل نے کانپتی آواز میں کہا کہ

میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی ایزل نے جلدی سے کہہ کر فون بند کر دیا ابھی اس کی حالت اسی نہیں تھی کہ وہ بات کر سکے۔

....

مہرو کو ایسا لگا جیسے کوئی اس کے کمرے میں آیا ہے اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی

مہرو مقابل کی آہٹ سے ہی پہچان گئی تھی کہ معارج ملک اس کے کمرے میں موجود ہے۔

معارج رات کو مہرو کے کمرے میں آیا

اور اس رومال کو جس پر بے ہوشی کی دعا لگی تھی مہرو کے ناک کے پاس رکھا

جب اسے یقین ہو گیا کہ مہرو بے ہوش ہو چکی ہے تو اس کے ساتھ لیٹنے والے انداز میں بیٹھ گیا۔

کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی میں مہرو کا خوبصورت سا چہرہ مزید دھمک رہا تھا

دیکھو تم نے میری بات نہیں مانی اور مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے

اگر تم میری بات آرام سے مان لیتی تو زیادہ اچھا ہوتا

معارج نے مہرو کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا

اور پیار سے مہرو کے بے ہوش وجود کو اپنی بانہوں میں بھرا اور کمرے سے نکل گیا

....

اگلے دن مہرو کی آنکھ اپنے بالوں میں حرکت کرتے کسی اجنبی کے ہاتھ کی وجہ سے کھلی۔مہرو آنکھیں کھولتے ہی چھت پر لگے پنکھے کو گھورنے لگی لیکن جیسے ہی اسے کل رات کا سارا کا واقعہ یاد آیا تو فوراً اٹھ بیٹھ کر گئی۔

اپنے قریب بیٹھے معارج ملک سے ابھی بھی بے خبر تھی جو بڑے غور سے مہرو کی حرکات اور تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔

ڈارلنگ کسے ڈھونڈ رہی ہو مقابل کی کرخت آواز نے مہرو کو اچھلنے پر مجبور کر دیا۔

ملک... مہرو نے آہستگی سے کہا اس آواز کو تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

جبکہ پاس بیٹھا ملک مہرو کی سرگوشی کو بھی سن چکا تھا

جی جانِ ملک

معارج نے مہرو کے بالوں کو گردن سے پیچھے کرتے ہوئے اس کے تل پر انگلی پھیرتے ہوئے بہکے لہجے میں کہا۔

ملک کی انگلیوں کا لمس مہرو کو کسی تپتے ہوئے کوئلے کی مانند لگا رہا تھا

خود میں ہمت پیدا کرتی مہرو جلدی سے اٹھی اور بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی اور اپنی منتشر ہوئی سانسوں کو درست کرنے لگی

ملک مہرو کی حرکت پر ہنس پڑا۔

اور اپنا بازو اپنے سر کے پیچھے رکھے بیڈ سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھ گیا۔

اور مسکراتی نظروں سے مہرو کو دیکھنے لگا۔

اس کی نظروں میں جو چمک تھی مہرو زہر سے بھی بری لگ رہی تھی۔

ویسے میرے لائے ہوئے ڈریس میں تم اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو۔سویٹ

معارج نے اپنی گہری نظریں مہرو کے وجود پر گاڑھتے ہوئے کہا

جو بنا ڈوپٹے کے کھڑی ملک کا امتحان لے رہی تھی۔

تم.. تمھاری ہمت اس سے پہلے مہرو لڑکھڑاتی زبان میں اپنی بات کو مکمل کرتی ملک ایک سیکنڈ سے بھی پہلے مہرو کے پاس پہنچا تھا۔

معارج نے مہرو کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرا اوپر کیا....

آہ... مہرو کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی اسے لگا اس کے بال اتر کر ملک کے ہاتھ میں آجائے گے

بے بسی کے مارے مہرو کی آنکھوں میں آنسو آ گے۔

ہمت کی تو بات ہی نا کرو ڈارلنگ ہمت دیکھانے پر آیا تو تم بھی مجھے روک نہیں سکو گی

لیکن نکاح سے پہلے میں خود بھی ہمت دیکھانا نہیں چاہتا۔ میرے صبر کا تم نے بہت امتحان لے لیا ہے پیار سے مان جاتی تو یہ سب کچھ کرنا نہیں پڑتا لیکن تم بہت ضدی ہو۔ لیکن مجھے تمھاری ضد بھی بھلی لگتی ہے۔

ملک نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ذو معنی مگر ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

تکلیف کی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی مہرو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

نانا میری جان ابھی ان قیمتی آنسوؤں کو ضائع نا کرو

ملک نے انگوٹھے سے لڑکی کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے مزید کہا

آگے بھی ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

معارج نے مہرو کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا۔

جو کانپتی ٹانگوں سے معارج کے سہارے ہی کھڑی تھی....

تم کیوں مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو؟ جانتے بھی ہو میں ایک طوائف ہوں۔

پھر بھی تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو کیوں؟

مہرو نے بے بسی سے معارج کو دیکھتے ہوئے پوچھا

یہ جو دل سینے میں دھڑکتا ہے نا اسے تم پسند آگئی ہو دل کے تو اصول ہی کچھ الگ ہوتے ہیں وہ یہ نہیں دیکھتا کہ سامنے والی طوائف ہے یا نہیں

اور تم. میرے دل. میں آبسی ہو اور میرے دل کی قید سے نکلنا بہت مشکل ہے۔

معارج نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

مہرو کو معارج اس وقت ایک سر پھیرا انسان لگ رہا تھا۔

معارج ملک تم کچھ بھی کر لو میں تمھارے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔

اپنی جان دے دوں گی لیکن تم جیسے انسان سے شادی نہیں کروں گی۔

ماضی کی کچھ یادوں نے مہرو کو زہر اگلنے پر مجبور کر دیا تھا

معارج جو آرام سے کھڑا تھا مہرو کی باتیں سن رہا تھا اس کی آخری بات پر اس نے بازو سے پکڑتے ہوئے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا

میرے جیسا؟

کیا کیا ہے میں نے تمھارے ساتھ ؟جواب دو مجھے ؟

تمھارے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی؟

یا تم نے مجھے کسی لڑکی کے ساتھ کچھ غلط کرتے دیکھ لیا؟

کیا کیا ہے میں نے تمھارے ساتھ جواب دو مجھے ؟

معارج ملک نے غصے میں دھاڑتے ہوئے کہا۔

مہرو آنکھوں میں خوف لیے

معارج کو دیکھ رہی تھی آج اسے سچ میں ملک سے خوف آرہا تھا۔

اور تم مجھ سے نکاح کرنے سے زیادہ موت کو ترجیح دے رہی ہو تو ٹھیک ہے یہ نیک کام میں اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتا ہوں۔

معارج غصے میں کہتا ہوا مہرو کو گھسیٹے ہوئے کھڑکی کے پاس لے کر گیا

معارج کیا کر رہے ہو چھوڑو میرا ہاتھ مہرو نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا جو اسے کھڑکی کے پاس لے کر جارہا تھا۔

تمھارا کام آسان کر رہا ہوں مہر جی

معارج نے دانت پیستے ہوئے کہا

مہرو کی پشت کھڑکی کی طرف تھی

مہرو آنکھیں پھاڑے معارج کو دیکھ رہی تھی جس کے ماتھے پر ایک بھی شکن تک نہیں تھی۔

معارج مہرو کی طرف بڑھا تو مہرو بنا کچھ سوچے سمجھے معارج کے سینے سے جا لگی۔

معارج کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی۔

کیا ہوا جاناں؟

معارج نے مہرو کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

معارج مجھے تم سے نکاح نہیں کرنا پلیز مجھے کوٹھے پر چھوڑ دو پلیز. مہرو نے گڑ گڑاتے ہوئے کہا۔

میں تمھاری بکواس سننے کے لیے تمہیں یہاں نہیں لایا۔

نکاح تو میں تم سے آج ہی کروں گا اور خود کو بھی غور سے دیکھ لو میں نے تمھارے کپڑے تبدل نہیں کیے نایاب نے کیے تھے۔

کیونکہ جس طرح کے تم کپڑوں میں موجود تھی ان میں میں تمہیں باہر نہیں لا سکتا تھا۔

معارج نے سنجیدگی سے کہا۔

نایاب نے تمھاری مدد کی؟مہرو نے حیرانگی سے پوچھا

وہ تو تیار نہیں تھی اسے بھی میں نے دھمکایا تھا معارج ملک نے فخریہ انداز میں اپنا کارنامہ سنایا۔

اس سے پہلے مہرو کچھ کہتی

اتنے میں ملک کا موبائل رنگ ہوا اس نے نمبر دیکھا تو مجبوراً اسے کال اٹینڈ کرنی پڑی لیکن مقابل کی بات نے معارج ملک کے پیروں تلے زمین نکال دی تھی۔

میں آرہا ہوں۔کون سے ہسپتال میں ہیں وہ؟

معارج نے پریشانی سے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے پوچھا۔

ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔

معارج نے کہا اور موبائل بند کر کے مہرو کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا کچن میں سارا سامان موجود ہے اور یہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا پہلی بات تم یہاں سے نکل نہیں سکتی اور دوسری بات میرے ادمی گھر کے باہر ہی کھڑے پہرا دے رہے ہیں

تو یہاں سے باہر جانا تمھارا نا ممکن ہے

اپنا خیال رکھنا۔

معارج نے سنجیدگی سے کہا اور گھر سے نکل گیا۔

مہرو نے پورا گھر دیکھ لیا تھا اسے کوئی بھی ایسا راستہ نظر نہیں آیا جس سے باہر جا سکے معارج نے کھڑکی کو بھی لاک لگا دیا تھا جس سے وہ مہرو کو باہر پھینکنے والا تھا

مہرو تھک ہار کر صوفے پر آنکھیں موندے لیٹ گئی تھی۔

معارج ملک جب گھر سے باہر نکلا تو دور کھڑے اجنبی کے چہرے پر خوشی جھلکنے لگی

معارج اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایت دے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

اجنبی معارج کے آدمیوں سے بچتے ہوئے گھر کے پیچھے دروازے سے اندر داخل ہوا اور ہاتھ میں پکڑے پٹرول کو پورے گھر میں چھڑ کنے لگا۔

مہر واسی کمرے میں تھی جہاں اسے معارج چھوڑ کر گیا تھا

اجنبی نے مہر و کے کمرے کے باہر بھی کافی زیادہ پٹرول چھڑ کا اور خود گھر سے نکلنے سے پہلے اپنا سگریٹ سلگایا اور جلتے ہوئے لیٹر کو گھر کے اندر پھینک دیا پٹرول کی وجہ سے آگ ایک دم پھیلی تھی۔

اگر تم میری نہیں ہو سکتی تو معارج ملک کی بھی تمہیں نہیں ہونے دوں گا۔

اجنبی نے طنزیہ لہجے میں کہا

اور گھر سے نکل گیا

اس سے پہلے وہ کسی کی نظروں میں آتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

باہر کھڑے معارج کے آدمیوں نے گھر میں لگی آگ کو دیکھا تو اندر جانے کی کوشش کرنے لگے۔

ایک آدمی نے معارج کو کال کی لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

دو آدمیوں نے مل کر دروازہ توڑا اور گھر میں داخل ہونے کی کوشش کرنے لگے۔

کال رات ہی نایاب نے معارج کے کہنے پر مہرو کے کپڑے تبدیل کیے تھے اور اس کے جانے کے بعد اس نے شاہ کو فون کیا اور سب کچھ بتا دیا۔

شاہ نے اسے حوصلہ دیا کہ وہ ملک کے ساتھ سیف رہے گی

شاہ نے اپنے دو آدمیوں کو بھی ملک کے پیچھے لگا دیا تھا جو معارج کے گھر پر نظر رکھے ہوئے تھے۔

اور پل پل کی خبر شاہ کو دے رہے تھے

شاہ کے دونوں آدمیوں نے کسی آدمی کو گھر کی پیچھلی طرح جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

اس آدمی نے کالی چادر سے اپنے منہ کو ڈھانپا ہوا تھا۔

گھر کی پیچھلی طرف جاتے ہی وہ آدمی کہی غائب ہو گیا۔

شاہ کے آدمی نے شاہ کو کال کر کے کالی چادر والے آدمی کا بتادیا اور بھی کہا کہ ہمیں یہ انسان مشکوک لگا ہے۔

شاہ نے کہا میں آرہا ہوں اور فون بند کر دیا۔

مہرو نے کو کچھ جلتا ہوا محسوس ہوا اس نے حیرانگی سے آنکھیں کھولی لیکن ہر طرف دھواں پھیلا ہوا تھا پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا لیکن جیسے ہی اس کے دماغ نے کام کیا تو مہرو بھاگنے کے انداز میں کمرے سے باہر نکلی

لیکن باہر پھیلی آگ نے اس کے حواس کو بدحال کر دیا

مہرو نے پیچھے مڑ کر کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا جو شاید اندر سے بند ہو چکا تھا۔

مہرو نے دوسرے کمرے میں جانے کا سوچا

کیونکہ آگ پھیلتی جا رہی تھی۔

اور اسے سانس لینے میں بھی مسئلہ ہو رہا تھا

دائیں جانب بنے کمرے کی طرف مہرو نے اپنے قدم بڑھائے اور دروازہ کھول کر اندر ایک کونے میں جا کر آنکھیں موندے کھڑی ہو گئی۔

چونکہ اس کمرے میں بھی پٹرول چھڑکا گیا تھا تو آگ اندر تک پہنچ گئی

مہرو کو اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

سامنے پھیلی آگ کو دیکھ کر اسے لگ رہا تھا آج یہ مر جائے گی۔

مہرو نے کھانسنا شروع کیا اور لمبے لمبے سانس لینے لگی

اور بیہوش ہو کر وہی زمین پر گر گئی۔

شاہ جب وہاں پہنچا تو گھر میں لگی آگ کو دیکھ کر بوکھلا گیا تھا

آگ کافی پھیل چکی تھی۔

تم لوگ باہر کیا کر رہے ہو؟اور یہ آگ؟ شاہ نے غصے میں دھاڑتے ہوئے سامنے کھڑے آدمیوں کو کہااور خود گھر کے اندر جانے لگا

سر آپ اندر کیسے جائے گئے آگ چاروں طرف پھیل چکی ہے ملک کے آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

شاہ نے اس آدمی کو خطرناک گھوری سے نوازہ اور بنا آگ کی پرواہ کیے گھر میں داخل ہوا۔

دل شدت سے یہ دعا کر رہا تھا مہرو ٹھیک ہو

شاہ آگ سے بچتے بچاتے گھر کی مختلف جگہ پر مہرو کو دیکھ رہا تھا۔ جو اسے کہی نظر نہیں آئی۔

مہر کہاں ہو تم؟

شاہ نے تیز آواز میں پوچھا

کھانستے ہوئے شاہ ایک کمرے میں۔ پہنچا جہاں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا۔

اسے کمرے کے ایک کونے میں آگ چلتی ہوئی نظر آئی اور غور کرنے پر معلوم کہ وہاں پر ایک انسانی وجود بھی بے ہوش پڑا تھا۔

مہر... شاہ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جلدی سے اس کے پاس گیا۔ جو بیہوش پڑی تھی۔

مہر و کے ایک بازو کو ابھی آگ نے چھوا ہی تھا

شاہ پہلی بار اتنا پریشان ہوا تھا

شاہ نے اپنے ہاتھ سے مہر و کے بازو پر لگی آگ کو اپنے ہاتھ سے بجھانے کی کوشش کی جس سے اس کا ہاتھ بھی جل گیا تھا۔

لیکن شاہ کو اپنی تکلیف کی پرواہ نہیں تھی صحیح وقت پر شاہ کمرے میں آگیا تھا اگر تھوڑا سا لیٹ ہو جاتا تو آگ مہر و کو بھی راکھ بنا دیتی۔

شاہ نے اپنی چادر کو مہر و پر ڈالا اور آگ سے بچتے بچاتے اسے گھر سے لے کر نکل گیا۔

اس نے جلدی سے مہرو کو اپنی گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر لیٹایا

اور اسے ہسپتال لے گیا۔

کیا ہوا ہے ڈیڈ کو؟ وہ ٹھیک ہیں؟ معارج نے پریشانی کے عالم میں پوچھا

بھائی وہ ٹھیک ہے اور ان نے سر پر ہلکی سی چوٹ لگی ہے۔

ڈیڈ نے تو علیدان بھائی کو منع کیا تھا کہ آپ کو کچھ نا بتائے پھر؟

آرزو نے حیرانگی سے پوچھا

میرے ڈیڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور وہ مجھے ہی بتانے سے منع کر رہے ہیں؟

عارج نے آرزو کو گھورتے ہوئے کہا

بھائی ڈیڈ کی بات کا مطلب تھا کہ ان کو کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہیں اور آپ فضول میں پریشان ہوتے ہیں

آرزو نے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

وہ دیکھیے ڈیڈ آ بھی گئے ہیں آرزو نے سامنے سے آتے شاداب ملک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

ڈیڈ آپ ٹھیک ہیں زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟ معارج نے فکر مندی سے پوچھا۔

مان یار میں ٹھیک ہوں بس چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اب میں ٹھیک ہوں دیکھو تمھارے سامنے ہی ہوں شاداب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ان سب کے دوران علیدان خاموش کھڑا تھا

بھائی آپ آرزو اور ڈیڈ کو گھر لے جائے مجھے ضروری کام سے جانا ہے معارج نے اپنے باپ کی بات سے مطمئن ہونے کے بعد کہا جو سچ میں ٹھیک تھے

ٹھیک ہے علیدان نے کہا

اور شاداب اور آرزو کو وہاں سے چلے گیا

علیدان نے جس انداز میں فون پر شاداب کے ایکسیڈنٹ کا بتایا تھا معارج سچ میں گھبرا گیا تھا۔

اس نے اپنا موبائل نکالا جو بند تھا اون کرنے پر اس کے آدمی کی کافی کالز آئی ہوئی تھیں معارج نے ہسپتال سے باہر نکلتے ہوئے اپنی آدمی کو فون کیا اور گاڑی میں جا بیٹھا

لیکن جیسے جیسے اس کا آدمی بتاتا جا رہا تھا معارج کو بلک رہا تھا کسی نے اس کا دل اپنی مٹھی میں لے لیا ہو۔

آگ لگ گئی لیکن کیسے ؟

معارج نے اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے پریشانی سوچا۔

اس نے شاہ کو کال کی جو شاید اس کی کال کا ہی منتظر تھا۔

مہرو کو میں نے دوبارہ کوٹھے پر چھوڑ دیا ہے وہ تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی

اور اب اگر تم نے زبردستی کرنے کی کوشش کی یا اُس کے آس پاس بھی نظر آئے تو بہت برا ہو گا

شاہ نے بنا معارج کی بات سنے اپنی بات کہی اور موبائل بند کر دیا

شاہ کے بات کرنے کے انداز سے اسے پتہ چل گیا تھا کہ مہرو ٹھیک ہے لیکن سب سے پہلے اسے یہ معلوم کرنا تھا کہ آگ کیسے لگی اس نے گاڑی اس گھر کی طرف گھمائی جہاں مہرو کو رکھا تھا۔

معارج کو سب لوگ پیار سے مان کہتے تھے۔

جس کی اپنے باپ سے زیادہ بنتی تھی۔ لیکن ضدی بھی بہت تھا۔

آفس کا کام زیادہ تر علیدان سنبھالتا تھا۔ لیکن جب معارج آفس جاتا تو آفس والے اس کے دوبارہ آفس نا آنے کی دعا کرتے کام کے معاملے میں معارج بہت سخت تھا۔

معارج گھر کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا گھر پورا جل چکا تھا۔

اگر شاہ نا آتا تو مہرو کا کیا ہوتا؟ یہ سوچ ہی معارج کے لیے جان لیوا تھی۔

شاہ نے مہرو سے ملنے کو منع کیا تھا لیکن شاہ نے کبھی اپنے گھر والوں کی بات نہیں مانی تو شاہ کی کیسے مان لیتا

دل مہرو کو دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا پہلے اس کا ارادہ پتہ لگوانے کا تھا کہ آگ کیسے لگی لیکن پہلے اسے ایک اہم کام سر انجام دینا تھا۔

معارج ملک کوٹھے کے اندر داخل ہوا تو نایاب اسے سامنے ہی نظر آ گئی تھی

تم نے شاہ کو اطلاع دی تھی کہ میں مہرو کو اپنے ساتھ لے گیا ہوں؟ معارج نے سنجیدگی سے پوچھا

ہاں نایاب نے ایک لفظ میں جواب میں کہا۔

بہت اچھا کیا۔ معارج نے کہا اور مہرو کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

جو سوچ رہی تھی معارج ملک غصہ کرے گا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔

مہر وکاہاتھ جلا تھااور اب کافی بہتر تھی جب اسے ہوش آیا تو اس نے کوٹھے پر جانے کی ضد کی جبکہ شاہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے کر جائے گا لیکن وہ نہیں مانی اور شاہ کو مہر و کی بات ماننی پڑی۔

معارج کمرے میں داخل۔ ہوا تو مہر و کھڑکی کے پاس کھڑی باہر کا نظارہ دیکھ رہی تھی۔

معارج ملک چھوٹے چھوٹے قدم لیتا مہر و کے پیچھے کھڑا ہو گیا

مہر و نے معارج کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا۔

لیکن بنا کوئی تاثر دیے کھڑی رہی

گھر میں آگ کیسے لگی؟ معارج کی سنجیدہ آواز کمرے میں گونجی

مجھے نہیں معلوم

مہر و نے عام سے لہجے میں کہا۔

معارج نے مہر و کارخ خود کی طرف کیا لیکن جیسے ہی اس کی نظر مہر و کے ہاتھ پر پڑی اس نے فکر مندی سے مہر و کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

مہرو کھڑی معارج کے پریشان چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

تم ٹھیک ہو؟ معارج نے بے تابی سے پوچھا

مہرو بنا پلکیں جھپکائے معارج کو دیکھ رہی تھی

مہرو میں تم سے نکاح کرنا چاہتا تھا جو اُس گھر میں نہیں ہو سکا

لیکن اب اور اسی وقت ہو گا

تھوڑی دیر تک مولوی صاحب آتے ہونگے

پھر ہمارا نکاح ہو جائے گا

پھر جتنی مرضی دیر اپنی ان پیاری پیاری آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہنا

معارج نے پہلی بات سنجیدگی اور آخری بات مسکرا کر کہی

نا میں پہلے تم سے نکاح کرنا چاہتی تھی اور نا اب نکاح کرنا چاہتی ہوں

کاش کہ میں اس آگ میں جل کر مر جاتی کم از کم تم سے تو چھٹکارا ملتا

مہرو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا وہ خود نہیں جانتی تھی کہ کیوں وہ معارج پر اتنا غصہ کر رہی ہے

تمہیں زیادہ شوق نہیں مرنے کا جاناں فکر مت کرو میں خود تمہاری زندگی جہنم بنادوں گا لیکن تمہیں میرے مرنے کے بعد ہی چھٹکارا ملے گا آئندہ اگر مرنے کی بات کی تو زبان کاٹ دوگا۔

معارج نے مہرو کو بالوں سے پکڑتے اس کا چہرہ خود کے قریب کرتے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی تو معارج مہرو کو گھورتا ہوا کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا

سر مولوی صاحب آ گئے ہیں

معارج کے آدمی نے کہا اور وہاں سے چلا گیا

نکاح تو میں آج ہی کروں گا۔اگر اپنے بھائی کو بلانا چاہتی ہو تو بلا سکتی ہو معارج کا اشارہ شاہ کی طرف تھا

اس نے مہرو کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا اور اسے گھسیٹنے والے انداز میں کمرے سے باہر لے گیا۔

شاہ مہرو کو کوٹھے پر چھوڑنے کے بعد اس گھر میں آیا تھا جس میں اس نے روحی کو رکھا تھا۔

شاہ کی متلاشی نظریں روحی کو ڈھونڈ رہی تھیں جو شاید کمرے میں تھی۔

شاہ کمرے میں داخل ہوا تو روحی ریان کو دیکھ کر کمرے سے باہر جانے لگی۔

جب شاہ نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کیا۔

شوہر تھکا ہارا آیا ہے ایک نظر اسے دیکھ ہی لو۔شاہ کا اشارہ اپنے جلے ہوئے ہاتھ کی طرف تھا۔

روحی کی جب نظر ہاتھ پر پڑی تو اسے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔

شاہ کا ہاتھ زیادہ جلا ہوا تھا۔

آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا؟ یقیناً پھر کسی سے جھگڑا کیا ہو گا۔

اور ہاتھ جل گیا روحی اپنی رو میں بولتی جا رہی تھی جب شاہ نے اس کی بولتی اپنے انداز میں بند کی۔

روحی شاہ کی اس حرکت پر بوکھلا گئی تھی اس نے زور سے شاہ کا کالر پکڑ لیا تھا۔

شاہ نے روحی کو کمر سے پکڑ کر خود کے مزید قریب کیا

تھوڑی دیر بعد شاہ پیچھے ہوا اور روحی کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھنے لگا۔ جو نظریں چرا رہی تھی۔

روحی کو شاہ کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی اس نے نظریں جھکا۔

شاہ بے خودی کے عالم میں آگے بڑھا اور باری باری روحی کی دونوں آنکھوں پر پیار سے بوسہ دیا۔

روحی اب ہلکے ہلکے کانپنے لگی تھی۔

توتم کیا کہہ رہی تھی؟شاہ نے روحی کے بالوں کی لٹ کو کھینچتے ہوئے کہا.

اس وقت وہ بھول چکا تھا کہ اس نے مہرو کو کہا تھا کہ کسی مقصد کے تحت اس نے روحی سے نکاح کیا ہے۔

اس وقت اگر اسے کچھ یاد تھا تو صرف یہی کہ سامنے کھڑی لڑکی اس کی بیوی ہے اس کے نکاح میں ہے۔جس سے شاہ محبت کرتا ہے لیکن تسلیم نہیں کرتا

می میں کچھ بھی نہیں۔

روحی نے اٹکتے ہوئے کہا۔

میرا ہاتھ جل گیا تھا اس پر کچھ لگا دو

شاہ نے اپنا جلا ہوا ہاتھ روحی کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

میں فارغ نہیں ہوں مجھے بھوک لگی ہے میں کھانا کھانے جا رہی ہوں روحی نے جلدی سے کہا اور کمرے سے باہر بھاگ گئی۔

مزید ایک سیکنڈ بھی وہ شاہ کے سامنے روکنا نہیں چاہتی تھی نا ہی شاہ سے نظریں ملانے کی اس میں سکت تھی۔

شاہ نے اسے باہر جاتے دیکھا اور ہلکا سا مسکرا پڑا اور خود شاور لینے چلا گیا

نایاب شام سے پریشان تھی۔اسے صائم کی بات تنگ کر رہی تھی۔

کیا ہوا ہے تجھے؟

سلمیٰ نے حیرانگی سے پوچھا وہ کافی دیر سے نوٹ کر رہی تھی

کچھ نہیں سلمی بائی

نایاب نے سنجیدگی سے کہا

میری بات سن نایاب تجھے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔

جو کام تو کرتی نہیں ہے پھر اس کے بارے جھوٹ کیوں بولنا

سلمیٰ نے سمجھانے والے انداز میں کہا اور منہ میں پان رکھا وہ جانتی تھی کہ نایاب کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہے۔

اب جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا کروں؟

نایاب نے سلمیٰ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

اگر وہ لڑکا کیا نام ہے اس کا ہاں صائم سلمیٰ نے یاد کرتے ہوئے کہا

اگر وہ آتا ہے تو اسے سچ بتا دی کہ تو نے جھوٹ بولا تھا۔

اگر تو نے آج سچ نا بتانا تو بعد میں پچھتائے گی۔

سلمیٰ نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نایاب وہی بیٹھی آنے والے مرحلے کے بارے میں. سوچنے لگی۔

صائم جب سے گھر آیا تھا بے چین سا اپنے کمرے میں چکر لگا رہا تھا

اگر میں نے بھی اس کے ساتھ وہی کیا جو باقی مرد کرتے ہیں تو میرے اور ان میں فرق کیا رہ جائے گا۔

صائم کے اندر سے آواز آئی تھی

کہ وہ ایک طوائف ہے اس کا کام ہی مردوں کا دل بہلانا ہے

میں کیوں اس کے بارے میں اتنا سوچ رہا ہوں

صائم نے اپنے دُکھتے سر کو پکڑتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

کاش تم مجھے اس دن نا ملی ہوتی کاش نایاب کاش صائم نے دل میں سوچا

اس کی آنکھوں کے کونے بھیگ چکے تھے۔

آج صائم جیسا خوبرو مرد ایک طوائف کے لیے رو رہا تھا۔

یہ کمبخت دل ہی تو تھا جو نایاب کا طلبگار تھا۔اس کے پاس جاتے ہی اسے دیکھتے ہی اسے سکون مل جاتا تھا۔

لیکن دماغ بھی اپنی ضد پر آ چکا تھا کہ وہ ایک طوائف ہے۔

اور طوائف سے گھر نہیں بساتے

صائم نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی سرخ آنکھوں میں دیکھا

تم میرے درد کی دوا ہو نایاب

تم نے غلطی کی میرے سامنے آ کر تمہیں میرے سامنے نہیں آنا چاہیے تھا۔

صائم نے خود کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا

اور گاڑی کی چابیاں اٹھا کر گھر سے نکل گیا۔

اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے

نایاب کو اب یقین ہو گیا تھا کہ صائم نہیں آئے گا اس لیے بے فکری سے سو رہی تھی۔

صائم جب آیا تو اسے سلمیٰ باہر ہی مل گئ تھی۔

نایاب کہاں ہیں؟ صائم نے سرد لہجے میں پوچھا اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر سلمیٰ بھی گھبرا گئی تھی اس نے نایاب کے کمرے کی طرف اشارہ کیا

تو صائم خاموشی سے نایاب کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

نایاب منہ تک کمبل تانے سو رہی تھی۔

صائم کچھ دیر کھڑا نایاب کو دیکھتا رہا سوتے ہوئے وہ ایک معصوم سی پری لگ رہی تھی۔

صائم نے پاس پڑا پانی کا جگ پورا نایاب کے منہ پر انڈیل دیا۔

نایاب ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور اپنے سامنے کھڑے صائم کو ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد جب حواس بحال ہوئے تو صائم کی اس حرکت پر تلملا اٹھی تھی

عقل نام کی چیز ہے تمھارے پاس یا نہیں اس طرح کون اٹھاتا ہے

نایاب نے اپنے گیلے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے غصے میں کہا

اگر میں اپنی عقل کا استعمال کرتا تو وہ طریقہ تمہیں پسند نہیں آنا تھا۔

صائم نے نایاب کے پاس بیٹھتے ہوئے ز

ذو معنی لہجے میں کہا

نایاب کو دیکھتے ہی اس کی بے چینی ختم ہو گئی تھی۔

کیا مطلب؟ نایاب نے صائم سے تھوڑا پیچھے کھسکتے ہوئے کہا

مطلب تم کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی

صائم نے نایاب کے گال پر چپکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

صائم کا لمس اپنی گال پر محسوس کر کے نایاب خود میں سمٹ سی گئی تھی۔

تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟

نایاب نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا

مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں کچھ بتانے کی ضرورت ہے جبکہ ہماری بات ہو چکی ہے۔

صائم نے نایاب کی براؤن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا۔

میں ایساویساکچھ نہیں کروں گی تم جاؤں یہاں سے نایاب نے صاف انکار کرتے ہوئے کہااور اور بیڈ سے اٹھ گئی

کہ اچانک صائم نے نایاب کو بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایااور اس کے دائیں اور بائیں جانب اپنے ہاتھ رکھے کھڑا ہو گیا۔

ناجانے کیوں نایاب کے انکار نے اسے خوشی دی تھی

طوائف ہو ناتم؟اور تمھارا کیاکام ہے

ہم جیسے مردوں کادل بہلانااور اس کے بدلے میں تمہیں پیسے ملے گئے جتنے تم چاہو گی۔

صائم نے مزید نایاب کے قریب ہوتے ہوئے اس کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا

اور نایاب کے بالوں کی خوشبو کو خود کے اندر اتارنے لگا۔

صاصائم میں یہ سب کچھ نہیں کرتی پلیز

نایاب نے بھیگے لہجے میں کہا۔میں نے جھوٹ بولا تھا

اور یہ سنتے ہی صائم کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی تھی۔

ویسے حیرت کی بات ہے تم ایک طوائف ہو لیکن پھر بھی رات گزارنا نہیں چاہتی یا تمھاری ڈیمانڈ بہت زیادہ ہیں؟

صائم کا لہجہ طنزیہ اور تیکھا تھا جسے محسوس کر کے نایاب کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا

اگر تمھارا مقصد مجھے میری اوقات یاد دلانا ہے تو مجھے رتی برابر بھی فرق نہیں پڑتا

ہاں میں مانتی ہوں کہ میں ایک طوائف ہوں

لیکن کیا تم دنیا والوں کے سامنے اس بات کو مان سکتے ہو کہ اپنی انا کی تسکین کے لیے تم کوٹھے پر مجھ جیسی طوائف کے پاس آتے ہو؟

نہیں مانوں گے

کم از کم میں تمھارے جیسی نہیں ہوں جو میں ہوں اور جو میں کرتی ہوں مجھے وہ کسی کے سامنے بولنے پر اعتراض نہیں ہے

نایاب نے سرد لہجے میں صائم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جو بنا چہرے پر کسی قسم کا تاثر لیے نایاب کو دیکھ رہا تھا

کچھ کہتا بھی کیسے سچ ہی تو وہ بول رہی تھی۔

تمھاری ایک ایک بات سے میں متفق ہوں

میں بھی مجبور ہوں میں یہاں نہیں آنا چاہتا میں تمہیں نہیں دیکھنا چاہتا لیکن یہ دل بے چین رہتا ہے تمھارے حق میں دلیلیں پیش کرتا ہے۔

اور مجھے اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں اگر تمھارے پاس اس کا کوئی علاج ہے تو بتادو

میں وعدہ کرتا ہوں کبھی بھی تمھارے سامنے نہیں آؤں گا

صائم نے اس بار بے بسی سے نایاب کو کہا

جو آنکھوں میں تکلیف لیے صائم کو دیکھ رہی تھی۔

خود کے لیے پسندیدگی تو وہ صائم کی آنکھوں میں پہلے دن ہی دیکھ چکی تھی لیکن اسے نہیں پتہ تھا کہ صائم اس سے محبت کرنے لگا ہے۔

تمہیں محبت ہوئی بھی تو ایک طوائف سے

نایاب کی آواز میں بے یقینی تھی۔

محبت......

صائم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

ہاں ہو گئی ہے تم سے محبت تمھاری ان آنکھوں سے مجھے محبت ہے صائم نے اپنی انگلی کی پور سے نایاب کی آنکھوں کو پیار سے چھوتے ہوئے کہا

محبت تو بس ہو جاتی ہے نایاب وہ نہیں دیکھتی کہ سامنے والا کون ہے۔

صائم نے آہستگی سے کہا۔

اگر میری کچھ دیر کی قربت تمھاری تکلیف کو دور کر دے گی

تو ٹھیک ہے تمھارے سامنے کھڑی ہوں جو کرنا چاہو کر سکتے ہو

نایاب نے پتھریلے لہجے میں کہا

صائم نایاب کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا

اگر مجھے یہ سب کرنا ہوتا تو جس دن پہلی بار تم سے ملا تھا اسی دن کر لیتا اور تم مجھے روک بھی نہیں سکتی تھی۔

لیکن تمہیں تکلیف دینے کا سوچ کر خود تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہوں

صائم نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

صائم جاؤ یہاں سے پلیز

نایاب نے روندے لہجے میں کہا وہ مزید صائم کی باتیں نہیں سن سکتی تھی اسے صائم کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔

صائم نایاب کے بیڈ پر اپنا سر پکڑے بیٹھ گیا تھا۔

اوکے میں چلتا ہوں اور میں پوری کوشش کروں گا کہ تم سے دور رہ سکوں صائم نے تھوڑی دیر بعد کھڑے ہوتے سامنے کھڑی نایاب کو کہا

لیکن اپنے دل کی گارنٹی نہیں دے سکتا اور ایک اہم بات جو کچھ تم نے آج مجھے کہا اس بات پر ہمیشہ قائم رہنا مجھے تم کسی بھی مرد کے ساتھ نظر آئی تو نایاب میں نہیں جانتا کہ میں کیا کر بیٹھوں گا

اس لیے اس بات کا خیال رکھنا

صائم نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا اور بنا نایاب کا جواب سنے کمرے سے نکل گیا۔

نایاب پیچھے اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

....

معارج مہرو کو کوٹھے سے باہر لے گیا تھا۔ مہرو خود کو معارج کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش میں ہلکان ہو گی تھی۔

کسی نے بھی آگے بھرنے کی کوشش نہیں کی نایاب کو معارج نے ہاتھ کے اشارے سے طروک دیا تھا۔

ساری لڑکیاں کھڑی تماشا دیکھ رہی تھیں

کہاں لے جا رہے ہو مجھے ؟

مہرو نے چلاتے ہوئے پوچھا

زیادہ دور نہیں وہ سامنے والے گھر میں نے صرف تمھارے لیے اسے خرید لیا ہے۔

معارج نے رک کر مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا

اور سامنے بنے خوبصورت مگر چھوٹے سے گھر کے اندر داخل ہو گیا

مولوی صاحب پہلے سے ہی وہاں موجود تھے۔

اور آکف اپنا پہلے والا کام سر انجان دے رہا تھا

یعنی گھوریوں سے نواز رہا تھا۔

مولوی صاحب نکاح شروع کریں معارج نے مہرو کو اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

تمھارا دماغ کام کرنا بند ہو گیا ہے مجھے تمھارے ساتھ نکاح نہیں کرنا تمھیں میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آتی

مہرو نے اپنا ہاتھ معارج کی گرفت سے نکالتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔

جس کی پکڑی میں مزید سختی آگئی تھی۔

آرام سے مان جاؤ ورنہ مجھے اپنا طریقہ اپنانا پڑے گا

معارج نے مہرو کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا۔

تمھیں کیا لگتا ہے کہ میں تمھاری بات مان لوں گی۔

مہرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ماننا تو تمہیں پڑے گا جاناں ورنہ پھر مجھے وہ کرنا پڑے گا جو تمہیں برا لگے گا

معارج نے مسکراتے نظریں مہرو کے چہرے پر گاڑھتے ہوئے کہا جو نا سمجھی سے معارج کو دیکھ رہی تھی

نایاب

معارج نے آہستگی سے کہا۔

اگر تم مجھ سے نکاح نہیں کرو گی تو میں اس سے نکاح کر لوں گا اسے میں ایک رات کے لیے پاس رکھتا ہوں یا ایک ہفتے کے لیے اس بارے میں ابھی میں نے کچھ سوچا نہیں ہے۔

تو اب تم مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہو یا نہیں؟

معارج نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

میں تیار ہوں نکاح کے لیے مہرو نے کپکپاتے لہجے میں کہا۔اور تم ایک گھٹیا انسان ہو

آخری بات مہرو نے نفرت سے کہی۔

گڈ گرل اور آگے آگے تمہیں میرے بارے میں مزید بھی پتہ چل جائے گا کہ میں گھٹیا ہونے کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہوں۔

معارج نے مسکراتے ہوئے کہا

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔

معارج اچھے سے جانتا تھا کہ مہرو کس طرح مانے گی اس لیے اس نے نایاب کا نام لیا۔

اور وہ مان بھی گئی

نکاح نامے پر دستخط کرتے ہوئے مہرو کے ہاتھ کانپے تھے

ایک طوائف اب بیوی بننے جارہی تھی

نکاح نامے پر مہرو کے آنسوؤں گر رہے تھے۔اور مہرو کی تکلیف معارج کو بھی محسوس ہو رہی تھی۔

نکاح کے ہونے کے بعد معارج نے مہرو کو کمرے میں جانے کا کہا جو خاموشی سے اس کمرے میں چلی گئی۔

خبر دار معارج ملک اگر تو نے کوئی فضول دلیل دی تو۔

آکف نے پہلے ہی معارج کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا جو اس کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

محبت کرتا ہوں میں اور یہ دلیل جھوٹی ہرگز نہیں ہے آکف

اور اگر تم مجھے خود غرض سمجھ رہے ہو تو کوئی مسئلہ نہیں

میں بن رہا ہوں خود غرض

اپنی محبت کی خاطر

اور میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ اگر محبت ہو جائے تو اس سے نکاح کرنے میں دیر نا کرو

معارج نے مسکراتے ہوئے کہا

یار تو جانتا ہے وہ کون ہے ؟ گھر والوں کو کیا جواب دے گا ؟ کتنا مسئلہ بنے گا

آکف نے پریشانی سے کہا

وہ ایک طوائف تھی اب میری بیوی ہے مسز معارج ملک ہے وہ اور کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ معارج ملک کی بیوی کو کچھ کہہ سکے پھر چاہے وہ میرے اپنے گھر والے ہی کیوں نا ہو

معارج نے سامنے دیوار کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

چل ٹھیک ہے اگر تو نے یہ فیصلہ کیا ہے تو ٹھیک ہی ہو گا

میں تیرے لیے بہت خوش ہوں

لیکن مان آگے بہت سی مشکلات آئے گی اور ان حالات میں تجھے اپنی بیوی کے شانہ بشانہ کھڑے ہونا پڑے گا

آکف نے معارج کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

معارج مشکوک نظروں سے آکف کو دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا؟

آکف نے ناسمجھی سے پوچھا

تیرے میں کب سے اتنی عقل آگئی معارج نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

یہ تعریف تھی؟ کمینے انسان

آکف نے دانت پیستے ہوئے کہا

نہیں میرے بھائی میں کیوں تیری تعریف کروں گا۔

یہ بے عزتی تھی. معارج نے صاف گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا

کمینے تیرے نکاح کا تو میں گھر میں بتاتا ہوں آکف نے دھمکاتے ہوئے کہا

معارج قہقہہ بے ساختہ تھا۔

چل نکل میرے گھر سے مجھے اپنی بیوی کے پاس جانا ہے وہ میرا انتظار کر رہی ہو گی معارج نے ہنستے ہوئے کہا

میرا نہیں خیال کے وہ تمھارا انتظار کر رہی ہو گی۔

آکف کا لہجہ طنزیہ تھا۔

تو جا رہا ہے یا میں خود تجھے باہر پھینکوں

معارج نے دانت پیستے ہوئے کہا

جا رہا ہوں کنجوس انسان انسان منہ ہی میٹھا کروا دیتا ہے۔

لیکن نہیں

آکف نے گھور کر کہا فکر مت کر تجھے مٹھائی کی دکان پر چھوڑ آؤں گا جتنی مرضی کھالی

معارج نے ہنستے ہوئے کہا

مجھے راستہ معلوم ہے میں خود چلا جاؤ گا اکف نے اور معارج سے مل کر گھر سے نکل گیا۔

معارج نےاُس کمرے کی طرف قدم بڑھائے جس کے اندر سے چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں

معارج کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی

وہ اسی چیز کی توقع کر رہا تھا۔

معارج نے کمرے کا. دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔

مہرو معارج کو دیکھتے ہی جنگلی بلی کی طرح اس کی طرف بڑھی

لیکن زمین پر گرے کانچ کے ٹکروں نے مہرو کے پاؤں کو زخمی کر دیا۔

آہ مہرو کراہ کر وہی زمین پر بیٹھ گئی۔

معارج جلدی سے آگے آیا اور مہرو کو اپنی بانہوں میں بھر کر بیڈ پر بیٹھایا۔

اگر تم نے ان بے جان چیزوں پر اپنا غصہ نا نکالا ہوتا تو یہ سب نا ہوتا۔

معارج نے نرم لہجے میں مہرو کے پاؤں کا معائنہ کرتے ہوئے کہا اور سائیڈ ڈراسے فرسٹ ایڈ باکس نکالا

مہرو اپنی سسکیوں کو دبائے بیٹھی تھی آنسو روانگی سے بہہ رہے تھے۔

زیادہ درد ہو رہا ہے؟

معارج نے پریشانی سے پوچھا

مہرو نے اثبات میں سر ہلایا۔

تھوڑا درد تو ہو گا پھر ٹھیک ہو جائے گا

معارج نے پیار سے کہا اور انگوٹھے سے مہرو کے آنسوؤں کو صاف کیا

مہرو نے بھیگی آنکھوں سے معارج کو دیکھا تو اس نے اسی وقت مہرو کے پاؤں میں لگے کانچ کو کھینچ کر نکال دیا

مہرو کی دل خراش چیخ کمرے میں گونجی تھی اس نے زور سے معارج کا ہاتھ پکڑ لیا۔

معارج نے دوسرے ہاتھ سے زخم کو صاف کیا اور پھر پٹی کرنے لگا۔

میری طرف دیکھو۔

معارج نے ٹھوڑی سے پکڑ کر مہرو کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

تمھارا نام بے شک مہر ہے لیکن میرے لیے تم ہمیشہ مہرو ہی رہو گی۔

اور مجھے دکھ ہے کہ میں تمھارے بھائی کو نکاح میں بلا نہیں سکا لیکن تم فکر مت کرو

جب اسے نکاح کا پتہ چلے گا تو دوڑتا ہوا آئے گا ہمیں مبارکباد دینے

معارج نے مہرو کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

معارج ملک جب تمہیں پتہ چلے گا کہ میں کون ہوں تو تمہیں پچھتاوا ہو گا کہ کیوں تم نے مجھ سے نکاح کیا

مہرو نے معارج کی بات کو اگنور کرتے ہوئے پتھریلے لہجے میں کہا

معارج ملک جو بھی فیصلہ کرتا ہے دل سے کرتا ہے اور دل کے فیصلے مجھے کبھی مایوس نہیں کرتے۔

معارج نے دھیمے لہجے میں کہا اور بنا مہرو کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کے بال گردن سے پیچھے کرتے وہاں اپنے ہونٹ رکھ دیے

معارج کی گرم سانسوں نے مہرو کو کپکپانے پر مجبور کر دیا تھا۔

معارج

مہرو نے معارج کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

جی جانِ معارج

معارج نے پیار سے کہا۔

اور مہرو کی تھوڑی پر ہونٹ رکھ دیے اور پیچھے ہٹ گیا۔

آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے جاؤ اپنا حلیہ درست کرو۔ گفٹ لانے کا ٹائم نہیں ملا لیکن کل لا دوں گا

اور تمھاری ضرورت کی ہر چیز یہاں موجود ہے

لیکن اب تم کوٹھے کا رخ نہیں کروں گی نایاب تمھارے پاس آجایا کرے گی لیکن تم اب وہاں نہیں جاؤ گی۔

میں بہت جلد تمہیں یہاں سے لے جاؤ گا

مان نے سنجیدگی سے کہا اور مہرو کے ماتھے پر بوسہ دے کر حیران بیٹھی مہرو کمرے میں چھوڑ کر چلا گیا۔

میں بھی دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہو تم مجھے میں کوٹھے پر جاؤ گی

مہرو نے دروازے کو گھورتے ہوئے کہا۔

ماضی.......

سویرا جب بیہوش ہو گئی تھی تو اسے کوئی اٹھا کر وہاں سے لے لیا تھا۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک کمرے میں. پایا۔

اسے لگا کہ عمیر اسے یہاں لایا ہے لیکن دروازے سے داخل ہوتی لڑکی نے اسے کچھ بھی فضول سوچنے پر روک دیا

شکر ہے تمہیں ہوش آ گیا ہے

نایاب نے سویرا نے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

میں یہاں کیسے آئی؟اور آپ کون ہو؟

سویرا نے آہستگی سے پوچھا

میرا نام نایاب ہے۔

اور تم فکر مت کرو تم یہاں محفوظ ہو

نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا

تمھارا نام کیا ہے؟

نایاب نے پوچھا

مہر....

مہرو نے نظریں جھکا کر کہا۔

اسے سویرا نام پسند تھا اس لیے اس نے اپنا نام سویرا ہی رکھا تھا

اور بہت کم لوگ اس کے اصل نام سے واقف تھے مہرو کو اپنے اصل نام سے ہمیشہ سے ایک چڑ سی تھی۔

اس لیے جس سے بھی ملتی اسے اپنا نام سویرا ہی بتاتی

مہرو کے ماں باپ بھی اپنی بیٹی کی ضد کے آگے خاموش ہو گئے تھے عقیل صاحب کو مہر نام پسند تھا اس لیے انہوں نے اپنی بیٹی کا نام رکھا۔

لیکن جب مہرو تھوڑی بڑی ہوئی تو اسے اپنے نام سے بھی اعتراض تھا۔

مہر بہت پیارا نام ہے لیکن میں تمہیں مہرو ہی کہوں گی۔

نایاب نے مسکرا کر کہا۔

مجھے اپنے گھر جانا ہے

مہرو نے جلدی سے کہا

چلی جانا لیکن ابھی تم فریش ہو جاؤ میں خود تمہیں تمھارے گھر چھوڑ آؤں گی

اور میں کھانا لاتی ہوں

نایاب نے پیار سے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔

سڑک کے کنارے مہرو پنکی کے کچھ ساتھی خواجہ سرا کو ملی تھی۔

انہوں نے پنکی کو بتایا اور پنکی اسے کوٹھے پر چھوڑ کر سیٹھ کے پاس چلی گئی تھی۔

نایاب کو مہرو بہت معصوم سی لگی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد مہرو اپنے گھر جانے کے لیے تیار ہو گی اس کی طبیعت ابھی بھی ٹھیک نہیں تھی نایاب اس کے ساتھ ہی تھی دونوں نے نقاب کیا ہوا تھا۔نایاب نے مہرو کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی تھی

مہرو جب اپنی گلی میں داخل ہوئی تو بے ساختہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

لیکن حیران تو اپنے گھر کے دروازے پر لگے تالے کو دیکھ کر ہوئی تھی۔

مہرو یہی تمھارا گھر ہے؟نایاب نے مہرو سے پوچھا

جس نے اثبات میں سر ہلایا۔

ٹھہرو میں سامنے کھڑی عورتوں سے پوچھتی ہوں نایاب نے کہا

نہیں آپی میں پوچھتی ہوں یہ سب مجھے جانتے ہیں

مہرو نے جلدی سے کہا

نہیں مہرو تم کچھ نہیں پوچھو گی میں پوچھو گی

نایاب کو کچھ کچھ بات کا انداز ہو گیا تھا

دونوں سامنے کھڑی عورتوں کے پاس گی

آنٹی اس گھر میں کوئی نہیں رہتا سلام کے بعد نایاب نے پوچھا مہرو تھوڑا پیچھے کھڑی تھی۔

تم کون ہو؟ دونوں آنٹیوں نے مشکوک انداز میں پوچھا۔

میں مہر کی سہیلی ہوں اس سے ملنے آئی تھی

اچھا تم سویرا کی بات کر رہی ہو؟

وہ کمبخت تو بھاگ گئی اپنی شادی کی رات باپ کو ہارٹ اٹیک ہو گیا اور کھا گی اپنے باپ کو ماں بھی ایک رات کہی چلی گئی کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہا گی ہے آنٹی اور بھی بہت کچھ کہہ رہی تھی نایاب بے یقینی کے عالم میں کھڑی تھی۔

نایاب جلدی سے مہرو کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گئی مہرو پر اس وقت حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

نایاب مہرو کو دوبارہ کوٹھے پر لے آئی تھی۔

میرے ابو میری وجہ سے چلے گئے

مہرو نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

مہرو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے تمھارے ساتھ اور وہ عورتیں کیا کہہ رہی تھیں

نایاب نے پیار سے پوچھا

مہرو کی طبیعت پہلے سے ہی ٹھیک نہیں تھی اب بھی اس کا رنگ سفید پڑ رہا تھا۔

ساری میری غلطی ہے میری وجہ سے سب ہوا ہے۔

مہرو نے روتے ہوئے کہا

مہرو مجھے اپنا مسئلہ بتاؤ گی تو میں حل کرنے کی کوشش کروں گی

تم مجھ پر یقین کر سکتی ہوں مجھے اپنی بڑی بہن سمجھو۔

نایاب نے مہرو کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

مہرو نے اپنے بھاگنے سے لے کر عمیر کے پاس پہنچنے تک سب کچھ روتے ہوئے نایاب کو بتادیا جو آنکھوں میں مہرو کے لیے ترس لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

میرے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا میں نے اپنے ماں باپ کو تکلیف دی اس بازل کے لیے اور اس نے میرے ساتھ کیا کیا میری بیٹی مجھ سے چھین لی مجھے اپنے دوست کے حوالے کر دیا۔

میرے ساتھ اس سے بھی برا ہونا چاہیے تھا میرے ابو آپی میرے ابو چلے گئے

کتنا کچھ انہوں نے برداشت کیا ہوا گا۔

مہرو نے کہتے ہی اپنوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

مہرو تم ہی سویرا ہو؟ نایاب نے یاد آنے پر پوچھا کیونکہ وہ انٹی سب کچھ سویرا کو ہی کہہ رہی تھی

میں ہی سویرا ہوں مجھے اپنا نام نہیں پسند تھا اس لیے میں نے سویرا رکھا اور سب مجھے سویرا کے نام سے جانتے ہیں

مہرو نے بھاری آواز میں کہا رونے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں

مہرو میں کوشش کروں گی کہ تمھارے شوہر کو ڈھونڈ سکو تم رونا بند کرو رونے سے مسئلے حل نہیں ہوتے تمھاری طبعیت پہلے ہی خراب ہے نایاب نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

آپی میں نے بہت غلط کیا ہے اور مجھے سزا ملنی چاہیے

مہرو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو وہ سب ٹھیک کر دے گا ابھی تم یہ میڈیسن لو

نایاب نے نیند کی گولی نایاب کو دیتے ہوئے۔ کہا جس نے تھوڑی دیر انکار کرنے کے بعد کھالی۔

مہرو کے سونے کے بعد نایاب نے لائٹ اوف کی اور کمرے سے نکل گئی اسے مہرو کے لیے برا لگ رہا تھا۔

چھوٹی سی عمر میں کتنا کچھ اس کے ساتھ ہو گیا تھا۔

ابھی دونوں اس بات سے ناواقف تھیں کہ بازل تو مہرو کا شوہر بھی نہیں ہے۔

کیا ہوا کون ہے وہ لڑکی ؟ سلمیٰ بائی نے پوچھا

اب سے وہ یہی رہے گی جب تک اس کا شوہر نہیں آ جاتا

نایاب نے سنجیدگی سے کہااور وہاں سے چلی گئی۔

سلمیٰ بائی نے کندھے آچکائے اور دوسرے کمرے میں چلی گئی

مہرو کو جب ہوش آیاتواس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

مہرو کمرے سے نکل کر باہر آئی اور باہر پڑے موسیقی آلات کو دیکھنے لگی

پہلے تواس نے دھیان نہیں دیا تھا لیکن اب سب چیزوں کو غور سے دیکھ رہی تھی

مہرو تم اُٹھ گئی تمہیں بھوک لگی ہوگی

میں کھانالاتی ہوں

نایاب نے کہااور کھانالانے جانے لگی جب مہرو نے اسکاہاتھ پکڑ کر روکا

آپی یہ کون سی جگہ ہے؟مہرو نے سنجیدگی سے پوچھا

کوٹھا ہے یہ اور تم فکر مت کرو میں بہت جلد تمھاری کچھ نا کچھ انتظام کر دو گی پھر تم یہاں سے چلی جانا لیکن کچھ دنوں کے لیے یہاں رک جاؤ

نایاب نے جلدی سے کہا

آپی آپ کو میرے لیے مزید تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے

میں ٹھیک ہوں یہی پر

مہرو نے کہا اور دوبارہ اپنے کمرے میں چلی گئی

نایاب بے بسی سے مہرو کی پشت دیکھ رہی تھی۔

سال ایسے ہی گزر گیا تھا مہرو کوٹھے پر رہتی ضرور تھی لیکن رقص نہیں کرتی تھی

وہ نایاب کو رقص کرتے دیکھتی تھی۔

اور زیادہ تر خاموش ہی رہتی۔اپنی بیٹی کے بچھڑنے کا غم اسے اندر ہی اندر کھائی جارہی تھااور کہی یہ بھی امید تھی ہو سکتا ہے بازل کو عقل آجائے اور وہ دوبارہ اس کے پاس لوٹ آئے کیونکہ سویرا کو تو یہی لگتا تھا کہ وہ ابھی بھی بازل کی بیوی ہے۔

ایک دن مارکیٹ میں اسے عامر نظر آیا

نایاب مہرو کو اپنے ساتھ زبردستی مارکیٹ لے کر گئی تھی۔

عامر کو دیکھ کر مہرو کو ایک امید کی کرن نظر آئی

آپی وہ عامر ہے بازل کا دوست مہرو نے خوشی سے نایاب کی توجہ عامر کی طرف کرواتے ہوئے کہا

اور عامر کی طرف اپنے قدم بڑھائے

السلام علیکم

مہرو نے عامر کے پاس جاتے ہی کہا۔

جی آپ کون عامر نے سلام کو جواب دینے کے بعد پوچھا۔

سویرا بازل کی وائف مہرو نے جلدی سے کہا

آپ؟ عامر نے حیران کن لہجے میں کہا

جیسے وہ پچھلے کافی دنوں سے ڈھونڈ رہا تھا وہ آج خود چل کر اس کے پاس آئی تھی

ہم کہی بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟

عامر نے سنجیدگی سے کہا تو تینوں پاس والے ریسٹورنٹ میں چلے گئے

سویرا میں تمہیں کافی دنوں سے ڈھونڈ رہا تھا

تمہیں کچھ بتانا چاہتا تھا

عامر نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا

نایاب اور مہرو غور سے عامر کی بات سن رہی تھیں

بازل کا اصل نام علیدان ملک ہے

میں نے عمیر اور علیدان کی باتیں سنی ہے

اور علیدان نے جو بازل بن کر آپ سے نکاح کیا تھا وہ بھی نقلی تھا

وہ صرف اپنی ہوس پوری کر رہا تھا

اور جو آپ کی بیٹی ہے وہ علیدان کے لیے مسئلہ پیدا کر سکتی تھی اس لیے اس نے آپ سے اسے دور کر دیا۔

عامر نے بات ختم. کر کے نظریں جھکا لیں

مہرو کے ساتھ نایاب بھی دم سادھے عامر کی بات سن رہی تھی

مہرو کو تو اپنی سانس بند ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی. اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

مہرو تم ٹھیک ہو؟

نایاب نے پریشانی سے کہا اور پانی کا گلاس اس کے لبوں سے لگایا

عامر کی آنکھوں میں سویرا کے لیے افسردگی تھی اس کے دل میں علیدان کے لیے مزید نفرت بڑھ گئی تھی۔

میں ٹھیک ہوں مہرو نے آہستگی سے کہا۔اس کا دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے جیسے وہ اپنا شوہر سمجھ رہی تھی

وہ اس کا شوہر تھا ہی نہیں

آپ کو معلوم ہے مہرو کی بیٹی کہاں ہیں؟نایاب نے عامر سے پوچھا

نہیں میں نے بہت کوشش کی لیکن میں پتہ نہیں لگا سکا۔

عامر نے مایوسی سے کہا۔

آپ کا بہت بہت شکریہ نایاب نے کہا اور مہرو کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہو گئی

یہ میرا کارڈ ہے آپ کو کسی قسم کا بھی کام ہو آپ مجھے بتا سکتی ہیں۔

عامر نے اپنا کارڈ نایاب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جیسے نایاب نے تھام لیا اور مہرو کو وہاں سے لے کر چلی گئی۔

مہرو نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا اس نے کہا تھا مجھے خود کو سنبھلنے کے لیے کچھ وقت چاہیے۔

نایاب مہرو کے لیے بہت پریشان تھا بے شک اس کے ساتھ بہت برا ہوا تھا نایاب ہی جانتی تھی کہ پیچھلے ایک سال سے کس طرح مہرو اپنا غم چھپاتی تھی۔

مہرو میں بہت حوصلہ تھا کہ اس نے اپنی بیٹی کی ایک بار بھی شکل نہیں دیکھی تھی۔

نایاب انہی باتوں کے بارے میں سوچ رہی تھی جب چھن چھن گھنگرو کی آواز نے اسے متوجہ کیا۔

نایاب نے مہرو کی طرف دیکھا تو اس کی پوری کی پوری آنکھیں کھل گئیں آج دو دن بعد مہرو کمرے سے باہر آئی بھی تھی تو اس حالت میں

مہرو یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے جاؤ چینج کر کے آؤ

نایاب نے دبے دبے غصے میں کہا

آپی علیدان ملک مجھے طوائف تو بنا ہی چکا ہے تو رقص کرنے میں کیا برائی ہے مہرو نے پتھریلے لہجے میں کہا

اور آپ کے پاؤں میں موج آئی ہے تو میں آپ کی جگہ رقص کروں گی

مہرو نے سرد لہجے میں کہا اور بنا نایاب کا جواب سنے وہاں سے چلی گئی۔

مہرو ایک خوبصورت لڑکی تھی اس کا رقص دیکھنے کے لیے کافی لوگ آنے لگے

سلمیٰ بائی تو بہت خوش تھی۔

ایک دن عمیر کوٹھے پر آیا اور اس نے مہرو کو دیکھا اور علیدان کو اس کا بتایا جو پہلے سے ہی مہرو کو تلاش کر رہا تھا بقول اس کے کہ وہ مہرو سے محبت کرنے لگا تھا۔

اگلے دن علیدان مہرو سے ملنے آیا تھا مہرو تو علیدان کو دیکھ کر حیران تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ یہاں آئے گا۔

کیسے ہیں آپ بازل صاحب؟ سو سوری علیدان ملک

مہرو نے علیدان کے سامنے بیٹھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

سویرا میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا

پہلے میری بات سن لو

علیدان نے جلدی سے صفائی دینی چاہیے

مہرو کو دیکھ کر وہ بھی حیران ہوا تھا وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

مہر میرا نام مہر ہے اگر تم نے نقلی نکاح نامے کو غور سے دیکھا ہوتا تو معلوم ہو جاتا کہ میرا کیا نام ہے

مہرو نے سرد لہجے میں کہا

مہرو کی بات سن کر کچھ دیر کے لیے علیدان بھی خاموش ہو گیا۔

میں شرمندہ ہوں مہر میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں تم سے محبت کرتا ہوں پلیز مجھے معاف کر دو

علیدان نے مہرو کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

محبت... مہرو نے بھی علیدان کے سامنے کھڑے ہوتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا

لعنت بھیجتی ہوں میں ایسی محبت پر جسے تم محبت کہہ رہے ہو میرے نزدیک وہ تمھارا اپنی ہوس پوری کرنے کا ایک ذریعہ تھا جو محبت کی م سے بھی واقف نا ہو وہ محبت خاک کرے گا۔

میری بدعا ہے علیدان ملک اللہ کرے تم مر جاؤ لیکن تم جیسے گھٹیا لوگوں کو تو موت بھی قبول نہیں کرتی مہرو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

علیدان آنکھیں پھاڑے مہرو کو دیکھ رہا تھا اسے مہرو سے اس جواب تو قع نہیں تھی۔

تمہیں اپنی بچی کی بھی پرواہ نہیں ہے؟

علیدان نے اپنی حیرانگی پر قابو پاتے کہا

اپنا اور اپنی بچی کا معاملہ میں نے اپنے اللہ پر چھوڑ دیا وہ بہتر انصاف کرنے والا ہے۔

اور جو کچھ تم نے میرے ساتھ کیا اس کے لیے میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔اور تمھاری اس خوبصورت شکل سے مجھے شدید نفرت ہے۔

مہرو نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔اور وہاں سے چلی گئی

مہرو تمہیں دوبارہ میرا ہونا پڑے گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

علیدان نے غصے سے مہرو کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد علیدان روزانہ کوٹھے پر آنے لگا لیکن مہر و اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی تھی

فضا کو صاف صاف اس نے بتا دیا تھا کہ . وہ کسی اور کو پسند کرتا ہے اور اسی سے شادی کرے گا

فضا نے مان کو سب کچھ بتا دیا کیونکہ وہ فضا کا بہت اچھا دوست بھی تھا

مان کینیڈا سے بہت پہلے ہی واپس آ گیا تھا اور یہاں آکر اس نے علیدان پر نظر رکھی تھی پھر اسے معلوم ہوا کہ علیدان کسی طوائف میں دلچسپی لے رہا ہے

معارج نے بھی کوٹھے پر جانا شروع کر دیا تھا وہ مہرو کو اپنے پاس صرف علیدان کی وجہ سے رکھنا چاہتا تھا اور اسے مہرو پر بھی غصہ بھی تھا کہ اس کی وجہ سے فضا تکلیف میں ہے اور مان کے لیے فضا بہت اہم تھی اسے لگ رہا تھا مہرو نے علیدان کو اپنے پیار کے جال میں پھنسایا ہے۔

لیکن مہرو سے ملنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ مہرو خود علیدان سے دور رہتی ہے وہ ہی اس کے پاس آنے کی کوشش کرتا ہے۔

معارج ملک نہیں جانتا کہ وہ کب مہرو کو اپنا دل دے بیٹھا تھا۔

۔

مہرو کو علیدان نے ہی بتایا تھا کہ معارج ملک اس کا چھوٹا بھائی ہے تاکہ مہرو معارج سے نفرت کرے اور اس سے دور رہے تو مہرو کو علیدان کے ساتھ معارج سے بھی نفرت ہونے لگی

لیکن جب علیدان کو پتہ چلا کہ مان مہرو میں دلچسپی لینے لگا ہے اور اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس نے خود اس گھر میں گھس کر آگ لگا دی جس میں مان نے مہرو کو رکھا تھا۔

شاداب ملک کا ایکسیڈنٹ بھی علیدان نے کروایا تھا اور وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اگر بات ڈیڈ کی ہو گی تو معارج مہرو کو چھوڑ کر آئے گا اور ایسا ہی ہوا۔

علیدان کو گھر کے سارے راستے کے بارے میں پتہ تھا اسے لیے آگ لگا کر آرام سے باہر نکل آیا

شاہ کو کوٹھے پر آتے کافی عرصہ ہو گیا تھا اس کی ہلکی پھلکی مہرو سے بات بھی ہو جاتی تھی وقت گزرتا گیا اور ایک سال گزر گیا

لیکن شاہ نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے مہرو کو لگا ہو کہ شاہ بھی باقی مردوں کی طرح ہے

شاہ نے نایاب سے پوچھا کہ مہرو کے ساتھ کیا ہوا تھا اور وہ یہاں کیسے آئی پہلے تو نایاب نے منع کر دیا پھر شاہ کے بار بار پوچھنے پر بتا دیا

شاہ کو سن کر بہت غصہ تو آیا اور اس کا دل کیا کہ علیدان ملک کا منہ تھوڑ دے

شاہ نے مہرو سے بات کی تو مہرو نایاب سے ناراض ہو گئی کہ اسنے شاہ کو کیوں بتایا

لیکن نایاب نے مہرو کو منا لیا تھا وہ خود بھی زیادہ دیر تک نایاب سے ناراض نہیں رہ سکتی تھی۔

اس کے بعد شاہ اور مہرو ایک دوسرے کے اچھے دوست بن گئے تھے۔

شاہ نے مہرو کو کہا تھا کہ وہ اس کی بیٹی اور ماں کو تلاش کرنے میں مدد کرے گا

حال......

کہاں جارہی ہو؟ معارج نے مہرو کو بازو سے پکڑتے ہوئے غصیلی لہجے میں پوچھا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ مہرو کہاں جارہی ہے۔

اپنی اصل جگہ پر کیونکہ مجھے معلوم ہے میرا اصل ٹھکانہ وہی ہے تو پہلے ہی وہاں جارہی ہوں۔

مہرو نے عام سے لہجے میں کہا

اگر تمہیں میں نے اسی جگہ دوبارہ بھیجنا ہوتا تو تم سے نکاح کیوں کرتا۔

اور کیوں تم مجھ پر بھروسہ نہیں کرتی

معارج نے مہرو کو خود کے سامنے کھڑا کرتے ہوئے پوچھا

کیسے کرلوں بھروسہ جس کے بھائی نے میرے ساتھ غلط کیا ہو کیسے اس انسان پر بھروسہ کرلو بتاؤ مجھے معارج ملک

آج اگر میں طوائف ہوں تو آپ کے شریف بھائی کی وجہ سے ہوں

اس نے اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے مجھے استعمال کیا

مہرو نے ملک کا کالر پکڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے چلا کر کہا۔۔۔

جبکہ ملک نے مہرو کو پیچھے دھکیلا اور اس کے منہ پر اپنے وزنی ہاتھ کا نشان چھوڑ دیا۔۔۔

تم جھوٹ بول رہی ہو میرا بھائی کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا۔۔۔!!

اور آئندہ کسی بھی مرد کا گریبان پکڑنے سے پہلے سو بار سوچ لینا۔۔۔ نتائج بہت برے بھی ہو سکتے ہیں۔۔۔!!!

آج کے بعد اگر تم مجھے اس قسم کے بے ہودہ لباس میں نظر آئی تو اپنے ہاتھوں سے تمھارا گلہ دبا دوں گا۔۔۔!! مان نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کے ماتھے کی رگیں پھول چکی تھیں۔۔۔

آپ ہوتے کون ہے میری زندگی کا فیصلہ کرنے والے۔۔۔؟اور ہاتھ اٹھا کر میری آواز کو نہیں دبا سکتے

میرا جو دل چاہے گا میں وہ کروں گی اور آپ جانتے بھی ہے میں کون ہوں۔۔۔؟

میں ایک طوائف ہوں۔۔۔!!! اور طوائف کو کوئی اپنے گھر کی عزت نہیں بناتا۔۔۔ بلکہ شریف اور عزت دار لوگ طوائف کو اپنے بستر تک ہی رکھنا پسند کرتے ہیں۔۔۔۔

مہرو نے آنسو سے تر چہرہ لیے چلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اور مہرو کی بات پر ملک کا صبر جواب دے گیا تھا۔۔۔۔

ملک مہرو کے قریب آیا تھا اور اس کے دونوں بازوں کو پیچھے کمر کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔

محبت کرتا ہوں تم سے اسی لیے نکاح کیا ہے چاہے زبردستی ہی سہی

لیکن تمہیں اپنی عزت بنایا ہے

اس کے علاوہ کیا چاہتی ہو؟ اور میرے بھائی پر الزام کیوں لگا رہی ہو؟

ملک نے مہرو کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔

میک اپ سے مہرو کی آنکھیں مزید خوبصورت لگ رہی تھیں۔۔۔

ملک کے ایک دم قریب آنے سے مہرو کی سانس منتشر ہوئی تھیں۔۔۔۔ جو مہرو کے بے حد قریب کھڑا تھا

جس انسان کے بھائی نے میرے ساتھ غلط کیا ہو میں کیسے یقین کر لوں کہ اس کا بھائی اس کے جیسا نہیں ہو گا۔۔۔؟؟؟

اور میں الزام نہیں لگا رہی

تمہیں زیادہ یقین ہے نا اپنے بھائی پر تو جاؤ اور پوچھو کیوں اس نے میرے ساتھ جھوٹا نکاح کیا؟ کیوں میری بچی کو مجھ سے دور کیا؟ کیوں اس گھٹیا انسان نے مجھے اپنے آوارہ دوست کے حوالے کیا؟

مہرو نے روتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔۔۔

چیخنے سے اسکا گلہ بھی بیٹھ گیا تھا

ملک ایک دم مہرو سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔۔۔۔

آج اس پر نئے انکشافات کھل رہے تھے اس کا بھائی اتنا کیسے گر سکتا ہے اسے تو لگا تھا کہ اس کا بھائی مہرو میں دلچسپی لے رہا ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا

وہ بچی تمھاری ہے۔۔۔؟؟

مان نے آنکھوں میں بے یقینی لیے اپنے سامنے کھڑی بے بس لاچار مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا۔۔۔

اسے دو سال پہلے کا وقت یاد آگیا جب اس نے علیدان کے پاس ایک بچی کو دیکھا تھا۔

....

شاہ مجھے گھر جانا ہے۔روحی نے شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

تو یہ کیا ہے؟

شاہ نے موبائل سے نظریں ہٹا کر روحی کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آپ کو نہیں پتا کہ یہ گھر ہے۔روحی نے گھورتے ہوئے کہا

ہاں تو تم گھر میں ہی ہو جان من

پھر کون سے گھر کی بات کر رہی ہو؟اور میں تمھارا شوہر ہوں جہاں میں رہوں گا وہی تمھارا گھر ہو گا۔

شاہ نے سنجیدگی سے کہا

شاہ مجھے گاؤں جانا ہے اگر ماما کو پتہ چل گیا کہ میں گاؤں نہیں ہوں تو وہ پریشان ہو جائے گی

روحی نے اصل بات شاہ کو بتاتے ہوئے پریشانی سے کہا

اوہ تو تمہیں موم کی ٹینشن ہے تم فکر مت کرو تمھاری امی کو اور اپنی ماما کو میں سنبھال لوں گا تم بس مجھے سنبھالنے کا کام سرانجام دو

شاہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

آپ کیا چنے کاکے ہیں جو میں آپ کو سنبھالو

روحی نے کمر پر ہاتھ رکھتا ہوئے پوچھا

روحی کی بات پر شاہ قہقہہ بے ساختہ تھا۔

پہلے تو مجھے تم یہ بتاؤ یہ چنا کاکا کیا ہوتا ہے؟

شاہ نے روحی کو کمر سے پکڑ کے خود کے قریب کرتے پوچھا

آپ کو چنے کا کے کا نہیں پتہ کیا فائدہ اتنی پڑھائی کا۔ لیکن میں آپ کو بلکل بھی نہیں بتاؤ گی

اب چھوڑیے مجھے

روحی نے شاہ کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ جب تک میں نا چاہو تم میری گرفت سے نکل نہیں سکتی پھر کیوں کوشش کرتی ہو۔

شاہ نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا

شاہ آپ کو ہو کیا گیا ہے؟ کیوں آپ نے مجھے میرے اپنوں سے دور رکھا ہوا ہے؟

روحی نے خود کو آزاد کروانے کی جدوجہد کو روکتے ہوئے بے بسی سے پوچھا

یقین مانو نکاح تو میں بھی تم سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔

بس مجبوری میں کرنا پڑا اور تم میری پسند تو کبھی نہیں ہو سکتی ہو

شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔

توکیوں مجھے سب سے دور یہاں گھر میں قید کر کے رکھا ہے؟اور ایسی کون سی مجبوری ہے جس کی وجہ سے آپ کو مجھ سے نکاح کرناپڑا؟

اور اگر میں آپ کی پسند نہیں ہوں مجبوری میں آپ نے مجھ سے نکاح کیا ہے تو میرے قریب آنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں آپ؟

مجبوری کا رشتہ مجبوری ہی کی طرح نبھائیں تو بہتر ہو گا

روحی نے شاہ کی آنکھوں میں. دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

جس نے روحی کی بات سن کر اس کو چھوڑ دیا تھا۔

روحی نے بھیگی آنکھوں سے شاہ کو دیکھتے اور کمرے سے نکل گئی۔

شاہ ابھی بھی دروازے کو دیکھ رہا تھا جہاں سے روحی گئی تھی جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔

موم کالنگ دیکھ کر شاہ نے لمبا سانس لے کر کال اٹینڈ کی۔

شاہ کہاں غائب رہتے ہو کچھ تو خیال کر لو میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں روحی بھی نہیں ہے تمھارے ڈیڈ بھی گھر پر نہیں ہوتے اور آج ہی روحی کو لے کر گھر آجاؤ

صفیہ بیگم نے بے روخی سے کہا

سوری ماں جی شاہ نے شرمندگی سے کہا

آپ فکر مت کرے میں کچھ وقت میں روحی کے ساتھ اتاہوں

شاہ نے سنجیدگی سے کہا

تم سچ میں اسے گھر لے آؤ گئے

صفیہ بیگم نے بے یقینی کی کیفیت میں پوچھا۔

ماں جی آپ روحی کو مس کر رہی ہیں تو ڈیڈ کو بھی تو ان کی بہو سے ملوانا ہے

شاہ نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

میں بہت خوش ہوں شاہ بس تم روحی کو جلدی سے لے آؤ اور تمھاری منگیتر کل کی آئی ہوئی ہے

تمھاراانتظار کررہی ہے تو جلدی آجاؤاور خوداسے ہینڈل کرو

صفیہ بیگم نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

شاہ نے اپنے نکاح کا صفیہ بیگم کو بتادیا تھاانھیں تو کوئی اعتراض نہیں تھابلکہ وہ خوش تھیں کہ روحی اب ہمیشہ ان کے پاس رہے گی

لیکن شاہ نے یہ نہیں بتایاکہ کیوں اس نے بنا کسی کو بتائے روحی سے نکاح کیا۔صفیہ بیگم نے بھی شاہ کو زیادہ فورس نہیں کیاوہ پہلے کون ساکسی کی سنتا تھاجواب سنتا

اس مصبیت نے بھی ابھی آنا تھاکچھ کرتاہوں تمھاراشاہ نے غصے سے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

مان کوٹھے سے سیدھااپنے گھر آیاتھااور آتے ہی اپنے کمرے میں بند ہوگیا

دو سال پہلے مان علیدان سے ملنے اسکے فلیٹ پر آیاتھاجہاں پر اس نے ایک بچے کو دیکھااور اسے کافی حیرانگی بھی ہوئی تھی۔

مان کے پوچھنے پر علیدان سے کوئی جواب نہیں بن پارہاتھا

اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ مان بھی یہاں آسکتا ہے

علیدان کے منہ میں جو کچھ آیا اسے نے بول دیا

مان یہ بچہ نہیں بچی ہے اور مجھے یہ بچی کوڑے دان سے ملی ہے اور وہاں کوئی نہیں تھا میری اچانک نظر اس پر پڑی اور مجھے اس بچی کو وہاں چھوڑنا مناسب نہیں لگا اس لیے اسے اپنے ساتھ لے آیا اور میں سوچ رہا ہوں اسے کیسی یتیم خانے دے آؤ لیکن اس کا خرچہ میں خود اُٹھاؤ گا۔

علیدان نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ خود کو رحم دل ثابت کرتے ہوئے مان کو سٹوری بنا کر سنائی

مان اپنے بھائی کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

بھائی آپ نے بہت اچھا سوچا لوگ پتہ نہیں کیسے اپنے بچوں کو پھینک دیتے ہیں اللہ ان کو ہدایت دے۔

اور اگر میری بھی کسی قسم کی ہیلپ کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجیے گا

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں تمہیں کچھ کام تھا مجھ سے علیدان نے جلدی سے پوچھا

ہاں لیکن اتنا بھی ضروری نہیں تھا آپ بچی کا خیال رکھیے گا

اور ہاں اگر آپ کو مناسب لگے تو اس معصوم گڑیا کا نام مروہ رکھیے گا

مان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

بہت اچھا نام ہے یہ علیدان نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کہا

مان وہاں سے چلا گیا اور اس کے جاتے ہی پندرہ منٹ بعد علیدان بھی مروہ کو لے کر نکل گیا تھا۔اسے جلد از جلد مروہ کو کسی یتیم خانے لے جانا تھا۔

اس واقعات کو یاد کر کے مان کو ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا

مان کی آنکھوں کے سامنے اس ننھی سی جان کا چہرہ لہرایا تھا

سوچ سوچ کر سر اس کا سر دکھنے لگ تھا

میرا بھائی اس حد تک گر سکتا ہے میرا بھائی آخر ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

وہ اتنا گھٹیا نہیں ہو سکتا

مہرو جھوٹ بول رہی ہے میرا بھائی کسی کی زندگی خراب نہیں کر سکتا۔

ماں نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

معارج خود کو تسلی زیادہ دے رہا تھا کہ مہرو جھوٹ بول رہی ہے۔

لیکن کڑی سے کڑی ملتی جا رہی تھی علید ان کا کوٹھے پر جانا

فضا کو کہنا کہ وہ کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے

اور مہرو کا معارج سے نفرت کرنا سب کچھ معارج کو واضع کر وا رہا تھا کہ مہرو سچ بول رہی ہے۔

لیکن دماغ ابھی بھی اپنے بھائی کے حق میں گواہی دے رہا تھا

شاہ روحی کو لے کر گھر آ گیا تھا ابھی وہ سوہا سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔اسے اپنے ڈیڈ کا انتظار تھا۔

آج روحی کی ماں بھی شاہ کے بلوانے پر روحی کے منگیتر کے ساتھ واپس آ گئی تھی۔

صفیہ بیگم نے روحی کے منگیتر کو بھی روک لیا تھا وہ جانتی تھیں شاہ کیا بات کرنے والا ہے۔

شاہ میں کل سے تمھارا انتظار کر رہی ہوں کہاں غائب تھے تم سوہا نے لاڈ سے شاہ کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

دامنے سے آتی روحی کی نظر شاہ پر پڑی تو اسے اگنور کرتی صفیہ بیگم کے کمرے کی طرف چلی گئی

شاہ کو روحی کا خود کو اگنور کرنا برا لگا تھا

مس سوہا ڈیڈ آتے ہی ہونگے مجھے آپ سب لوگوں کو ایک سرپرائز دینا ہے اس وقت تک اپنے جذبات کو قابو میں رکھو شاہ نے سوہا کے ہاتھ کو اپنے بازو سے الگ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

سرپرائز.....

شاہ میرے لیے سرپرائز ہے سوہا نے خوشی سے پوچھا۔

ہاں زیادہ سرپرائز تم ہی ہو گی

شاہ نے تمسخرانہ انداز میں کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

سوہا شاہ کی کزن ہونے کے ساتھ اس کی منگیتر بھی تھی۔

شاہ جب دس سال کا تھا تو قاسم شاہ نے اس کی منگنی اپنے چھوٹے بھائی کی بیٹی سوہا سے کر دی تھی اس وقت شاہ کو اتنا ہوش نہیں تھا

قاسم شاہ نے ریان کی منگنی سوہا سے اس لیے کی تھی کہ بزنس میں وقار جو قاسم شاہ کا چھوٹا بھائی تھا بہت زیادہ پیسے انویسٹ کت چکا تھا

اب وہ پیسے قاسم شاہ وقار کو واپس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اس لیے اس نے شاہ کی منگنی سوہا سے کی اور وقار نے پیسے بھی واپس نہیں مانگے تھے

شاہ جب تھوڑا بڑا ہوا تو اس نے منگنی کو ماننے سے انکار کر دیا۔

لیکن قاسم شاہ نے اس کی بات نہیں سنی تو شاہ نے بھی سوچ لیا ایسے تو ایسے ہی سہی اس نے کافی بار سوہا کو بھی کہا تھا کہ میں بہت چھوٹا تھا جب میری منگنی ہوئی تھی لیکن میں تمہیں پسند نہیں کرتا لیکن سوہا نے کبھی شاہ کی بات کو خاطر میں نہیں لیا

کیونکہ اسے پورا یقین تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے قاسم شاہ اس کی شادی ریان سے کروا ہی دے گا لیکن ابھی وہ نہیں جانتی تھی کہ شاہ کیا چیز ہے۔

اب ریان نے اپنے نکاح کا بتا کر قاسم شاہ اور سوہا کے سر پر بم پھوڑنا تھا۔

کیا ہوا شاہ تم نے کچھ بات کرنی تھی؟ قاسم شاہ نے حیرانگی سے پوچھا کیونکہ گھر آتے ہی ان کو پیغام ملا کہ شاہ سب سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے

جی لیکن پہلے روحی کو آنے دیں شاہ نے سنجیدگی سے کہا

تھوڑی دیر بعد روحی کے ساتھ اس کا ماں اور منگیتر بھی روم میں داخل ہوئے تھے روحی نے ایک نظر سب کے چہروں پر ڈالی اور اپنی ماں کے پاس جا کر بیٹھنے لگی جب شاہ نے اس کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کھڑا کیا

سوہا سامنے کا منظر دیکھ کر جل بھن کر تلملا اٹھی تھی پہلے ہی شاہ کے منہ سے روحی کا نام اسے زہر لگا تھا

قاسم شاہ کی آنکھوں میں غصہ تھا اور روحی کی ماں اور اس کا منگیتر حیرانگی سے شاہ اور روحی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اگر کوئی مطمئن تھا تو وہ صفیہ بیگم تھیں

روحی کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ نظریں اٹھا کر دیکھ لے۔

آپ سب لوگوں کے لیے میرے پاس ایک سرپرائز ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے روحی سے نکاح کر لیا ہے۔

ریان نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

روحی کسی مجرم کی طرح منہ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

یہ کیا بکواس کر رہے ہو ؟ریان شاہ تم اچھے سے جانتے ہو کہ تمھاری منگنی بچپن میں ہی سوہا کے ساتھ ہو گئی تھی۔اور ایک نوکرانی کی بیٹی میری بہو نہیں ہو سکتی ہے۔

قاسم شاہ نے دھاڑتے ہوئے کہا ریان کو غصہ تو بہت آیا لیکن اس وقت اسے ہوش سے کام لینا تھا نا چاہتے ہوئے بھی روحی کی آنکھوں میں. آنسوؤں اگئے تھے۔

شاہ چلتا ہوا قاسم شاہ کے پاس گیا اور ان کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا

ایک نوکرانی کی بیٹی پر آپ گندی نظر رکھ سکتے ہیں ڈیڈ تو وہ میری بیوی کیوں نہیں ہو سکتی

شاہ کا لہجہ طنزیہ تھا جبکہ قاسم شاہ کے پسینے چھوٹ گئے تھے

شاہ نے مڑ کر باقی سب لوگوں کو دیکھا اور کہا

روحی میری بیوی ہے یعنی میری عزت اور یہ میری لائف ہے میں جس مرضی کے ساتھ نکاح کروں کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے پھر چاہیے میں کسی نوکرانی کی بیٹی سے ہی نکاح کیوں نا کروں

میں برداشت نہیں کروں گا کہ کوئی میری بیوی کو کچھ کہے

اور آج سے روحی ریان شاہ ہے قاسم شاہ کے وارث کی بیوی تو جتنی عزت میری کی جاتی ہے میری بیوی کی بھی اتنی ہی عزت کی جائے گی اگر کسی نے اس کے ساتھ بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو اس انسان کو شاہ کے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

شاہ کی باتیں قاسم شاہ کو بہت کچھ باور کروا گئی تھیں۔

ایسے کیسے تم مجھے چیٹ کر سکتے ہو شاہ میں تمھاری منگیتر ہوں بچپن سے تمھارے لیے بیٹھی ہوں اور اس نوکرانی سے نکاح کر کے مجھے ٹھکرا رہے ہو۔

سوہانے نفرت بھرے لہجے میں روحی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

شاہ ایک سیکنڈ سے پہلے سوہا کے سامنے آیا اور سختی سے اس کے جبڑے کو دبوچتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا

میں نے ابھی کیا بکواس کی ہے اگر میری بیوی کے بارے میں کسی نے بھی کچھ بھی غلط بولا تو اس کی جان لینے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤ گا

اور دوسری بات میں نے تمہیں ہمیشہ ایک ہی بات کہی تھی کہ میں اس منگنی کو نہیں مانتا تو تم کیسے کہہ سکتی ہو میں نے تمہیں چیٹ کیا

کیا میں نے تم سے کبھی شادی کا وعدہ کیا یا میں نے کہا کہ میرا انتظار کرنا؟

نہیں نا تو اس میں تمھاری اور میرے باپ کی غلطی ہے جو تم دونوں آپس میں سلجھا لینا۔

شاہ نے غصے سے سوہا کو چھوڑتے ہوئے کہا جو لڑکھڑا کر دو قدم شاہ سے پیچھے جا کھڑی ہوئی

شاہ نے ایک نظر وہاں کھڑے نفوس پر ڈالی اور روحی کا ہاتھ پکڑ کر اسے وہاں سے لے گیا

خالہ یہ سب کیا ہے؟

روحی کے منگیتر نے پوچھا

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی صفیہ بیگم ان کے پاس آگئی تھیں

بیٹا میں بہت شرمندہ ہوں مجھے معلوم ہے روحی آپ کی منگیتر تھی

لیکن اب تو نکاح ہو چکا ہے

صفیہ بیگم نے شرمندگی سے کہا

آنٹی شاید روحی میری قسمت میں نہیں تھی

اب اس کا نکاح ہو چکا ہے تو میں دعا کروں گا کہ وہ آپ کے بیٹے کے ساتھ ہمیشہ خوش رہے

اور بے شک وہ میری منگیتر تھی لیکن میں اپنی کزن کو پسند کرتا ہوں اور آپ کے بیٹے نے روحی سے نکاح کر کے میرا مسئلہ حل کر دیا اس لڑکے نے مسکرا کر کہا۔

صفیہ بیگم کے دل سے بہت برا بوجھ اتر گیا تھا اور نہ انہیں لگ رہا تھا اس لڑکے کے ساتھ غلط ہوا ہے۔

تم اپنی بیٹی کے لیے خوش ہو؟

صفیہ بیگم نے روحی کی ماں سے پوچھا

جی مجھے کیا اعتراض ہو گا اور روحی کو مجھ سے زیادہ آپ نے پیار دیا ہے

اور مجھے پورا یقین ہے کہ شاہ میری بیٹی کا بہت اچھے سے خیال رکھے گا

اور مجھے آپ سے بات کرنی تھی میں اب گاؤں اپنی امی کے پاس جانا چاہتی ہوں

ان کے طبعیت ٹھیک نہیں ہے

میں تو شاہ کے کہنے پر آئی تھی لیکن اب مجھے جانا ہے

روحی کی ماں نے کہا

ٹھیک تم صبح چلی جانا آج رات رک جاؤ روحی سے بھی اچھے سے مل لینا۔

صفیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا

جی بہتر روحی کی ماں نے بھی مسکرا کر کہا

وہ اچھے سے جانتی تھی کہ صفیہ بیگم روحی کو اپنی بیٹی مانتی ہے اور وہ یہاں شاہ کے ساتھ خوش رہے گی۔

اور ویسے بھی روحی اپنی ماں سے زیادہ صفیہ بیگم سے اٹیچ تھی۔

قاسم شاہ اور سوہا غصے میں روم سے نکل گئے تھے۔

شاہ روحی کو اپنے کمرے میں لے آیا تھا جو بیڈ پر بیٹھی رونے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔

کیا مسئلہ ہے؟ تمھارے ساتھ کیوں رو رہی ہو؟

شاہ نے آخرکار اکتا کر پوچھا جو کب سے کھڑا روحی کو روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

روحی نے ایک نظر شاہ کو دیکھا اور پھر رونے لگی۔

روحی اگر تم خاموش نہیں ہوئی تو میں اپنے طریقے سے خاموش کرواؤ گا

شاہ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا جسے خاطر میں لائے بغیر روحی رونے کے شغل میں مصروف رہی۔

ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی شاہ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہااور روحی کو بازو سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑا کیا

اور بنااسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اپنے لبوں سے آنسوؤں کو چننے لگا

شاہ کے ہونٹوں کالمس محسوس کرکے روحی رونا بھول کر دم سادھے کھڑی شاکع دیکھنے لگی۔

اب خاموش کیوں ہو گئی؟

شاہ نے شرارتی انداز میں پوچھا

جو شرم کے مارے نظریں جھکا گئی تھی۔

میری بات دھیان سے سنو روحی تم میرے ڈیڈ اور سوہا سے دور رہو گی چاہے کچھ بھی ہو جائے تم ان دونوں کی بات نہیں مانوں گی

اگر میں نے تمہیں ان دونوں کے ساتھ باتیں کرتے دیکھ لیا تو تم اچھے سے جانتی ہو تمھارا شاہ تمھارے ساتھ کیا کرے گا

شاہ کا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔

آپ میرے کب سے ہو گئے ؟روحی نے سوسو کرتے حیرانگی سے پوچھا

باقی باتوں کو نظر انداز کر کے اس کی سوئی میرے شاہ پر اٹک گئی تھی۔

جب سے ہمارا نکاح ہوا ہے شاہ نے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ لاتے کہا

آج پہلی بار روحی شاہ کو بے حد قریب سے دیکھ رہی تھی۔

مسز ایسے دیکھو گی تو کام خراب ہو جائے گا

شاہ نے روحی کے کالر بون پر اپنا انگوٹھا پھیرتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

شاہ آپ پل میں تولہ اور پل میں ماشا ہوتے ہیں مجھے آپ کی سمجھ نہیں آتی

باہر سب کے سامنے آپ نے کہا کہ میں آپ کی عزت ہوں اور اکیلے میں آپ مجھے میری اوقات یاد دلاتے ہیں

کیوں؟

روحی نے شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بھیگے لہجے میں کہا

جانتا ہوں میں غصے میں اکثر ایسی باتیں بول دیتا ہوں جو تمھارے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہے لیکن آئندہ میں پوری کوشش کروگا کہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نا دو

اور اگر تم میری بات مانتی رہو گی تو تمھارے لیے بھی بہتر ہو گا

لیکن اگر تم نے میری بات نامانی تو میں نہیں جانتا پھر میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا۔

شاہ نے سنجیدگی سے روحی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اگر کوئی ایسی بات ہے جو تمہیں پریشان کرتی ہے تو تم مجھے بتا سکتی ہو

شاہ نے روحی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

روحی کو لگ رہا تھا شاہ کی آنکھیں اس کے اندر تک جھانک رہی ہیں

اس نے پہلے سوچا قاسم شاہ کا بتا دے لیکن شاہ کے غصہ کرنے کے ڈر سے اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

روحی ایک بات یاد رکھنا میں تم پر بہت بھروسہ کرتا ہوں اور اب تم میری بیوی ہو اور ہمیشہ میں تمھارے ساتھ کھڑا رہوں گا

ایک بار اپنے شوہر پر یقین کر کے دیکھنا وہ تمہیں کبھی مایوس نہیں کرے گا۔

شاہ نے عقیدت بھرا لمس روحی کے ماتھے پر چھوڑتے ہوئے کہا۔

روحی کو شاہ کی باتوں کا مطلب تو سمجھ میں نہیں آرہا تھا لیکن اسے شاہ کا خود کے لیے پرواہ کرنا اچھا لگ رہا تھا

شاہ کا موبائل رنگ ہوا تو روحی سے تھوڑا فاصلے پر کھڑے ہو کر اس نے کال اٹینڈ کی اور پھر ایک نظر روحی پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

روحی ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔

مس ایزل آپ سنگل ہیں؟ آکف کے اچانک پوچھے گئے سوال نے ایک پل کے لیے ایزل کو خاموش کروادیا تھا۔

سر میں اپنی پرسنل اور آفیشل لائف کو الگ رکھتی ہوں

ایزل نے سرد لہجے میں کہا

گڈ مجھے آپ کی بات پسند آئی

پھر کبھی باہر کا پروگرام بنالیتے ہیں آرام سے آپ کی پرسنل لائف کے بارے میں بات کرلیں گئے۔

آکف نے ڈھیٹ پن کی ساری حدیں پار کرتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔

ایزل نے پہلے تو حیرانگی سے آکف کی طرف دیکھا پھر بولی

سر آپ اس فائل پر سائن کردیجیے گا

ایزل نے دانت پیستے ہوئے کہا

اور روم سے نکل گئ

عجیب لڑکی ہے

میں نے کون سا ڈیٹ پر چلنے کا کہہ دیا تھا۔

ویسے ڈیٹ پر میں اسے لے جا سکتا ہوں اس میں کوئی برائی بھی نہیں ہے۔

آکف نے سوچتے ہوئے خود سے کہا۔

اور اپنے پلان کو ترتیب دینے لگا۔

آرزو کی کل مہندی تھی سب تیاریوں میں مصروف تھے اگر کوئی غائب تھا تو وہ مان تھا۔

بیگم صاحبہ آپ کا لاڈلہ کہاں ہے اس کی بہن کی شادی ہے اور وہ غائب ہے شاداب ملک نے کہا

شاداب میں نے صبح مان کو دیکھا تھا وہ مجھے بہت ڈسٹرب لگا ہے اور اب بھی غائب ہے

آپ اس سے بات کریں کہ کیا مسئلہ ہے؟

رابعہ نے پریشانی سے کہا۔

رابعہ تم فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو گا پھر بھی تمھاری تسلی کے لیے میں. مان سے بات کرتا ہوں شاداب نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے چلے گئے۔

مان صبح کا گھر سے نکلا ہوا تھا اور اب اپنی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے سگریٹ کے کش لے رہا تھا

اس نہیں معلوم تھا کہ اس نے کتنے سگریٹ پیے ہیں۔

بار بار مہرو کا بے نس سا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آ رہا تھا

بھائی اگر آپ سچ میں مہرو کے مجرم نکلے تو اپنے ہاتھوں سے آپ کو سزا دوں گا اور اگر مہرو جھوٹ بو رہی ہوئی تو اس کی سزا بھی بہت بھیانک ہو گی مان نے کہتے ہی فون پر ایک نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا

رات تک مجھے علیدان ملک کے دونوں دوست عامر اور عمیر کے بارے میں معلومات چاہیے

یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔

اسے اب گھر جانا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی وجہ سے آرزو پریشانی ہو۔

آپ کافی پریشان لگ رہے ہیں اور سوچ رہے ہونگے کہ مجھے آپ کی حرکتوں کے بارے میں کیسے پتہ چلا اور دماغ میں یہ بھی چل رہا ہو گا کہی روحی نے تو نہیں بتا دیا۔

تو بے فکر رہے اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا بلکہ میں نے خود اپنے گناہ گار کانوں سے آپ کی ساری باتیں سنی تھی جب آپ روحی کو دھمکا رہے تھے۔

شاہ نے اپنے باپ کے کمرے میں داخل ہوتے طنزیہ لہجے میں کہا۔

قاسم شاہ نے غصے سے ریان کو دیکھا

میری ایک بات کان کھول کر سن لو شاہ میں تمھارا باپ ہوں اور تم کبھی میرے باپ نہیں بن سکتے۔

اب اگر تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے تو بات کو کھل کر کرتے ہیں روحی میری ہے اور ہمیشہ میری ہی رہے گی۔

تم کب تک اسے مجھ سے بچاؤ گئے

قاسم شاہ نے خباثت سے کہا

مجھے نہیں معلوم تھا آپ اس حد تک گر سکتے ہیں اپنی بہو کے بارے میں بیہودہ بولتے ہوئے آپ کو زرا سی بھی شرم محسوس نہیں ہوئی۔

ریان شاہ نے نفرت بھرے لہجے میں کہا

بلکل بھی نہیں اور میں قاسم شاہ ہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے؟

قاسم شاہ نے ریان کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

آپ کیا کر سکتے ہیں مجھے فرق نہیں پڑا لیکن میری بیوی کو اگر آپ کی وجہ سے ایک خراش بھی آئی تو پھر یاد رکھیے گا ریان شاہ بھی کیا کرتا ہے۔

وہ پھر آپ کے باپ ہونے کا لحاظ بھی نہیں کرے گا

اور آپ تو اچھے سے جانتے ہیں کہ ریان شاہ کی کوئی حد نہیں ہے

ریان شاہ وہ سب کچھ کر دکھاتا ہے جس کی کسی نے امید بھی نہیں کی ہوتی۔

شاہ نے اپنے باپ کو دیکھتے ہوئے کہا

قاسم شاہ نے ریان کی بات کا مطلب سمجھ کر دانت پیسے تھے۔

تم میرے بیٹے ہو اس لیے تمھارا لحاظ کر رہا ہوں قاسم شاہ نے ریان کو گھورتے ہوئے کہا۔

میں بھی ڈیڈ...

ریان نے ڈیڈ پر زور دیتے ہوئے کہا اور دل جلا دینے والی مسکراہٹ قاسم شاہ کی طرف اچھالی۔

آپ اپنی حد میں رہے تو بہتر ہو گا ورنہ آپ اچھے سے جانتے ہیں میں کیا کروں گا

ریان نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور کمرے سے نکل گیا۔

پیچھے قاسم شاہ نے زور سے دیوار پر ہاتھ مار کر غصے کو کنڑول کیا تھا۔

بہت انتظار کیا ہے میں نے شاہ اب اتنی آسانی سے روحی کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا

قاسم شاہ نے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

یار یہ تو بہت اچھی بات ہے میں تمھاری لیے بہت خوش ہوں روحی نے سامنے بیٹھی آرزو کو کہا۔

آرزو نے اسے اپنی شادی کا بتایا تو روحی بہت خوش ہوئی تھی

روحی تمہیں آنا ہے اور اپنے شوہر کو بھی ساتھ لے کر آنا آرزو نے بھی ہلکا سا مسکرا کر کہا اسے روحی اپنے نکاح کا بتا چکی تھی۔

آج کافی دنوں بعد دونوں ایک دوسرے سے بات کر رہی تھیں۔

آرزو شاہ نہیں مانے گئے ویسے ہی سڑیل قسم کے ہیں میری کوئی بات نہیں مانتے روحی نے منہ پھیلاتے ہوئے کہا۔

آرزو بے ساختہ ہنس پڑی تھی۔

تم ہنس کیوں رہی ہوں روحی نے گھورتے ہوئے پوچھا

کچھ نہیں لیکن جو بھی ہو تمہیں آنا ہے ایک تمہیں میری اکلوتی دوست ہو اگر تم نا آئی تو میں کبھی بھی تم سے بات نہیں کروگی

آرزو نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

بھلا میں کیوں نہیں آؤ گی؟ میں ضرور آؤں گی بلکہ شاہ کو بھی ساتھ لے آؤ گی

روحی نے جلدی سے کہا

ایک بات بتاؤ عرشمان کا رویہ تمھارے ساتھ کیسا ہے ؟

روحی نے اس بات سنجیدگی سے پوچھا

روحی تم جانتی ہو وہ اپنی بے عزتی کا بدلا لینا چاہتا ہے

اب وہ کیا کرنا چاہ رہا ہے مجھے نہیں معلوم میں بس اس کے ہاتھ کی کٹ پتلی بن گئی ہوں جیسے وہ کہتا ہے ویسے ہی میں کرتی ہوں

آرزو نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا

آرزو انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا تم بس اچھا سوچو

روحی نے آرزو کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

اوکے اب میں چلتی ہوں ماما سے ضد کر کے ڈرائیور کے ساتھ آئی ہو

رات میں تمھاراانتظار کروگی

آرزو نے روحی کے گلے ملتے ہوئے کہا۔

ہاں میں ضرور آؤں گی روحی نے کہااور آرزو کو دروازے تک چھوڑنے کے لیے چلی گئ۔

شاہ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے

روحی نے شاہ کے پاس بیڈ پر کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے کہا

جو کب سے کمرے سے باہر کھڑے اندر جانے کا سوچ رہی تھی اب ہمت کر کے روم میں داخل ہوئی آرزو کو تو کہہ دیا تھا کہ . شاہ کو بھی ساتھ لے آئے گی لیکن اب گھبرا رہی تھی۔

ہاں کرو میں نے کب تمہیں روکا ہے شاہ نے حیرت کے مارے اپنا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے روحی سے کہا۔

وہ میری بیسٹ فرینڈ کی شادی ہے اور مجھے جانا ہے روحی نے جلدی سے پانا مدا بیان کیا

تو تم مجھ سے اجازت لے رہی ہو؟ شاہ نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا

کس نے کہا میں آپ سے اجازت لے رہی ہوں میں تو ضرور جاؤں گی اور میں یہ کہہ رہی ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلے گئے

روحی نے شاہ کو خوش فہمی کی دنیا سے واپس لاتے ہوئے جلدی سے کہا۔

اور اگر میں تمہیں جانے کی پرمیشن نا دوں تو کیا کرو گی؟

جانِ من شاہ نے روحی کو بازو سے پکڑ کر خود کی طرف کھنچا جو شاہ کے سینے پر جا گری تھی۔

شاہ آپ کسی قسم کی فضول حرکت نہیں کرے گئے روحی نے شاہ کو دیکھتے ہوئے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا۔

شاہ روحی کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا تھا

دیکھو تم مجھے کتنے اچھی طرح جاننے لگی ہو۔

اوکے اب مجھے چھوڑیے روحی نے کہا۔

چھوڑ دوں گا لیکن اسے سے پہلے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا۔

شاہ نے شرارتی لہجے میں کہا

اچھا ٹھیک ہے جلدی بولیے کیا کرنا ہے روحی نے جان جھڑوانے والے انداز میں کہا۔

کِس می شاہ نے روحی کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

کیییییاروحی کو لگا اس نے شاید غلط سنا ہے اس لیے آنکھیں پھاڑے شاہ کو دیکھتے کیا کو لمبا کرتے ہوئے کہا

میں نے کہا کِس می

اس بار شاہ نے کِس پر زور دیتے ہوئے کہا

شاہ آپ تو بے شرم ہے لیکن میں ہر گز نہیں ہوں

چھوڑیے مجھے

روحی نے شاہ سے الگ ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

جب تک ے م میری بات نہیں مانو میں تمہیں خود سے الگ نہیں کروگا

شاہ نے مزے سے کہا

شاہ پلیز مجھے جانا ہے روحی نے معصومیت سے کہا

شاہ کو بھی اس کی شکل دیکھ کر ترس آگیا اور اور اسے مزید تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر کے اس نے روحی کو چھوڑ دیا جو کمرے سے بھاگنے کے چکروں میں تھی

سنو تمہیں چھوڑنے اور واپسی پر لینے بھی میں ہی آؤ گا تم کسی کے ساتھ بھی واپس نہیں آؤ گی

شاہ نے سنجیدگی سے کہا روحی نے اثبات میں سر ہلا اور روم سے باہر چلی گئی۔

مہرو کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟ نایاب نے پریشانی سے پوچھا

آپی آپ کو کیا لگتا ہے کیا معارج میری بات پر یقین کرے گا

مہرو نے بے تاثر نظروں سے نایاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مہرو وہ تم سے محبت کرتا ہے بھلا کیوں نہیں کرے گا وہ تم پر بھروسہ ؟

نایاب نے کہا

آپی یہاں بات اسے کے بھائی کی ہے جو اسے بہت عزیز ہے مہرو نے سرد لہجے میں کہا

مہرو مجھے معارج علیدان سے بہت مختلف لگا ہے بے شک وہ دونوں سگے بھائی ہے لیکن دونوں کی نیچر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

تم نے بہت صبر کیا ہے تھوڑا سا صبر اور کر لو اللہ پر بھروسہ رکھو وہ بہتر کرے گا۔

اور میری شاہ سے بھی بات ہوئی تھی اس نے بھی تمہیں منع کیا ہے کہ دوبارہ کوٹھے پر مت جانا۔

اس میں تمھاری ہی بہتری ہے

اور اگر تم میری رائے لو تو میں بھی تمہیں منع کروں گی کہ اب تم معارج سے پوچھے بغیر کوٹھے پر مت جانا۔

نایاب نے سنجیدگی سے کہا

آپی میں کیوں معارج کی بات مانو جبکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ بھی اپنے بھائی کو ہی سچا سمجھے گا۔ تو کیوں میں اسکی بات مانو؟

مہرو نے غصے میں کہا سب اسے ملک کی بات ماننے کو کہہ رہے تھے جس پر اسے غصہ آرہا تھا۔

مہرو تم نے جہاں اتنا صبر کیا ہے وہاں تھوڑا اور سہی تم نے معارج کو علید ان کی ساری حقیقت بتادی ہے اب اسے واپس آنے دو اور دیکھو وہ کیا کہتا ہے

اگر تو اس نے کہا کہ میرا بھائی ہی ٹھیک کہہ رہا ہے تو پھر جو تمھارا دل کرے وہ کرنا پھر نا تو میں تمہیں روکو گی اور نا ہی شاہ تمہیں روکے گا

ٹھیک ہے

نایاب نے تحمل سے مہرو کو سمجھاتے ہوئے کہا جو شاید سمجھ بھی گئی تھی

اوکے لیکن ابھی میرا دل کہی باہر جانے کو کر رہا ہے کہی باہر چلے یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے خود سے باتیں کر کے اکتا گئی ہوں میں

مہرو نے بات کو بدلتے ہوئے کہا

جس پر نایاب ہنس پڑی ٹھیک ہے چلو ہم دونوں چلتے ہیں اور ڈھیر ساری شاپنگ بھی کریں گئے۔اور خوب ہلہ گلہ کر کے واپس آئے گئے نایاب نے بھی خوشی سے کہا کیونکہ آج پہلی بار مہرو نے خود کہی باہر جانے کی بات کی تھی۔

چاچو جان یہ سب کیا تماشا لگا رکھا ہے شاہ صرف میرا ہے وہ کیسے اس نوکرانی کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

سوہا نے غصے سے ٹہلتے ہوئے کہا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ روحی کی جان لے لیں

صبر کرو بیٹا شاہ پہلے بھی تمھارا تھا اب بھی تمھارا ہی رہے گا

اگر ہم روحی کو اس کی زندگی سے دور کر دیں تو پھر وہ تمھارے پاس ہی آئے گا

قاسم شاہ نے کمینگی سے کہا

اس وقت بھی وہ خود کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اس طرح روحی کو حاصل کرنے میں آسانی ہوتی۔

کیا مطلب ؟سوہا نے ناسمجھی سے قاسم شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ہمیں بس روحی کو شاہ سے الگ کرنا ہے اور شاہ کے دل میں روحی کے لیے نفرت پیدا کرنی ہے پھر وہ خود ہی روحی کو چھوڑ دے گا

قاسم شاہ نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

لیکن ہمیں کرنا کیا ہو گا؟

سوہا نے قاسم شاہ کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا

روحی کے کریکٹر کو شاہ کے سامنے مشکوک بنانا ہوگا پھر دیکھنا شاہ کیا کرتا ہے وہ میرا بیٹا ہے اور مجھے اچھے سے معلوم ہے کہ کس طرح روحی کے لیے شاہ کے دل میں نفرت ڈالنی ہے۔

قاسم شاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور آگے کا پلان سوہا کو بتانے لگا۔

مہرو نے کافی شاپنگ کی تھی اور آج ہر چیز اپنی پسند کی لی تھی۔

معارج کے آدمی نے بتا دیا تھا کہ مہرو کسی لڑکی کے ساتھ گئی ہے معارج کے وہاں پہنچے تک مہرو واپس آچکی تھی نایاب دوبارہ کوٹھے پر جا چکی تھی۔

کہاں گئی تھی تم۔۔۔۔؟؟؟

ماں کی سرد سی آواز نے ایک پل کے لیے مہرو کو ڈرا دیا تھا

وہ پوچھ تو عام سے لہجے میں رہا تھا لیکن مہر واچھے سے جانتی تھی معارج ملک کا لہجہ عام ہر گز نہ تھا۔۔۔

تم . کیا جن کی طرح اچانک نازل ہو جاتے ہو؟

مہر و نے مان کی بات کو اگنور کرتے ہوئے کہا

میں نے کچھ پوچھا ہے مہر و ڈارلنگ

معارج نے مہر و کے تاثرات کو دیکھتے ہوئے کہا

مجھے کچھ ضروری کام تھا اور میں آپ کو بتانا بہتر نہیں سمجھتی۔۔۔!!!

مہر و نے اپنے خوف پر قابو پاتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا اور معارج کے دائیں جانب سے نکلنے لگی

جب معارج نے مہر و کو کمر سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا مہر و نے معارج کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے سے بچایا تھا
دونوں کی نظریں کچھ پل کے لیے ملی مہر و نے فوراً اپنی نظریں جھکا لیں۔۔۔

مجھے ہر گز پسند نہیں ہے کہ کوئی بھی میری بات کو نظرانداز کرے میں نے پوچھا تم کہاں گئی تھی تو جواب دینا تم پر فرض ہے مسز معارج ملک۔۔۔۔!!!

اس بار ملک نے سخت لہجے میں کہا مہرو کو ملک کی انگلیاں اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

ملک مہرو کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا جہاں خوف کے ساتھ پریشانی بھی واضح تھی مہرو کی حالت دیکھ کر ملک کا شک اب یقین میں بدل گیا تھا دونوں میں فاصلہ نا ہونے کے برابر تھا۔۔۔۔

میں آپ کو بتانا پسند نہیں کرتی مسٹر ملک۔۔۔۔!!!

مہرو نے خود میں حوصلہ پیدا کرتے ہوئے اپنی نظریں ملک کے چہرے پر گاڑھتے ہوئے کہا جبکہ مہرو کی بات سن کر معارج ملک کے ہونٹ ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔۔

میرے دل کی دھڑکن تم پسند کرو یا نا کرو جواب تو پھر بھی تمہیں مجھے دینا ہو گا چاہے تمھاری مرضی ہو یا نا ہو مجھے فرق نہیں پڑتا اور تمھاری جان میں اس وقت تک نہیں چھوڑو گا جب تک تم میرے سوال کا جواب نہیں دے دیتی اور تم اچھے سے جانتی ہو کہ تمھارا شوہر کتنا ضدی ہے۔۔۔۔!!!

ملک نے مہرو کی آنکھوں میں خود کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا ملک کی بے باک نظروں نے مہرو کو اپنی آنکھیں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

مہرو ڈارلنگ اگر تم چاہتی ہو کہ اسی طرح میں پورا دن تمہیں اپنی بانہوں میں بھر کر کھڑا رہوں تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن تمہیں ضرور ہوگا۔۔۔۔!!!

ملک نے مہرو کے کان کے پاس سر گوشی میں کہا جس سے اس کے ہونٹ ہلکے سے مہرو کے کان سے ٹکرائے تھے مہرو ایک دم کانپ سی گئی تھی۔۔۔۔

وہ میں۔۔۔۔!!!

مہرو نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بات کا آغاز کیا کیونکہ وہ جانتی تھی ملک جو کہہ رہا ہے وہ سو فیصد درست ہے اس لیے سچ بتانے میں ہی بہتری ہے ملک کی نظر مہرو کے ہونٹوں پر آ ٹھہری تھیں جیسے محسوس کرتے ہوئے مہرو مزید گھبراہٹ کا شکار ہو رہی تھی ملک کی قربت ہمیشہ مہرو کو کنفیوز کر دیتی تھی۔۔۔

ہاں تم۔۔۔۔!!!

ملک نے مہرو کے ہونٹ کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔!!!

اس سے پہلے مہرو اپنی بات مکمل کرتی کسی نے اتنی زور سے دروازہ نوک کیا جیسے باہر والے کے پیچھے کسی نے کتے چھوڑ دیے ہوں ملک نے غصے سے دروازے کو دیکھا اور مہرو کو چھوڑ کر کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا مہرو نے سکون کا سانس لیا۔۔۔

یہ مت سمجھنا تم مجھ سے بچ گئی ہو بعد میں بات کرتا ہوں۔۔۔۔!!!

معارج نے سنجیدگی سے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف اپنے قدم بڑھا دئے۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ ملک نے دانت پیستے ہوئے سامنے کھڑے شاہ کو کہا جو چہرے پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ لیے کھڑا تھا۔

اب میری بہن کا نکاح ہو گیا ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے میں اس سے ملنے بھی نہیں آؤں گا

شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

اور روم میں داخل ہوا

مہرو شاہ کو. دیکھ کر خوش ہوئی تھی

کیسے ہو شاہ؟

مہرو نے شاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو سب ٹھیک ہے تمہیں یہاں کوئی مسئلہ تو نہیں ہے

اگر یہ تمہیں تنگ کرتا ہے تو مجھے ابھی بتادو تمھارے سامنے اس کا منہ توڑ دوں گا

شاہ نے آتے ہی سوالوں کی بوچھاڑ کرتے سنجیدگی سے کہا

اس سے پہلے مہرو کوئی جواب دیتی

معارج کی آواز نے دونوں کو خود کی طرف متوجہ کیا

واہ کیا ہی کہنے آپ کے شاہ صاحب میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر آپ میرا امنہ توڑنے کی بات کر رہے ہیں واہ

معارج نے شاہ کو گھورتے ہوئے کہا

اسے شاہ کا مہرو کو اپنی بہن کہنا اچھا لگا تھا اسے کو لگتا تھا کہ شاہ مہرو کو پسند کرتا ہے لیکن اب سب کلیر ہو گیا تھا۔

ملک صاحب جو میں کہہ رہا ہوں وہ کر بھی سکتا ہوں پھر چاہے میں تمھارے گھر ہی کیوں نا کھڑا ہوں شاہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

سو شاہ صاحب اب آپ کا اپنی بہن سے ملنے کا وقت ختم ہو گیا ہے مجھے ابھی بیوی سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے سو نیکسٹ ٹائم اگر آپ کو اپنی بہن سے ملنا ہو تو ملک ویلا کا رخ کر لیجیے گا

کیونکہ دو دنوں بعد میں مہرو کو اپنے گھر لے کر جا رہا ہوں۔

معارج نے عام سے لہجے میں کہا شاہ کو اتنی حیرت نہیں ہوئی تھی جتنی مہرو کو ہوئی تھی جو آنکھیں پھاڑے مان کو دیکھ رہی تھی۔ میں ضرور آؤ گا معارج ملک

شاہ نے چمکتی آنکھوں سے مان کو دیکھتے ہوئے کہا

مہرو اپنا خیال رکھنا شاہ نے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے ہلکا سا مسکرا کر اثبات میں ہلایا جو ابھی بولنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔

شاہ جو دیکھنے آیا تھا وہ دیکھ چکا تھا اور مطمئن بھی تھا۔

شاہ کے جاتے ہی مان مہرو کی طرف مڑا تھا۔

اب مجھے بتاؤ کہاں گئی تھی؟ معارج نے پھر سے اپنا سوال دہرایا

میں نایاب کے ساتھ مارکیٹ گئی تھی

اور میں تمھارے ساتھ تمھارے گھر ہر گز نہیں جاؤ گی

مہرو نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا

اوکے جیسی تمھاری مرضی اور اگر مارکیٹ ہی گئی تھی تو بیگم صاحبہ آرام سے بتا دیتی

مان نے گھورتے ہوئے کہا

اور ہاں اگر تم آرام سے نامانی تو پھر میں تمہیں زبردست لے جاؤں گا۔

معارج نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا

تم جانتے ہو نا کہ تمھارے بھائی نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟اور اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہے تو......

اس سے پہلے مہر واپنی بات مکمل کرتی مان نے مہرو کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مزید کچھ بھی کہنے سے روکا تھا

کس نے کہا کہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں ہے

تمھاری کہی ایک ایک پر پر مجھے یقین ہے

تمھارے ساتھ علیدان ملک نے غلط کیا

اسے سزا ضرور ملے گی لیکن تمہیں بھی میرا ساتھ دینا ہوگا۔

مان نے سنجیدگی سے کہا جبکہ مہرو حیرانگی سے معارج کو دیکھ رہی تھی۔

تمہیں اپنے بھائی سے زیادہ مجھ پر یقین ہے؟ کیوں؟

مہرو نے حیرانگی سے پوچھا

دل تو پہلے ہی تمھارے حق میں گواہی دے رہا تھا لیکن میں بنا کسی ثبوت کے کسی پر الزام نہیں لگا سکتا تھا اس لیے میں نے عامر سے بات کی اس نے مجھے سارے سچ سے آگاہ کیا

مہرو میں وعدہ کرتا ہوں بہت جلد تمھاری بیٹی کع تمھارے پاس لے آؤ گا۔

بس مجھ پر بھروسہ رکھنا میری بہن کی شادی ہے اگر تم آنا چاہو تو آسکتی ہو

اگر نہیں تو دو دن بعد میں تمہیں لینے آؤ گا اپنے سسرال میں جانے کے لیے تیار رہنا

معارج نے مہرو کے ماتھے پر عقیدت بھرا بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

مہرو نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھی آج معارج نے اسے غلط ثابت کر دیا تھا شاہ ٹھیک کہہ رہا تھا کہ دونوں بھائی ایک جیسے نہیں ہے

دل خوشی سے بھی جھوم رہا تھا کہ اب وہ اپنی بیٹی سے ملے گی

مہرو معارج پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن دل مطمئن تھا۔

اپنا خیال رکھنا جاناں

مان نے پیار سے کہا اور وہاں سے جانے لگا

اگر تم بھی اپنے بھائی کی طرح نکلے تو؟ مہرو کی آواز نے مان کے چلتے قدموں کو روکا تھا

آج اپنے بھائی کی وجہ سے مان مہرو سے نظریں بھی نہیں ملا پا رہا تھا یہ بات وہی جانتا تھا کہ کس طرح دوبارہ مہرو کے سامنے آنے کی اس نے ہمت کی تھی

جب اسے عامر نے ساری سچائی بتائی تھی علید ان سے پہلے معارج نے عمیر کی دھلائی کرنے کا سوچا تھا۔

مان چلتا ہوا مہرو کے سامنے کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا

اس ہاتھ کا استعمال کرنا

میرا چہرہ ہمیشہ حاضر رہے گا اور میں کبھی بھی تمہیں نہیں روکوں گا۔

لیکن مجھ سے الگ ہونے کی بات مت کرنا تمہیں چھوڑنے کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مان نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو دھندلاتی آنکھوں سے مان کو دیکھ رہی تھی۔

تم چاہتی ہو میں ابھی تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤ؟ مان نے مہرو کے آنسو کو صاف کرتے ایک آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا

مہرو نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا

معارج مہرو کی شکل دیکھ کر ہنس پڑا تھا اس نے مہرو کو سینے سے لگایا اور اس کے بالوں پر اپنے لب رکھ دیے۔

چلتا ہوں میں اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور ہاں یاد کر سکتا ہوں اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہے۔

مان نے شرارتی لہجے میں کہا مہرو کے گھورنے پر مان ہنسنے لگا اور وہاں سے چلا گیا

دونوں ابھی اس بات سے واقف نہیں تھے کہ علیدان دونوں کی زندگی میں کیا زہر گھولنے والا ہے۔

اگر وہ مہرو کی جان لینے کے لیے گھر میں آگ لگا سکتا ہے تو وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔

شاہ چلیں....

روحی نے اپنے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے آئینے میں شاہ کو دیکھ کر کہا۔

جو روحی کو سبز رنگ کی شلوار قمیض میں دیکھ کر دھنک رہ گیا تھا اس کی نظریں پلٹنے سے انکاری ہو گئیں۔

روحی نے ہلکا پھلکا میک کیا تھا بالوں کو کھلا چھوڑے وہ شاہ کے ہوش اڑا رہی تھی

شاہ چلیں میں لیٹ ہو رہی ہوں

روحی نے خود کو ایک بار پھر آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

شاہ روحی کی آواز پر چونکا اور ہوش میں آتے ہی چھوٹے چھوٹے قدم لیتا عین روحی کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا اگر روحی زرا سا بھی پیچھے ہٹتی تو شاہ کے سینے سے جا ٹکراتی

جان من اس طرح تیار ہو کر میرے سامنے آؤ گی تو میرا ارادہ بدل بھی سکتا ہے

شاہ نے روحی کی گردن سے بال پیچھے کرتے اس کے کندھے پر. تھوڑی رکھتے ہوئے کہا۔

روحی نے گھبرا کر سامنے آئینے میں دیکھا شاہ آنکھوں میں خمار لیے روحی کو ہی دیکھ رہا تھا۔

روحی نے اپنی نظریں جھکا لیں تھیں۔اس وقت شاہ کو روحی ایک معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔

تو پھر کیا خیال ہے ؟شاہ نے روحی کے کان کے پاس سرگوشی نما پوچھا

اور اپنے دانتوں سے ہلکا سا روحی کے کان کی لو کو دبایا

روحی ایک دم کانپ سی گئی تھی

شاشاہ روحی نے بمشکل شاہ کو لڑکھڑاتی زبان سے پکارا

سن رہا ہوں شاہ نے نے آہستگی سے کہا اور اپنے ہونٹوں سے روحی کی گردن کو ٹچ کیا

شاہ کے تپش دیتے لمس سے روحی کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اس سے پہلے شاہ مزید کوئی گستاخی کرتا سوہا بنا نوک کیے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی تھی اور سامنے کا منظر دیکھ کر جھل بھن گئی تھی

شاہ نے غصے میں سوہا کو دیکھا جو کھڑی روحی کو گھور رہی تھی

لگتا ہے تمہیں تمیز بھی سیکھانے پڑے گئے مس سوہا

شاہ نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

شاہ مجھ تم سے ضروری بات کرنی ہے

سوہا نے شاہ کی بات کو اگنور کرتے ہوئے کہا

اووو پھر تمہیں تھوڑا انتظار کرنا پڑے گا ابھی میں اپنی بیوی کے ساتھ باہر جا رہا ہوں شاہ نے روحی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اسے لے کر کمرے سے نکل گیا۔

سوہا نے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر غصے کو کنٹرول کیا تھا

کر لوں روحی تم جتنے عیش کرنا چاہتی ہو کر لو

سوہا نے غصے اور نفرت کے ملے جلے لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گئی۔

آرزو نے پیلے رنگ کا خوبصورت سا شرارہ زیب تن کیا ہوا تھا بنا میک اپ کے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

روحی بھی اس کے ساتھ ہی تھی شاہ اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا

مان اور آکف سارے انتظامات دیکھ رہے تھے۔علیدان کا کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے

آرزو روحی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ملک ویلا میں ہی مہندی کا فنکشن رکھا گیا تھا۔

روبینہ بیگم تو پھولے نہیں سما رہی تھی انہوں نے آرزو کو ہمیشہ اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے سوچا تھا۔

لیکن جب اسکی منگنی سفیان کے ساتھ ہو گئی تو روبینہ بیگم کافی مایوس ہو گئی تھیں

لیکن ان کو آرزو کی خوشی عزیز تھی

لیکن شاید آرزو ان کے بیٹے عرشان کی قسمت میں تھی

اور اب آرزو ان کی بہو بن کر ان کے گھر آنے والی تھی

سوائے عرشان کے سب یہاں موجود تھے

خیر و عافیت کے ساتھ مہندی کا فنکشن اپنے اختتام پر پہنچ چکا تھا۔

مہندی پر گھر کے لوگ ہی شامل تھے باہر سے کوئی نہیں آیا تھا۔

روحی رابعہ اور روبینہ بیگم سے ملی تھی دونوں کو روحی بہت پسند آئی تھی

فضا تو علیدان کی راہ تک رہی تھی جو نا جانے کہا چلا گیا تھا۔

کومل تو مان کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھی..

علیدان ایک بار بھی مان کے سامنے نہیں آیا تھا اور یہ علیدان کے لیے ہی بہتر تھا ورنہ وہ اپنا غصہ کنٹرول نا کر پاتا۔

روحی نے جب مان کو دیکھا اور اسے آرزو نے بتایا کہ یہی اس کا بھائی ہے معارج ملک تو روحی کو کافی حیرانگی ہوئی تھی۔

لیکن اس نے سوچ لیا تھا شاہ کو ہرگز نہیں بتائے گی ورنہ وہ روحی کو بھی آنے نہیں دے گا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی شاہ کو پتہ چل چکا ہے کیونکہ جب وہ روحی کو چھوڑنے آیا تھا تو ملک ویلا کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

اس کی شاداب ملک کے ساتھ بھی اچھی بات چیت تھی اور کچھ دن پہلے انہوں نے بھی شاہ کو مدعو کیا تھا اب تو شاہ کا بھی شادی میں آنا ضروری تھا۔

بس کچھ وقت اور پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے جب تمھارا دلہا ہی زندہ نہیں رہے گا پھر شادی کس سے کرو گی ڈارلنگ

سفیان نشے میں دھت آرزو کی تصویر کو دیکھتے ہوئے باتیں کر رہا تھا

تو یہاں مجھے مارنے کی پلاننگ ہو رہی ہے؟ عرشمان کی آواز پر سفیان نے دھندلاتی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے عرشمان کو دیکھا جو اسے دھندلا نظر آرہا تھا۔

کون ہو تم؟ سفیان نے لڑکھڑاتی زبان میں پوچھا اور کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن دوبارہ صوفے پر گر گیا۔

تجھے میں نے صرف تین دن غائب کرنا ہے تاکہ تو میری شادی میں کوئی پھڈا نا ڈالے اور پھر بعد میں میں تجھے دیکھ لوں گا تیری طرف میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں عرشمان نے دانت پیستے ہوئے کہا

اور ہاتھ کے اشارے سے کسی کو اندر آنے کا کہا

یہ معارج کے آدمی تھے اور عرشمان یہ سب معارج کے کہنے پر ہی کر رہا تھا

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سفیان کچھ نا کچھ ضرور کرے گا

معارج کے آدمیوں نے سفیان کو بیہوش کیا اور وہاں سے لے گئے

چونکہ سفیان اس وقت اپنے فارم ہاؤس پر اکیلا تھا تو آسانی سے اسے یہاں سے لے جایا جا سکتا تھا۔

صائم کافی دنوں سے کوٹھے پر نہیں گیا تھا۔

اب بھی ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا ویسے تو مہندی کے فنکشن میں اس کا کوئی کام نہیں تھا اس لئے گھر سے نکل آیا

کافی دیر بے مقصد سڑک پر گاڑی دوڑاتا رہا اور آخر تھک ہار کر اس نے گاڑی کوٹھے والے راستے پر ڈال دی۔

پیچھلے کافی دنوں سے اس نے خود کو نایاب سے ملنے سے روکا تھا لیکن اب اسکا صبر جواب دے چکا تھا

وہ جانتا تھا کافی رات ہو چکی ہے لیکن کوٹھے پر اس وقت ہی تو رونق ہوتی تھی

کوٹھے کے باہر گاڑی روک کر کافی دیر صائم بیٹھا یہی سوچتا رہا تھا کہ اندر جائے یا نا جائے

آ گیا تیرا دیوانہ شبنم نے نحوست سے کھڑکی سے باہر کھڑی صائم کی گاڑی کو دیکھتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ یہاں آنے جانے والوں کی اچھے سے خبر رکھتی تھی۔

کیا مطلب؟ نایاب نے نا سمجھی کے تاثرات چہرے پر لاتے ہوئے پوچھا

جبکہ اس کا دل زور سے دھڑکا تھا

جاخود ہی دیکھ لے شبنم نے گھورتے ہوئے کہااور کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئ۔

صائم نے خود میں ہمت پیدا کی اور کوٹھے کے اندر داخل ہوا

اسے باقی کسی سے بھی کوئی غرض نہیں تھا۔

اس لیے سیدھا نایاب کے کمرے میں گیا

جو اپنے کمرے سے نکلنے کے چکر میں تھی اور جلد بازی میں صائم کے سینے سے جا ٹکرائی

صائم نے اسے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچایا۔

نایاب نے ہڑ بڑا کر صائم کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں محبت کے جلتے دیے لیے نایاب کو یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

نایاب کے دل کو کچھ ہوا تھا اس سے صائم کی تکلیف نہیں دیکھی جا رہی تھی آج اس بات کا بھی انکشاف اس پر ہوا تھا۔

اسی وقت اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔

صائم ابھی بھی کھوئے ہوئے انداز میں نایاب کو دیکھ رہا تھا نایاب نے صائم کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پیچھے دھکیلا تو صائم ہوش کی دینا میں لوٹا

کیسی ہو؟ صائم نے نایاب. کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ایک دم فٹ

تم کافی دنوں بعد کوٹھے پر آئے ہو

مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی۔

نایاب نے اپنا رخ تبدل کرتے ہوئے کہا

وہ نہیں جانتی تھی کہ جو وہ بات کہنے جارہی ہے اس پر صائم کا کیا ردعمل ہوگا

صائم نا سمجھی سے نایاب کو دیکھ رہا تھا

نایاب مڑی اور صائم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی

کیا تم مجھ سے شادی کرو گئے ؟

نایاب کے سوال پر صائم کی پوری آنکھیں کھل گئی تھیں

مان مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی اگر تم فری ہو تو؟

شاداب ملک نے معارج کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو ٹیرس پر کھڑا امہر و کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا

ڈیڈ یہ بھی پوچھنے والی بات ہے انفیکٹ مجھے بھی آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔

مان نے سنجیدگی سے کہا۔

ٹھیک ہے لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ تمھارے اور علیدان کے بیچ سب ٹھیک ہے ؟

شاداب ملک نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا

نہیں ڈیڈ میرے اور علیدان ملک کے درمیان کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے مان نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا

آج پہلی بار مان نے بھائی کہنے کی بجائے علیدان کہا تھا جس پر شاداب کو کافی حیرانگی ہوئی تھی۔

کیا مطلب؟

شاداب ملک نے پریشانی سے پوچھا

کیونکہ ان کو اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ ضرور کوئی بڑا مسئلہ ہے

ڈیڈ آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے؟

مان نے سوال کے بدلے سوال پوچھا

بلکل ہے بیٹا شاداب نے کہا

کیا آپ میرا ہمیشہ ساتھ دیں گئے؟ مان کے دوسرے سوال پر شاداب نے سنجیدگی سے اسے دیکھا

اگر تم رائٹ پر ہوئے تو میں تمھارا ساتھ ضرور دوں گا پھر چاہے مجھے اپنی فیملی کے خلاف ہی کیوں نا کھڑا ہونا پڑے

میں ہمیشہ سے یہی کوشش کرتا آیا ہوں میری یا میری فیملی کی وجہ سے کسی کو کوئی مسئلہ پریشانی نا ہو

اور میں ہمیشہ حق اور سچ بات کا ساتھ دیتا ہوں۔

شاداب ملک نے سنجیدگی سے کہا

آئی نو ڈیڈ مجھے معلوم تھا آپ یہی کہے گئے لیکن ابھی آپ کسی سے بھی کسی قسم کی بات نہیں کرے گئے

علیدان ملک سے بھی نہیں

وقت آنے پر میں آپ کو سب کچھ بتا دو گا

مان نے سڑک پر چلتی گاڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

میں انتظار کروگا شاداب ملک نے مسکراتے ہوئے کہا

ڈیڈ آئی لو یو

مان نے شاداب کے گلے لگتے ہوئے کہا

لو یو ٹو مائی سن شاداب نے مان کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

تم مجھ سے شادی کیوں کرنا چاہتی ہو اور اگر میں انکار کر دوں تو؟

صائم نے سنبھلتے ہوئے کہا

ایک انجانی سے خوشی اسے محسوس ہوئی تھی۔

انکار بھی کر سکتے ہو کوئی زبردستی نہیں ہے اور دوسری بات یا تو مجھ سے شادی کر لو یا پھر کوٹھے پر آنا چھوڑ دو میں نہیں جانتی کیوں لیکن مجھ سے تمھاری تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔

اگر تمہیں ایک طوائف کے ساتھ شادی کرنے میں مسئلہ نہیں ہے لوگوں کی باتوں کو برداشت کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے

اور پھر تم دوسری شادی بھی کر سکتے ہو میری طرف سے اجازت ہو گی

نایاب نے سنجیدگی سے صائم کو دیکھتے ہوئے کہا

کیوں نہیں دیکھ سکتی تم مجھ تکلیف میں؟ صائم نے باقی ساری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے نایاب کا رخ خود کی طرف کرتے پوچھا

دونوں کی نظریں ایک پل کے لیے ملی تھی نایاب نے اپنی نظریں جھکا لیں وہ زیادہ دیر صائم کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔

میں نہیں جانتی

لیکن مجھے جواب چاہیے اگر تمھارا جواب نا میں ہوا تو تم میرے کسی کام میں دخل اندازی نہیں کرو گئے اور دوبارہ مجھے کبھی اپنی شکل بھی نہیں دکھاؤ گئے

نایاب نے اپنی بات مکمل کی اور کمرے سے جانے لگی

جب صائم نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا

میں تیار ہوں

صائم کی سنجیدہ سی آواز نایاب کے کانوں میں پڑی تو اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھیلے تھے

ایک اور بات تم کبھی بھی مجھے دوسری شادی کی جازت نہیں دو گی

صائم نے چمکتی آنکھوں سے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

صائم جتنا کچھ نایاب کو سنا چکا تھا اس میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی کہ وہ نایاب سے شادی کی بات کر سکے

اور نایاب نے خود شادی کی بات کر کے صائم کی مشکل آسان کر دی تھی اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ لوگ کیا کہے گئے

اس نے پہلے بھی لوگوں کی پرواہ نہیں کی تھی تو اب کیوں کرتا۔

ابھی میں چلتا ہوں اور میرا انتظار کرنا۔ بہت جلد واپس آؤں گا۔

صائم نے مسکراتے ہوئے کہا نا جانے آج کتنے دنوں بعد وہ دل سے مسکرایا تھا۔

نایاب صائم کی مسکراہٹ میں کھو سی گئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی کب صائم اسکے دل کے قریب آگیا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھی کہ . ادے لوگوں کی باتوں کو بھی برداشت کرنا پڑے گا لیکن وہ صائم کی خوشی کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی

تمھاری بہن کی مہندی ہے اور تم یہاں نشے میں دھت پڑے ہوئے ہو

عمیر نے علیدان کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

تو میرا ایک کام کرے گا

علیدان نے لڑکھڑاتی زبان میں عمیر کو دیکھتے ہوئے کہا

کیا؟ عمیر نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

اس لڑکی کو کسی طرح میرے پاس لے آ

علیدان نے کہا

کونسی لڑکی؟ عمیر نے حیرانگی سے پوچھا

نایاب...

مہرو کی کمزوری ہے وہ نایاب کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہو جائے گی مجھے پورا یقین ہے وہ میری بات بھی مان لے گی

اور کچھ دن ہم لوگ بھی مزے کر لیں گئے

علیدان نے خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور وائن کے گلاس کو دوبارہ لبوں سے لگایا۔

یہ تو ہے وہ بھی کمال کی آئٹم ہے۔ عمیر نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔اسے علیدان کی بات سمجھ میں آگئی تھی۔

تو فکر مت کر کل ہی میں کچھ کرتا ہوں

عمیر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اگر عامر بھی ہمارے ساتھ ہوتا تو اسے بھی عیش کرواتے لیکن اسے تو نیک بننے کا بھوت سوار تھا

عمیر نے نحوست سے کہا

چھوڑ دے اس کو وہ ہم دونوں سے الگ ہے اور ہمیشہ روک ٹوک کرتا رہتا تھا

علیدان نے بھی بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے لڑکھڑاتی زبان میں کہا۔

عامر ان دونوں سے دوستی ختم کر چکا تھا۔

اس نے بہت کوشش کی کہ دونوں سیدھے راستے پر چل پڑے لیکن شاید ان دونوں کا سدھرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لیے خاموشی سے پیچھے ہٹ گیا تھا

ماں کہاں ہوتے ہو تم آجکل نظر نہیں آتے علیدان نے ماں سے پوچھا جو اسے دیکھ کر گزرنے لگا تھا لیکن علیدان کے مخاطب کرنے پر رک گیا

میں یا آپ بھائی جان کل ہماری بہن کی مہندی تھی لیکن اسکا بڑا بھائی پوری رات نا جانے کہاں غائب تھا۔

ماں نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے پوچھا

علیدان کو آج ماں کی ٹون کچھ لگ ہی لگی تھی۔

وہ میرے فرینڈ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا تو جانا ضروری تھا علیدان نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا

اووو عمیر کا ہوا ہے یا عامر کا وہ ٹھیک تو ہے

مان نے ہمدردی جتاتے ہوئے پوچھا جبکہ وہ جانتا تھا کہ علیدان جھوٹ بول رہا ہے۔

نا عمیر کا ہوا ہے نا عامر کا میرے اُس فرینڈ کے بارے میں تم نہیں جانتے

علیدان نے سنجیدگی سے کہا

مجھے کچھ ضروری کام ہے تو میں چلتا ہوں علیدان نے جلدی سے کہا اور ایک سیکنڈ سے پہلے وہاں سے چلا گیا

بہت پچھتانے والے ہیں آپ بہت زیادہ مان نے علیدان کی پشت کو گھورتے ہوئے کہا۔

بس اسے آرزو کی شادی ختم ہونے کا انتظار تھا ایک بار وہ مہرو کو اس گھر میں لے آتا پھر علیدان سے بھی نپٹ لیتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی بہن کی شادی میں کسی قسم کی بدمزگی پیدا ہو

آج بارات تھی۔آرزو نے سرخ رنگ کا لانگ فراک زیب تن کیا ہوا تھا جس پر گولڈن کام ہوا تھا

بیوٹیشن نے اپنی ہاتھوں کے جادو سے آرزو کو مزید خوبصورت بنا دیا تھا

ہر ایک کی نظر آرزو پر آکر ٹھہر رہی تھی

دونوں کا نکاح ظہر کے وقت ہی ہو چکا تھا چونکہ گھر والوں کو ان کے نکاح کا معلوم نہیں تھا اس لیے دوبارہ ان دونوں کا نکاح ہوا تھا۔

عرشان بھی اپنی پوری وجاہت کے ساتھ آرزو کے ساتھ بیٹھا کسی شہزادے سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ جس نے سکن شلوار قمیض اور ساتھ سکن ہی واسکٹ پہنی ہوئی تھی

آرزو نے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا جو بھی آتا وہ اس کا گھونگھٹ اٹھا کر دیکھتا تھا یہ بھی عرشان کا حکم تھا

جسے آرزو نے ماننا تھا

آکف اور صائم نے براؤن رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی آستین کو فولڈ کیے آکف بہت پیارا لگ رہا تھا۔

معارج نے کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی

یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ شاہ نے بھی کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی شاہ اور معارج دونوں نے چادر بھی کندھے پر رکھی تھی

لیکن ابھی دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی تھی

روحی نے بلیک کلر کی ساڑھی پہنی تھی جس میں وہ شاہ کو بہت خوبصورت لگ رہی تھی

ساڑھی صفیہ بیگم نے اسے گفٹ کی تھی جو اس پر کافی جچ رہی تھی

روحی آتے ہی آرزو کے پاس چلی گئ

شاداب شاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے دونوں باتیں کر رہے تھے شاداب نے معارج کو آتے ہوئے دیکھا تو دونوں کو باتیں کرنے کا کہہ کر وہاں سے چلے گئے مان ریان کو یہاں دیکھ کر حیران ضرور ہوا تھا

آج تو بڑے بڑے لوگ ہمارے گھر تشریف لائے ہیں ویسے مجھے امید تو نہیں تھی کہ آپ یہاں تشریف لائے گئے لیکن آپ نے یہاں آکر میری سوچ کو غلط ثابت کر دیا۔

مان نے مسکراتے ہوئے ریان کو کہا جو معارج کی بات سن کر خود بھی ہنس پڑا تھا۔

اب کیا کرے زندگی میں بہت سے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں. جس. کے بارے میں. انسان نے کبھی سوچا نہیں ہوتا

اب مجھے بھی آنا پڑا انکل کو میں انکار نہیں کر سکا ریان نے کہا۔

دونوں بلیک کلر کی شلوار قمیض میں ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہے تھے دونوں کی پرسنیلٹی کسی کو بھی متاثر کر سکتی تھی۔

اس سے پہلے معارج کوئی جواب دیتا صائم نے مان کو مخاطب کیا خالو جان بلا رہے ہیں

اوکے صائم شاہ صاحب کے اہتمام میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔اچھے سے دھیان رکھنا

مان نے ریان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مسکراتی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

مان کے جاتے ہی ریان کی نظر علیدان پر پڑی تھی اس کا دل کیا تھا ابھی جا کر اس کی جان لے لیں

کسی معصوم کی زندگی تباہ کر کے کتنے سکون سے اپنی زندگی گزار رہا تھا۔

لیکن اب اسے صبر کرنا تھا جو کام وہ خود نہیں کر سکا تھا اسے پوری امید تھی کہ وہ کام اب مان ضرور کرے گا۔

ریان نے علیدان سے نظریں ہٹا کر روحی پر ٹکادی تھی جو کسی بات پر ہنس رہی تھی

تمہیں تو آج میں بخشنے والا نہیں ہوں ریان نے مسکراتے ہوئے سوچا اور صائم سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔

آرزو کو عرشان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا روحی بھی اس کے ساتھ ہی تھی باقی سارے باہر جا چکے تھے آرزو نے تھوڑی دیر کے لیے روحی کو اپنے پاس روک لیا تھا

روحی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

آرزو نے پریشانی سے سے روحی کو کہا

یار سب ٹھیک ہو گیا تو اتنی ٹینشن کیوں لے رہی ہے

روحی نے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

روحی یہ نارمل شادی نہیں ہے یار مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

آرزو نے بے چارگی سے روحی کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

یار وہ تمہیں پسند کرتا ہے میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا ہے

اور اب مجھے چلنا چاہیے عرشان آتا ہی ہو گا

تم اپنا خیال رکھنا

روحی نے پیار سے آرزو کے گلے لگتے ہوئے کہا

اور کمرے سے نکل گئ

شاہ روحی کا ہی انتظار کر رہا تھا

اپنی فرینڈ کے سامنے اپنے شوہر کو تو تم بھول ہی جاتی ہو

شاہ نے دانت پیستے ہوئے غصے سے کہا

سوری شاہ چلیں اب آپ ہی باتیں کر کے ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں روحی نے مسکرا کر کہا

کیا؟ میں ٹائم ویسٹ کر رہا ہوں تمھاری وجہ سے مجھے ملک کے گھر آنا پڑا ہے اور اس جاہل کی شکل بار بار دیکھ کر میرا خون کھول رہا تھا۔

شاہ غصے میں مزید کچھ کہتا جب روحی نے شاہ کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

کیا ہو گیا ہے شاہ آپ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں اور مان بھائی تو اتنے اچھے ہیں ان سے آپ کو کیا مسئلہ ہے ؟

روحی نے حیرانگی سے پوچھا

شاہ نے پہلے روحی کے اپنے سینے پر رکھے ہاتھ کو دیکھا پھر اس کے چہرے کو دیکھ کر ہنس پڑا۔

میں تمھارے مان بھائی کی بات بھی نہیں کر رہا ڈارلنگ اب چلو یہاں سے

شاہ نے سنجیدگی سے کہااور روحی کو وہاں سے لے گیا۔

پہلے شاداب ملک شاہ کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے لیکن ان کو بھی ایک ضروری کام یاد آگیااور وہ شاہ سے معذرت کرتے وہاں سے چلے گئے۔

شاہ روحی کی ضد پر مان کے گھر آیا تھا

شاہ یہاں بیٹھا بور ہو رہا تھااور روحی آنے کا نام نہیں لے رہی تھی اور علیدان کی شکل دیکھ کر اد کے غصے میں مزید اضافہ ہو رہا تھا

مان پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا شاہ کو وہ ہال میں ہی نظر آیا تھا اس کے بعد وہ اسے کہی نظر نہیں آیا

مان سیدھا مہرو کے پاس گیا تھا۔ مہرو سو چکی تھی۔ سوتے ہوئے بہت معصوم لگ رہی تھی۔

مان نے پیار سے مہرو کے ماتھے پر بوسہ دیااور اس کا سر اپنے سینے پر رکھ کر لیٹ گیا۔

اور آگے کیا کرنا ہے اس کے بارے میں سوچنے لگا

مہرو تھوڑا کسمسائی تھی لیکن گہری نیند میں ہونے کی وجہ مان کی موجودگی کو محسوس نہیں کر سکی۔

مان نے مسکرا مہرو کو دیکھااور اس کے ہونٹوں پر ہلکا سا بوسہ دے کر خود بھی آنکھیں موندے سونے کی کوشش کرنے لگا۔

عرشمان کے کمرے کو سرخ گلاب سے سجایا گیا تھاآرزو پوری رات عرشمان کاانتظار کرتی رہی تھی لیکن وہ کمرے میں نہیں آیا تھا

آخر تھک ہار کر آرزو نے اپنا زیور اتارااور بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹ گئ

آنکھوں کے کونوں سے آنسو نکل کراس کے رخسار پر بہہ رہے تھے

اسے نہیں معلوم تھااس کی چھوٹی سی غلطی کی اسے اتنی بڑی سزا ملے گی

آگے زندگی کیسی گزرنے والی تھی آرزو کو معلوم نہیں تھا

اگلے دن نایاب اکیلی مارکیٹ گئی تھی اظہر بھی کسی کام کے سلسلے میں باہر گیاہوا تھا۔

نایاب رکشے میں بیٹھی تو رکشہ آدھے راستے میں جاکر رک گیا تھا۔

کیاہوابھائی رکشہ کیوں روک دیا

نایاب نے حیرانگی سے پوچھا

باجی لگتاہے ٹائیر میں کوئی مسئلہ ہوگیاہے۔

آپ بھی زرا باہر نکل آئے میں چیک کرلوں

رکشے والے نے کہاتو نایاب رکشے سے باہر نکل آئی۔

اتنے میں اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کااحساس ہوااس سے پہلے نایاب پیچھے مڑ کر دیکھتی کسی نے اس کی ناک پر رول رکھادیااور کچھ ہی سیکنڈ میں نایاب عمیر کی بازوں میں جھول گئ

بہت خوب یہ رہے تمھارے پیسے اور کسی کو پتہ نہیں چلناچاہیے کچھ دنوں کے لیے تم کوٹھے کے پاس نظر نہیں آؤگے

عمیر نے رکشے والے کو کہا

جو پیسے لے کر وہاں سے چلا گیا

اسے عمیر نے ہی وہاں کھڑا کیا تھا اس نے سوچا تھا کچھ دن انتظار کرنا پڑے گا پتہ نہیں کب نایاب کوٹھے سے باہر نکلتی ہے لیکن اس نے آج ہی باہر نکل کر عمیر کا مسئلہ حل کر دیا تھا

عمیر نے نایاب کو اپنی گاڑی کی پیچھلی سیٹ پر لیٹایا اور اسے وہاں سے لے گیا

نایاب کی جب آنکھ کھلی تو اس نے خود کو زمین پر پایا اس کا سر بہت دکھ رہا تھا آہستہ آہستہ اسے سب یاد آنے لگا نایاب نے سامنے بیٹھے سگریٹ پیتے عمیر کو دیکھا

کون ہو تم؟ نایاب نے اپنے گھومتے سر اور بمشکل اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا

پہچانا مجھے؟

عمیر نے خباثت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

نایاب نے اپنے دماغ پر زور ڈالا تو اسے یاد آیا کہ یہ علیدان کا دوست ہے۔ جو اکثر کوٹھے پر آتا تھا

کیوں لائے ہو مجھے یہاں ؟نایاب نے اس بار پوری آنکھیں کھولتے ہوئے پوچھا

ارادے تو میرے بہت نیک ہے ڈارلنگ اگر تم سننا چاہتی ہو تو ٹھیک ہے

عمیر نے کہااور گھٹنوں کے بل نایاب کے پاس بیٹھ گیاجو کھسک کر تھوڑا پیچھے ہٹی تھی

لیکن پیچھے دیوار ہونے کی وجہ سے وہی رک گئ۔

نایاب کو وہ وقت یاد آگیا تھاجب وہ اپنے گھر سے بھاگی تھی

اُس وقت بھی اپنی عزت کو بچانے کے لیے بھاگناپڑا تھالیکن اب تو اسے بھاگنے کا کوئی راستہ بھی نظر نہیں آرہا تھا۔

تم وہ واحد بندی ہو جسے مہرو دل و جان سے چاہتی ہے اگر تم ہمارے پاس ہو گی تو ہم اس سے کچھ بھی کروا سکتے ہیں

اور جب تک تم. ہمارے پاس رہو گی ہم بھی تم سے فائدہ اٹھائے گئے

عمیر نے کمینگی سے کہا

نایاب کو عمیر کے ارادوں سے اب ڈر لگ رہا تھا۔

تم بہت پچھتاؤ گئے

نایاب نے نفرت بھرے لہجے میں کہا

تمھارے جیسی لڑکی کے لیے تو میں ساری عمر پچھتانے کے لیے تیار ہوں مہرو تو میرے ہاتھ سے نکل گئی لیکن تم میری مرضی کے بغیر یہاں سے کہی نہیں جاسکتی

عمیر نے اپنا ہاتھ نایاب کے چہرے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جیسے نایاب نے غصے میں جھٹک دیا تھا

اگر مجھے چھونے کی کوشش کی تو تمھاری جان لے لوں گی

نایاب نے غصے سے کہا اور وہاں اٹھنے لگی

کہاں بھاگ رہی ہے تو عمیر نے نایاب کا بازو پکڑتے ہوئے کہا

جس نے دوسرے ہاتھ سے عمیر کو ایک زوردار تھپڑ رسید کیا۔

کمینی تیری اتنی ہمت تو نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا اب دیکھ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں

عمیر نے غصے میں کہا

اور نایاب کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بیڈ تک لایا۔

صائم کا دل صبح سے بے چین۔ تھا اس نے سوچا تھا آرزو کی شادی ہو جائے پھر کوثر بیگم سے نایاب سے شادی کی بات کرے گا اور پھر ہی کوٹھے پر جائے گا

لیکن دل کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی

اس لیے اس نے نایاب سے ملنے کا سوچا

کوٹھے پر پہنچتے ہی اسے سلمیٰ بائی نے بتایا کہ نایاب مارکیٹ گئی تھی اور ابھی تک واپس نہیں آئی

کیا مطلب ؟ کہاں گئ ہے وہ؟ تین گھنٹوں سے وہ لاپتہ ہے اور تم لوگوں نے اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی

صائم نے غصے سے کھولتے ہوئے کہا

پنکی کو بھیجا ہے میں نے وہ بہت جلد معلوم کر کے بتادے گی

اور جس رکشے میں اکثر وہ مارکیٹ جاتی ہے وہ رکشے والا بھی غائب ہے ورنہ وہ یہی کوٹھے کے باہر کھڑا ہوتا ہے۔

سلمیٰ بائی نے جلدی سے کہا۔

صائم نے غصے سے سلمیٰ بائی کو دیکھا اور کوٹھے سے نکل گیا

عرشمان پوری رات گھر سے باہر رہا تھا۔

اور سگریٹ پر سگریٹ پیے جا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اپنے اس عمل سے وہ آرزو کو بہت تکلیف دے رہا ہے لیکن اپنی انا بھی درمیان میں آ رہی تھی۔

عرشمان نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موندے ایک سال پہلے کی واقعہ کے بارے میں سوچنے لگا۔

عرشمان کی فیملی کینیڈا جا چکی تھی لیکن اس نے جانے سے منع کر دیا تھا کہ وہ اسی یونی میں پڑھنا چاہتا ہے۔

آرزو اور عرشمان ایک ہی یونی میں جاتے تھے

یونی ایک ہی تھی لیکن کلاسز کا فرق تھا

سفیان بھی یہی پڑھتا تھا اس کی ایک گرل فرینڈ بھی تھی جس کا نام ردا تھا۔ لیکن یہ بات کسی کو معلوم نہیں تھی

سفیان آرزو کو پسند کرتا تھا لیکن اسے عرشمان کا آرزو کو پسند کرنا ایک آنکھ بھی نہیں بہاتا تھا

سفیان ہمیشہ آرزو کے ساتھ رہنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا

ردا نے بھی یہ بات محسوس کہ تھی۔ عرشمان وہاں آرزو کے علاوہ کسی بھی لڑکی کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا

آرزو ہمیشہ عرشمان کو اپنا بیسٹ فرینڈ مانتی تھی۔

پھر ایک دن ردا نے سفیان سے بات کی کہ کیوں وہ اسے اگنور کرتا ہے

سفیان نے صاف صاف اسے بتادیا کہ وہ آرزو کو پسند کرتا ہے تو بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھ سے دور رہو۔

لیکن جب ردا نے کہا کہ وہ سفیان کے بچے کی ماں بننے والی ہے تو سفیان تو بوکھلا ہی گیا تھا۔

اس وقت اس نے ایک پلان بنایا

دیکھو عرشمان اچھے خاندان کا ہے اور مجھے بھی معلوم ہے کہ تم بھی اسے پسند کرتی ہوں میں تمھاری آنکھوں میں اس کے لیے پسندیدگی دیکھ چکا ہوں۔

اگر تم میری بات مانو تو تمھارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

اور اگر تم مجھ سے اس بات کی امید رکھتی ہو کہ میں اس بچے کو اپنا نام دوں گا تو ایسا کبھی نہیں ہو گا

اور تم کسی کے پاس بھی جاؤ مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن اگر تم میری بات مانو تو تمہیں عرشمان مل سکتا ہے اور وہ بھی تمہیں اپنانے پر مجبور ہو جائے گا

سفیان نے چمکتی آنکھوں سے ردا کو دیکھتے ہوئے کہا

ردا کو بھی معلوم تھا کہ سفیان اسے کبھی بھی نہیں اپنائے گا اور اگر اسے عرشمان مل رہا تھا تو اس میں کچھ غلط بھی نہیں تھا

ٹھیک ہے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہو گا؟

ردا نے سفیان سے پوچھا تو وہ اسے اپنے پلان کے بارے میں بتانے لگا

اگلے دن آرزو بیٹھی رجسٹر پر کچھ لکھ رہی تھی اور ردا بھی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی

اور باتیں کرنے لگی آرزو کو کچھ دنوں سے ردا کچھ مرجھائی سی لگی تھی۔

عرشمان نہیں آیا؟

ردا کے اچانک سوال پر آرزو نے حیرانگی سے ردا کو دیکھا

ہاں اسے کچھ کام تھا آرزو نے کہا اور دوبارہ اپنے رجسٹر پر جھک گئی۔

تھوڑی دیر وہاں بیٹھنے کے بعد ردا وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھی

اگلے کچھ دن آرزو نے عرشمان اور ردا کو ایک ساتھ دیکھا

آرزو کو کافی حیرانگی بھی ہوئی تھی۔

ناچاہتے ہوئے بھی آرزو کے اندر تجسس پیدا ہوا تھا کہ وہ پتہ تو لگائے کہ مسئلہ کیا ہے۔

کیونکہ اسے عرشمان کی عادت پڑ گئی تھی اب وہ جب بھی کسی دوسری لڑکی کی طرف دیکھتا بھی تو آرزو کو برا لگتا تھا۔

عرشان اور ردا کو آرزو نے کلاس روم میں جاتے ہوئے دیکھا

جو خالی تھی۔

آرزو کو اپنے پیچھے آتے ردا دیکھ چکی تھی۔

یہی تو وہ چاہتی تھی

کیا بات کرنی تھی تم نے مجھ سے عرشان نے سنجیدگی سے پوچھا

تھوڑے فاصلے پر کھڑی آرزو بھی ان کی باتیں سن رہی تھی عرشان کی آرزو کی طرف پشت تھی

تم رات کیوں نہیں آئے؟ ردا نے پوچھا

تمہیں میں پہلے بھی نا آنے کی وجہ بتا چکا ہوں اور ایک بات کو بار بار دہرانے کا میں قائل نہیں ہوں میرے پاس تمھارے ساتھ ویسٹ کرنے کے لیے ٹائم نہیں ہے اس لیے جو کہنا ہے جلدی کہو

عرشان نے کوفت سے کہا

میں آج ابوریشن کروانے والی ہوں

ردا نے سنجیدگی سے کہا

تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے ان سب میں اس معصوم کا کیا قصور ہے ؟ تم ایسا کچھ نہیں کروگی میں کچھ کرتا ہوں

عرشان نے غصے میں کہا۔ اسے سفیان اور ردا دونوں پر غصہ آرہا تھا۔

کچھ دن پہلے ردا نے عرشان کو بتایا کہ وہ سفیان کے بچے کی ماں بننے والی ہے اور سفیان نے اسے اپنانے سے منع کر دیا ہے

اور وہ عرشان کی مدد چاہتی تھی کہ وہ سفیان سے بات کرے

پہلے تو عرشان نے منع کر دیا اس کا دل کہہ رہا تھا کہ اس معاملے سے پیچھے رہے لیکن ردا کو بے بس اور روتے ہوئے دیکھ کر اس نے ردا کی مدد کرنے کا سوچا وہ نہیں جانتا تھا اس کی مدد اس کے اپنے گلے کا پھندا بن جائے گی

آرزو نے دونوں کی باتوں کا جو مطلب اخذ کیا تھا وہ سراسر غلط ہے تھا پھر وہ وہاں رکی نہیں تھی وہاں سے چلی گئ تھی

رداجو کرناچاہ رہی تھی کر چکی تھی عرشان کے لیے وہ آرزو کے دل میں بدگمانی ڈال چکی تھی۔

اب بس زاتی طور پر اس نے آرزو سے ملنا تھااور اسے مزید بدگمان کرنا تھا۔

تو بتاؤ پھر کیا کروں میں سفیان میری کالز اٹینڈ نہیں کر رہا پھر کیا کروں میں؟

ردانے آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے میں آج ہی سفیان سے بات کرتا ہوں عرشان کہتے ہی کلاس روم سے نکل گیا

ردانے اس کے جاتے ہی اپنے آنسو صاف کیے اور چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لیے ہنس پڑی۔

آرزو کو بہت برا لگا تھا وہ غصے میں بنا عرشان کو بتائے یونی سے نکل آئی تھی۔

اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ عرشان ایسا بھی کچھ کر سکتا ہے۔

آرزو انہی سب باتوں میں الجھی ہوئی تھی جب اسے ردا کی کال آئی جو اس سے مل کر بات کرنا چاہتی تھی۔

آرزو نے کہہ دیا کہ وہ کل مل سکتی ہے آج ممکن نہیں ہے ردا کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

ردا نے ایک ریسٹورنٹ کا نام بتایا اور فون بند کر دیا

ردا پل پل کی خبر سفیان کو دے رہی تھی۔

سفیان کو عرشان کی آئی جو اس سے ضروری بات کرنا چاہتا تھا

کس بارے میں ؟سفیان نے انجان بنتے پوچھا

ردا کے بارے میں عرشان نے خشک لہجے میں کہا

میں اس کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا تو بہتر یہی ہو گا تم بھی اس معاملے سے دور رہو

سفیان نے غصے میں کہا اور فون بند کر دیا۔

عرشمان کا دل کر رہا تھا جا کر سفیان کا سر پھاڑ دے

اگلے دن ردا آرزو سے ملنے اسی ریسٹورنٹ میں آئی۔

کیا بات کرنی تھی تم نے؟ آرزو نے سنجیدگی سے پوچھا

میں بات کو گھومانا نہیں چاہتی

میں جانتی ہوں عرشمان تمہارا کزن ہے اور تم دونوں بیسٹ فرینڈ بھی ہو

لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ کس طرح میں تمھیں بتاؤ

اگر تم نے میری بات پر بھروسہ نہیں کیا تو؟ ردا نے چہرے پر پریشانی کے تاثرات لاتے ہوئے بے بسی سے کہا

تم جو بھی کہنا چاہتی ہو کہو میں سن رہی ہو آرزو نے سپاٹ لہجے میں کہا

کہی نا کہی وہ جان گیٔ تھی کہ ردا کیا بات کرنے والی ہے

میں عرشان کے بچے کی ماں بننے والی ہوں

لیکن وہ مجھے اپنانا نہیں چاہتا ہم نے اپنے ریلیشن کو سب سے چھپا کر رکھا تھا اور ایسا کرنے کا مجھے عرشان نے کہا تھا

ردا نے روتے ہوئے کہا

جبکہ آرزو نے خود کو رونے سے باز رکھا تھا لیکن پھر بھی اس کی آنکھوں کے کونے بھیگ چکے تھے۔

اگر اس نے دونوں کی باتیں نا سنی ہوتی تو کبھی یقین نا کرتی لیکن ردا نے اسے اپنی رپورٹ بھی دکھائی تھی

جو کہ نقلی تھی اور اس میں صاف لکھا تھا کہ یہ بچہ عرشان کا ہے۔

رپورٹ کو پڑھتے ہوئے آرزو کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔

میں عرشمان سے بات کروں گی آرزو نے آہستگی سے کہا

نہیں تم اس سے کچھ نہیں کہوں گی۔

میں کل ایک بار پھر اس سے بات کروگی اگر وہ نامانا تو پھر تم اس سے بات کرنا

ردا نے آپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

جبکہ آرزو نے پانی کے گلاس کو لبوں سے لگا کر ایک ہی سانس میں سارا پی لیا تھا۔

دل نا جانے کیوں کہہ رہا تھا کہ یہ سب غلط ہے لیکن ثبوت اس کے سامنے تھا

اور کچھ دنوں سے عرشمان کا ردا کے ساتھ ہونا اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا تھا کہ یہ سب سچ ہے

اب میں چلتی ہوں ردا نے کہا اور وہاں سے چلی گئ

آرزو کچھ دیر کے لیے وہی بیٹھی رہی تھی اس کو اپنی ٹانگوں دے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

اگلے دن عرشان کو آرزو کچھ خاموش سی لگی تھی اس کے سوالوں کا ٹھیک سے جواب بھی نہیں دے رہی تھی۔

عرشان کو کچھ تو کھٹک رہا تھا اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ. کچھ غلط ہونے والا ہے۔

یونی میں داخل ہوتے ہی سارے سٹوڈنٹس عرشان کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ایسا لگتا تو نہیں تھا دیکھو تو سہی معصوم شکل کے پیچھے ایک درندہ چھپا ہوا تھا۔اور اب نا اپنے بچے کو اپنا رہا ہے اور ناہی رداسے شادی کر رہا ہے۔

دو لڑکیاں ایک دوسرے سے بات کر رہی تھیں آرزو نے دونوں کی بات سن کر کڑوا گھونٹ بھرا تھا

لیکن اسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ پوری یونی کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی

اس سے پہلے آرزو مزید کچھ اور سوچتی ردا ہاتھ میں وہی رپورٹ پکڑے عرشمان کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر گھٹیا انسان ہو

ردا نے غصے سے رپورٹ عرشمان کے منہ پر پھینکتے ہوئے کہا سارے سٹوڈنٹ ان دونوں کی طرف متوجہ تھے

آرزو نے ردا کو روکنے کی کوشش کی کیونکہ جو بھی تھا عرشمان اس کا کزن تھا اور وہ نہیں چاہتی تھی پوری یونی کے سامنے اس کی بے عزتی ہو

لیکن ردا نے آرزو کو اگنور کرتے ہوئے عرشمان کو دیکھا جو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا

یہ کیا بدتمیزی ہے عرشمان نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے پوچھا

اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ میں تمھارے بچے کی ماں بننے والی ہوں اور جب میں نے تم سے بات کی تو تم نے ماننے سے ہی انکار کر دیا اور تم نے ہی مجھے کہا تھا ابھی ہم پڑھ رہے ہیں اس لیے اپنے افیر کے بارے میں کسی کو نہیں بتائے گئے

ردا نے روتے ہوئے کہا

سارے سٹوڈنٹس کی آنکھوں میں ردا کے لیے ہمدردی تھی

سفیان نے پہلے ہی یونی کے ایک دو ایسے سٹوڈنٹ کو ردا اور عرشمان کا بتا بتا دیا تھا جو پوری یونی میں کسی بھی خبر کو آگ کی طرح پھیلاتے تھے۔

عرشمان کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی تھی وہ اس لڑکی کی مدد کر رہا تھا اور وہ لڑکی پوری یونی کے سامنے اس پر بیہودہ الزام لگا رہی تھی۔

عرشمان نے غصے میں ایک زوردار طمانچہ ردا کے چہرے پر رسید کیا۔ایک دم وہاں خاموشی چھا گئی تھی۔

آرزو اپنے منہ پر ہاتھ رکھے عرشمان کو دیکھ رہی تھی جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ردا کی جان لے لیں

اتنے میں پرنسپل صاحب بھی وہاں آ گئے تھے

یہ کیا ہو رہا ہے؟پرنسپل کی کرخت آواز نے عرشمان کو خود کی طرف متوجہ کیا

تم دونوں میرے آفس میں آؤ

پرنسپل نے کہااور وہاں سے چلے گئے

عرشان نے ایک نظر اپنے ارد گرد ڈالی سارے سٹوڈنٹس اسے حقارت سے دیکھ رہے تھے

عرشان کی عزت کو اس لڑکی نے پل بھر میں مٹی میں ملادیا تھا

ردانے جاتے ہوئے آرزو کا ہاتھ پکڑا اور اسے بھی ساتھ لے گئی

عرشان آرزو اور رداس وقت پرنسپل کے آفس میں موجود تھے ردا آرزو کے ساتھ چپک کر کھڑی تھی

آپ لوگوں نے یونیورسٹی کو تماشا بنا رکھا ہے اپنے پرسنل میٹر یونی سے باہر رکھا کرے آپ لوگ یہاں پڑھنے آتے ہیں نا کہ رشتے ڈھونڈنے اور یہ کیا بیہودگی پھیلائی ہوئی ہے تم لوگ جھوٹے بچے ہو

صحیح غلط کا فرق بھول گئے ہو اور کیوں اپنے ماں باپ کی عزت کو پامال کرنا چاہتے ہو

سکول کالج اور یونیورسٹی میں یہ سب تو نہیں سیکھایا جاتا۔

پرنسپل نے غصے سے عرشمان اور ردا کو دیکھتے ہوئے کہا

اتنے میں معارج ملک پرنسپل کے آفس میں نوک کر کے داخل ہوا تھا

چاچو یہاں نہیں ہوتے اس لیے میں ان کی جگہ یہاں آگیا۔

معارج نے سلام کرنے کے بعد پرنسپل کے سامنے بیٹھے ہوئے سنجیدگی سے کہا

پرنسپل نے ردا کے گھر بھی فون کیا تھا لیکن اس کے والدین ملک سے باہر گئے ہوئے تھے۔

پرنسپل نے رپورٹ کو معارج کے سامنے رکھا اور اور ساری بات معارج کو بتادی جو بنا کسی تاثر کے پرنسپل کی بات سن رہا تھا۔

ردا اس بارے میں آپ دونوں کے علاوہ اور کون جانتا تھا؟

پرنسپل نے پوچھا ردا نے آرزو کی طرف دیکھا اور اسکا نام لیا

معارج ابھی بھی سنجیدگی سے رپورٹ کو دیکھ رہا تھا۔

آرزو

رداجو کچھ بھی کہہ رہی ہے کیا وہ سچ ہے؟

پرنسپل نے آرزو سے پوچھا

عرشان کو پورا یقین تھا کہ آرزو عرشان کے حق میں گواہی دے گی لیکن آرزو کے جواب نے عرشان کو توڑ دیا تھا۔

سر ردا سچ بول رہی ہے اور میں نے خود دونوں کو باتیں کرتے بھی سنا تھا اور اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ردا نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے

آرزو نے مضبوط لہجے میں کہا اور دوبارہ عرشان کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

آرزو کے جواب ہر عرشان کے چہرے پر تلخ سی مسکراہٹ رینگی تھی۔

مسٹر ملک میں آپ کے بھائی کو یونی سے نکال رہا ہوں مجھے ان کے فیوچر کی ٹینشن ہے اس لیے میں نے کوئی سخت فیصلہ نہیں لیا۔

لیکن اب یہ دونوں اس یونیورسٹی میں نہیں پڑھ سکتے

تھینک یو سر معارج نے سنجیدگی سے کہا اور عرشمان کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

آرزو ردا کو وہاں سے لے گئی تھی۔جو رونے کا کام سرانجام دے رہی تھی

جس نے بھی عرشمان اور ردا کی ویڈیو بنائی تھی پرنسپل نے ہر ایک کے موبائل سے اسے ڈیلیٹ کر دیا تھا۔

یہ کیا ہے عرشمان؟ماں نے عرشمان کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا

جو سپاٹ چہرا لیے کھڑا تھا۔بھائی میں کسی قسم کی صفائی نہیں دینا چاہتا اور میں کل ہی انگلینڈ چلا جاؤ گا

عرشمان نے سرد لہجے میں کہا۔

مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی ماں نے کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

عرشمان وہی پاس پڑی کرسی پر ڈھ سا گیا تھا۔ردا کے ساتھ آرزو نے بھی اسے رسوا کیا تھا

ایک بار اگر وہ عرشمان سے بات کر لیتی تو بات اتنی آگے نا پہنچتی ردا تو قصور وار تھی ہی آرزو بھی اس میں برابر کی شریک تھی جس نے پورا سچ جاننے کی کوشش نہیں کی۔اور عرشمان پر الزام لگا دیا

مان کو پورا یقین تھا کہ عرشمان ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا لیکن رپورٹ اس کے سامنے تھی اور آرزو نے بھی گواہی دی تھی

لیکن پھر بھی مان ایک بار کنفرم کرنا چاہتا تھا۔اس لیے اسی ہسپتال گیا جہاں سے ردا نے رپورٹس بنوائی تھیں

اور مان کو زیادہ محنت کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑی تھی کیونکہ پیسہ سب کچھ کروا دیتا ہے۔

مان کو یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ یہ رپورٹس نقلی ہیں۔اور ہو سکتا ہے آرزو کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہو۔

رات کومان نے آرزواور عرشمان کواپنے کمرے میں بلایااوران دونوں کوسچ بتایا

عرشمان آنکھوں میں محبت لیے مان کودیکھ رہا تھا کیونکہ اسنے خود کو بے قصور ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن اس کے بھائی نے سب سنبھال کیا تھا۔

عرشمان میں شرمندہ ہوں ان چند گھنٹوں کے لیے جس میں میں نے تمہیں غلط سمجھا لیکن میرا دل کہہ رہا تھا کہ میرا چھوٹا بھائی کبھی بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا

لیکن پھر بھی جو کچھ ہوا اس سے تم بہت زیادہ ہرٹ ہوئے ہوا گر میری کوئی بھی بات بری لگی ہو تو بڑا بھائی سمجھ کر معاف کر دینا۔

مان نے سنجیدگی سے کہا

عرشمان مان کے گلے لگ گیا

بھائی آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ نے ہی تو مجھے اس بے قصور ثابت کیا ہے۔

عرشمان نے کہا۔

کل میں پرنسپل سے بات کروں گااوران کو حقیقت سے بھی آغا کردوں گا

مان نے ہلکاسامسکرا کر کہا

وہ توٹھیک ہے بھائی لیکن میں کل کی فلائٹ سے انگلینڈ جارہاہوں ماما کو بھی میں بتاچکاہوں۔اب میں باقی کی سٹڈی وہی مکمل کروں گا

عرشان نے سنجیدگی سے کہا۔

ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی

مان نے عرشان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا

اور کمرے سے نکل گیا کیونکہ اس کا موبائل رنگ ہوا تھا

عرشان نے ایک نظر آرزو پر ڈالی جو بت بنی کھڑی تھی۔

عرشان وہاں سے جانے لگا کہ آرزو ہوش میں آئی اور بے ساختہ اسے پکارا اٹھی

ایم سوری

آرزو کی شرمندگی بھری آواز سن کر عرشمان اس کی طرف مڑا اور تمسخرانہ انداز میں بولا

مجھے اب تمھاری شکل سے بھی نفرت ہے آرزو ملک اور کوشش کرنا کہ جب تک میں یہاں ہوں مجھے اپنی شکل مت دیکھنا ورنہ میں نہیں جانتا میں کیا کر بیٹھو گا

مجھے ذلیل کرنے میں ردا کے ساتھ تم بھی برابر کی شریک ہو۔

عرشمان نے انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں کہا

آرزو آنکھوں میں آنسو لیے وہی کھڑی رہی تھی وہ جانتی تھی بہت بڑی غلطی وہ کر چکی ہے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا

اگلے دن مان نے پرنسپل کو سب کچھ بتا دیا تھا پرنسپل بھی شرمندہ تھے انہوں نے ردا کو یونی سے نکال دیا تھا

آہستہ آہستہ پوری یونی میں بھی یہ بات پھیل گئی تھی کہ ردا نے جھوٹ بولا تھا۔

رداسفیان کے کہنے پر اپنی خالا کے پاس لندن چلی گئی تھی۔سفیان نے اسے زبردستی یہاں سے بھیجا تھا اگر وہ سچ بتادیتی تو سفیان کے لیے مشکل پیدا کر سکتا تھا

سفیان کو اپنا پلان خراب ہونے کا افسوس ہوا تھا لیکن اسے ایک بات کی خوشی تھی کہ عرشمان یہاں سے جا چکا ہے اب اس کا راستہ صاف تھا

پھر اس نے کچھ ماہ بعد اپنے والدین سے آرزو کے مطلق بات کی اور دونوں کی منگنی ہو گئی تھی۔

عرشمان کے خیالات میں خلل اس کے زور سے بجتے موبائل نے ڈالی تھی

اس نے آنکھیں کھول کر موبائل کو دیکھا جہاں آکف لکھا آرہا تھا

عرشمان نے لمبا سانس کھیچا اور موبائل آف کر دیا وہ جانتا تھا کہ آکف نے اسے کیوں فون کیا ہے

روحی جب گھر پہنچی تو کافی رات ہو چکی تھی

روحی کو پانی کی طلب محسوس ہوئی تو جگ میں پانی نہیں تھا۔

روحی کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف چلی گئی

شاہ کو کچھ ضروری کام یاد آگیا تھا اس لیے وہ روحی کو گھر چھوڑ کر چلا گیا

روحی گلاس میں پانی ڈال رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا

روحی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اسے لگا شاہ ہے

لیکن اپنے کان کے پاس قاسم کی آواز سن کر روحی ڈر کے مارے اچھل پڑی تھی

آپ ؟روحی نے قاسم شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جو گہری نظروں سے روحی کو دیکھ رہا تھا جس نے ابھی تک چینج نہیں کیا تھا اسی ساڑھی میں ملبوس تھی۔

ویسے خوبصورت تو تم تھی ہی لیکن ساڑھی میں تو جان لیوا لگ رہی ہو

قاسم شاہ نے بے باکی سے کہا

روحی کا چہرہ غصے اور شرمندگی سے سرخ ہو گیا تھا۔

روحی بنا کچھ کہے وہاں سے جانے لگی جب قاسم نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا

روحی نے اس بار بنا قاسم کی عمر کی پرواہ کیے بغیر اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ دے مارا

قاسم کو روحی سے اس قسم کے ردعمل کی توقع نہیں تھی

روحی نے بنا کچھ بولے بہت کچھ باور کروا دیا تھا

اس نے ایک نفرت بھری نگاہ قاسم پر ڈالی اور وہاں سے چلی گئ۔

قاسم شاہ کا تو خون کھول اٹھا تھا

تیری اتنی مجال تو نے مجھے قاسم شاہ کو تھپڑ مارا اب دیکھ میں تیرے ساتھ کیا کرتا ہوں

قاسم نے غصے کہا۔

مہرو کی آنکھ اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش کے احساس سے کھلی تھی۔

اس نے اپنے دائیں جانب دیکھا تو معارج میٹھی نظروں سے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔

معارج کو دیکھتے ہی مہرو کی دلخراش چیخ پورے کمرے میں گونجی تھی۔

جاناں ابھی میں مرنا نہیں چاہتا اور کیا اتنی ڈراؤنی شکل ہے میری کہ تم مجھے دیکھ کر ڈر گئی۔

مان نے مہرو کو گھورتے ہوئے کہا

جواب اپنا سانس درست کر رہی تھی جو ڈر کے مارے تیز ہو گیا تھا

تم کب آئے؟ مہرو نے اپنے ڈوپٹے کی تلاش میں ارد گرد نظریں گھماتے ہوئے پوچھا

معارج مہرو کی نظروں کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا تلاش ک رہی ہے

۔کیونکہ اس کا گلہ بہت گہرا تھامان کی بار بار نظر بھٹک کر وہی جا رہی تھی

مان نے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے دوپٹہ اس کی طرف اچھالا جسے اس نے جلدی سے اوڑھ لیا۔

جاناں میں تو رات کا یہی ہو لیکن تمہیں ہی ہوش نہیں تھا۔

مان نے پیار سے کہا۔

اور جلدی سے فریش ہو کر آؤ میں نے ناشتہ بنا دیا ہے

مان نے مہرو کو کہا جو حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی

مان نے ایک آبرو اچکا کر اسے دیکھا پھر یاد آنے پر اس نے مہرو کے ماتھے پر بونٹ رکھ دیے

چلو اب جاؤ

مان نے مسکراہٹ دبا کر کہی

مہرو پھر وہاں ایک سیکنڈ بھی نہیں رکی تھی۔مان اس کی پھرتی دیکھ کر ہنس پڑا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مہرو شوروم سے باہر آئی مان کمرے میں موجود نہیں تھا

مہرو نے سکون کا سانس لیا اور خود کو آئینے میں۔ دیکھنے لگی۔

مان کھانا لگا چکا تھا اور مہرو کو بلانے کے لیے آیا لیکن مہرو کو وائٹ کلر کی شلوار قمیض میں دیکھ کر وہی رک گیا

اسے نہیں معلوم تھا کہ سفید رنگ کسی پر اتنا بھی بیچ سکتا ہے

بیوٹفل

مان نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا

اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتامہرو کے پیچھے کھڑا ہو گیا جو پازیب پہن رہی تھی

مان نے مہرو کے ہاتھ سے پازیب پکڑی اور سائیڈ ڈراسے خود کی لائی ہوئی ایک نفیس سی پازیب نکالی اور بہت پیار سے مہرو کو پہنانے لگا۔

مہرو کو وہ پازیب بہت پسند آئی تھی بے شک مان کی چوائس لاجواب تھی

مہرو خاموش نظروں سے مان کی کاروائی دیکھ رہی تھی جو پازیب پہنانے کے بعد وہاں اپنے ہونٹ رکھ چکا تھا

مہرو نے گھبرا کر اپنے پاؤں پیچھے کر لیے

مان مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور مہرو کو اپنے سامنے کھڑا کیا

مر وہ سے ملنا چاہو گی؟ مان کے سوال پر مہرو نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا

تمھاری بیٹی جس کا نام میں نے مروہ رکھا تھا

مان نے کہا

تم سچ کہہ رہے ہو؟مہرو نے خوشی سے پوچھا

بلکل سچ کہہ رہا ہوں کل میں تمہیں گھر لے کر جا رہا ہوں اس کے بعد تم اپنی بیٹی سے بھی مل سکتی ہو انفیکٹ وہ ہمارے ساتھ ہی رہے گی

۔

مان نے باری باری مہرو کی دونوں آنکھوں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا جو بھیگی آنکھوں سے مان کو دیکھ رہی تھی۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا دونوں سگے بھائی اتنے مختلف کیسے ہو سکتے ہیں

اس سے پہلے مان مہرو کے ہونٹوں کی طرف جھکتا اس کا موبائل رنگ ہوا

مان بدمزہ ہوتے ہوئے مہرو سے پیچھے ہوا اور کوفت سے موبائل کو دیکھا

لیکن مقابل کی آواز اس کے چہرے پر سنجیدگی لے آئی تھی۔

میں آرہاہوں مان نے کہہ کر فون بند کر دیا

جاناں مجھے ضروری کام سے جانا ہے کل تم تیار رہنا کل تمہیں لینے آؤگا اور ہاں کھانا کھا کر ضرور بتانا کیسا بنا تھا۔

مان نے پر شوق نظروں سے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی

یا اپنے آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روک رہی تھی۔

مان نے تھوڑی سے پکڑ کر مہرو کا چہرہ اوپر کیا جو آنسو ضبط کرنے کے چکر میں سرخ ہو رہی تھا

دوبارہ اگر میں نے تمھاری آنکھوں میں آنسو دیکھے تو بہت برا پیش آؤگا

مان نے سنجیدگی سے مہرو کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

اور تم کہی اس لیے تو نہیں رو رہی کہ میں نے ہماری بیٹی کا نام خود ہی سوچ کے رکھ لیا ہے

مان نے سوچنے والے انداز میں کہا

اس کا جانا ضروری تھا لیکن مہرو کو روتے ہوئے بھی چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا۔

نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا بہت اچھا نام ہے مہرو نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے کہا

مان مہرو کی بات پر قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا

اب میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا

مان نے مہرو کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا پھر تھوڑی دیر بعد وہاں سے چلا گیا۔

مان کا مر وہ کو ہماری بیٹی کہنا مہرو کو اچھا لگا تھا

مر وہ مہرو نے منہ میں بڑبڑایا

کل کا سوچ کر ہی مہرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس سے پہلے اسے مان کی فیملی سے بھی ملنا ہے

اور وہاں علیدان بھی ہو گا۔

اور نا جانے مہرو کو اور کتنا کچھ برداشت کرنا ہو گا۔

معارج کو صائم کی کال آئی تھی۔اور اس وقت مان کے سامنے وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔

وہ ساری بات مان کو بتا چکا تھا اسے لگا تھا مان اس سے ضرور سوال کرے گا کہ تم ایک طوائف کے پیچھے کیوں پڑے ہو لیکن صائم کی سوچ کے بر عکس مان نے تحمل سے صائم کی بات سنی تھی۔

ٹھیک ہے میں سمجھ گیا ہوں میں تمھاری مدد بھی کرو گا لیکن مجھے ایک سوال کا جواب دے دو

معارج نے عام سے لہجے میں صائم کو دیکھتے ہوئے کہا

تم نے مجھے سب کچھ بتادیا کہ تم کوٹھے پر گئے تھے صرف نایاب کے لیے اور وہ تمہیں اچھی لگتی ہے اب وہ غائب ہو گئی ہے تو تم اسے ڈھونڈنا چاہتے ہو یا جو بھی ہے وہ اہم نہیں ہے

لیکن تم اسے کیوں تلاش کر رہے ہو

صرف انسانی ہمدردی کے تحت یا معاملہ کچھ اور ہے؟

معارج کے سنجیدگی سے کیے گئے سوال پر کچھ پل کے لیے صائم خاموش ہو گیا تھا

بھائی میں نایاب کے بغیر نہیں رہ سکتا میں بس اتنا جانتا ہوں۔

صائم نے بے بسی سے مان کو دیکھتے ہوئے کہا

جیسے اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔

مان نے اپنے آدمیوں کو اس رکشے والے کو ڈھونڈنے کا کہا جنہوں نے اسے ڈھونڈ لیا اور مان کے پاس لے آئے

ایک تھپڑ کھانے کے بعد ہی رکشے والا فر فر بولنے شروع کر دیا۔

مان اور صائم مزید وقت ضائع کیے بغیر اس جگہ پر پہنچے تھے جہاں پر رکشے والے نے نایاب کو عمیر کے حوالے کیا تھا

لیکن مان کو ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ نایاب کے ساتھ ایسا کون کر سکتا ہے۔

سیٹھ بھی یہاں نہیں تھا

مان کی آنکھوں کے سامنے علیدان کا چہرہ آیا

کہی بھائی نے تو یہ سب نہیں کروایا

مان نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے خود سے کہا۔

تم سچ کہہ رہے ہو یہی پر تم نے اسے چھوڑا تھا صائم نے پیچھلی سیٹ پر بیٹھے رکشے والے سے پوچھا جس نے فوراً ہی اثبات میں سر ہلایا۔

مان کے ایک تھپڑ سے ہی اس کا جبڑا ہل گیا تھا دوسرا تھپڑ کھانا نہیں چاہتا تھا۔اس لیے جلدی جلدی جواب دے رہا تھا۔

وہاں پر آس پاس ایسا کوئی گھر بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ جگہ کافی سنسان تھی۔

مان نے اپنے موبائل سے علیدان اور عمیر کی تصویر رکشے والے کو دکھائی

جس نے تمہیں پیسے دیے تھے ان دونوں میں سے تو کوئی نہیں تھا؟

مان نے موبائل رکشے والے کی طرف کرتے ہوئے پوچھا

صاحب یہی وہ آدمی نے جس نے مجھے پیسے دیے تھے رکشے والے نے جلدی سے کہا

عمیر...

مان نے دانت پیستے ہوئے عمیر کا نام لیا مان کے آدمیوں نے پہلے سے ہی عمیر پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

اس لیے اسے آسانی سے ڈھونڈا جا سکتا تھا۔

بھائی یہ تو علیدان بھائی کا دوست ہے یہ ایسا کیوں کرے گا

صائم نے حیرانگی سے پوچھا

صائم تم بہت سی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہو۔

مان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا

اور عمیر کے فلیٹ کی طرف گاڑی گھمادی کیونکہ عمیر کے پاس ایک ہی فلیٹ تھا جہاں وہ لڑکیوں کو لے کر آتا تھا یقیناً نایاب کو بھی وہی لے کر گیا ہو گا۔

معارج بس ایک ہی دعا کر رہا تھا کہ نایاب ٹھیک ہو اس کے ساتھ کچھ غلط نا ہو۔

اگر نایاب کو کچھ ہوتا ہے تو مہرو کو بھی تکلیف پہنچے گی

اور مان اپنی بیوی کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا

عرشمان جب گھر آیا تو ابھی تک سب سو رہے تھے۔

عرشمان اپنے کمرے میں داخل ہوئی ہوا تو نا چاہتے ہوئے بھی اس کی نظر بیڈ پر آنکھیں سوئی آرزو پر پڑی

جس نے چینج بھی نہیں کیا تھا اور ویسے ہی بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھنے والے انداز میں لیٹی سو رہی تھی

عرشمان کے قدم خود با خود آرزو کی طرف بڑھے تھے اس نے تو آرزو کو دلہن کے روپ میں دیکھا ہی نہیں تھا لیکن اب آرزو کو دیکھ کر دھنک رہ گیا تھا وہ سچ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

اس وقت اس کے چہرے کی معصومیت عرشمان کو کوئی گستاخی کرنے پر اکسا رہی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ اس نے آرزو کو بہت تکلیف پہنچائے ہے لیکن وہ بھی کیا کرتا ہر ایک چیز پر اس کا بدلہ حاوی ہو رہا تھا۔

عرشمان کا دل چاہا کہ آرزو کی لمبی اور گھنی پلکوں کو اپنی انگلی کی پور سے چھوئے

اس سے پہلے عرشمان اپنے دل کی خواہش کو پورا کرتا

آرزو نے اپنی آنکھیں کھول لیں تھیں اور عرشمان کو خود کے قریب دیکھ کر ایک دم گھبرا گئی

عرشمان نے وہی سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا تھا۔

اور سنجیدگی سے آرزو کو دیکھنے لگا

وہ اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کرنا چاہتا تھا لیکن نہیں کر سکا۔

تم یہاں میرے بیڈ پر کیا کر رہی ہو؟ عرشمان کے سنجیدگی سے پوچھے گئے سوال نے آرزو کو مزید حیرت میں دھکیلا تھا۔

گول گپے لگائے ہوئے ہیں میں نے لینا پسند کریں گئے آپ کیونکہ مجھے آپ کے کمرے سے بہتر کوئی کمرہ نہیں لگا جہاں میں اپنا کاروبار کر سکتی

آرزو نے تڑخ کر جواب دیا اور وہاں سے اٹھ گئی

آرزو کی بے تکی بات پر عرشمان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

جسے اس نے آرزو کے دیکھنے سے پہلے ہی چھپالیا تھا۔

آرزو نے عرشمان کو گھوری سے نوازہ اور چینج کرنے چلی گئی۔

عرشمان وہی بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹ گیا تھا پوری رات ناسونے کی وجہ سے اس کے سر میں درد ہورہا تھا۔

عمیر نایاب کو گھسیٹتے ہوئے بیڈ تک لارہا تھا جب اس نے اپنا پورا زور لگا کر عمیر کو دھکا دیا۔ جو دیوار کے ساتھ جا لگا تھا۔

نایاب نے ارد گرد کسی چیز کے لیے نظر دہرائی

وہاں ٹیبل پر اسے پھل والی ٹوکری میں چاقو نظر آیا جس سے عمیر پھل کاٹ کر کھارہا تھا اور نایاب کے اٹھنے کا انتظار کررہا تھا۔

نایاب نے اس چاقو کو پکڑا اور اپنی کلائی پر رکھ دیا

عمیر نے غصے میں اسے دیکھا

اگر تم نے میرے پاس آنے کی کوشش کی تو میں اپنی جان دے دوں گی

نایاب نے بھیگے لہجے میں کہا۔

اسے عمیر سے بچنے کا ایک یہ ہی راستہ نظر آیا تھا

لیکن عمیر کو مطمئن کھڑا دیکھ کر نایاب نے چاقو پر گرفت مضبوط کی اس سے پہلے کہ وہ اپنی نس کاٹتی پیچھے کھڑے علیدان نے اس کے منہ پر رومال رکھ کر اسے بے ہوش کر دیا۔

نایاب وہی زمین پر گر گئی تھی۔

تیرے سے ایک لڑکی نہیں سنبھالی جاتی۔

اگر میں نا آتا تو یہ اپنی جان لے چکی ہوتی

علیدان کے عمیر کو گھورتے ہوئے کہا جواب نایاب کے پاس بیٹھ کر اس کے چہرے کو دیکھ کر کمینگی سے ہنس رہا تھا

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ عمیر نے نایاب کے چہرے سے بال پیچھے کرتے ہوئے پوچھا جب وہ نایاب کو یہاں لایا تھا تو اس نے علیدان کو بتا دیا تھا۔

صائم اس کا دیوانہ ہے اور جب یہ غائب ہوئی تو وہ اسے پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا ہے

مان بھی اس کے ساتھ ہے

اور جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ لوگ یہی آتے ہونگے۔

کیونکہ رکشے والا بھی غائب ہے اس کا مطلب وہ مان کے ہاتھ لگ چکا ہے

علیدان نے سنجیدگی سے کہا

عمیر گھبرا کر نایاب سے دور ہوا اور علیدان کے سامنے کھڑا ہو پوچھنے لگا

اب کیا ہوگا مان تو مجھے جان سے مار دے گا

اور مان کو کیسے معلوم ہوا کہ اسے میں نے اغوا کیا ہے ؟ عمیر نے پریشانی سے پوچھا

مان بہت پہنچی ہوئی چیز ہے۔

مجھے کوٹھے سے معلوم ہوا ہے کہ صائم نایاب کو ڈھونڈ رہا ہے اور یقیناً صائم مان کے پاس مدد کے لیے گیا ہو گا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا ہے کہ مان ہی اس کی مدد کر سکتا ہے۔

جو میں کہتا ہوں تم وہی کرو گئے اور اگر تم نے مان کو سچ بتایا تو اگر وہ تمہیں زندہ چھوڑ بھی دیتا ہے تو میں تمہیں جان سے مار دوں گا

علیدان نے دھمکی دی دیتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ اپنے بھائی کی نظروں میں۔ گرنا نہیں چاہتا تھا

پھر عمیر نے وہی کچھ کیا جو اسے علیدان نے کرنے کا کہا تھا۔

علیدان نایاب کو وہاں سے لے کر چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صائم اور مان دونوں عمیر کے فلیٹ میں داخل ہوئے

اور پہلے آرام سے نایاب کے بارے میں پوچھا لیکن جب عمیر نے کہا کہ اسے نہیں معلوم تو پھر صائم نے اپنا سارا غصہ عمیر پر نکالا تھا معارج کھڑا سنجیدگی سے عمیر کو دیکھ رہا تھا۔

کافی مار کھانے کے بعد بھی جب عمیر نے اپنا منہ نہیں کھولا تو صائم نے عمیر کے منہ پر گھونسا مارتے ہوئے پوچھا

نایاب کہاں ہے؟

اسکا دل کر رہا تھا ابھی اس بندے کی جان لے لیں

صائم نے اسے اتنا مارا تھا کہ اس کے خلق سے آواز بھی نہیں نکل رہی تھی

بول کمینے انسان کہاں ہے نایاب ورنہ تیری بوٹی بوٹی کر کے کتوں کو کھلا دوں گا

صائم نے عمیر کا گریبان پکڑتے ہوئے غصے میں کہا

عمیر نے اپنی بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھول کر صائم کو دیکھا

جو سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے آنکھوں سے ہی عمیر کو بھسم کر دے گا۔

عمیر کی دونوں آنکھیں بھی سوجھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ پوری آنکھیں کھول نہیں پا رہا تھا۔

وہ مر چکی ہے عمیر نے آہستہ آواز میں کہا۔

صائم کو لگا اس نے غلط سنا ہے

کیا بکواس کر رہے ہو؟

صائم نے دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے سینہ پھاڑ کر باہر آ جائے گا۔

وہ مر چکی ہے اس بار عمیر نے اونچی آواز میں کہا۔

اور یہی پر صائم کی گرفت ہلکی ہوئی اور عمیر زمین پر جا گرا تھا۔

وہ کیسے مر سکتی ہے بتاؤ مجھے؟

معارج نے اگلے بڑھتے عمیر کو گردن سے پکڑتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا

وہ کب سے کھڑا صائم کو دیکھ رہا تھا جو غصے میں ایک الگ ہی صائم بن گیا تھا

مجھ سے بچنے کے لیے اس نے میری آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھ کی نس کاٹ لی تھی۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں نے اس کی لاش کو پانی میں پھنک دیا۔

عمیر نے خود کو معارج سے آزاد کرواتے ہوئے کہا۔ جیسا علیدان نے کہنے کو کہا تھا عمیر نے وہی سب کچھ کہا تھا۔

اور علیدان کو پورا یقین تھا کہ مان یقین بھی کرلے گا لیکن شاید وہ ابھی تک اپنے بھائی کی نیچر سے پوری طرح واقف نہیں ہوا تھا

عمیر کو لگ رہا تھا اگر مان نے تھوڑی دیر اس کی گردن کو مزید پکڑے رکھا تو وہ سانس نا آنے کی وجہ سے مر جائے گا

صائم کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی اور لڑ کھڑا کر وہی زمین پر بیٹھ گیا۔

اگر تجھے لگتا ہے کہ میں تیری بات پر یقین کرلوں گا تو یہ تیری بھول ہے

معارج نے سرد لہجے میں عمیر کو دیکھتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں کی سرد پن دیکھ کر عمیر کو خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

اب تو اپنی منہ سے ہی سچ اُگلے گا۔

صائم نایاب زندہ ہے مجھے پورا یقین ہے یہ کمینہ انسان جھوٹ بول رہا ہے

معارج نے کرخت آواز میں پہلے عمیر اور آخری بات صائم کو دیکھتے ہوئے کہی۔

مان کی بات نے صائم میں تھوڑی ہمت پیدا کی تھی۔

مان نے پاس پڑے اسی چاقو کو پکڑا اور عمیر کی گردن پر رکھ دیا

میں صرف ایک بار پوچھوں گا اگر اس بار بھی تو نے جھوٹ بولا تو تم اچھے سے جانتے ہو پھر میں کیا کروں گا۔

میرے بھائی کے دوست ہو تو معارج ملک کو بھی جانتے ہو گئے کہ وہ کیا کچھ کر سکتا ہے۔

مان نے عمیر کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

عمیر کی آنکھوں میں ڈر واضع نظر آرہا تھا

نایاب کہاں ہے؟

مان نے پوچھا تو عمیر نے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا اسے اپنی جان زیادہ عزیز تھی

یہاں سے اگر بچ جاتا تو علیدان کو بھی اس نے ہینڈل کر لینا تھا لیکن اگر سچ نا بولتا تو جو مان کہہ رہا تھا اس نے کر گزرنا تھا۔

گڈ بھائی کو تم یہی کہو گئے کہ تم نے ہمیں سچ نہیں بتایا

اور اب جو جو گناہ تم کر چکے ہو ان کی سزا کے لیے تیار ہو جاؤ

مان نے سنجیدگی سے کہا اور صائم کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔

نایاب کے زندہ ہونے کی خبر نے صائم کو نئی زندگی دی تھی

اس کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ زندہ ہے۔

آکف مارکیٹ آیا تھا۔ گھر میں بیٹھا بور ہو رہا تھا اس لیے گاڑی کی چابی لیے گھر سے نکل گیا۔

آکف کی اچانک نظر ایزل پر پڑی جو شاید اکیلی کھڑی فون پر بات کر رہی تھی۔

آکف کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

وہ چلتا ہوا ایزل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

ایزل نے چونک کر آکف کو دیکھا تو اسے اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئی اس کا گھبرانا آکف نے بھی محسوس کیا تھا

کیسی ہو؟

آکف نے مسکراتے ہوئے پوچھا

سر میں ٹھیک ہوں اب مجھے چلنا چاہیے ایزل نے گھبرا کر ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے کسی کے آنے کا ڈر ہو۔ اور وہاں سے جانے لگی

آکف نے ایزل کا ہاتھ پکڑا اور اسے روکا ایزل نے آنکھیں پھاڑے آکف کو دیکھا

یہ آفس نہیں ہے اور میں یہاں تمہارا باس نہیں ہوں تو کیا اب یم ڈیٹ پر جا سکتے ہیں آکف نے آنکھوں میں شوخی لیے پوچھا

وہ نہیں جانتا تھا اس کا مزاج ایزل کے لیے کتنی بڑی مشکل پیدا کرنے والا ہے

ایزل نے آکف کے پیچھے کھڑے اپنے بھائی کو دیکھا جو آنکھوں میں نفرت لیے ایزل کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے ایزل کچھ کہتی وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

ایزل نے بے بسی سے آکف کو دیکھا جو خود حیران تھا جس کے چہرے پر ڈر تھا

ایزل کے تاثرات دیکھ کر اس نے اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

لیکن اس سے زیادہ ایزل خود کو کھڑا نہیں رکھ پائی اور وہی آکف کی بانہوں میں جھول گئی۔

....

بھائی ہم کہاں جا رہے ہیں؟ صائم نے بے چینی سے پوچھا

وہ کب سے خاموش بیٹھا تھا اب اس کی ہمت جواب دے چکی تھی۔

گھر مان نے ایک لفظ میں جواب دیا اور خاموش ہو گیا

گھر لیکن نایاب؟ صائم نے پریشانی سے پوچھا

نایاب رات تک کوٹھے پر ہو گی سہی سلامت

تم پریشان نا ہو

مان نے کہا اور گاڑی روک دی

لیکن بھائی.....

صائم نے کچھ کہنا چاہا لیکن مان کی بات نے اسے خاموش کروا دیا تھا۔

تم نے مجھ پر بھروسہ کیا مجھ سے مدد کے لیے کہا تو تھوڑا سا صبر مزید کر لو معارج ملک کبھی بھی اپنے بھائی کو مایوس نہیں کرے گا

مان کے لہجے کے یقین نے صائم کو بھی خاموش ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

ٹھیک ہے بھائی اپنا دھیان رکھیے گا صائم نے کہا اور گاڑی سے نکل گیا۔

. مان نے گاڑی علیدان کے فارم ہاؤس کی طرف موڑلی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس کا موبائل رنگ ہوا تھا

بولو؟

مان نے سنجیدگی سے کہا

سر آپ کے بھائی فارم ہاؤس سے نکل چکے ہیں مان کے آدمی نے کہا

ٹھیک ہے جب تک میں نہیں آجاتا تم وہی رہو گئے

مان نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

یااللہ مجھے صبر عطافرما مان نے دل میں کہا علیدان جیسا بھی تھا اس کا بھائی تھا جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔

کاش بھائی آپ ان فضولیات میں نا پڑے ہوتے کاش آپ نے مہرو کی زندگی برباد نا کی ہوتی آپ ایسے تو ہرگز نہیں تھے یا شاید میں نے آپ کو پہچاننے میں دیر کر دی

مان کے دماغ میں یہی سب باتیں چل رہی تھی۔اسی دوران وہ علیدان کے فارم پہنچ چکا تھا۔

مان گاڑی سے باہر نکلا اور اس کے دو آدمی مان کو دیکھتے ہی بھاگ کر اس کے پاس آئے۔

تم لوگ جاؤ مان نے اپنے گلاسسز اتارتے ہوئے حکمیہ لہجے میں کہا

اور خود فارم ہاؤس میں داخل ہوا

یقیناً نایاب کو علیدان نے اپنے روم میں رکھا ہوا ہوگا اس لیے وہ سیدھا اسی کی روم میں گیا تھا

نایاب ہوش وحواس سے بیگانہ بنا دوپٹے کے لیٹی ہوئی تھی

معارج نے اپنی نظروں کا رخ تبدل کر لیا تھا اور وہاں سے کمبل اٹھا کر کر نایاب پر ڈالا

اب اس سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اسے جگائے

ایک دو بار آواز دینے کے بعد بھی جب نایاب نہیں اٹھی تو مان نے پاس پڑے جگ کا سارا پانی اس پر گرا دیا

نایاب ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی تھی

اور نا سمجھی سے مان کو دیکھنے لگی جس نے اپنی چادر اس کی طرف بڑھائی تھی اسے جلدی سے لو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔

مان نے سنجیدگی سے کہا

نایاب نے بنا کوئی سوال پوچھے چادر کو اوڑھا اور اٹھ کھڑی ہوئی وہ نہیں جانتی تھی اس وقت کہاں پر ہے اور کیسے یہاں آئی

لیکن مان پر وہ بھروسہ کر سکتی تھی کیونکہ تھوڑا بہت تو اسے جانتی ہی تھی کہ وہ کس طرح کا ہے۔

گاڑی میں دونوں کے درمیان خاموشی چھائی ہوئی تھی۔مان نے دوبارہ نایاب کی طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی

مہرو کو تم اس بارے میں کچھ بھی نہیں بتاؤ گی

مان نے کوٹھے کے سامنے گاڑی روکتے ہوئے کہا صائم کی ہی بدولت میں تمہیں تلاش کر سکا ہوں وہ بہت پریشان تھا اگر اس کا نمبر تمھارے پاس ہے تو اس سے بات کر لینا

مان نے صائم کا نام جان بوجھ کر لیا تھا تا کہ نایاب کے دل میں اس کے لیے تھوڑی بہت ہمدردی پیدا ہو سکے کیونکہ وہ صائم کی آنکھوں میں نایاب کے لیے دیوانگی دیکھ چکا تھا

لیکن صائم کا اور آپ کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ نایاب نے حیرانگی سے پوچھا

وہ میرا بھائی ہے

مان نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا

یہ بات نایاب کے لیے حیران کن تھی

لیکن اس نے مزید سوال نہیں پوچھا

اور مان کا شکریہ ادا کر کے گاڑی سے نکل گئی تھی۔

مان کا ارادہ مہرو کے پاس جانے تھا کیونکہ وہ آج ہی مہرو کو گھر لے کر جانا چاہتا تھا

آرزو کے بے ہوش ہونے پر آکف ایک دم گھبرا گیا تھا۔اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو آرزو کو اپنی بانہوں میں اٹھا کر اپنی گاڑی تک لے آیا

اس نے آرزو کی گال کو تھپتھپایا۔اور پانی کے چھینٹے اس کے منہ پر مارے جس پر ایزل نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھول کر آکف کو دیکھا جو پریشانی سے ایزل کو دیکھ رہا تھا۔

لیکن جیسے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے والا واقعہ گھما تو فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

تم ٹھیک ہو؟آکف نے پوچھا۔

مجھے گھر جانا ہے ایزل نے آکف کی بات کو اگنور کرتے ہوئے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔

کہاں جا رہی ہو؟ میں چھوڑ دیتا ہوں

آکف نے جلدی سے کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی

گاڑی روکو

ایزل نے غصے میں کہا پہلے ہی آکف اس کے لیے بہت بڑی مشکل کھڑی کر چکا تھا

خاموشی سے بیٹھی رہو

آکف نے سنجیدگی سے کہا۔

ایزل کو رونا آرہا تھا وہ جانتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے آج اتنے دنوں بعد اس کے بھائی نے اس سے پیار سے بات کی تھی اور شاپنگ کروانے لایا تھا اس کی بھابی بھی ساتھ ہی تھی جو منہ بنائے چل پھر رہی تھی آج ایزل بہت خوش تھی لیکن آکف نے سب کچھ بگاڑ دیا تھا۔

ایزل کا موبائل رنگ ہوا تو آفس سے کال تھی ایزل نے اپنے بھائی سے کہا وہ بات کر کے کے آتی ہے لیکن وہاں آکف آگیا اور جو کچھ اس نے بولا تھا یقیناً اس کا بھائی سن چکا تھا

آکف نے ایزل کے گھر کے پاس روکی ایزل نے جلدی سے دروازہ کھولا اور گاڑی سے نکلی

آکف اس کو دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

دیکھا کہتی تھی نا اس لڑکی کی چال چلن ٹھیک نہیں ہے لیکن آپ کہاں میری بات سنتے ہیں

آج آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور سن بھی لیا ابھی بھی آپ کو یقین نہیں آرہا اور دیکھوں کتنی بے شرم ہے اسی لڑکے کے ساتھ گاڑی میں آئی ہے اسے ہماری عزت کی پرواہ ہی نہیں ہے

بھابھی سے جہاں تک ہو سکا تھا اس نے اپنے شوہر کو اس کی بہن کے خلاف بھڑکا دیا تھا

ایزل گھر میں داخل ہوئی جبکہ اس کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا۔اس کا بھائی اسے گاڑی سے نکلتے ہوئے دیکھ چکا تھا وہ کھڑکی کے پاس ہی کھڑا تھا۔

ایزل اپنے کمرے میں چلی گئ تھی اسے پورا یقین تھا کہ اس کا بھائی ضرور اس پر غصہ کرے گا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا

پورے گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی شاید یہ طوفان آنے سے پہلے کی خاموشی تھی

حیرانگی تو ایزل کی بھابھی کو بھی بہت ہوئی تھی کہ اس کے شوہر نے ایزل کو کچھ کہا کیوں نہیں۔

لیکن یہ تو وقت ہی بتانے والا تھا کہ کہ ایزل کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

معارج نے صائم کو بتا دیا تھا کہ نایاب بلکل ٹھیک ہے اور وہ کوٹھے پر ہیں

صائم جو پہلے ہی مان کی کال کا انتظار کر رہا تھا فوراً نایاب سے ملنے کے لیے نکل پڑا تھا

مان رات ہونے سے پہلے ہی نایاب کو واپس لے آیا تھا

تو کہاں چلی گئ تھی جانتی ہے میں کتنا پریشانی ہو گی تھی۔ سلمی نے نایاب کو گلے لگاتے ہوئے کہا

تو نایاب نے سلمی کو سب کچھ بتا دیا جواب عمیر کے ساتھ علیدان کو بھی بدعائے دے رہی تھی لیکن نایاب نے سلمیٰ کو بھی کہہ دیا تھا کہ یہ بات کسی اور کو پتہ نہیں چلنی چاہیے اور مہرو کو تو ہر گز نہیں

نایاب نے سنجیدگی سے کہا

آج کا رقص تو کرے گی یا کسی اور کو کہہ دوں؟ سلمیٰ نے نایاب سے پوچھا

میں ہی کرو گی

نایاب نے کہا

اور پھر اپنے کمرے میں چلی گئ۔

تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد پارلر والی اسے میک اپ کرنے کے لیے آگئی تھی

میک اپ کے بعد نایاب آئینے کے سامنے کھڑی اپنے فراک کے بیک کی ڈوریوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی

جب خود سے نہیں ہوا تو اس نے باہر سے کسی لڑکی کو بلوانے کا سوچا

لیکن پیچھے مڑتے ہی نایاب کسی دیوار کے ساتھ جا ٹکرائی تھی۔

سر تو اس کا پہلے سے درد کر رہا تھا۔نایاب نے غصے سے ٹکرانے والے کی طرف دیکھا تو صائم کو دیکھ کر تو اس کا غصہ کہی غائب ہو گیا تھا۔

صائم نے نایاب کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا ہوا تھا

صائم نے بے خودی کے عالم میں نایاب کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے چھوا۔جو بنا آنکھیں جھپکائے صائم کو دیکھ رہی تھی۔

تم ٹھیک ہو؟صائم کی آواز نایاب کے کانوں میں پڑی تو وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی

نایاب نے سر اثبات ہلا دیا۔

تم جانتی ہو جب مجھے تمھارے غائب ہونے کا پتہ چلا تو میں کتنا گھبرا گیا تھا اگر مان بھائی میری مدد نا کرتے تو میں کبھی بھی تمہیں دوبارہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ نا پاتا۔

صائم نے نایاب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے جانا ہے نایاب نے صائم کی نظروں سے گھبرا کر کہا اور اپنا رخ آئینے کی طرف کر لیا۔

صائم کی نظر ان ڈوریوں پر پڑی تھی جو کھلی ہوئی تھیں۔

صائم ہلکا سا مسکرا کر ان ڈوریوں کو باندھنے لگا۔ نایاب وہی بت کر کھڑی ہو گئی تھی۔

ڈوریوں کو باندھنے کے بعد نایاب کی بیک کافی حد تک کور ہو گئی تھی۔

صائم نے سامنے آئینے میں نایاب کو دیکھا جو بلیک کلر کے فراک میں سیدھی صائم کے دل میں اتر رہی تھی۔

ہمارا آج ہی نکاح ہوگا صائم نے نایاب کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا

صائم کی بات پر نایاب نے اس کی طرف دیکھا جو میٹھی نظروں سے نایاب کو ہی دیکھ رہا تھا۔

صائم نے نایاب کا رخ خود طرف کیا جو نظریں جھکا گئی تھی۔

ان چند گھنٹوں میں جب مجھے تم نظر نہیں آئی تو مجھے لگا میں نے اپنی زندگی کی سب سے قیمتی چیز کو کھو دیا ہے۔

پہلے میرا ارادہ اپنی فیملی سے بات کرنے تھا لیکن اب میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا

صائم نے تھوڑی سے پکڑ کر نایاب کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

کیا تم ہمیشہ مجھ سے ایسے ہی محبت کرتے رہو گے؟ نایاب نے سنجیدگی سے پوچھا

جس پر صائم ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

میری محبت میں کبھی کمی نہیں آئے گی اگر آزمانا چاہو تو آزما سکتی ہو

صائم نے مسکرا کر کہا۔

میں نکاح کا انتظام کر کے آتا ہوں اور تم رقص نہیں کروں گی۔

صائم نے حکمیہ لہجے میں کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

اس نے ماں کو فون کیا اور نکاح کا بتایا ماں نے اسے نایاب کو اس گھر میں لانے کا کہا جہاں مہرو تھی۔

شاہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے روحی نے سرد لہجے میں کہا جو فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

روحی کے لہجے کے سرد پن کو شاہ نے بھی محسوس کیا تھا۔

میں بعد میں بات کرتا ہوں شاہ نے کہا موبائل بند کر دیا اور اب اس کی ساری توجہ کا مرکز روحی تھی

جو سنجیدگی سے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

کیا بات کرنی ہے؟ شاہ نے بھی سنجیدگی سے پوچھا

مجھے آپ کے ڈیڈ کے بارے میں بات کرنی ہے

روحی نے ہمت پیدا کرتے ہوئے کہا

وہ جانتی تھی شاہ اس پر غصہ کرے گا اور اس پر یقین بھی نہیں کرے گا لیکن پھر وہ بتانا چاہتی تھی

ڈیڈ....

ریان نے کہا اور روحی کو بازو سے کھینچ کر خود کے قریب کھڑا کیا۔

شاہ وہ میں

روحی کو سمجھ نہیں آرہا تھا کس طرح بات کا آغاز کرے

میں سن رہا ہوں

شاہ نے روحی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جہاں پر ڈر صاف نظر آرہا تھا۔

مان مہرو کے پاس گیا تھا جو شاید کچن میں کچھ بنانے کی کوشش کر رہی تھی گھر میں بیٹھی بور ہو رہی تھی اس لیے اس نے کچھ بنانے کا سوچا
۔

مان نے پورے گھر میں مہرو کو تلاش کیا جب وہ اسے کہی نظر نہیں تو کچن کی طرف آیا جہاں سے برتنوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

مان سینے پر ہاتھ باندھے دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا اور مہرو کو دیکھنے لگا جو اپنی بنائی ہوئی ڈش کو عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا جاناں ؟ایسا کیا بنالیا ہے جسے تم اتنا گھور کر دیکھ رہی ہو ؟

کاش اس ڈش کی جگہ میں ہوتا

مان نے مہرو کو پیچھے سے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا

تم مجھے ڈرا دیتے ہو معارج مہرو نے غصے میں میں کہا اور مان سے تھوڑا پیچھے کھسک کر کھڑی ہو گئی۔

مان تم مجھے پیار سے مان بھی کہہ سکتی ہوں جاناں

اور مجھ سے دور ہونے کی کوشش نا کیا کرو ورنہ میں اور قریب آؤ گا

مان نے تھوڑا سرد لہجے میں کہتے ہوئے مہرو کو بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا

جو سیدھا مان کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔

صائم نایاب سے نکاح کرنا چاہتا ہے وہ میرا بھائی ہے نایاب کو بہت چاہتا ہے

اگر تمہیں ان دونوں کے رشتے سے کوئی مسئلہ ہے بھی تو بھی میں انکا نکاح کروادوں گا

اس لیے اگر تم ان دونوں کے رشتے کے لیے راضی نہیں بھی ہو تو ہو جاؤ

مان نے سنجیدگی سے کہا جبکہ آنکھوں میں اس کے شرارت ناچ رہی تھی

یہ حکم تھا؟ مہرو نے دانت پیستے ہوئے پوچھا

بلکل میرے دل کی دھڑکن یہ حکم ہی تھا

مان مہر و کی ٹھوڑی کو تھوڑا اونچا کرتے وہاں اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے کہا۔

چھوڑو مجھے تم کہی بھی شروع ہو جاتے ہو

مہر و نے بوکھلاہٹ میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن مان سے پیچھے ہونے کی کوشش اس نے نہیں کی تھی

جاناں تمہیں میری ساری بد تمیزوں کو برداشت کرنا ہو گا۔

کیونکہ میں تو باز نہیں آؤں گا تو تمہیں ہی برداشت کرنا ہو گا

مان نے مسکراتے ہوئے کہا

ہم لوگ آج ہی جائے گئے اپنے گھر

مان نے مہر و کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

لیکن تم نے تو کہا تھا کل جانا ہے

مہرو نے حیرانگی سے کہا

ہاں کہا تھا لیکن اب میرا ارادہ تبدل ہو گیا ہے صائم اور نایاب کا نکاح کروا کر ہم لوگ یہاں سے چلے جائے گئے

مان نے مہرو کے ہونٹوں کو فوکس میں رکھتے ہوئے کہا

اس سے پہلے وہ مہرو کے ہونٹوں پر جھکتا ڈوربل کی آواز نے اس کے ارادوں پر ڈھیروں پانی پھیر دیا تھا۔

اس وقت مان کو صائم بہت برا لگا تھا

سب لوگوں کو اسی وقت آنا ہوتا ہے جب بھی میں تمھارے قریب ہوتا ہوں مان نے غصے میں کہا اور دروازہ کھولنے چلا گیا

ناچاہتے ہوئے بھی مہرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

مان نے دروازہ کھولا تو صائم کے ساتھ نایاب بھی کھڑی تھی۔

مان نے دونوں کو اندر آنے کا کہا مہرو نایاب سے ملی تو صائم مہرو کو مان کے ساتھ دیکھ کر حیران ہوا۔

اور اس نے نا سمجھی سے مان کی طرف دیکھا

بھابھی ہے تمھاری

مان نے صائم کی نظروں کا مطلب سمجھ کر کہا

صائم مہرو کو بھی جانتا تھا ایک بار اسے رقص کرتے بھی دیکھ چکا تھا لیکن اسے نہیں پتہ تھا اس کا بھائی مہرو سے نکاح کر چکا تھا۔

بھائی گھر والوں کو معلوم ہے آپ کے نکاح کا؟

صائم نے مان سے پوچھا

نہیں لیکن آج سب کو پتہ چل جائے گا

میں مہرو کا یہاں سے لے جا رہا ہوں تم نایاب کے ساتھ یہی رہنا اور پھر جب بھی گھر آنا چاہو نایاب کے ساتھ آجانا میں تمھارے ساتھ ہوں

مان نے مسکرا کر کہا۔

صائم نے اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

صائم اور نایاب کا نکاح کروانے کے بعد مان مہرو کو لے کر وہاں سے نکل گیا تھا

مہرو نایاب کے لیے بہت جوش تھی صائم اسے پسند کرتا تھا اور وہ مان کا بھائی بھی تھا

نایاب کو بھی نکاح سے کوئی مسئلہ نہیں تھا

مہرو نایاب سے ملی اور اسے اپنا خیال رکھنے کا کہہ کر چلی گئی جبکہ خود اس کے دل میں خوف جمع تھا کہ پتہ نہیں مان کے گھر والوں کا کیا رد عمل ہو گا

اور جب ان کو پتہ چلے گا کہ وہ ایک طوائف ہے تو.... اس سے آگے کا سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی۔

ماں اور مہرو کے جانے کے بعد صائم نایاب کے پاس آیا تھا جو اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی جب وہ گھر سے بھاگی تھی تو اس نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ کبھی کسی سے نکاح بھی کرے گی

ایک طوائف کو بھی کوئی اپنے گھر کی عزت بنا سکتا ہے؟

لیکن صائم نے اس کی سوچ کو غلط ثابت کیا تھا۔

نایاب انہی سوچوں میں گم بیٹھی تھی جب صائم نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ لہرایا تو وہ ہوش میں آئی

نکاح مبارک ہو مسز صائم

صائم نے مسکراتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر جو خوشی تھی وہ نایاب سے بھی مخفی نہیں تھی۔

میں تمھاری منہ دکھائی کے لیے کچھ نہیں لایا لیکن میں نے سوچا ہے کہ تم اپنی مرضی سے جو چاہو وہ لے سکتی ہو تو ہم. دونوں شاپنگ کرنے چلتے ہیں

اور اسی بہانے شاپنگ بھی ہو جائے گی

صائم نے خود ہی سارا پلان ترتیب دیتے ہوئے نایاب کو کہا

صائم مجھے کچھ نہیں چاہیے میرے پاس سب کچھ ہے نایاب نے جلدی سے کہا

میں چاہتا ہوں اب سے تم میری لائی ہوئی چیزوں کو استعمال کرو

تو آج میں اپنی مسز کو شاپنگ کرواؤں گا صائم نے نایاب کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔ تم جانتی ہو نا تمھارے بھوری آنکھوں سے مجھے عشق ہے صائم نے کہتے ہی نایاب کی دونوں آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا

چلیں پھر نایاب نے کمزور سی آواز میں کہا

صائم کی نظروں کی تپش سے اسکا دل فل سپیڈ میں دھڑک رہا تھا۔

ہاں چلو صائم نے نایاب کے ہاتھ کو چھوڑتے ہوئے کہا جو کمرے سے باہر نکل گئ تھی۔

صائم جانتا تھا جب اس کی ماں اور بہنوں کو پتہ چلے گا تو وہ بہت ناراض ہو نگے

لیکن صائم کو لگا تھا کہ وہ اپنی ماں اور بہنوں کو منالے گا لیکن یہ اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔

مان نے اپنے گھر کے پورچ میں گاڑی روکی اور اور مہر و کی طرف دیکھا جو کافی پریشان لگ رہی تھی۔

اندر جو کچھ بھی ہو گا ہے وہ میرا اور میری فیملی کا معاملہ ہے تم خاموش رہو گی

اور میں تمھارے ساتھ ہوں اور ہمیشہ رہو گا

معارج نے مہر و کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا

اور گاڑی سے باہر نکل گیا

مہر و نے معارج کو بازو سے پکڑ لیا تھا۔

مان نے ایک نظر مہر و کے ہاتھ کو دیکھا اور اس کے کان کے پاس سرگوشی نما بولا

اگر ایسے ہی میرے ساتھ چپکو گی تو میں تمہیں سیدھا اپنے بیڈ روم میں لے جاؤ گا

مان نے شرارتی انداز میں کہا مہرو نے اس کی بات کو نظر انداز کیا تھا اس کی جان پر بنی تھی لیکن مان بلکل ہی بے فکر تھا

مان نے ساری فیملی کو گھر بلایا تھا کہ . ایک ضروری بات کرنی ہے اور اس وقت مان کی فیملی کے علاوہ عظیم اور کوثر کی فیملی بھی موجود تھی۔

معارج مہرو کے ساتھ گھر میں داخل ہوا سب سے پہلے ان دونوں پر علیدان کی نظر پڑی

اور وہی منجمد ہو گیا۔ معارج کو اس نے کچھ زیادہ ہی ہلکے میں لے لیا تھا

مان نے اونچی آواز میں سب کو مشترکہ سلام کیا مہرو ابھی بھی مان کا بازو پکڑے کھڑی تھی

شاداب مان کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھ کر پوری بات سمجھ گیا تھا

لیکن باقی ابھی حیرانگی سے مان کو دیکھ طرہے تھے۔

اور معارج ملک پوری شان و شوکت کے ساتھ اپنے باپ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا تھا مہرو بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھی

ماں یہ کون ہے ؟سب سے پہلے رابعہ بیگم ہوش میں آئی

ماما یہ آپ کی بہو ہے مہر معارج ملک

میں اس سے نکاح کر چکا ہوں

آپ میری شادی کروانا چاہتی تھی تو اب آپ اچھے سے تیاری کر لیں

نکاح تو میں کر چکا ہوں لیکن ولیمہ دھوم دھام سے ہو گا

معارج نے عام سے لہجے میں کہا

جبکہ کچھ لوگوں کے علاوہ باقی کے لوگوں کو ماں کا عام سا لہجہ تپا گیا تھا ان میں سر فہرست رابعہ اور کومل تھیں۔

علیدان تو ابھی تک شوکڈ تھا مان مہرو سے نکاح کر چکا تھا۔

اور علیدان کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی تھی۔

تم مزاح کر رہے ہو ؟ رابعہ نے مان سے پوچھا

ماما آپ کو میرے چہرے سے لگ رہا ہے کہ میں مزاح کر رہا ہوں ؟

مان نے تھوڑا آگے کو جھکتے ہوئے کہا

شاداب ملک خاموشی سے اپنے بیٹے کی کاروائی دیکھ رہے تھے۔

ابھی کل ہی تو مان نے ساری بات اپنے باپ کو بتائی تھی لیکن مان نے یہ نہیں بتایا تھا کہ مہرو ایک طوائف ہے

جو کچھ علیدان نے مہرو کے ساتھ کیا وہ سب کچھ مان نے اپنے باپ کو بتادیا تھا اور علیدان کو ابھی کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ ابھی بھی مر وہ علیدان کے پاس تھی۔

شاداب ملک کو تکلیف تو بہت ہوئی تھی کہ ان کے بیٹے نے کسی معصوم کی زندگی برباد کر. دی ہے لیکن ابھی ان کا خاموش رہنا ہی بہتر تھا۔

آپ کچھ بول کیوں نہیں رہے ؟آپ کا بیٹا پتہ نہیں کسے اٹھالا یا ہے اور کہہ رہا ہے کہ وہ اس کی بیوی ہیں ہم لوگ کیسے مان لیں ؟

جب مان سے رابعہ کے مطلب کا جواب نا آیا تو اس نے اپنا رخ شاداب کی طرف کیا

باقی سب تو خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے ان سب میں اگر کوئی آرام سے بیٹھا تھا تو وہ آکف اور عرشمان تھے کیونکہ دونوں کو اس بات سے مسئلہ نہیں تھا

عرشمان کی یہ سوچ تھی کہ اگر مان بھائی کسی کو پسند کرتے ہیں تو اس سے نکاح کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے اور آکف تو مان کے نکاح کا خود گواہ بھی تھا۔

مان اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند تھی تو ہمیں بتانا چاہیے تھا۔

اس طرح بنا اپنے بڑوں کو بتائے نکاح کر لینا کہاں کی عقل مندی ہے؟

شاداب نے سنجیدگی سے کہا۔

ڈیڈ پہلی بات کہ یہ سب کچھ اچانک ہوا اگر میں ایسا کہو گا تو یہ سراسر جھوٹ ہو گا

کیونکہ ایسا بلکل بھی نہیں ہے

میں اگر چاہتا تو گھر والوں کو بتا سکتا تھا لیکن مجھے اس بات کا بھی یقین تھا کہ ماما کبھی نہیں مانتی

اور قبول تو وہ ابھی بھی مہرو کو نہیں کرے گی میں جانتا ہوں

اگر اس گھر میں مہرو سے کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو میں اسے یہاں سے لے جاؤں گا

کیونکہ جہاں میری بیوی کی عزت نہیں ہو گی وہاں میں بھی نہیں رہو گا

مان نے پر سرار سے لہجے میں کہتے ہوئے اپنی ماں کی طرف دیکھا جو حیرانگی سے مان کو دیکھ رہی تھی

ٹھیک ہے مان میں تمھاری بات مان لیتی ہوں تم نے نکاح کر لیا یہ لڑکی تمھاری پسند ہے لیکن دوسری شادی تم میری مرضی سے کرو گئے جہاں میں کہوں گی اگر تمہیں میری شرط منظور ہے تو ٹھیک ہے مجھے بھی تمھارے نکاح سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

رابعہ نے سنبھلتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا جبکہ مہرو نے مان کی طرف دیکھا تھا جس نے آنکھوں سے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ سب سنبھال لے گا

میں جانتا تھا آپ میرے سامنے یہ شرط ضرور رکھے گی لیکن موم سوری میں ایسا نہیں کر سکتا

مہرو میری پہلی اور آخری محبت ہے اور میری جتنی بھی زندگی ہے میں وہ اپنی بیوی مہرو کے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں اس کے علاوہ مجھے کسی کے بھی ساتھ کی ضرورت نہیں ہے۔
اور آپ ایسی ویسی کوئی حرکت نہیں کرے گی کہ میں آپ کی بات مان لوں

اور میں کتنا ضدی ہوں آپ اچھے سے جانتی ہیں

مان نے سرد لہجے میں کہتے ہوئے اپنے باپ کو دیکھا جو داد دیتی نظروں سے مان کو دیکھ رہا تھا۔

مہرو کے دل میں ماں کے لیے مزید عزت بڑھ گئی تھی۔اس نے تو کبھی سوچا نہیں تھا کہ ماں جیسا انسان اس کے نصیب میں لکھا ہو گا

لیکن ماں ہم تو جانتے بھی نہیں ہے کہ یہ لڑکی کون ہے کہاں سے آئی ہے میں کیسے اسے اپنی بہو تسلیم لر لوں

رابعہ نے بے یقینی کے عالم میں کہا انکو ماں سے اس بات کی امید ہر گز نہیں تھی

موم میں مہرو کو اچھی طرح جانتا ہوں اور یہ کہاں سے آئی ہے ہر چیز میرے علم میں ہے

آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور اب میں اپنی بیوی کو اپنے کمرے میں لے کر جا رہا ہوں بے چاری تھوڑا گھبرا رہی ہے

ماں نے مہرو کو اپنے ساتھ کھڑا کرتے کہا۔

آکف تو ماں کے انداز پر ہی غش کھا کر گرنے والا ہو گیا تھا۔

ماں نے پھر بنا کسی کی طرف دیکھے مہرو کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے کمرے میں لے گیا۔

سب سے پہلے علیدان غصے میں وہاں سے نکلا تھا۔

آپ نے اسے کچھ کہا کیوں نہیں

رابعہ نے شاداب کو دیکھتے ہوئے ناراضگی سے کہا۔

بیگم صاحبہ وہ چھوٹا بچہ نہیں ہے اپنا اچھا اور برا بہتر طریقے سے جانتا ہے۔

اب اس نے نکاح تو کر ہی لیا ہے تو ہم سب کی بہتری اسی میں ہے کہ ہم اسے قبول کر لیں

اگر تم مہرو کو قبول نہیں کرو گی تو تمھارا بیٹا بھی تم سے دور ہو جائے گا

شاداب نے سمجھانے والے انداز میں کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے

آرزو تو سب سے پہلے اپنی بھابھی کو ملنے گئی تھی

کومل بت بنی بیٹھی تھی۔اس کے سارے خواب ایک پل میں چکنا چور ہو گئے تھے۔

فضاعلیدان کو ہی دیکھ رہی تھی

جس انداز سے وہ مہرو کو. دیکھ رہا تھا فضا کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا لیکن اس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی کہ. وہ مان کی بیوی ہے

اور علیدان جس لڑکی کو پسند کرتے ہیں وہ مہرو نہیں ہو سکتی۔

رابعہ تو حیرانگی سے شاداب کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی

دیکھا تم نے آج میرے بیٹے نے میری مرضی کے خلاف جا کر نکاح کیا ہے میری بہو صرف کومل ہی بنے گی میں اس لڑکی کو ہر گز قبول نہیں کروگی

رابعہ نے کوثر سے کہا جو اپنی بہن کی ہاں میں ہاں ملا رہی تھی کیونکہ وہ بھی جانتی تھی کہ کومل مان کو کتنا چاہتی ہے۔

روبینہ بیگم نے خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا کیونکہ وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ رابعہ اس معاملے میں بہت ضدی ہے

مجھے آپ کے ڈیڈ اچھے نہیں لگتے

روحی نے ہمت کرتے ہوئے شاہ کو کہا

جو سنجیدگی سے روحی کو دیکھ رہا تھا۔

اور ایسا کیوں ہے؟

شاہ نے روحی کے چہرے کو تھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شاہ وہ مجھے نہیں معلوم وہ بس مجھے اچھے نہیں لگتے اور مجھے ان سے ڈر لگتا ہے

روحی نے ایک سانس میں جلدی سے کہہ دیا۔

کیوں ڈر لگتا ہے انہوں نے کچھ کہا ہے؟

شاہ نے اس بار تھوڑا سرد لہجے میں پوچھا

نہ نہیں شاہ روحی نے لڑکھڑاتی زبان میں کہا اب اسے افسوس ہو رہا تھا کہ کیوں غصے میں آ کر اس نے شاہ کو بتایا

مجھے وجہ جاننی ہے روحی کیوں تمہیں میرے ڈیڈ اچھے نہیں لگتے ؟

شاہ نے روحی کو بازوں سے پکڑتے ہوئے پوچھا روحی کو شاہ کی انگلیاں اپنے بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔

شاہ مجھے درد ہو رہا ہے روحی نے شاہ کی گرفت میں کسماتے ہوئے کہا

جو سرخ آنکھیں روحی کے چہرے پر گاڑھے

بول رہا تھا۔

شاہ چھوڑیے مجھے

روحی نے شاہ کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھوں سے پرے دھکیلا.

شاہ اپنی جگہ سے زرا سا بھی نہیں ہلا تھا

جواب دو روحی میں نے کچھ پوچھا ہے

شاہ نے دھاڑتے ہوئے کہا روحی نے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

شاہ میں جھوٹ نہیں بور ہی

روحی نے روندی آواز میں کہا۔

شاہ روحی کو چھوڑ کر تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہو گیا تھا۔اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا

وہ چاہتا تھا روحی اس پر یقین کرے اور سب کچھ سچ بتائے لیکن ابھی بھی وہ شاہ سے بہت کچھ چھپارہی تھی اور یہی بات شاہ کو غصہ دلا گئی تھی

میں نے کب کہا کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو؟ لیکن ابھی بھی تم مجھ سے بہت کچھ چھپارہی ہو روحی ایک بار یقین تو کر کے دیکھو

تم کہہ رہی ہو تمہیں میرے ڈیڈ اچھے نہیں لگتے؟ ایسا کیا ہوا کہ وہ تمہیں اچھے نہیں لگتے جب تک تم. مجھے وجہ نہیں بتاؤ گی میں تمھاری مدد نہیں کر سکتا

شاہ نے سنجیدگی سے کہا روحی سر جھکائے آنسو بہارہی تھی

میں نے کہا تھا نا تم سے ہمیشہ تمھارے ساتھ کھڑا رہو گا لیکن تمہیں بھی مجھ پر یقین کرنا ہو گا۔جو بات تمہیں پریشان کر رہی ہے مجھ سے شیئر کرنی ہو گی۔

یہاں بات میرے ڈیڈ کی ہے نا چاہتے ہوئے بھی تمھاری بات پر یقین کرنے کے لیے مجھے ثبوت کی ضرورت ہو گی۔

اور اگر تم مجھے بنا کسی ثبوت کے آکر میرے ڈیڈ کو برا کہو گی تو میں کیسے یقین کروں گا بتاؤ مجھے؟

شاہ نے روحی کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے پیار سے کہا اور پھر روحی نے روتے ہوئے شاہ کو سب کچھ بتا دیا تھا جو وہ پہلے سے جانتا تھا۔

شاہ مجھے لگا آپ مجھ پر یقین نہیں کریں گئے روحی نے سوسو کرتے کہا۔

مجھے اپنی روحی پر پورا بھروسہ ہے اور کبھی اس خیال کو اپنے دل میں نا آنے دینا کہ شاہ روحی پر کبھی شک کرے گا لیکن جو بھی مسئلہ پریشانی ہو تم وہ مجھے بتا دیا کرو گی

شاہ نے پیار سے روحی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

جو شاہ کی بات سن کر رونا بھول کر حیرانگی سے اس دیکھ رہی تھی

میں چاہتا ہوں تم خود مجھ سے اپنی پریشانی شیئر کرو

اور مجھ پر یقین کرو شاہ نے روحی کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

آپ کو میری بات پر یقین ہے شاہ؟ روحی نے ریان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

بلکل ہے اور ہمیشہ رہے گا

شاہ نے اپنا سر روحی کے سر کے ساتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

روحی نے بھی سکون سے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

آئندہ کوئی بھی بات تم مجھ سے نہیں چھپاؤ گی۔

شاہ نے سنجیدگی سے کہا روحی نے سر اثبات میں ہلانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

گڈ گرل ابھی مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے تم اپنی ساسوماں کے پاس جاسکتی ہو

اور تم ٹینشن نہیں لو گی تمھارا شاہ سب کچھ سنبھال لے گا۔

شاہ نے روحی کی سرخ ناک کو کھینچتے ہوئے کہا۔

جس نے گھور کر شاہ کو دیکھا۔

مجھے ماما نے بلایا تھا میں جا رہی ہوں روحی نے جلدی سے کہا اور بنا شاہ کی طرف دیکھے کمرے سے بھاگ گئی

روحی کے جاتے ہی شاہ کے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہو گئے تھے

بہت ہو گیا ڈیڈ

اب دیکھیے آپ کہ ریان شاہ کیا کرتا ہے۔

شاہ نے ٹھنڈے لہجے میں خود سے کہا

اور روم سے نکل گیا۔

مہرو تم ٹھیک ہو؟

ماں نے کمرے میں آتے ہی مہرو سے پوچھا جواب خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی

ہاں میں ٹھیک ہوں مجھے کیا ہو گا؟

مہرو نے عام سے لہجے میں کہا

اچھا تو پھر باہر مجھ سے چپک کون رہا تھا

ماں نے مسکراہٹ دباتے پوچھا

وہ میں تو ہر گز نہیں تھی مہرو نے نظریں چراتے ہوئے کہا

مہرو تم علیدان کے بارے میں کسی کو بھی کچھ نہیں بتاؤ گی اور تم کہاں سے آئی ہو یہ بھی ہر گز نہیں بتاؤ گی

بھائی کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیے کہ مجھے سچائی کا پتہ ہے

لیکن تم مجھے غلط مت سمجھنا یہ سب میں اس لیے کہہ رہا ہوں کیونکہ مروہ ابھی بھی بھائی کے پاس ہیں

جب تک میں مروہ کو اپنے پاس نا لے آؤں کو کسی بھی بات کی بھنک بھی نہیں ہونی چاہیے

اس کے بعد اگر کسی کو معلوم ہوتا بھی ہے تو فرق نہیں پڑتا

ماں نے سنجیدگی سے کہا

مہرو کو ماں کی بات سمجھ میں آ گی تھی لیکن اسے مایوسی بھی ہوئی تھی

کیا ہوا؟ ماں نے مہرو کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا

مجھے لگا میری بیٹی آپ کے پاس ہیں۔

میں مروہ کے بہت قریب پہنچ چکا ہوں اور میں نہیں چاہتا اتنا قریب جا کے وہ مجھے نا ملے اس لیے میں چاہتا ہوں مروہ ہمارے پاس آ جائے باقی سب بعد میں دیکھ لیں گئے

میں جلد ہی مروہ کو تمھارے پاس لے آؤ گا مان نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

اور ایک بات موم کو تم باہر دیکھ ہی چکی ہو

تو وہ جو بھی کہتی ہے ان کی بات کا برا نا منانا

وہ دل کی بری نہیں ہے

مان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

تم فکر مت کرو ساسوماں کا میں بہت اچھے سے خیال رکھوں گی۔

مہرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔اسے رابعہ کو دیکھ کر لگا ہی نہیں تھا کہ . وہ مان کی ماں ہے۔

مان کو مہرو کی مسکراہٹ کچھ الگ لگی تھی

لکن جو بھی تھا مہرو نے اس کی بات تو مان لی تھی

دروازے پر ہوتی دستک نے مان کو مزید کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔

بھائی کیا میں بھابھی سے بات کر سکتی ہوں؟

آرزو کی ناراض سی آواز پر مان مسکرا پڑا تھا

بلکل تمھاری بھابھی ہے جب تک دل چاہے بات کر سکتی ہو

مان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

مہرو یہ ہے میری پیاری سی بہن ہے آرزو

مان نے پیار سے آرزو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جو ابھی بھی ناراض تھی

اور میری گڑیا مجھ سے ناراض ہے کہ میں نے اسے اپنے نکاح کا نہیں بتایا

مان نے آرزو کے بال بکھیرتے ہوئے کہا

بھائی...

آرزو نے دانت پیستے ہوئے کہا

مہرو کھڑی بہن بھائی کا پیار دیکھ رہی تھی۔

یار تم اپنے سارے ارمان ہمارے ولیمے پر پورے کر لینا

لیکن اب تم مل لو اپنی بھابھی سے

مان نے آرزو کو بہلاتے ہوئے کہا جس نے گھور کے مان کو دیکھا

اور مہرو سے ملی اور دونوں باتوں میں بزی ہو گئی تھیں اور مان کو بلکل ہی فراموش کر چکی تھیں۔

مان نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا اور کمرے سے نکل گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اب ان کی باتیں اب ختم نہیں ہو نگی۔

مہرو کو آرزو بہت پسند آئی تھی آرزو نے کہا بھابھی میں آپ کو گھر دکھاتی ہوں

آرزو مہرو کو گھر ہی دکھا رہی تھی جب اسے ملازمہ نے عرشمان کا پیغام دیا کہ وہ اسے بلا. رہا ہے

آرزو مہرو سے معذرت کرتے وہاں سے چلی گئی مہرو نے کہہ دیا تھا کہ وہ خود اپنے کمرے میں چلی جائے گی۔

مہرو دوبارہ اپنے کی طرف ہی جارہی تھی جب کسی نے اچانک کمرے کا دروازہ کھول کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اندر کھینچ لیا۔

مہرو نے غصے سے اپنے ہاتھ پکڑنے والے کی طرف دیکھا تو علیدان اپنی خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا

مہرو نے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی

تمہیں کیا لگتا ہے میرے بھائی کو اپنی خوبصورتی کے جال میں پھانس کر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گی تو یہ تمھاری بہت بڑی بھول ہے مہرو

علیدان نے مہرو کو دوبارہ بازو سے پکڑتے ہوئے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

اور تمہیں کیا لگا صرف تم ہی دلوں کے ساتھ کھیل سکتے ہو لوگوں کو دھوکا دے سکتے ہو؟

نہیں علیدان ملک نہیں....

تم نے مجھے بھی اس کام میں ماہر بنا دیا

اور یقین کرو

یہ طریقہ کار میں نے تم سے ہی سیکھا ہے

کہ ایک انسان مزید گھٹیا کیسے بن سکتا ہے۔

اور اپنے الفاظ کی درستگی کر لو مسٹر ملک

میرا ارادہ نا تو تمھیں دوبارہ دیکھنے کا تھا اور نا ہی تمھارے گھر آنے کا

تمھارے بھائی نے زبردستی مجھ سے نکاح کیا

لیکن اب میں نے یہاں آ کر یہ سوچا ہے کیوں نا تمھارے گھر والوں کو بھی تمھاری اصلیت سے آگاہ کیا جائے

تمھاری بہت عزت کرتے ہیں سب لوگ

اب میں کسی شیطان کی عزت ہوتے ہوئے تو نہیں دیکھ سکتی تو میں تمھاری مدد ضرور کروں گی۔

تمھارا اصل چہرہ تمھارے گھر والوں کے سامنے ضرور لاؤ گی ان کو بھی تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس خوبصورت چہرے کے پیچھے ایک درندہ چھپا ہوا ہے۔جو ہمیشہ شکار کی تلاش رہتا ہے۔مہرو نے طنزیہ انداز میں کہا

اسے ابھی بھی علیدان کی سوچ پر افسوس ہو رہا تھا کہ . اُسے لگتا تھا کہ مہرو نے اس کے بھائی کو اپنے جال میں پھانس کے نکاح کیا تا کہ وہ علیدان سے بدلہ لے سکے۔

اور یہ نیک کام میں بہت جلد سر انجام دینے والی ہوں

مہرو نے اپنا بازو علیدان کی گرفت سے آذاد کرواتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں کہا

تم ایسا کچھ نہیں کرو گی نا تم گھر والوں کو کچھ بتاؤ گی اور نا ہی معارج کو کسی بھی بات کی بھنک ہونے دو گی

اگر تم نے کچھ بھی ایسا ویسا کیا تو پوری زندگی اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے کے لیے ترس جاؤ گی

علیدان نے اپنے غصے پر قابو پاتے غصے میں کہا

ہووومیں سچ میں ڈر گئی مہرو نے لہجے میں گھبراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

میری بات غور سے سنو علیدان ملک مجھے کل بھی اوپر والے پر بھروسہ تھااور آج بھی ہے۔ تمھاری کسی دھمکی سے میں نہیں ڈرتی

اور ایک بہت اہم بات تم سے بدلہ لینے کے لیے مجھے تمھارے بھائی سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں تھی میں اکیلی ہی کافی تھی اور اگر آئندہ مجھے چھونے کی کوشش کی تو بہت برا پیش آؤں گی

مہرو نے حقارت سے کہااور وہاں سے چلی گئی۔

میں بھی دیکھتا ہوں کہ ایک طوائف کو موم کتنے دن اس گھر رہنے دیتی ہیں

علیدان نے اپنی مٹھیاں بھینچتے غصے سے کہا۔

ایزل اس دن کے بعد افس نہیں آئی تھی آکف بھی حیران تھا کہ ایسا بھی کیا ہو گیا کہ وہ آفس نہیں آئی اور آکف کا فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی۔

آخرکار اس نے ایزل کے گھر جانے کا سوچا وہ نہیں جانتا تھا اس کا چھپ کر ایزل کے گھر جانا کیا مصیبت کھڑی کرنے والا ہے

آکف نے اپنی گاڑی کی چابی پکڑی اور آفس سے نکل گیا۔

ایزل اپنی بھابھی کے سامنے کم ہی جاتی تھی اس وقت بھی اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے خیالوں میں گم تھی جب اسے کھڑکی کھلنے کی آواز آئی۔

ایزل نے چونک کر کھڑکی کی طرف دیکھا تو آکف کو وہاں کھڑے دیکھ کر ایزل شوکڈ ہو گئی تھی۔

اس کا بھائی بھی گھر پر ہی تھا اگر وہ آکف کو اس کے کمرے میں دیکھ لیتا تو اس کی جان لینے میں ایک سکنڈ بھی نا لگاتا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں

ایزل نے بوکھلائے انداز میں کہا۔

تم آفس کیوں نہیں آ رہی آکف نے ایزل کے سوال کو اگنور کرتے ہوئے پوچھا۔

دیکھوا بھی پلیز یہاں سے چلے جاؤ اگر کسی نے دیکھ لیا تو میرے لیے بہت بڑی مشکل کھڑی ہو جائے گی۔

ایزل نے آکف کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اور ایزل کی بھابھی جو اسے بلانے کے لیے آئی تھی اس کے کمرے سے کسی لڑکے کی آواز سن کر حیران ہوئی۔

یہی صحیح موقع تھا اس نے اپنے شوہر کو بلایا اور ایزل کے کمرے کے باہر کھڑا کیا

ایزل کسی کو کمرے سے جانے کا کہہ رہی تھی۔آکف نے جانے سے پہلے کہا کہ کل آفس ضرور آنا۔کیونکہ ایزل کی شکل دیکھ کر اسے بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا کہ اس نے یہاں آکر ٹھیک نہیں کیا اس لیے وہ کہہ کر چلا گیا

لیکن پیچھے ایزل بنا کسی جرم کے مجرم بننے والی تھی اس کے بھائی نے بھی کسی لڑکے کی آواز سنی تھی۔

اور ایک لڑکی کے کمرے میں کسی غیر مرد کا ہونا کسی کی نظروں میں بھی شک پیدا کر سکتا ہے۔

ایزل کا بھائی غصے میں دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا اور بنا ایزل کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کے گال پر ایک زور دار طمانچہ رسید کیا۔

جو تھپڑ پڑنے کی وجہ سے دو قدم لڑ کھڑا کر پیچھے ہو کر کھڑی ہو گئی تھی۔

ایزل اپنے چہرے پر. ہاتھ رکھے حیرانگی سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جس نے آج پہلی بار اس پر ہاتھ اٹھایا تھا

بھائی میری بات تو سنیں جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے ایزل نے روتے ہوئے صفائی دینا چاہی وہ سمجھ چکی تھی کہ اس کا بھائی آکف کی آواز سن چکا ہے جس بات کر ڈر تھا وہی ہوا تھا

تمہیں میں پاگل لگتا ہوں تمھارے کمرے سے آتی کسی لڑکے کی آوازیں میں نے اپنے کانوں سے سنی ہیں۔

اس دن کون تھا وہ لڑکا جس نے تمھارا ہاتھ پکڑا تھا اور کیا بکواس کر رہا تھا وہ میں نے سب کچھ سنا اور دیکھا تھا

اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی میں خاموش رہا لیکن تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئی اور آج لڑکے تمہیں ملنے تمھارے کمرے میں آرہے ہیں۔

تمھاری جیسی بد چلن لڑکی میرے گھر نہیں رہ سکتی۔

ایزل کے بھائی نے غصے سے کہا آنکھیں اس کی اتنی سرخ ہو رہی تھیں جیسے اھی ان میں سے خون نکل آئے گا

بھائی میری بات کا یقین کریں میں نے کچھ بھی ایسا نہیں کیا جس سے آپ کی عزت پر بات آئے۔

ایزل نے اپنے بھائی کو دیکھتے ہوئے روندی آواز میں کہا آواز تو اس کی کہی دب سہ گئی تھی۔

اس کی بھابھی چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لیے کھڑی تھی اس کا کام ہو چکا تھا

ابھی کے ابھی میرے گھر سے نکل جاؤ ورنہ دھکے دے کر نکالو گا۔

نکل جاؤ میرے گھر سے ایزل کے بھائی نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا

بھائی آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں میں کہاں جاؤں گی؟ایزل نے روتے ہوئے کہا

تم ایسے نہیں مانو گی

ایزل کے بھائی نے کہااور اسے بازو سے پکڑ کے گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لے گیا

آج کے بعد تمھارا بھائی تمھارے لیے مر چکا ہے دوبارہ کبھی مجھے اپنی شکل مت دیکھنا

ایزل کے بھائی نے کہتے ہی دروازہ بند کر دیا

ایزل ششدر کھڑی بند دروازے کو دیکھ رہی تھی جو اس کا بھائی اس کے منہ پر بند کر کے گیا تھا۔

ہوش میں آتے ہی اس نے دروازے کو پیٹنا شروع کر دیا

بھائی پلیز دروازہ کھولیے ایک بار میری بات سن لیں پلیز بھائی

ایزل روتے بلکتے ہوئے دروازہ زور سے پیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

لیکن دروازہ کسی نے نہیں کھولا تھا وہاں سے گزرتے ہوئے لوگ ایزل کو حقارت سے دیکھ رہے تھے ایزل شام تک گھر کے باہر بیٹھی انتظار کرتی رہی تھی لیکن اس کے بھائی نے دروازہ نہیں کھولا۔

تو ایک نظر اپنے گھر پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔

کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کا بھائی اسے گھر میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے کہاں جانا ہے؟اس کے بھائی کے سوا اس دنیا میں اس کا کوئی نہیں تھا

اگلے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا وہ خود بھی بے خبر تھی۔

لیکن ان سب کا ذمہ دار صرف ایک انسان تھا اور وہ تھا آکف مرتضیٰ اس کی وجہ سے ایزل کے بھائی نے اسے گھر سے نکالا تھا۔

کہاں تھی تم؟ عرشمان نے دروازے سے اندر داخل ہوتی آرزو سے پوچھا۔

بھابھی کو گھر دکھا رہی تھی

آرزو نے عام سے لہجے میں کہا۔

بھابھی سے تو بہت جلدی گھل مل گئی ہو لیکن مجھے تو بچپن سے جانتی تھی پھر بھی مجھ پر یقین نہیں کیا

آخر کار عرشمان کے منہ سے شکوہ نکل ہی آیا تھا

آرزو نے چونک کر عرشمان کو دیکھا جو سنجیدگی سے آرزو کو ہی دیکھ رہا تھا۔

عرشمان غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہیں مجھ سے بھی ہوئی ہے اور میں اپنی غلطی پر شرمندہ بھی ہوں

تم جو سزا دینا چاہو دے سکتے ہو میں تمہیں منع نہیں کروں گی

میں جانتی ہوں میں بھی تمھاری تکلیف کا باعث ہوں لیکن ہو سکے تو مجھے معاف کر دو

آرزو نے عرشمان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہم واپس کب جارہے ہیں؟

آرزو نے الماری کھولتے ہوئے پوچھا۔

جب تم جانا چاہو عرشمان کہہ کر رکا نہیں تھا کمرے سے نکل گیا تھا

آرزو کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی تھی۔شاید وہ آرزو کی بات کو سمجھ گیا تھا

مان کو ایک ضروری کام تھا اس لیے وہاں گھر سے باہر نکلنے ہی والا تھا جب کسی نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

مان نے رک کر حیرانگی سے مقابل کو دیکھا کیونکہ ایسی حرکت کوئی نہیں کر سکتا تھا۔

کومل مان کو غصے سے دیکھ رہی تھی

مان نے کومل کا ہاتھ جھٹکا اور انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا

آئندہ اگر مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو تمھارے ہاتھ کاٹ دوں گا

اور ٹرسٹ می بنا ہاتھوں کے تم بہت بری لگو گی۔

مان نے سخت لہجے میں کہا

اور وہاں سے چلا گیا اس وقت اسے دیر ہو رہی تھی ورنہ اچھے سے کومل کی کلاس لیتا

تم بھی ابھی مجھے نہیں جانتی معارج ملک کومل کس حد تک جا سکتی ہے۔

اپنی پیار کو حاصل کرنے کے لیے اگر مجھے کسی کو جان سے بھی مارنا پڑا تو میں مار دوں گی۔

تمہیں میں کسی بھی حال میں حاصل کر لوں گی پھر چاہے مجھے تمھاری بیوی کی جان ہی کیوں نا لینی پڑے

کومل نے دانت پیستے ہوئے جنونی انداز میں کہا

اس کی نفرت اور جنون کس حد تک جانے والا تھا یہ تو وقت نے ہی بتانا تھا

معارج مروہ تک پہنچ گیا تھا مروہ کی شکل اپنی ماں سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ یہ مروہ کو دیکھ کر اسے پتہ چل گیا تھا۔

علیدان نے ایک چھوٹے سے گھر میں اسے رکھا ہوا تھا اور ایک عورت تھی جو مروہ کا خیال رکھتی تھی۔

معارج مروہ کو اپنے گود میں لیے غور سے دیکھ رہا تھا۔

جو معارج کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی اور اپنے ہاتھوں سے ماں کے چہرے کر پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ماں نے مسکراتے ہوئے مروہ کی گال کو پیار سے چوما

میری بیٹی تو اپنی ماما جیسی ہے۔ لیکن زیادہ پیار آپ سے پاپا کرتے ہیں۔

مان مروہ سے ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے وہ مان کی ساری باتیں سمجھ رہی ہو اور مروہ نے مان کی بات پر ہنس کر ثابت کیا کہ وہ مان کی بات سمجھ گئی ہے

آپ کون ہیں؟

جو عورت مروہ کی دیکھ بھال کر رہی تھی اس نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میں اس بچی کا باپ ہوں اور اپنی بچی کو لینے آیا ہوں

مان نے سنجیدگی سے کہا

لیکن علیدان سر نے تو کہا تھا اس بچی کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے

اس عورت نے حیرانگی سے پوچھا

اس نے جھوٹ بولا ہے اور اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہیں پولیس کے حوالے نا کروں تو خاموشی کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤ

مان نے سرد لہجے میں کہا۔

پولیس نہیں صاحب ایسا نا کریں مجھے نہیں معلوم تھا کہ علیدان سر نے جھوٹ بولا ہے

میں یہاں سے جا رہی ہوں

لیکن آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ بچی آپ کی ہے آپ بھی تو جھوٹ بول سکتے ہو؟اس عورت نے گھورتے ہوئے پوچھا

تم ایسا کرو میرے ساتھ چلو میں تمہیں اس کی ماں کے ساتھ بھی ملوا دوں پھر پولیس سے تم خود ہی نپٹ لینا

مان نے سیریس انداز میں کہا

نہیں ٹھیک ہے میں جا رہی ہو اس عورت نے بوکھلا کر کہا اور وہاں سے چلی گئی

مان نے مسکرا کر مروہ کو دیکھا اور اسے لے کر وہاں سے نکل گیا اب اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی مروہ اور مہرواس کے طپاس تھیں اور اب مان سکون سے اپنی زندگی مہرو اور مروہ کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا لیکن آنے والے طوفان سے ناواقف تھا۔

مہرو اپنے کمرے سے نکلی اور کچن کی طرف اس نے اپنے قدم بڑھا دیے اس بھوک لگ رہی تھی۔

اور آرزو نے اسے سب سے پہلے کچن ہی دکھایا تھا۔

مان اس کے بعد کمرے میں نہیں آیا تھا وہ شاید گھر پر نہیں تھا۔

لیکن مہرو نے بھی سوچ لیا تھا جو جیسا ہے مہرو بھی ویسے ہی پیش آئے گی۔

رابعہ بیگم کچن میں ہی تھیں مہرو کو دیکھ کر تو پہلے وہ حیران ہوئی پھر حیرانگی کی جگہ غصے نے لے لی تھی

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ رابعہ بیگم نے غصے میں پوچھا۔

یہ کچن ہے نا تو جب بھوک لگتی ہے تو میرے خیال سے سب اسی جگہ کا رخ کرتے ہیں؟

مہرو نے آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا

میرے سامنے اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا ابھی تم جانتی نہیں ہو کہ میں کون ہوں

رابعہ بیگم نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا

ملازم کھڑے دونوں کی بحث کو سن اور دیکھ رہے تھے اور حیران بھی تھے۔

میرا بھی آپ کے بارے میں یہی خیال ہے ساسوماں ابھی آپ مجھے جانتی نہیں ہے کہ میں کون ہوں؟

اور آپ کو تو ایک ہی دن میں میں اچھی طرح جان گی ہوں آپ میرے شوہر صاحب کی نک چڑھی ماں اور میری ساسوماں ہے۔

لیکن میرے زیادہ منہ مت لگیے گا میں ویسی بہو ہر گز نہیں ہوں کہ ساس کچھ بھی کہتی رہے اور بہو بس جی حضوری کرتی رہے

مہرو نے رابعہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تمسخرانہ انداز میں کہا اور ملازمہ کو کمرے میں کھانا لانے کا کہہ کر کچن سے نکل گئ

رابعہ تو حیرت کے مارے وہی کھڑی رہی تھی اسے مہرو معصوم سی لگی تھی لیکن ان کی سوچ غلط تھی۔

رابعہ ہوش میں آتے ہی ملازموں پر برسنے لگی تھی کیونکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ کسی نے رابعہ سے اونچی آواز میں بات بھی کی ہو

لیکن رابعہ نے بھی سوچ لیا تھا کہ مہرو کو کس طرح ہینڈل کرنا ہے

وہ کیسے بھاگ سکتی ہے اس بارے میں تو کسی کو معلوم بھی نہیں تھا

عمیر نے پریشانی سے علیدان کو کہا

جو خود حیران تھا کہ نایاب کیسے بھاگ گئی

کچھ تو ایسا ضرور ہے جو ہمیں نظر نہیں آرہا علیدان نے اپنے سامنے بیٹھے پٹیوں میں جھگڑے عمیر کو کہا۔

اب تو کیا کرے گا

عمیر نے علیدان کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ آ گئی تھی

۔میرا کام بس موم کو یہ بتانا ہے کہ مہرو ایک طوائف ہے آگے کا کام وہ خود کریں گی

علیدان نے صوفے سے ٹیک لگاتے کہا۔

اور اگر مہروے نے سارا سچ گھر والوں اور معارج کو بتا دیا تو؟ عمیر نے علیدان کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے پوچھا

وہ کبھی نہیں بتائے گی اس کی بیٹی میرے پاس ہے اور اگر وہ بتا بھی دیتی ہے تو تمہیں کیا لگتا ہے میرے گھر والے یا میرا بھائی اس طوائف پر یقین کرے گا؟

ہر گز نہیں

ڈیڈ کل کی آئی لڑکی پر تو یقین نہیں کریں گئے۔

تم بس دیکھتے جاؤ اب میں کیا کرتا ہوں علیدان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا لیکن عمیر کو لگ رہا تھا اس بار علیدان بہت بری طرح پھنسنے والا ہے۔

ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیتی یہ صرف عمیر سوچ ہی سکا تھا کہنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔

بھائی یہ لڑکی کون ہے؟ کومل جو فضا کو لے کر باہر آئی تھی تا کہ اپنا موڈ ٹھیک کر سکے صائم کے ساتھ ایک لڑکی کو دیکھ کر حیران ہوئی تھیں

ایک پل کے لیے تو صائم بھی صورتحال حال دیکھ کر بوکھلا گیا تھا لیکن جلد ہی اس نے اپنے تاثرات پر قابو پا لیا تھا۔

تم دونوں گھر چلو پھر بتاتا ہوں

صائم نے تحمل سے کہا

بھائی مجھے ابھی جواب چاہیے کہی آپ نے بھی ماں کی طرح چھپ کر نکاح تو نہیں کر لیا؟

کومل نے مشکوک انداز میں پوچھا

ہم لوگ اس وقت گھر پر نہیں ہے تم اپنی تحقیقات گھر جا کر کر لینا باہر میں کسی قسم کا تماشا نہیں چاہتا

صائم نے کومل کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

چلیں پھر گھر جا کر ہی بات کر لیتے ہیں

لیکن ماما خالہ کی طرف ہیں تو آپ ہمیں یہ بھی بتا دیں کس گھر میں جانا ہے؟

کومل نے تیکھے لہجے میں پوچھا

جہاں تمھارا دل کرے آ جانا

اور یقیناً تم دونوں ڈرائیور کے ساتھ آئی ہو گی تو گھر پہنچو پھر بات کرتے ہیں

صائم نے سنجیدگی سے کہا اور نایاب کو وہاں سے لے کر چلا گیا جواب تک خاموش کھڑی تھی۔

صائم نے مال سے باہر نکلتے ہی. ماں کو فون اور اسے بتادیا کہ وہ نایاب کو لے کر گھر آ رہا ہے ماں نے بھی کہا تم آ جاؤ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟ نایاب نے صائم سے پوچھا؟

گھر

صائم نے سنجیدگی سے کہا۔

کون سے گھر؟ نایاب سمجھ تو گئی تھی لیکن پھر بھی اس نے پوچھنا بہتر سمجھا۔

اپنے گھر صائم نے کہا اس نے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔

نایاب نے مزید سوال نہیں کیا تھا

کوٹھے پر نایاب اور مہرو دونوں نہیں تھیں لوگ ان دونوں کا رقص دیکھنے ہی آتے تھے۔

لیکن اب کوٹھے کی کمائی نا ہونے کے برابر تھی۔ سلمیٰ نے نایاب کو فون کیا جو کہ بند جا رہا تھا۔

آج کچھ لوگوں نے خاص طور پر مہرو کا رقص دیکھنے آنا تھا

سلمیٰ نے مہرو کو کال کر کے ساری صورتحال بتائی شبنم بھی بیمار تھی ورنہ اس سے کام چل جاتا۔

مہرو تو صرف ایک دن کے لیے آجا

ورنہ جو لوگ آرہے ہیں وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گئے

اور تو جانتی ہے وہ سب لوگ خاص طور پر تیرا رقص دیکھنے کے لیے آرہے ہیں اگر شبنم ٹھیک ہوتی تو میں تجھے کبھی تنگ نا کرتی۔

سلمیٰ اور بھی کافی کچھ کہہ رہی تھی

لیکن مہر واس کشمکش میں مبتلا ہو گئی تھی کہ جائے یا نا جائے اگر معارج کو پتہ چل گیا تو وہ کیا کرے گا؟ لیکن سلمیٰ کے بھی بہت سے احسانات مہر وپر تھے اور اس مشکل وقت میں وہ سلمی کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی اس لیے اس نے ہامی بھر لی

سلمیٰ تو خوش ہو گئی تھی مہر و نے چادر اوڑھی اور بنا کسی کو بتائے گھر سے نکل گئی

لیکن علیدان نے اسے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس نے مہر و کا پیچھا کیا جو کوٹھے پر گئی تھی

علیدان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اب آگے اس نے کیا کرنا تھا وہ اسے اچھے سے جانتا تھا

مان گھر آیا تو سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا وہ سب سے پہلے مہر و کو یہ خبر سنانا چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی ٹھیک ہے اور مر وہ آرزو کے پاس ہے

جب اس مہر و کہی نظر نہیں آئی تو اسے ڈھونڈنے کے لیے کمرے سے نکلنے ہی والا تھا کہ علیدان بھی کمرے میں داخل ہوا۔

اس کے چہرے کی مسکراہٹ مان کو کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی

تمھاری بیوی کہاں ہے معارج ملک۔۔۔میں نے سنا ہے وہ دوبارہ اُسی کوٹھے پر چلی گئی ہے۔۔۔اور تم نے ایک طوائف سے نکاح کیا ہے؟بہت افسوس ہوا مجھے اچھے خاصے ہو تم دنیا میں کیا لڑکیاں ختم ہو گئی تھیں جو تم نے ایک طوائف سے نکاح کیا

لیکن مہرو نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔۔۔طوائف کبھی گھر نہیں بسا سکتی اب تم مہرو کو ہی دیکھ لو آخر بے چاری کب تک خود کو روکتی۔۔۔!!!

علیدان نے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا انداز اس کا صاف چڑھانے والا تھا۔۔۔

اگر اس کا ارادہ معارج کو بھڑکانے کا تھا تو وہ اپنے مقصد میں خاصا کامیاب بھی ہو گیا تھا۔۔۔

معارج نے اپنی لال انگارے جیسی آنکھیں علیدان پر گاڑھی تھیں جبڑے اس کے سختی سے تنے ہوئے تھے۔۔۔ماتھے کی نیلی رگیں اس کی پھول چکی تھیں تنے ہوئے جبڑے اس بات کی علامت تھے کہ معارج ملک اپنے غصے پر بہت مشکل سے قابو پا رہا ہے۔۔۔اگر علیدان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوتا۔۔۔

آپ کے لیے بہتر یہی ہو گا کہ میرے منہ نا لگے علیدان صاحب۔۔۔۔!!!

اگر میں ابھی تک خاموش ہوں تو یہ مت سمجھیے گا کہ میں آپ کی چالاکیوں سے واقف نہیں ہوں۔۔۔۔!!!

معارج نے ٹھنڈے لہجے میں اپنے سامنے کھڑے علیدان کو کہا وہ اچھے سے اپنے غصے کو کنٹرول کرنا جانتا تھا۔۔۔علیدان معارج کی بات سن کر ایک دم گھبرا گیا تھا جیسے اس کا گناہ پکڑا گیا ہو۔۔۔۔

کیا بکواس کر رہے ہو میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔۔۔۔!!! اور تم میرے بھائی ہو تمھاری عزت میری عزت ہے اور میں ہر گز نہیں چاہو گا کہ میرے بھائی کی عزت پر اس طوائف کی وجہ سے کوئی بھی تمہیں حقارت سے دیکھے

علیدان نے اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

معارج علیدان کی بات سن کر ہنسنے لگا تھا اس کی ہنسی نے جلتی پر تیل کا کام سر انجام دیا تھا۔۔۔علیدان کا مقصد معارج کو تکلیف دینا تھا لیکن یہاں اسے معاملہ الٹا ہوتا ہوا لگ رہا تھا۔۔۔۔

مسٹر علیدان کاش آپ کو اپنے بھائی یا اپنی فیملی کی پرواہ ہوتی اور میرے سامنے جھوٹے پیار جتانے کی ضرورت نہیں ہے جتنا کمینہ میں آپ کو سمجھتا تھا آپ تو میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا انسان نکلے آپ نے تو میری سوچ کو ہی بدل دیا آئی ایم ویری ایمپریس۔۔۔۔!!!

معارج نے تالی بجاتے ہوئے کہا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا ہوا علیدان سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا ہو گیا تھا اور لفظ بالفظ علیدان کا کارنامہ اسے بتانے لگا۔۔۔۔

آپ نے مہرو سے نکاح کیا لیکن وہ نکاح نامہ نقلی تھا نکاح نقلی تھا۔۔۔۔سب کچھ جھوٹ تھا گواہ نہیں تھے۔۔۔۔یہاں تک کے مولوی بھی نہیں تھا۔۔۔۔آپ نے مہرو کو دیکھانے کے لیے نقلی نکاح نامہ بنایا۔۔۔اور اس پر مہرو کے دستخط لیے۔۔۔۔اور وہ بے چاری یہی سمجھی کے اس کا نکاح ہو گیا ہے۔۔۔۔جبکہ وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ نکاح تو ہوا ہی نہیں ہے۔۔۔۔تو اس کا مطلب آپ صرف اسے استعمال کر رہے تھے۔۔۔۔یہ سب آپ نے صرف اپنی ہوس پوری کرنے کے لیے کیا تھا۔۔۔اور یقین کرو یہ بات جاننے کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آپ جیسا بے غیرت انسان آج پہلی بار میں نے اپنی زندگی میں دیکھا ہے۔۔۔۔!!! جتنی عزت اور محبت میں آپ سے کرتا تھا شاید ہی کسی سے کی ہو

میرا بڑا بھائی ہمیشہ میرا غرور رہا ہے لیکن آپ کی واہیات حرکتوں نے میری آنکھوں سے پٹی اتار دی اور مجھے آپ کے ان سب کارناموں کا بہت پہلے سے ہی پتہ چل گیا تھا۔اگر میں خاموش تھا تو صرف مروہ کی وجہ سے اور اب وہ بھی میرے پاس ہی تو مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے

معارج نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا یہ بات کہتے ہوئے اس وقت اسے جس قدر تکلیف محسوس ہو رہی تھی اُس سے صرف معارج کے علاوہ اللہ گواہ تھا۔۔۔

معارج کا تیکھا لہجہ علیدان کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔۔۔

اگر مہرو کا نکاح ہی آپ کے ساتھ نہیں ہوا تو اس کا مطلب جس بچی کو میں نے دیکھا تھا وہ پھر آپ کی ناجائز اولاد ہوئی۔۔۔؟؟؟ معارج نے کرخت لہجے میں کہا۔۔

مان تم حد سے بڑھ رہے ہو اپنی اوقات میں رہو۔۔۔!!! علیدان نے گرجدار آواز میں کہا۔۔

میں تو اپنی اوقات میں ہی ہوں علیدان صاحب لیکن لگتا ہے آپ اپنی اوقات بھول رہے ہیں۔۔۔!!! اور مان کہنے کا حق آپ کھو چکے ہیں میرا نام معارج ہے

معارج نے طنزیہ مسکراہٹ علیدان کی طرف اُچھالتے ہوئے کہا۔۔۔

میں نے مہر و سے نکاح کیا تھا۔۔۔!!!

علیدان نے اپنے لہجے میں پختگی لاتے ہوئے کہا۔۔اگر معارج کو سب معلوم ہو ہی گیا تھا تو علیدان نے اپنی صفائی دینا بھی ضروری سمجھا

کم اون مجھ سے جھوٹ بولنے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔آپ نے جن پیپر پر مہر و سے سائن کروائے تھے وہ پیپر میرے پاس موجود ہیں جو کہ جعلی نکاح نامہ تھا۔۔۔اس پیپر پر صرف مہر و اور کسی باذل نامی لڑکے کے دستخط ہیں۔۔۔باقی کے سارے خانے بھی خالی تھے۔۔۔اور ایسا نکاح تو میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔۔۔جس میں صرف لڑکی کے سائن کے علاوہ کسی اور لڑکے کا نام موجود تھا۔۔لیکن آپ کا نام تو علیدان ہے نا مجھے آپ کا نام تو کہیں نظر نہیں آیا اور گواہوں کے بھی سائن موجود نہیں۔۔۔

سوائے اُس پیپر پر لڑکا لڑکی کے علاوہ کسی اور کے سائن موجود نہیں تھے کیسا نکاح تھا یہ علیدان صاحب کہہ رہے ہیں کہ اُن کا نکاح مہر و سے ہوا تھا۔۔۔لیکن مجھے تو علیدان کی جگہ کسی باذل نامی انسان کے دستخط نظر آئے تھے۔۔۔!!!

ویسے باذل کون ہیں پھر تو مہر و کا نکاح کسی باذل نامی شخص سے ہوا ہے۔۔۔؟؟معارج نے سوچنے والے انداز میں کہا۔۔۔

اور ہاں نقلی نکاح نامہ مجھے عامر نے لا کر دیا تھا۔آپ کا جو وہ جو آپ کا گھٹیا دوست ہے عمیر اس طرف میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں اسے کہیے گا تیار رہے اور آپ دونوں سے تو میں بعد میں نپٹ لوں گا۔۔۔!!!

معارج نے سرد لہجے میں کہا اور روم سے نکل گیا۔۔۔

پیچھے علیدان نے سختی سے اپنے ہاتھ کی مٹھی بنا کر اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا۔۔۔

معارج گھر سے باہر نکلتے ہی غصے میں گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔۔۔جتنے تحمل کا مظاہرہ اس نے علیدان کے سامنے کیا تھا یہ بات وہی جانتا تھا۔۔۔

مہرو تم نے گھر سے باہر نکل کر اور میری بات نامان کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔۔۔!!!جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ اب تم کوٹھے پر نہیں جاؤ گی تو کیوں نہیں میری بات مانی؟

معارج نے غصے میں گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے خود سے کہا اگر مہرو اس وقت اسے دیکھ لیتی تو کبھی بھی گھر سے باہر نکلنے کی غلطی نا کرتی معارج نے اپنی گاڑی کوٹھے والے راستے پر ڈال دی تھی۔۔۔

معارج نے کوٹھے کے باہر اپنی گاڑی روکی اور غصے میں گاڑی سے باہر نکل کر کوٹھے کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔جہاں پر مہرو وہاں پر بیٹھے لوگوں پر بجلیاں گراتی رقص کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

یہ منظر دیکھتے ہی معارج کا خون کھول اٹھا تھا اور وہاں بیٹھے لوگوں کی نظروں میں جو غلاظت تھی معارج کا دل کر رہا تھا یہاں بیٹھے ہر ایک انسان کی آنکھیں نکال لے۔۔۔۔

معارج نے چہرے پر سخت تیور لیے مہرو کے پاس جاتے ہی سختی سے اس کے بازو کو دبوچا تھا اور اس کا رخ اپنی طرف کر کے ایک زور دار طمانچہ مہرو کے چہرے پر رسید کیا تھا۔۔۔

معارج کے تھپڑ کی تاب نالاتے ہوئے مہرو زمین پر اوندھے منہ جا گری تھی پورے کوٹھے پر ایک دم سکوت چھا گیا تھا۔۔۔

....

مان مہرو کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لے کر آیا تھا

کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ماں لو روک سکے اس کے چہرے کی وحشت نے سلمیٰ کو بھی آگے بڑھنے سے روک دیا تھا

ماں نے کمرے میں جاتے ہی مہرو کا بازو چھوڑا جو سیدھے زمین پر جا گری تھی۔

کیا بکواس کی تھی میں نے؟ تمہیں پیار کی زبان سمجھ میں نہیں آتی

معارج نے غصے میں مہرو کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا

معارج کا دل کر رہا تھا مہرو کا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دے کہ اسے عقل آجائے

مہرو کی زبان اس وقت تالوں سے جھگڑی ہوئی تھی جواب اس کے پاس بھی نہیں تھا

جواب دو مجھے میرے منع کرنے کے باوجود کیوں تم یہاں آئی؟

میرا دل کر رہا ہے تمھاری جان لے لوں

ماں نے مہرو کو بالوں کو چھوڑتے ہوئے کہا جس کے آنسو پلکوں کی باڑ سے باہر آرہے تھے

اور مان تو مہرو کے آنسو کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا

مان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگا

ورنہ ضرور غصے میں کچھ غلط کر بیٹھتا

جس کا بعد میں اسے پچھتاوا ہوتا

کیوں آئی تم. یہاں؟

تھوڑی دیر بعد مان نے مہرو سے پوچھا اور اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھایا جو خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔

مہرو جانتی تھی اس بار اس کی غلطی ہے اس لیے خاموشی سے معارج کی باتیں سن رہی تھی

مہرو ابھی بھی نظریں جھکائے بیٹھی اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جن پر آنسو ٹپ ٹپ گر رہے تھے

اور یہ منظر مان کے لیے بہت تکلیف دہ تھا

مہرو یار پلیز تم رونا بند کرو

تم نے حرکت ہی ایسی کی تھی کہ مجھے غصہ آگیا

میں تمہیں ایک بہتر زندگی دینا چاہتا ہوں جہاں تمھارے ماضی کا عمل دخل نا ہو لیکن شاید تم ہی آگے بڑھنا نہیں چاہتی

مان نے مہرو کے آنسو کو صاف کرتے ہوئے کہا

جواب ہچکیوں سے رونے لگی تھی اسے روتے دیکھ مان کا غصہ ایک سیکنڈ میں غائب ہو گیا تھا

مہرو نے روتے ہوئے سب کچھ بتا دیا کو اسے سلمیٰ نے کہا تھا۔

مہرو اس کوٹھے پر تمھارے علاوہ بھی بہت سی لڑکیاں ہے اور اب تم. میری عزت ہو

اور آج یہ تمھاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں اگر آئندہ تم نے اس جگہ کا رخ کیا تو اپنے ہاتھوں سے تمھاری جان لے لوں گا کیونکہ چھوڑ تو تمہیں میں نہیں سکتا

مان نے مہرو کی ٹھوڑی پر پکڑ سخت کرتے ہوئے کہا

جس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

ہم. لوگ گھر جا رہے ہیں اور گھر جا کر کیسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے میں نہیں جانتا

ابھی جا کر چینج کر کے کے آؤ

مان نے حکیمیہ لہجے میں کہا اور مہرو کے چہرے کو دیکھا جہاں اس کے تھپڑ کے نشان موجود تھے مہرو بنا کوئی بحث کیے چینج کرنے چلی گئی تھی

فضا بھائی بھی نکاح کر چکے ہیں جس طرح وہ اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر لے کر گئے ہیں اس سے یہی لگ رہا ہے

کومل غصے میں فضا کو کہتی لمبے لمبے ڈھاگ بھرتی جا رہی تھی جب سامنے سے آتے عامر سے اسکا زوردار ٹکراؤ ہوا۔

کومل کو تو دن میں تارے نظر آ گئے تھے

عامر کا موبائل جو اس نے کان سے لگایا ہوا تھا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا تھا

واٹ دا ہیل اندھی ہو؟ نظر نہیں آتا عامر نے غصے میں دھاڑتے ہوئے کومل کو کہا جو عامر کو ڈبل گھوری سے نواز رہی تھی

اندھے تو تم ہو خود دیکھ کر نہیں چل رہے تھے اور الزام مجھ پر ڈال رہے ہو

کومل نے بدتمیزی سے اپنے سامنے چھ فٹ کے کھڑے عامر کو کہا

کومل کی بات نے تو عامر کو مزید غصہ دلا دیا تھا

میڈم آپ زمین پر دیکھ کر چل رہی تھی

اور میرا موبائل بھی آپ کی کرم نوازی سے ٹوٹ چکا ہے

اب میرا نقصان پورا کرے ورنہ یہاں سے جانے نہیں دوں گا

عامر نے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے مصنوعی غصے میں کہا

کیا؟ میں کیوں تمہارا نقصان پورا کرو جبکہ میری کوئی غلطی نہیں ہے

اور میں یہاں سے جا رہی ہوا گر ہمت ہے تو روک کر دکھاؤں

کومل نے بھی چیلنجنگ انداز میں کہا

اس سے پہلے چھوٹی سی بات سنگین مسئلہ اختیار کرتی فضا نے جلدی سے عامر سے معذرت کی کیونکہ وہ جانتی تھی غلطی کومل کی ہے جو کبھی بھی نہیں مانے گی

ایم سوری لیکن ابھی ہم جلدی میں ہیں اپ اپنا نمبر دے دیں میں آپ کا نقصان پورا کر دوں گی فضا نے کہا

اٹس اوکے

عامر نے کومل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

جو حیرت سے اپنی بہن کو دیکھ رہی تھی

تم کیوں معافی مانگ رہی ہو؟

کومل اور بھی کافی کچھ کہہ رہی تھی لیکن فضا اسے وہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے گئ

عامر کی نظروں نے دور تک کومل کا پیچھا کیا تھا

انٹرسٹنگ عامر نے مسکرا کر کہا اور اپنا ٹوٹا ہوا موبائل جھک کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا

ماں جی میری روحی سے بات کروادیں اس کا نمبر بند جا رہا ہے میں کب سے ٹرائی کر رہا ہوں

شاہ نے پریشانی سے کہا

بیٹا وہ تو شاپنگ کرنے گئی ہے سوہا کے ساتھ سوہا کافی ضد کر رہی تھی تو میں نے روحی کو ساتھ جانے کا کہہ دیا

صفیہ بیگم نے جیسے ہی سوہا کا نام لیا ریان کو اپنے دل کی بے چینی کی وجہ سمجھ میں آگئی تھی وہ ایک ضروری کام سے آفس آیا تھا لیکن دل میں عجیب قسم کے خیالات آرہے تھے جنہیں جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن جب کامیاب نا ہو سکا تو شاہ نے روحی کا نمبر ڈائل کیا جو بند جا رہا تھا

کافی ٹرائی کرنے کے بعد اس نے صفیہ بیگم کو فون کیا تھا لیکن صفیہ بیگم کی بات نے اسے مزید پریشان کر دیا

اوکے میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں شاہ نے اپنا لہجہ قدر عام رکھتے ہوئے کہا

اور فون بند کر دیا

پتہ نہیں اس لڑکی کو کب عقل آئے گی

میرے منع کرنے کے باوجود بھی سوہا کے ساتھ چلی گئ

شاہ نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے ہوئے غصے میں کہا

اور گاڑی کی چابیاں پکڑ کر اپنے آفس سے باہر نکلنے لگا کہ اسکا موبائل رنگ ہوا

اس نے موبائل کی سکرین پر چمکتے ہوئے نمبر کو دیکھا تو غصے سے اس کی رگیں تن گئ تھیں اس کا شک یقین میں بدلنے میں ایک سیکنڈ لگا تھا۔

شاہ نے فون کان سے لگایا

اور سوہا کی مکروہ سی آواز سن کر اس کا دل کیا کے فون میں گھس کر سوہا کا گلا دبا دے

بہت افسوس سے مجھے یہ خبر دینی پڑ رہی ہے ریان شاہ کہ تمھاری بیوی اب تمھارے قابل نہیں رہی چھی چھی چھی

کیا اب بھی تم اسے اپناؤ گئے ؟

سوہا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

اور جانتے ہو تمھاری بیوی کے ساتھ غلط کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ تمھارا باپ ہے

سوہا کی بات نے شاہ کے رونگٹے کھڑے کر دیے تھے۔اور جو حالت اب شاہ کی ہو رہی تھی آج سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

شاہ کی آنکھوں میں اس قدر وحشت تھی کہ اگر سوہا اس کے سامنے ہوتی تو کبھی بھی بولنے کی غلطی نا کرتی

شاہ نے موبائل پر پکڑ مضبوط کر دی۔

اب تو روحی تمھارے کسی کام کی نہیں ہے تو اسے زندہ رہنے کا بھی حق نہیں ہے اور تم فکر مت کرو یہ کام میں اپنے ہاتھوں سے سرانجام دوں گی

اسے تڑپا تڑپا کر ماروں گی

سوہا نے نفرت بھرے لہجے میں کہتے ہی فون بند کر دیا

شاہ کو لگ رہا تھا اس کی دنیا ہی اجڑ گئی ہے

اس کی نظروں کے سامنے روحی کا مسکراتا ہوا چہرہ گھوما۔

شاہ نے پاس پڑی کرسی کا سہارا لے کو خود کو گرنے سے بچایا تھا اس کی ماں کے مطابق روحی کو گئے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔

شاہ کا موبائل دوبارہ رنگ ہوا اس نے کان سے لگایا اس کے آدمی کا فون تھا سر آپ کو میڈم کے بارے میں خبر دینی ہے۔ یہ وہی آدمی تھا جو روحی کی نگرانی کے لیے شاہ نے رکھا تھا۔

کہاں مرے ہوئے تھے تم. لوگ جب وہ گھر سے نکلی تو پیچھا کیوں نہیں کیا اس کا شاہ نے غراتے ہوئے کہا

سوری سر لیکن آپ پلیز جلدی آجائے اُس آدمی نے کہا

شاہ نے فون کان سے لگایا ہوا تھا اور بھاگتے ہوئے آفس سے نکلا

علیدان نے رابعہ بیگم کو مہرو کے خلاف بھڑکا دیا تھا

اور یہ بھی بتادیا کہ وہ ایک طوائف ہے یہ سنتے ہی رابعہ بیگم غش کھا کر گرنے والی ہو گئی تھیں

رابعہ نے شاداب کو فون کیا اور گھر آنے کا کہا رابعہ اس قدر غصے میں تھی کہ شاداب نے بنا کوئی سوال پوچھے کہا کہ وہ دس منٹ تک گھر پہنچ جائے گا

آکف ماں کی طرف آیا تھا لیکن اسے صورتحال کو سمجھنے میں ایک سیکنڈ لگا تھا۔

اس نے ماں کو فون کیا جس نے تیسری بیل پر فون اٹھالیا

کہاں مرا ہوا ہے تو اور تیری بیوی کدھر ہے ؟آکف ماں کی سنے بغیر خود کی سنانے لگا

ہوا کیا ہے ؟

ماں نے عام سے لہجے میں پوچھا جو آکف کو تپا گیا تھا

کمینے تیرے گھر میں طوفان آنے والا ہے تو جلدی گھر آجا

علیدان ملک گھر پر ہے ؟اس بار معارج کی آواز میں سرد پن کے ساتھ سنجیدگی بھی شامل تھی

ہاں لیکن تو بھائی کا کیوں پوچھ رہا ہے ؟اور ایک سیکنڈ وہ بچی کس کی ہے جو تو آرزو کے حوالے کر کے گیا تھا؟آکف نے یاد آنے پر پوچھا

تھوڑی دیر میں سب پتہ چل جائے گا تو آرزو کو فون کر اور بچی کو ملک ویلا میں لانے کا بول میں بھی پہنچنے والا ہوں

مان نے کہتے ہی فون بند کر دیا

مہرو خاموشی سے بیٹھی مان کی باتیں سن رہی تھی

تھوڑی دیر بعد گاڑی جا کر پورچ میں رکی

مان کے تنے ہوئے جبڑے لہو ہوتی آنکھیں اور چہرے کے سرد تاثرات آج پہلی بار مہرو کو ڈرا رہے تھے اس نے مان کو کافی بار غصے میں دیکھا تھا لیکن آج مان پہلے والے مان سے مختلف لگ رہا تھا۔

معارج نے سرد آہ بھری اور مہرو کا ہاتھ پکڑ کر گھر میں داخل ہوا کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اندر کیا کچھ ہونے والا ہے

مان اور مہرو کو دیکھ کر رابعہ پھرتی سے دونوں کے راستے میں حائل ہوئی تھی

تو میرا بیٹا معارج ملک

جس کی لڑکیاں دیوانی ہے اس نے ایک طوائف سے نکاح کیا

مجھے وجہ بتانا پسند کرو گئے ؟

رابعہ نے شعلہ برساتی نظروں سے مہرو کو دیکھتے ہوئے نفرت سے کہا

شاداب کو جب رابعہ نے بتایا تو وہ خاموش ہو گئے تھے کیونکہ اس بات کے بارے میں مان نے انہیں بھی کچھ نہیں بتایا تھا

علیدان آرام سے آنکھوں میں ایک مخصوص سی چمک لیے مان کو دیکھ رہا تھا آگ اس نے لگادی تھی اب اس آگ نے کہاں تک پہنچنا تھا اور کس کس کو اپنی لپیٹ میں لینا تھا یہ تھوڑی دیر میں معلوم ہو جانا تھا۔

کوثر اور آکف بھی یہی پر موجود تھے

جو خاموشی سے تماشا دیکھ رہے تھے

وجہ بہت حسین ہے موم اور وہ یہ ہے کہ معارج ملک جس لڑکی سے محبت کرتا ہے وہ مہرو ہے

اور باقی لڑکیوں سے مجھے کیا لینا دینا

ماں نے تحمل مزاجی سے جواب دیا

اور تمھاری یہ محبت کتنے مردوں کی راتیں رنگین کر چکی ہے وہ بھی تم پھر جانتے ہو گئے کیسے مرد ہو تم ایک طوائف کو ملک خاندان کی عزت بنانا چاہتے ہو؟

لعنت ہے تم پر اور تمھاری محبت پر

رابعہ بیگم کے منہ میں جو آرہا تھا وہ بولتی جا رہی تھی

مہرو کو اپنے قدموں پر کھڑے رہنا دشوار لگ رہا تھا اگر اس نے معارج کا بازو نا پکڑا ہوتا تو کب کی زمین بوس ہو چکی ہوتی

مسز شاداب ملک اگر میں آپ کی باتیں سن کر بھی آپ کو خاموش ہوں تو ایک ہی وجہ ہے اور وہ یہ کہ آپ میری ماں ہے

اور آپ سے بد تمیزی کر کے میں اپنی آخرت خراب نہیں کرنا چاہتا

مہرو کتنے مردوں کے بیڈ کی زینت بنی ہے میں اچھے سے جانتا ہوں۔

یہ بات معارج نے علیدان کو دیکھ کر کہی تھی جس نے ماں کو دیکھتے ہوئے پہلو بدلہ تھا

اور کوئی بھی لڑکی اپنی مرضی سے طوائف نہیں بنتی

اس زمانے میں پائے جانے والے کچھ بھیڑیے اسے طوائف بننے پر مجبور کر دیتے ہیں

اور اس بات کو اچھی طرح بھائی ایکسپلین کر سکتے

کیوں بھائی؟

ماں نے علیدان کو دیکھتے ہوئے کہا جو معارج کی بات پر بوکھلا گیا تھا اس نے رابعہ کو سچائی بتا کر خود اپنے پیروں پر کلہاڑی ماری تھی۔

اور موم مہرو کو طوائف آپ کے لاڈلے بیٹے نے بنایا ہے اپنی ہوس پوری کی اور اب اپنی زندگی میں مگن بھی ہے تو نقصان کس کا ہوا ہمیشہ کی طرح عورت کا

کیونکہ زمانہ مرد لا قصور نہیں دیکھتا ہمیشہ عورت کو ہی قصوروار سمجھتا ہے

پھر چاہے عورت کی غلطی ہو یا نا ہو غلط عورت کو ہی سمجھا جاتا ہے

مان نے اپنی ماں کو. دیکھتے ہوئے ٹھنڈے لہجے

کہا۔

کیا مطلب ؟ کیا کہنا چاہ رہے ہو ؟

علیدان نے سنجیدگی سے پوچھا

اتنے میں آرزو مروہ کو لے کر ہال میں داخل ہوئی مروہ کے بارے میں مان نے آرزو کو. بھی کچھ نہیں بتایا تھا اس لیے وہ بھی سب کے سنجیدہ چہروں کو دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔

مان نے آرزو کی گود سے مروہ کو پکڑا اور چلتا ہوا علیدان کے پاس گیا جو فق چہرے کے ساتھ کھڑا مروہ کو دیکھ رہا تھا

اسے پہچانتے ہو؟ معارج نے سرد لہجے میں پوچھا جبکہ اس کے لہجے کی تلخی کو سب نے نوٹ کیا تھا

نہ نہیں میں نہیں جانتا کون ہے یہ ؟

علیدان نے لڑکھڑاتی زبان میں کہااور ماتھے پر آئے پسنے کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا

علیدان ملک کی زبان کالڑکھڑانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے

ویسے آپ جیسے مردوں سے مجھے شدید نفرت ہے جو خود کی تسکین کے لیے کسی بھی حد تک گر جاتے ہیں شرم آنی چاہیے آپ کو اپنے ہی خون کو پہچانے سے انکار کر رہے ہیں

ماں نے دھاڑتے ہوئے کہا جبکہ پورے ہال میں خاموشی چھاگئی تھی

رابعہ اور شاداب شوکڈ سے ماں کو دیکھ رہے تھے

عرشان بھی آرزو کے ساتھ کھڑا تھا جبکہ یہ انکشاف آکف کے لیے بھی کسی دھماکے سے کم نہیں تھا

اگر اس سکوت کو کسی کی آواز نے توڑا تھا تو وہ مروہ کے رونے کی آواز تھی جو معارج کی دھاڑ کی وجہ سے رونے لگی تھی

مہرو جلدی سے آگے بڑھی اور مروہ کو اپنی بانہوں میں لے کر خود میں بھینچ لیا اور اس کے چہرے کو جابجا چومنے لگی۔

مروہ مہرو کے پاس جاتے ہی خاموش ہو گئی تھی اور اپنی بڑی بڑی کالی آنکھوں سے مہرو کو دیکھنے لگی

مہرو کبھی مروہ کے ہاتھ چومتی تو کبھی اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتی

مہرو کے دل میں سکون سا اتر گیا تھا ماما اب آپ کو کبھی خود سے دور نہیں جانے دے گی

اب سے ہم ساتھ رہے گئے مہرو نے مروہ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا جبکہ مہرو کی بات سن کر وہاں کھڑے نفوس کو اپنے پیروں تلے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی

معارج ملک تم کیا کہنا چاہ رہے ہو صاف صاف کہوں

شاداب ملک کی روبدار آواز پر مان نے ان کی طرف دیکھا جن کے چہرے کے تاثرات پتھریلے تھے

مان نے پھر جو کچھ بھی علیدان نے مہرو کے ساتھ کیا تھا وہ سب کچھ سب کو بتادیا

اور علیدان کا دل کر رہا تھا یہاں سے کہی غائب ہو جائے جس باپ کی آنکھوں میں اس نے خود کے لیے ہمیشہ محبت دیکھتی تھی اب اسے وہاں افسوس اور دکھ کے تاثرات نظر آرہے تھے

اس نے تو مہرو کی تذلیل کرنی چاہی تھی لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہو گیا تھا۔

سب لوگ دم. سادھے علیدان کو دیکھ رہے تھے

کیا ثبوت ہے تمھارے پاس کہ یہ میری بیٹی ہے اور جو کچھ تم نے کہا وہ سچ ہے ؟

علیدان نے ہمت نا ہارتے ہوئے ماں کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

شاداب ملک اگلے بڑھے جنہوں نے ٹیبل پر پڑی ڈی این اے کی رپورٹ کو دیکھ لیا تھا جو ماں نے ہی رکھی تھی

اور بنا علیدان کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ مارا

رابعہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلہ بند کیا تھا

ثبوت چاہیے تمہیں یہ رہا ثبوت شاداب نے پیپرز کو علیدان کے چہرے پر اچھالتے ہوئے غصے سے کہا

کاش تم میرے بیٹے نا ہوتے جتنی تکلیف اور اذیت تم نے آج مجھے دی ہے میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میرا علیدان مجھے اس قدر ذلیل کرے گا

تمہیں اپنا بیٹا کہتے ہوئے بھی مجھے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے تمھاری ساری خواہشات میں نے پوری کی دنیا کی ہر آزائش تمہیں دی کیا کمی رہ گئی تھی جو تم نے یہ بے ہودہ حرکت کی اور اب ماننے سے بھی انکاری ہو۔

شاداب ملک نے بے بسی سے کہا. اور وہی صوفے پر ڈھے سے گئے

ڈیڈ جیسا آپ سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے یہ سب جھوٹ ہے علیدان نے صفائی دینی چاہی اور شاداب کے پاس آنا چاہا جب شاداب نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا

آج کے بعد تم مجھے اپنی شکل مت دکھانا ورنہ خود اپنے ہاتھوں سے تمہیں پولیس کے حوالے کر دوں گا چلے جاؤ یہاں سے

شاداب ملک نے کرخت لہجے میں کہا

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ

وہ ہمارا بیٹا ہے ایسے کیسے آپ اسے گھر سے نکال سکتے ہیں

اس سے غلطی ہوئی ہے اسے معاف کر دیں

رابعہ نے شاداب کے سامنے گڑ گڑاتے ہوئے کہا

غلطی نہیں رابعہ گناہ کیا ہے تمھاری صاحبزادے نے اور یہ ریپ کے کیس میں اندر بھی جا سکتا ہے

اور اگر تمہیں اس کی زیادہ فکر ہو رہی ہے تو تم. بھی اس کے ساتھ جا سکتی ہو

شاداب ملک نے دو ٹوک انداز میں کہا

جبکہ رابعہ آنکھیں پھاڑتے شاداب کو دیکھ رہی تھی آج اسے اپنا شوہر کہی سے بھی سویٹ نہیں لگ رہا تھا

علیدان نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا اور ایک نفرت بھری نگاہ مان پر ڈال کر وہاں سے چلا گیا۔ دروازے کے پاس اسے فضا ملی تھی جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا یقیناً وہ ساری بات سن چکی تھی فضا نے آج اسے خود باہر جانے کا راستہ دیا تھا

علیدان پھر وہاں رکا نہیں تھا اور آگے وہ مان اور مہرو کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ سب سوچ چکا تھا۔

کوثر اپنی بیٹیوں کے ساتھ ملک ویلا سے چلی گئی تھی کوثر کو صائم کی کال آئی تھی جو گھر آنے کا بول رہا تھا

صائم آپ کے گھر والوں نے اگر مجھے قبول نا کیا تو؟

نایاب نے صائم کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اپنا ڈر بتاتے ہوئے پریشانی سے پوچھا

صائم نے پہلے نایاب کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر نایاب کو جو صائم کی ذو معنی نظروں کا مطلب سمجھ کر اپنا ہاتھ پیچھے کرنے ہی والی تھی لیکن صائم نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے اس کو بازو سے پکڑ کر خود پر گرایا تھا

نایاب جو وہاں سے بھاگنے کے چکر میں. تھی سیدھی صائم کے سینے پر جا گری تھی

مسز کبھی محبت سے بھی میرا ہاتھ تھام لیا کرو ہمیشہ پریشانی میں ہی تھامتی ہو

اور ماما بھی آتی ہی ہو گی ورنہ میں تمہیں تفصیل سے بتاتا

صائم نے نایاب نے چہرے پر پھوک مارتے ہوئے بہکے لہجے میں کہا

کیا مطلب ؟نایاب نے نا سمجھی سے صائم کو دیکھتے ہوئے پوچھا

صائم کی گرم سانسوں کی تپش نایاب کا چہرہ جھلسا رہی تھی

مطلب یہ کہ اب میں تمہیں کمرے میں اگر لے گیا تو ماما کو ٹھیک نہیں لگے گا

صائم نے شرارتی لہجے میں کہا

تم بے ہودہ بھی ہو یہ مجھے آج پتہ چلا ہے

ہٹو پیچھے

نایاب نے گھورتے ہوئے صائم کو کہا اور صائم کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی

جو کہ ناممکن ہی تھی

اس سے پہلے صائم کوئی گستاخی کر گزرتا کوثر کی آواز اسے ہوش میں لائی تھی

نایاب تو شرم اور شرمندگی کے مارے نظریں ہی نہیں اٹھا پا رہی تھی

یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور یہ لڑکی کون ہے صائم؟ کوثر نے غصے میں پوچھا

کیونکہ سامنے کا منظر اگر کوئی بھی دیکھتا تو وہ دونوں کو غلط ہی سمجھتا

ماما یہ نایاب ہے میری وائف

صائم نے آرام سے وہاں کھڑے تینوں نفوس پر بم پھوڑا

دیکھا میں پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ بھائی نکاح کر چکے ہیں

پتہ نہیں خاندان کے لڑکوں کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔

بنا کسی بڑے کو بتائے نکاح کر رہے ہیں

کومل نے اپنی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا

کومل فضا تم دونوں اپنے کمروں میں جاؤ

کوثر نے سنجیدگی سے کہا

لیکن موم کومل نے کچھ کہنا چاہا لیکن کوثر کی گھوری نے اسے کچھ بھی بولنے سے روکا تھا۔

فضا اور کومل اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں

اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند تھی تو تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟

کوثر نے صائم کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ماما نایاب اچانک میری زندگی میں آئی اور صورتحال ہی کچھ ایسی ہو گئی کہ مجھے نایاب سے نکاح کرنا پڑا

میں اسے کھونا نہیں چاہتا تھا جانتا ہوں آپ کو بھی میرے اس فیصلے نے کافی تکلیف پہنچائی ہے

ایم سوری لیکن میرے پاس دوسرا کوآپشن نہیں تھا

صائم نے اپنی ماں کے ہاتھ پکڑتے ہوئے افسردگی سے کہا

تو میرا بیٹا جو پیچھلے دنوں سے بے حد پریشان تھا وہ اس لڑکی کی وجہ سے تھا؟

کوثر نے کنفرم کرنا چاہا

صائم اپنی ماں کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرا پڑا تھا

مجھے بس اس بات کا دکھ ہے کہ تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا

تاکہ تمھاری شادی دھوم دھام سے کرتے

کوثر نے مسکراتے ہوئے کہا

اس کا مطلب آپ کو میرے نکاح سے کوئی مسئلہ نہیں ہے؟ صائم نے حیران کن لہجے میں پوچھا

بیٹا یہ تمھاری پوری زندگی کا معاملہ ہے اور یہ تمھاری خود کی زندگی ہے اور میں زبردستی کسی لڑکی کو تمھارے ساتھ باندھ نہیں سکتی تھی
۔

کوثر نے اشارے سے نایاب کو اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا

نایاب نے جھجکتے ہوئے کوثر کو سلام کیا جس نے سلام کا جواب دینے کے بعد نایاب کے ماتھے پر پیار سے بوسہ دیا اور اسے گلے سے لگایا

تم بھی مجھے صائم کی طرح ماما ہی بلانا مجھے اچھا لگے گا

کوثر نے مسکراتے ہوئے کہا

جبکہ نایاب کی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا

ارے رونا نہیں ہے اگر تم مجھے آنٹی بھی کہنا چاہو تو کہہ سکتی ہو

کوثر نے جلدی سے کہا اسے لگا شاید ماما والی بات نایاب کو پسند نہیں۔ آئی

نہیں ماما آپ غلط سمجھ رہی ہیں

میری امی نہیں ہے تو اس لیے نایاب نے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے خاموش خاموش ہو گئی

تو کیا ہوا میں ہوں نا تمھاری ماما

کوثر نے پیار سے کہا

صائم نکاح تو تم کر چکے ہو لیکن میں چاہتی ہوں ولیمہ بھی ہو جائے میں اپنے سارے ارمان ولیمے پر پورے کر لوں گی

اور اب تم نایاب کو کمرے میں لے جاؤ ابھی مجھے تمھاری خالہ کی طرف جانا ہے

کوثر نے صائم کو کہا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی ماں کے ماتھے پر بوسہ دے کر نایاب کو لے کر کمرے میں چلا گیا

کوثر نے غصہ نہیں کیا تھا اور نا ہی صائم پر اپنی مرضی تھوپی تھی وہ جانتی تھی صائم ایک پڑھا لکھا لڑکا ہے اور کسی کو پسند کرنا بری بات نہیں اور سب سے بڑی بات اس نے نکاح کر کے اپنے اور نایاب کے رشتے کو حلال کر لیا تھا

صائم نکاح تو کر ہی چکا تھا اور کوثر اپنے بیٹے کو خوش دیکھنا چاہتی تھی

اس کی خوشی نایاب میں تھی وہ تو کوثر کو اس وقت ہی پتہ چل گیا تھا

جب صائم نے پچھلے کچھ دنوں سے کھانا پینا کم کر دیا تھا اور زیادہ وقت گھر سے باہر رہتا تھا

صائم نایاب سے کس قدر محبت کرتا تھا وہ کوثر اس کی آنکھوں میں دیکھ چکی تھی

اور آج اس نے ایک اچھی ماں ہونے کا ثبوت دیا تھا اپنے بیٹے کی خوشی میں خوش ہو کر

سر میڈم جب گھر سے نکلی تھیں تو ہم نے ان کا پیچھا کیا تھا لیکن اچانک وہ گاڑی ہماری نظروں کے سامنے سے غائب ہو گئی

ہم لوگوں نے کافی کوشش کی لیکن وہ گاڑی پتہ نہیں کہاں چلی گئی

شاہ کے آدمی نے نظریں جھکا کر کہا جو سرخ آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑے آدمی کو دیکھ رہا تھا

شاہ نے اس آدمی کے جبڑے پر زوردار مکا مارا

جو سیدھا زمین پر جا گرا تھا جس کا شاید دانت بھی ٹوٹ گیا تھا

سارے کے سارے نکمے ہو کمینوں

تم لوگوں کی وجہ سے آج میری بیوی میرے پاس نہیں ہے

شاہ کی وحشت بھری آواز نے وہاں کھڑے آدمیوں کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا

قاسم شاہ کا پتہ لگاؤ وہ کہاں پر ہے؟

شاہ نے غصے سے کہا اور وہاں سے نکل گیا

ابھی شاہ نے گاڑی کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ اگلے بڑھایا ہی تھا کہ اس کا موبائل رنگ ہوا

نمبر کو دیکھتے ہی اس کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا

شاہ مجھے کل کی ڈیل کے بارے میں تم سے کچھ باتیں ڈسکس کرنی ہے جلدی آفس آؤ میں تمھارا انتظار کر رہا ہوں

قسم شاہ نے عام سے لہجے میں کہا

اپنے باپ کی بات سن کر ایک پل کے لیے شاہ ٹھٹھکا ضرور تھا

اگر روحی قاسم شاہ کے پاس ہوتی تو وہ کبھی بھی ریان کو اپنی لوکیشن نا بتایا

لیکن ریان نے آفس جانے کی بجائے گاڑی سوہا کے فارم ہاؤس کی طرف موڑلی تھی

آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد ریان نے سوہا کے فارم ہاؤس کے باہر گاڑی روکی

گاڑی سے نکل کر اس نے ارد گرد نظر دہرائی اور مضبوط قدم بھرتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوا۔

سوہا سامنے پڑے بڑے سے صوفے پر بیٹھنے کے انداز میں لیٹی ہوئی تھی اس کے ہاتھ میں وائن کا گلاس تھا

جو اس وقت شاید ہوش میں بھی نہیں تھی

شاہ غصے میں آگے بڑھا

اور سوہا کو بالوں سے پکڑتے ہوئے اس نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا ابھی وہ پہلے تھپڑ سے ہی نہیں سنبھلی تھی کہ شاہ نے ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا تھپڑ اسے مارا

سوہا کا ہونٹ پھٹ چکا تھا اور اس میں سے خون رسنے لگا

شاہ نے اسے دوبارہ بالو سے پکڑا اور خود کے سامنے کھڑا کیا

سوہا کا سارا نشہ اتر چکا تھا اب وہ آنکھوں میں خوف لیے شاہ کو دیکھ رہی تھی

روحی کہاں ہے؟

شاہ نے غراتے ہوئے پوچھا

مجھے نہیں پتہ سوہا نے جلدی سے کہا

شاہ نے سوہا کو گردن سے پکڑا تھا مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے

اگر تم نے جھوٹ بولا تو یہی تمھارا کام تمام کر دوں گا

میں نہیں جانتی وہ میرے ساتھ ہی تھی پھر میری آنکھوں میں دھول جھونک کر پتہ نہیں کہاں بھاگ گئی

سوہا نے بمشکل اپنی بات مکمل کی اس کی آنکھیں باہر کو آ رہی تھی

شاہ کے ہاتھ کا دباؤ اس کی گردن پر بڑھتا جا رہا تھا

تم نے جو کال پر بکواس کی وہ سب کیا تھا ڈیڈ بھی اس سب میں شامل ہیں؟

شاہ نے وحشت بھرے لہجے میں پوچھا

نہیں وہ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے روحی کے بھاگنے کے بعد میں نے تمہیں کال کی تھی تاکہ تم بھی اس درد اور تکلیف سے گزر سکو جس سے میں گزر رہی ہوں

سوہا نے آہستگی سے کہا

اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں شاہ نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دیا تھی۔

اور تھوڑی دیر بعد اس نے سوہا کی گردن کو چھوڑ دیا

سوہا جھول کر نیچے زمین پر جا گری اور زور زور سے کھانستے ہوئے اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

اگر میری بیوی کو زرا سی بھی خراش آئی تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوگا

شاہ نے ایک نفرت بھری نگاہ سوہا پر ڈالتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا

شاہ کے جاتے ہی سوہا اونچی آواز میں قہقہہ لگائے ہنسنے لگی تھی

تم روحی تک کبھی نہیں پہنچ سکتے شاہ اب تک تو وہ لوگ اسے اس شہر سے بہترین دور لے گئے ہونگے

اور اگر وہ مل بھی جاتی ہے تم تم اسے کبھی بھی قبول نہیں کرو گئے

سوہا نے پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے کہا

اس نے روحی کو ایک گینگ کے ہاتھوں بیچ دیا تھا

جو نا جانے روحی کے ساتھ کیا کچھ کر چکے تھے جو پتہ نہیں زندہ بھی تھی یا نہیں یہ کسی کو نہیں پتہ تھا

سوہا نے رات کی فلائٹ سے لندن چلی جانا تھا

مہر وا پنا سارا وقت مروہ کے ساتھ گزارتی تھی۔علیدان اس دن کے بعد گھر نہیں آیا تھا۔

گھر میں اب زیادہ تر خاموشی ہی رہتی تھی

مان اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا

جب اس کا موبائل رنگ ہوا اس نے غصے سے کال اٹینڈ کی

کیا تکلیف ہے ؟

ابھی میں اپنی بیوی کے پاس جا رہا ہوں

ابھی مجھے ڈسٹرب نا کری

سارا زمانہ میرے پیار کا دشمن بنا بیٹھا ہے

مان نے دانت پیستے ہوئے کہا اور فون بند کرنے لگا کیونکہ معارج کو شاداب نے کسی کام کے سلسلے میں دوسرے شہر بھیج دیا تھا اور آج وہ گھر ایا تھا

معارج آکف نے بھیگے لہجے میں اسے پکارا

مان کے چلتے قدموں کو بریک لگی تھی

آکف نے کبھی بھی مان کو معارج نہیں کہا تھا اور آج پہلی بار اس کا نام لیا تھا

کیاہوا ہے؟آکف تم ٹھیک ہو؟

مان نے بے تابی سے پوچھااور اپنے قدم باہر کی طرف بڑھا دیے

کہاں ہو تم؟

مان نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا آکف نے اپنی لوکیشن کے بتا کر فون بند کر دیا تھا

مان کو اتنا تو معلوم ہو گیا تھا کہ بات ضرور سیریس ہے

....

کیاہوا ہے تجھے؟

مان نے آکف سے پوچھا

جو اپنی گاڑی سے تھوڑا دور اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا

مان کی آواز پر اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا لیکن آکف کی سرخ آنکھیں بکھرے بال اور عجیب حلیہ دیکھ کر مان بھی پریشان ہوا تھا

مان مجھے وہ چاہیے

آکف نے مان نے گلے لگتے ہوئے کہا کب سے کیا ہوا صبر اب جواب دے گیا تھا

مان نے اپنے کندھے کی شرٹ کو بھگتنا ہوا محسوس کیا تو آکف سے کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹا۔

آکف کا رونا مان کے لیے ناقابل قبول تھا

آکف کیا ہوا ہے ؟ تم رو رہے ہو ؟

مان نے آکف کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کا چہرہ کافی مرجھایا ہوا لگ رہا تھا

مان میری وجہ سے آج ایک معصوم اپنے گھر والوں کے سامنے رسوا ہوئی ہے مجھے وہ چاہیے آکف نے بھیگے لہجے میں کہا۔

کیا کیا ہے تو نے اور کون چاہیے کس کی بات کر رہے ہو تم ؟

مان نے ناسمجھی سے پوچھا

ایزل آکف نے سرخ آنکھیں مان کی سنجیدہ آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے کہا

ایزل وہ آفس والی؟مان نے حیرانگی سے پوچھا

آکف نے اثبات میں سر ہلایا

آکف کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ امید کرتا ہوں تم نے کچھ ایسا نہیں کیا ہو گا جس کی وجہ سے اس کی عزت پر بات آئی ہو

مان کا اشارا اس کی رسوا کرنے والی بات کی طرف تھا۔

مان مجھے نہیں پتہ تھا میرا چھوٹا سا مزاح اس کے لیے اتنا بڑا مسئلہ کھڑا کر دے گا

آکف نے بے بسی سے کہا

آکف کیا کیا ہے تم نے ؟اس بار مان نے دانت پیستے ہوئے پوچھا

وہ کچھ دنوں سے آفس نہیں آرہی تھی تو میں اس کے گھر گیا تھا آکف یہ کہہ کر خاموش ہو گیا

تو؟ماں نے پوچھا

میں کھڑکی سے اس کے کمرے میں گیا تھا شاید اس کے بھائی نے دیکھ لیا اور اسے گھر سے نکال دیا

میں اس دن سے ایزل کو تلاش کررہا ہوں لیکن وہ مجھے کہی نہیں ملی

آکف نے بات مکمل کرکے اپنی نظریں جھکا لیں

آکف اگر تم نے اس کے گھر جانا ہی تھا تو دروازے سے جاتے اس کے کمرے میں. جانے کی کیا ضرورت تھی؟

اگر اس کے بھائی کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو وہ بھی غلط ہی سمجھتا

ماں نے غصے میں کہا

اور یقیناً بات کچھ اور بھی ہے

کیونکہ اتنی سی بات پر گھر سے نہیں نکالا جا سکتا۔

ماں نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

میں ایزل کے گھر گیا تھا لیکن وہاں اس کی بھابھی نے جو باتیں مجھے سنائی میں بھی حیران ہو گیا تھا مال میں میں نے مزاح میں ایزل کا ہاتھ پکڑا تھا اور یہ سب اس کا بھائی دیکھ چکا تھا اور شاید جو میں نے بکواس کی وہ بھی اس نے سن لی تھی

اور جب اس کے بھائی نے کسی لڑکے کو اپنی بہن کے کمرے میں دیکھا تو غصے میں اسے گھر سے نکال دیا۔

ماں ایزل بے قصور ہے

بنا غلطی کے اسے سزا مل رہی ہے

مجھے وہ چاہیے میں اس سے معافی مانگنا چاہتا ہوں

آکف نے مایوسی سے کہا اس کے لہجے میں بے بسی کے ساتھ شرمندگی بھی تھی

تم نے ایزل کے بھائی سے بات کی ان کی غلط فہمی دور کی؟

ماں نے سنجیدگی سے آکف کو دیکھتے ہوئے پوچھا

وہ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا بات کیا سنے گا؟

آکف نے غصے میں کہا اسے ایزل کے بھائی پر بھی بہت غصہ آرہا تھا۔

لیکن میں تمھاری مدد نہیں کروں گا آکف مرتضی

ماں نے پوری بات سننے کے بعد دوٹوک انداز میں کہا اس سارا قصور آکف کا ہی لگا تھا

ماں اب تم بھی میرے ساتھ غیروں والا سلوک کرو گئے

آکف نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں کہا

بلکل میں تیری مدد نہیں کروں گا

اگر وہ لڑکی اب تک زندہ بھی ہوئی اور واپس بھی آجاتی ہے تو کیا اس کی عزت پر جو تمھاری وجہ سے داغ لگ چکا ہے کیا وہ دھل جائے گا؟

کیا اس کا بھائی اسے اپنا لے گا؟

نہیں.....

تم اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتے اب تو کافی دن گزر چکے ہیں بقول تمھارے اسکے بھائی کے سوا اس دنیا میں اس لڑکی کا کوئی نہیں تھا تو وہ کہاں گئی ہو گی؟

اور یہ دنیا کتنی ظالم ہے تم اچھے سے جانتے ہو اگر اس کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا ہوا تو کیا کرو گئے؟

تم صرف اس سے معافی مانگنا چاہتے ہو اور جو کچھ ان چند دنوں میں اس کے ساتھ ہوا ہو گا اس کا ذمہ دار کون ہو گا آکف مرتضی؟

مان نے کرخت لہجے میں سینے پر بازو باندھتے ہوئے پوچھا

تو ایزل کو ڈھونڈنے میں۔ میری مدد کرے گا یا نہیں؟

آکف نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا

نہیں...

مان نے کہا

ٹھیک ہے

جب تک میں ایزل کو ڈھونڈ نہیں لیتا گھر نہیں آؤ گا

اور اگر ایزل مجھے نا بھی ملی تو خود کو ختم کر لو گا

لیکن اس کے بغیر میں گھر نہیں آؤں گا

بتا دینا گھر میں سب کو

اور ہاں مجھے پوری امید ہے کہ ایزل مجھے ضرور مل جائے گی اور جس دن وہ مجھے مل گئی اسی دن اس سے نکاح کر لوں گا پھر چاہے زبردستی ہی کیوں نا کرنا پڑے

آکف نے طیش میں کہا

اور وہاں سے جانے لگا

نکاح کر کے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتے ہو اور جو تکلیف تمھاری وجہ سے ایزل کو پہنچی ہے اس کا کیا کرو گئے؟ خود کو مطمئن کرنا چاہتے ہو سکون چاہتے ہو لیکن اس کو سکون کیسے دو گئے؟

اور جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ تمھاری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گی

مان نے سرد لہجے میں کہا

ایک سیکنڈ تمہیں کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے کہی مہرو کے ساتھ ساتھ تمھاری نظر ایزل پر تو نہیں تھی؟

تمھارے آفس میں ہی کام کرتی تھی اور تم علیدان کے ہی بھائی ہو تو اسے الگ تو نہیں ہو گئے

آکف نہیں جانتا تھا غصے میں وہ کیا بکواس کر چکا ہے

مان نے حیرت سے آکف کو دیکھا جو خونخوار نظروں سے مان کو دیکھ رہا تھا

مان اگلے بڑھا اور اور زوردار مکا آکف کے جبڑے پر دے مارا جو لڑکھڑا کر مان سے دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا

تیری سوچ اتنی گھٹیا ہے یہ بھی مجھے آج پتہ چل گیا ہے

مجھے سب سے زیادہ تو جانتا ہے اور آج تو مجھ پر الزام لگا رہا ہے بتا مجھے کتنی لڑکیوں پر میں نے نظر رکھی ہے یا کتنی لڑکیوں کے ساتھ راتیں گزاری ہے تجھے تو میرے بارے میں سب پتہ ہے

اگر تو مجھے تھپڑ بھی مار دیتا تو وہ بھی مجھے اتنی تکلیف نا دیتا آکف مرتضی جتنے تیرے الفاظ نے مجھے لہولہان کیا ہے۔

تیرے یہ الفاظ میرے یہاں آکر لگے ہیں مان نے اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھتے دھاڑتے ہوئے کہا اس کی آنکھیں انگارے کی طرح لال ہو رہی تھیں

اگر آکف کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک مان کے ہاتھوں اپنی جان گنوا بیٹھا ہوتا

مان میری بات....

آکف نے کچھ کہنا چاہا لیکن مان نے اسے روک دیا تھا

آکف کو بھی احساس ہو گیا تھا کہ وہ غصے میں بہت غلط بول چکا ہے جبکہ مان کو وہ خود سے بھی بہتر جانتا تھا

بس آکف مرتضی مجھے تمھاری کسی قسم کی صفائی کی ضرورت نہیں ہے

اب میں یہ کہتا ہوں اللہ کرے ایزل تمہیں مل جائے لیکن تمہیں وہ کبھی معاف نا کرے پل پل تمھیں تڑپائے

پھر تمہیں احساس ہو گا

کہ اصل تکلیف کیا ہوتی ہے ؟ پھر چاہے وہ تکلیف لفظوں کی ہو یا مار کی

مان نے سرخ ہوتے چہرے سے کہا اور پھر ایک سیکنڈ بھی وہاں نہیں رکا تھا

آکف بے بسی سے مان کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا وہ جانتا تھا غصے میں بہت غلط بول چکا ہے اور مان بھی کافی ہرٹ ہوا ہے اس لیے تو اسلام میں غصے کو حرام قرار دیا ہے

آکف وہی پر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا تھا

کیا کر رہی ہو ؟

عرشان نے آرزو کو اپنے بازوں کے حصار میں لیتے ہوئے پیار سے پوچھا

جو عرشمان کے ایک دم قریب آنے پر بوکھلا گئی تھی

تم کب آئے؟آرزو نے عرشمان کی طرف مڑتے ہوئے نظریں جھکا کر پوچھا

ابھی آیا اور تمھارے لیے ایک گفٹ لایا ہوں عرشمان نے مسکراتے ہوئے کہا

پیچھلے کچھ دنوں سے اس کا رویہ آرزو سے کافی بہتر ہو گیا تھا

کیا؟

آرزو نے عرشمان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

آنکھیں بند کرو

عرشمان کی فرمائش پر آرزو نے اسے حیرانگی سے دیکھا

ارے کچھ ایساویسا نہیں کروں گا

عرشمان نے ہنستے ہوئے کہا تو پہلے آرزو نے اسے گھورا اور پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں

عرشمان آرزو سے تھوڑا پیچھے ہٹا اور اپنی پینٹ کی پاکٹ سے ایک خوبصورت اور نفیس سا لاکٹ نکالا جو ہارٹ شیپ میں بنا ہوا تھا اور درمیان میں جھوٹا سا اے لکھا تھا

جب تک میں نا کہو تم آنکھیں نہیں کھولو گی

عرشمان نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا آرزو نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

عرشمان نے آرزو کو کندھوں سے پکڑ کر آئینے کے سامنے کھڑا کیا اور اس کی گردن سے بال پیچھے ہٹا کر لاکٹ پہنانے لگا

اپنی گردن پر عرشمان کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے آرزو گھبرا گئی تھی

لیکن اس نے آنکھیں نہیں کھولی تھیں

اب آنکھیں کھول سکتی ہو

عرشمان نے آرزو کے کان کے پاس سرگوشی نما کہا

اور اس کے کان کی لو کو ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے چھوا

عرشمان کی اس حرکت پر آرزو کانپ سی گئی تھی

آرزو نے جلدی سے اپنی آنکھیں کھول لیں

کیسا ہے؟

عرشمان نے آرزو کے کندھے پر ٹھوڑی رکھتے ہوئے پوچھا

یہ بہت خوبصورت ہے آرزو نے کپکپاتے لہجے میں لاکٹ کو دیکھتے ہوئے کہا

عرشمان اس کی حالت کو اچھے سے سمجھ رہا تھا

اس لیے ہلکا سا مسکرا پڑا تھا

میں چاہتا ہوں پیچھلی باتوں کو بھولا کر ہم دونوں اپنی زندگی کی نئی شروعات کرتے ہیں

عرشمان نے اس بار سنجیدگی سے کہا

آرزو عرشمان کو جواب دینا چاہتی تھی لیکن اسے الفاظ نہیں مل رہے تھے اور دوسرا عرشمان کی قربت اس کی جان ہلکان کر رہی تھی

عرشمان نے آرزو کا رخ خود کی طرف کرتے ہوئے کہا اور جھک کر اس کے لاکٹ پر ہونٹ رکھ دیے

آرزو نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لی تھیں

رات کو تیار رہنا ہم. لوگ باہر ڈنر کے لیے جائے گئے

عرشمان نے آرزو کو دیکھتے ہوئے کہا جو آنکھیں بند کیے کھڑی تھی

ڈرپھوک لڑکی

عرشمان نے ہنستے ہوئے کہا

آرزو نے جلدی سے آنکھیں کھولی اور حیرت سے عرشمان کو دیکھنے لگی اس سے پہلے وہ کچھ کہتی

عرشمان اس کے ہونٹوں پر جھک گیا

تھوڑی دیر بعد آرزو سے الگ ہونے کے بعد اس نے آرزو کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارت سے کہا جو گہرے سانس لے رہی تھی

تم کچھ کہنے والی تھی؟

آرزو نے نفی میں سر ہلایا نظریں ملانے کی تو اس میں ہمت نہیں تھی اس لیے بھاگ کر ڈریسنگ روم میں گھس گئی

عرشان قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا

اور کمرے سے نکل گیا اسے رات کے ڈنر کے لیے ارینجمنٹ کرنا تھا۔

سوہا لندن جانے والی تھی لیکن اس کے باپ نے اسے روک لیا تھا

انکو سوہا سے بزنس کے معاملے میں ایک ضروری کام تھا اور ناچاہتے ہوئے بھی سوہا کو رکنا پڑا تھا

سوہالاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی کہ اسی غنڈے کی اسے کال لیکن اس کی بات سن کر سوہا کا پارا ہائی ہو گیا تھا

کیا مطلب ؟روحی ابھی بھی زندہ ہے ؟سوہانے چیختے ہوئے کہا روحی کے زندہ ہونے کی خبر نے اسے چیخنے پر مجبور کر دیا تھا

میری بات غور سے سن لڑکی اگر تو ایک گھنٹے کے اندر میرے باقی کے پیسے نا لے کر آئی تو تیرے گھر آ جاؤ گا اور اسی جگہ آنا جہاں ہم پہلی بار ملے تھے سمجھی

مقابل نے غصے سے کہا اور کال کاٹ دی

کمینہ انسان میں نے روحی کو ختم کرنے کا کہا تھا اور کام پورا کیا نہیں پیسے پورے چاہیے

سوہانے فون کو دیکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑاتے کہا

اس نے جن غنڈوں کی مدد سے روحی کو کیڈنیپ کروایا تھا وہ دوسرے شہر میں جا کر روحی کو بیچ آئے تھے اور سوہا سے بھی باقی کے پیسے مانگ رہے تھے

جبکہ سوہانے روحی کو جان سے مارنے کا کہا تھا لیکن ان غنڈوں نے بھی اپنا فائدہ دیکھا اور روحی کو شبو کے ہاتھوں بیچ دیا

اگر وہ سچ میں گھر آ گئے تو؟ میں کیا کروگی؟ شاہ کو پتہ چل گیا تو وہ میری جان لینے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے گا

ایسا کرتی ہوں باقی کے پیسے بھی دے دیتی ہوں کم از کم روحی شاہ سے تو دور ہی رہے گی

سوہا نے پریشانی سے سوچتے ہوئے حل نکالا کہا

ہاں یہ ٹھیک ہے سوہا نے خود سے کہا اور وہاں سے اٹھ گئی

شاہ جو پاگلوں کی طرح روحی کو ہر جگہ دیکھ چکا تھا یہاں تک کہ اس نے ہسپتال بھی چیک کر لیے تھے لیکن روحی کا اسے کہی پتہ نہیں چلا تھا اور اب تھک ہار کر دوبارا سوہا کے گھر آیا تھا اس کے چاچو نے بلایا تھا

لیکن سوہا کو کسی سے فون پر بات کرتے دیکھ

وہی دروازے کے پاس رک گیا تھا

تمھیں اب میرے ہاتھوں کوئی نہیں بچا سکتا سوہا

شاہ نے دانت پیستے ہوئے کہا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر تو لگ رہا تھا وہ سب کچھ سن چکا ہے

شاہ نے صفیہ بیگم کو روحی کے لاپتہ ہونے کا نہیں بتایا تھا ان سے یہی کہا تھا کہ روحی کو اس نے اپنے فارم ہاؤس پر رکھا ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزار سکے اور ایک دوسرے کو سمجھ سکے اور صفیہ بیگم تو شاہ کی بات سن کر خوش ہو گئی تھیں

وہ یہی تو چاہتی تھی

شاہ بنا اپنے چاچو سے ملنے وہی سے الٹے قدم واپس چلا گیا

سوہا اس وقت اسی جگہ موجود تھی جہاں اس آدمی نے آنے کا کہا تھا

تھوڑی دیر بعد وہ غنڈہ بھی وہاں آ گیا تھا

سوہا جب اپنے گھر سے نکلی تھی شاہ اور اس کے آدمی بھی اس کے پیچھے ہی تھے لیکن سوہا کو معلوم نہیں تھا

اس سے پہلے دونوں ایک دوسرے سے بات کرتے شاہ کے آدمی کسی طوفان کی طرح آئے تھے اور دونوں پر بندوقیں تانے کھڑے ہو گئے تھے

یہ جگہ کافی سنسان تھی

اسی جگہ پر سوہا پہلی بار اس غنڈے سے ملی تھی

وہ غنڈہ بھی شاہ کے آدمی کو دیکھ کر ڈر گیا تھا کیونکہ شاہ کے آدمی کوئی آدم خور ہی لگ رہے تھے

سوہا کے تو پسنے چھوٹ گئے تھے

شاہ تنے ہوئے جبڑوں کے ساتھ بھاری قدم بڑھتا ہوا سوہا کے پاس آیا جو آنکھوں میں خوف لیے شاہ کو دیکھ رہی تھی جو چہرے پر خطر ناک تیوری لیے سوہا کو گھور رہا تھا

شاہ میں تمہیں...

اس سے پہلے سوہا اپنی بات مکمل کرتی

شاہ کا وزنی ہاتھ سوہا کے گال پر نشان چھوڑ گیا تھا

اور وہ زمین پر جا گری تھی۔

ہمارا جو خاص کمرہ ہے سوہا میڈم کو وہاں لے جاؤ اور اگر یہ میرے آنے سے پہلے مری تو تمھاری خیر نہیں ہے

شاہ نے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا جو شاہ کے لیے ہی کام کرتی تھی

اور اب معاملہ سوہا کا تھا

اور شاہ نہیں چاہتا تھا کوئی بھی آدمی سوہا کو ہاتھ لگائے

وہ لڑکی سوہا کو گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گئی تھی جو چلا چلا کر شاہ سے معافی مانگ رہی تھی

شاہ نے اپنے آدمی کو اشارہ کیا

پھر شاہ کے آدمیوں نے اس غنڈے کو اتنا مارا

کہ وہ بے ہوش ہو گیا

ڈالو اسے گاڑی میں شاہ نے سنجیدگی سے کہا اور اپنی گاڑی کی طرف چل پڑا

....

گرم پانی ڈالو اس پر شاہ نے اپنے پاس کھڑے آدمی کو کہا

جس نے گرم پانی اس غنڈے پر ڈال دیا تھا

جو ہڑ بڑا کر ہوش میں آیا

اور چیخنے چلانے لگا

کون ہو تم لوگ؟ کیوں مجھے قید کیا ہوا ہے؟

کرسی پر بندھے آدمی نے کہا جلن کے مارے اس کی جان نکل رہی تھی

میں صرف ایک بار پوچھوں گا اگر تم نے جواب غلط دیا تو پھر گرم پانی کی جگہ گرم تیل تمھارے اوپر ڈالوں گا

اب بتاؤ میری بیوی کہاں ہے؟

شاہ نے پہلے دھمکی دی اس کے بعد روحی کا پوچھا

کون وہ لڑکی اسے تو میں شبو بائی کے کوٹھے پر بیچ آیا تھا۔

اس غنڈے نے سچ بولنے میں ہی عافیت جانی

کہاں ہے شبو بائی کا کوٹھا؟

شاہ نے طیش کے عالم میں اس آدمی کو بالوں سے پکڑتے ہوئے پوچھا

جس نے جلدی سے کوٹھے کا اڈریس بتادیا

شاہ نے ایک غصیلے نگاہ کرسی پر بندھے آدمی پر ڈالی اور وہاں سے نکل گیا

روحی کو یہاں آئے دو دن ہو چکے تھے دو دن سے وہ بے ہوش ہی تھی آج ہی اسے ہوش آیا تھا۔

جب اس نے خود کو انجان جگہ پر پایا تو شور مچانے لگی لیکن کوئی بھی اس کے پاس نہیں آیا تھا

ایک لڑکی آکر اس کے پاس کھانا رکھ کر چلی گئی تھی جسے روحی نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا

روحی اپنے گھٹنوں پر سر رکھے شاہ کو ہی سوچ رہی تھی شاہ نے اسے منع کیا تھا کہ سوہا کے ساتھ کہی نا جائے لیکن اس دن سوہا نے ضد کی تو مجبوراً روحی کو سوہا کے ساتھ جانا پڑا

وہ صفیہ بیگم کو منع نہیں کر سکی تھی روحی انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی

اس نے دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں پر تقریباً چالیس سال کی عورت کھڑی عجیب نظروں سے روحی کو دیکھ رہی تھی اس عورت کو دیکھ کر ہی روحی کو کراہت محسوس ہوئی تھی

اے لڑکی جلدی سے ان کو پہن اور باہر آ

شبو نے گھنگرو اور ایک سرخ جوڑا روحی کے سامنے پھینکتے ہوئے نخوست سے کہا جو اس کوٹھے کی بائی تھی ساری لڑکیاں اس کے اشاروں پر چلتی تھی

شبو لڑکیوں کو سمگل بھی کرتی تھی

پلیز مجھے جانے دیں

میں ایسی لڑکی نہیں ہوں

روحی نے روتے ہوئے کہا اب تو اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا جتنا وہ چیخی اور چلائی تھی اب اس کا گلہ بیٹھ گیا تھا

میں نے بہت تیرے نخرے برداشت کر لیے اب نہیں کروں گی

جلدی سے تیار ہو جا

ورنہ تجھے ایسی لڑکی سے ویسی لڑکی بنانے میں دیر نہیں لگاؤ گی

شبو نے روحی کو بالوں سے پکڑتے ہوئے غصے سے کہا

جو تم چاہتی ہو وہ میں کبھی نہیں کرو گی

روحی نے شبو کو پیچھے دھکا دیتے ہوئے کہا

جس کا سر دیوار کے ساتھ جا لگا تھا

شبو نے کراہ کر اپنے سر پر ہاتھ رکھا جہاں سے خون نکل رہا تھا

تیری اتنی ہمت

ابھی تیری ساری اکڑ نکالتی ہوں

شبو نے طیش میں کہا اور دروازے کے پاس لٹکی بیلٹ کو پکڑا جو یہاں آئی لڑکیوں کو مارنے کے لیے استعمال کرتی تھی جو شبو کی بات ماننے سے انکار کرتی

روحی آنکھوں میں خوف لیے شبو کو دیکھ رہی تھی

ماتھے سے نکلتا خون اس کے چہرے پر پھیل گیا تھا میک اپ سے لدھا چہرا اس وقت خوفناک منظر پیش کر رہا تھا

شبو روحی کے پاس آئی جو پیچھے دیوار کے ساتھ جا لگی اور اپنا سر نفی میں ہلانے لگی

شبو اندھا دھند روحی کو بلٹ سے مارنے لگی تھی

روحی کی دردناک چیخیں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں

لیکن شبو کو اس پر رحم نہیں آیا جب روحی مزید درد برداشت نہیں کر سکی تو وہی زمین پر پڑی بے ہوش ہو گئ

زخموں سے خون رسنے لگا تھا

شبو نے روحی کے بے ہوش ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی اور اسے مارتی رہی

جب اس کا اپنا دل بھر گیا تو روحی سے پیچھے ہوئی جو نا جانے کب کی بے ہوش ہو چکی تھی

تو ابھی مجھے جانتی نہیں ہے شبو سے کوئی اونچی آواز میں بات نہیں کرتا اور تو نے مجھے دھکا دیا

تیرے نخرے دیکھنے کے لیے شبو نے اتنی بھاری قیمت نہیں دی

اب تیرے ذریعے میں اپنی رقم ڈبل وصول کر کروں گی

شبو نے اپنے ماتھے پر جمے خون کو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

اور کمرے سے باہر نکل گئ

کہ ایک لڑکی ہانپتی ہوئی شبو کے پاس آئی بائی باہر پولیس آئی ہے اس لڑکی نے شبو کے سر پر بم پھوڑا

کیا بک رہی ہے ؟

پولیس کا یہاں کیا کام ہے ابھی وہ یہی بات کر رہی تھی جب شاہ اپنی روبدار پر سنیلٹی اور تنے ہوئے جبڑوں سے اندر آیا

کون ہے آپ ؟

شبو نے تحمل سے سامنے کھڑے شاہ سے پوچھا

جو کوٹھے کا معائنہ کر رہا تھا

میری بیوی کہاں ہے ؟

شاہ نے قہر آلود نظروں سے شبو کو گھورتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا

بیوی؟آپ کس کی بات کر رہے ہیں؟اور آپ کی بیوی یہاں کیسے ہو سکتی ہے؟شبو نے شیریں لہجے میں پوچھا

شاہ نے شبو کو جواب دینے کی بجائے اپنے دوست دانیال کو دیکھا جس نے شاہ کا اشارہ سمجھتے ہی اپنے اہلکاروں کو ایک ایک کمرا چیک کرنے کا کہا

انسپکٹر دانیال شاہ کا دوست بھی تھا

اس لیے اسے پولیس کو یہاں لانے میں زیادہ مسئلہ نہیں ہوا تھا

سر وہ سامنے والے کمرے میں ایک لڑکی بے ہوش زمین پر پڑی ہے اور کافی زخمی حالت میں ہے

پولیس افسر نے شاہ کے ساتھ کھڑے دانیال کو بتایا

شاہ بجلی کی تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا اور روحی کو زخمی حالت زمین پر بے سدھ پڑی دیکھ کر اس کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا

شاہ نے پانچ قدموں کا فاصلہ دو قدموں میں پورا کیااور روحی کے گال کو تھپتھپانے لگااس کے زخموں میں سے نکلتے خون کو دیکھ کر شاہ کا خون کھول اٹھا تھا

اس نے روحی کو اپنی بانہوں میں بھرااور کمرے سے باہر نکل گیا لیکن جاتے ہوئے اپنے دوست کو تنبیہ کرنا نہیں بھولا تھا

انسپکٹر اس عورت کا حال ایسا کرنا کہ یہ اپنا چہرہ بھی پہچان نا سکے

جتنی تکلیف اس نے میری روحی کو دی ہے اس سے کئی گنا زیادہ اسے ملنی چاہیے

شاہ نے انسپکٹر دانیال کو دیکھتے ہوئے غرا کر کہااور روحی کو لے کر وہاں سے چلا گیا

شبو کو لیڈی کانسٹیبل نے ہتھکڑی لگادی تھی

صاحب مجھے معاف کر دیں

شبو نے ہوش میں آتے ہی انسپکٹر دانیال کے منتیں کرنی شروع کر دی

جو شبو کی کسی بھی بات کو خاطر میں لائے بغیر کوٹھے سے باہر نکل گیا

شبو کے جاتے ہی وہاں کی لڑکیوں نے سکون کا سانس لیا تھا

شاہ سارا پلان کر کے آیا تھا

اس کے کہنے پر دانیال نے جو لڑکیاں اپنے گھر جانا چاہتی تھی ان کو گھر پہنچا دیا اور جن کے گھر والوں نے ان کو قبول کرنے سے منع کر دیا تھا۔

شاہ نے اُن سب کا انتظام بھی کر دیا تھا

تا کہ وہ خود محنت کریں اور عزت کی روٹی کما سکے

شاہ روحی کو. ہسپتال لے آیا تھا

ڈاکٹر نے کہا تھا کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے رات تک ہوش بھی آ جائی گی اور کچھ دنوں میں زخم بھی بھر جائے گئے

یہ سنتے ہی شاہ نے سکون کا سانس لیا تھا

شبو کو لیڈی کانسٹیبل نے اتنا مارا تھا کہ اب وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر تھی جو اس نے روحی کی حالت کی تھی اس سے زیادہ بری حالت اس کی اپنی ہوئی تھی۔

شاہ نے دانیال کو کہہ دیا تھا کہ شبو جیل سے باہر نہیں آئی چاہیے

شاہ روحی کے پاس ہی بیٹھا روحی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو کچھ دنوں میں ہی شاہ کو بہت عزیز ہو گئی تھی اگر اسے کچھ ہو جاتا تو شاہ جیتے جی ہی مر جاتا کچھ دن کی دوری نے شاہ کو روحی کے مزید قریب کر دیا تھا

صبح سے رات ہو گئی تھی لیکن شاہ روحی کے پاس ہی بیٹھا رہا تھا

تھوڑی دیر بعد روحی نے ہلکا سا کسمسا کر آنکھیں کھولی اور انجان نظروں سے کمرے کو دیکھنے لگی۔

شاہ روحی کو آنکھیں کھولتے دیکھ اس کے قریب آیا۔

روحی

شاہ نے محبت بھرے لہجے میں پکارا

روحی ناسمجھی سے شاہ کو دیکھتی رہی جب کچھ دیر بعد حواس بحال ہوئے اور سب یاد آنے لگا تو اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

لیکن شاہ نے اسے روک دیا

بے بسی سے روحی کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا

شششش رونا نہیں ہے سب ٹھیک ہے میں ہوں نا تمھارے پاس

شاہ نے پیار سے روحی کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

شاہ وہ سوہا روحی کہتی ہی سسک پڑی تھی میں تمھارے ساتھ ہوں کسی اور کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے

شان نے روحی کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا

تمھاری وجہ سے مجھے تمھاری ساس سے جھوٹ بولنا پڑا ہے اب جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر ہم گھر چلے گئے

شاہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

روحی کو ہوش میں آتے دیکھ کر اس کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی تھی

شاہ وہ میں سوہا کے ساتھ.....

اس سے پہلے روحی اپنی بات مکمل کرتی شاہ نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروا دیا تھا

پیچھلی باتوں کو بھول جاؤ

سوہا کو اس کی سزا ضرور ملے گی

تم اپنے چھوٹے سے دماغ پر زور مت ڈالو پہلے ہی تمھارے پاس دماغ کی کمی ہے

شاہ نے ماحول کو ہلکا پھلکا کرتے ہوئے مسکرا کر کہا

روحی نے گھور کر شاہ کو دیکھا اور منہ بسور کر آنکھیں موند لیں

شاہ نے اپنے موبائل کی طرف دیکھا جہاں دانیال کا نام چمک رہا تھا

شاہ روحی کا کیوٹ سا چہرہ دیکھ کر مسکرا پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں پر باری باری بوسہ دیا اور ساتھ ہی اس کے کان کے پاس سرگوشی نما بولا

میں ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہوں تم آرام کرو

یہ کہتے ہی شاہ کمرے سے نکل گیا

روحی کے چہرے پر شرمیلی سی مسکراہٹ نے ڈیرہ جما لیا تھا اسے ایک ہی بات کی ٹینشن تھی کہ شاہ اسے ضرور ڈانٹے گا لیکن اب وہ ٹینشن بھی دور ہو گئی تھی

ہاں بولو دانیال

شاہ نے موبائل کان سے لگاتے سنجیدگی سے کہا

شبو کے ساتھ جو لوگ ملے تھے طہم نے ام سب کو بھی پکڑ لیا ہے

اور اب شبو کا جیل سے نکلنا ناممکن ہے تم ٹینشن نا لو بھابھی کو لے کر گھر جاؤ میں سب سنبھال لوں گا

دانیال نے کہا

اوکے تھینک یو یار

شاہ نے تشکرانہ انداز میں کہا

لگتاہے ابھی بھی تیرادماغ گھوماہواہے چل بعد میں بات کرتاہوں دانیال نے ہنستے ہوئے کہااور فون بند کردیا

شاہ نے ہلکاسا مسکراکر موبائل کو دیکھااور ڈاکٹر سے بات کرنے چلا گیا۔

آکف مرتضیٰ پر نظر رکھووہ کہاں جاتاہے کس سے ملتاہے ہر ایک چیز پر تم لوگوں کی نظر ہونی چاہیے اگر اسے کچھ ہواتوتم لوگوں کی چمڑی ادھیڑ دوں گا

مان نے اپنے آدمی کو حکمیہ لہجے میں کہااور فون بند کردیا

بیٹا جی آپ کب واپس آ گئے ؟

شاداب ملک نے سنجیدگی سے پوچھا

کچھ وقت پہلے ہی آیاہوں ڈیڈ

مان نے تھکن زدہ لہجے میں کہا

مان ہماری ٹھیک سے بات نہیں ہو سکی لیکن میں تم سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں

تم نے مجھ سے اتنی بڑی بات کیوں چھپائی؟

شاداب ملک نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے پوچھا

ڈیڈ میں ڈر گیا تھا ایک آپ ہی تو ہے جو مجھے سمجھتے ہیں اگر آپ بھی مجھے غلط ٹھہراتے تو میں کیا کرتا

اور میں نہیں جانتا کب مجھے مہرو سے محبت ہوئی لیکن اب وہ معارج ملک کی زندگی کا ایک اہم حصہ بن چکی ہے

علیدان نے مہرو کے ساتھ غلط کیا اور میں غلط انسان کا ساتھ کبھی نہیں دوں گا پھر چاہے وہ میرا سگا بھائی ہی کیوں نا ہو

معارج نے اپنے لہجے میں پختگی لاتے ہوئے کہا جبکہ اس کی آنکھوں میں آتی ہلکی سی نمی کو شاداب نے بھی دیکھا تھا

بیٹا جی آپ رائٹ پر تھے اور ابھی بھی رائٹ پر ہی ہیں

اور تم ہمیشہ مجھے اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گئے

تمھاری ماں تم سے ناراض ہے اس کو منانا تھوڑا مشکل ہے لیکن وہ مان جائے گی

بس اپنی ماں کی ناراضگی دور کر دو

شاداب ملک نے معارج کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا

اور اب تم آرام کرو میں چلتا ہوں

شاداب ملک نے کہا اور وہاں سے چلے گئے وہ علیدان کا بھی پوچھنا چاہتے تھے کہ وہ کہاں پر ہے؟ کیا کر رہا ہے لیکن ان میں ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ اس کے بارے میں پوچھ سکے

علیدان جیسا بھی ہو ان کا بڑا اور لاڈلا بیٹا تھا

معارج نے شاداب کے جاتے ہی اپنے کمرے کا رخ کیا تھا۔

مان نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا

کہاں غائب تھے تم اتنے دنوں سے؟

مہرو مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے مان سے پوچھا

جس کے چہرے سے ہی تھکن عیاں ہو رہی تھی

بیگم صاحبہ مجھے امید نہیں تھی کہ آپ میرا انتظار کر رہی ہونگی اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں سب کچھ چھوڑ کر تمھارے پاس چلا آتا

مان نے مہرو کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کرتے ہوئے سرگوشی نما کہا

مان کی گرم سانسوں کی تپش مہرو کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی

تمھاری طبعیت ٹھیک ہے؟

مہرو نے تھوڑا جھجکتے ہوئے پوچھا اسے مان کچھ پریشان سا لگا تھا

مان بہت غور سے مہرو کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو دیکھ رہا تھا

مجھے اچھا لگا

مان نے مہرو کے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

کیا؟مہرو نے نا سمجھی سے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا

تمھارا میری فکر کرنا مجھے اچھا لگا

مان نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

مروہ کہاں ہے مان نے پوچھا

وہ سو رہی ہے

مہرو نے کہا لیکن اس کے چہرے سے لگ رہا تھا وہ کچھ اور بھی مان کو بتانا چاہ رہی ہے لیکن شاید اس میں ہمت پیدا نہیں ہو رہی تھی۔

کچھ کہنا ہے تم نے؟مان نے مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

جس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

تو کہو میں سن رہا ہوں

مان نے مہرو کے بالوں میں منہ چھپاتے ہوئے کہا

اس کے ہونٹ مہرو کے گردن کے ساتھ ٹچ ہو رہے تھے مہرو مان کے لمس سے ایک دم کانپ سی گئی تھی

مان مجھے علیدان کی کال آئی تھی مجھے نہیں معلوم تھا اس لیے میں نے کال اٹینڈ کر لی وہ مجھے ملنے کے لیے بلا رہا تھا

مہرو نے آنکھیں بند کر کے ایک ہی سانس میں جلدی سے بول دیا

مان مہرو کی بات سن کر ہوش میں آیا اور مہرو سے تھوڑا پیچھے ہٹ کر اس کے چہرے کو دیکھنے لگا

جو ابھی بھی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی

مان کا ایک ہاتھ ابھی بھی مہرو کی کمر کے گرد حصار باندھے ہوئے تھا

تم اس سے ملنے گئی تھی؟ مان کی آواز پل بھر میں سرد ہوئی تھی

اور مہرو کی کمر پر اس کی گرفت بھی مضبوط ہوئی تھی

مہرو میں امید کرتا ہوں تم نے کوئی بیوقوفی نہیں کی ہو گی اور میری بات کا مان رکھا ہو گا۔

مان نے دوسرے ہاتھ سے مہرو کی ٹھوڑی کو اوپر کرتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا

آنکھیں کھولو

مان نے حکمیہ لہجے میں کہا جو ابھی بھی آنکھیں بند کیے کھڑی تھی

مہرو نے جلدی سے آنکھیں کھول لی تھیں

لیکن مان کے تنے ہوئے جبڑے دیکھ کر ایک پل کے لیے گھبرا گئی تھی

نہیں میں کیوں جاؤ گی

میں تو بس تمہیں بتا رہی ہوں

مہرو نے جلدی سے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

گڈ گرل اور اگر تم اس سے ملنے کے لیے چلی جاتی تو پھر میں بھی نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کر گزرتا

مان نے شرارتی لہجے میں کہا

مان کا موڈ ٹھیک دیکھ کر مہرو کی جان میں بھی جان آئی تھی

میرا ایک کام کرو گی؟

مان نے محبت بھرے لہجے میں مہرو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک آس سے پوچھا

مہرو نا چاہتے ہوئے بھی انکار نہیں کر پائی تھی اس کا سر خود ہی اثبات میں ہل گیا تھا

مان نے مہرو کو بیڈ پر بیٹھایا اور اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا

اپنے خوبصورت ہاتھوں سے میرا سر دباؤ بہت درد ہو رہا ہے

مان نے کہتے ہی آنکھیں موند لیں

مہرو نے جھجکتے ہوئے اپنا ہاتھ مان کے ماتھے پر رکھا اور دبانے لگی

مہرو کے نرم ہاتھ کا لمس مان کو سکون بخش رہا تھا

اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں چلا گیا ایسا مہرو کو لگا تھا

مہرو بہت غور سے مان کے چہرے کو دیکھ رہی تھی

اللہ تعالٰی نے اس کے نصیب میں مان جیسا انسان لکھا تھا مہرو اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی اتنا ہی کم تھا

مہرو کی خاطر مان اپنے بھائی کے خلاف کھڑا ہو گیا تھا

مہرو نے تو سوچ لیا تھا اب اس نے اپنی باقی کی ساری زندگی کوٹھے پر گزارنی ہے لیکن مان نے اسے اس دلدل سے باہر نکلا

مہرو کا ہاتھ بے ساختہ مان کی ہلکی بڑھی ہوئی ڈاڑھی کی طرف گیا تھا

لیکن مان کے اٹھنے کے ڈر سے اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا

اور جھک کر مان کے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیے

مان کے ہونٹوں کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا

وہ سوضرور رہا تھا لیکن اتنا بھی بے خبر نہیں تھا

ایزل سڑک کے کنارے چل رہی تھی ڈوپٹہ ایک کندھے پر جھول رہا تھا اس کی حالت اس وقت ترس کھانے والی تھی اس نے آج تک حجاب نہیں اتارا تھا

لیکن آج ننگے سر بنا کسی چلتی گاڑی کی پرواہ کیے بغیر گم سم سی چل رہی تھی۔

امی میں بعد میں بات کرتا ہوں کچھ فاصلے پر کھڑا لڑکا جو ایزل کو سڑک کے کنارے سے درمیان میں آتے دیکھ رہا تھا جلدی سے فون بند کر کے بھاگتے ہوئے اس کی طرف آیا

اور ایزل کو بازو سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا جو مقابل کے سینے سے جا ٹکرائی تھی

اور خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

آپ کا دماغ درست ہے ؟

یہ کیا کرنے جارہی تھیں آپ اگر میں آپ کو نا کھینچتا تو اب تک کئی گاڑیاں آپ کو کچل چکی ہوتی

مقابل مزید بھی اپنا غصہ نکالتا لیکن ایزل اس لڑکے کے بازوں میں جھول گئی تھی

مقابل ایک دم گھبرا گیا تھا

اسے کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کرے رات کا وقت تھا مقابل نے ایزل کو اٹھایا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹا دیا

....

فاخر تم آ..... رقیہ بیگم جو کچن سے بے دھیانی میں نکل رہی تھیں فاخر کے بازوں میں ایک نازک وجود کو دیکھ کر آدھی بات ان کے منہ میں ہی رہ گئی تھی

فاخر ایزل کو رقیہ کے کمرے میں لے گیا اور اسے بیڈ پر لیٹا دیا

رقیہ بیگم بھی فاخر کے پیچھلے ہی کمرے میں چلی آئی تھیں

ان کی بے تاب نظریں فاخر کے چہرے پر ٹکی تھیں جیسے وہ کچھ غلط سننا ناچاہتی ہوں

فاخر بیٹا یہ کون ہے ؟

رقیہ بیگم نے اس بار تھوڑا سرد لہجے میں بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھتے ہوئے پوچھا

خالہ جان یہ محترمہ مجھے سڑک کے کنارے بے ہوش ملی ہیں

فاخر نے سنجیدگی سے کہا فاخر کی بات نے ان کو مطمئن کر دیا تھا

لیکن بیٹا اس طرح کسی لڑکی کو گھر لے آنا میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہے

رقیہ بیگم نے پریشانی سے پیشانی مسلتے فاخر کو کہا

خالہ جان لیکن میں اسے سڑک پر اکیلا چھوڑ کر بھی نہیں آسکتا تھا

فاخر نے کہا اور ڈاکٹر کو کال کی

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر ایزل کو چیک کر کے چلا گیا تھا جس نے کہا تھا کہ صبح تک ان کو ہوش آجائے گا اور پریشانی سے بے ہوش ہو گئی تھی

خالہ جان آپ پریشان نا ہوں صبح تک اس لڑکی کو ہوش آجائے گا

پھر میں خود اس کے گھر اسے چھوڑ آؤں گا

فاخر نے رقیہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا

بیٹا وہ سب تو ٹھیک ہے

لیکن ایک لڑکی کا پوری رات گھر سے باہر رہنا ٹھیک نہیں ہے اگر اس کے گھر والوں نے کچھ الٹا سیدھا بول. دیا تو کیا کرو گئے ؟

رقیہ بیگم نے کی آواز آخر میں روندسی گئی تھی ان کے ذہن میں پیچھلے کچھ سالوں پہلے کی کچھ تلخ یادیں تازہ ہو گئی تھیں جو یقیناًان کے لیے تکلیف دہ تھیں

خالہ جان میں نے آپ کو کتنی بار کہا ہے کہ پیچھلی باتوں کے بارے میں سوچ کر پریشان نا ہوا کریں

ایک خالہ کا رشتہ ہی تو میرے پاس ہے اور میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا

سب لوگوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے لیکن آپ کو جانے نہیں دوں گا

فاخر نے رقیہ کے کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے بے بسی سے کہا

ایسے نہیں کہتے بیٹا

رقیہ نے خود کو کمپوز کرتے فاخر کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا

ایک فاخر ہی تو تھا جس نے رقیہ بیگم کو سگی اولاد سے بھر کر سنبھالا تھا ورنہ سگی اولاد نے تو رقیہ کو ذلیل کرنے میں زرا بھی کسر نہیں چھوڑی تھی

خالہ جان آپ مان کی بات کیوں نہیں مان لیتی

میں جانتا ہوں آپ کا بھی دل تڑپتا ہے آپ بھی اس سے ملنا چاہتی ہے اپنی ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟

فاخر نے رقیہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا

فاخر بیٹا میں تمھارے لیے کھانا لاتی ہوں تم بھی فرش ہو جاؤ

رقیہ بیگم نے نے فاخر کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

فاخر افسردگی سے اپنی خالہ جان کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا

رقیہ بیگم کی ایک ہی بہن تھی جو کافی بیمار رہتی تھی

جب لوگوں کے طعنے رقیہ مزید برداشت نہیں کر سکی تو اپنے گھر کو چھوڑ کر اپنی بہن کے پاس آ گئی تھی

اور رقیہ کے اپنے گھر میں ایسا تھا ہی کیا جس کے لیے وہاں رکتی

رقیہ کی بہن کا ایک ہی بیٹا فاخر تھا جو تین سال پہلے ہی اپنی پڑھائی مکمل کر کے واپس پاکستان آیا تھا

فاخر جب دس سال کا تھا تو اس کے والد اس دنیا سے رخصت ہو گئے اس کی ماں نے اسے سنبھالا تھا

پندرہ سال کی عمر میں اپنی ماں کی ضد پر فاخر سٹڈی کے لیے انگلینڈ چلا گیا تھا

پاکستان واپس آ کر اس نے اپنا بزنس شروع کیا تھا

رقیہ بیگم نے کچھ کچھ باتیں اپنی بہن کو بتا دی تھی انکو بھی دکھ ہوا تھا

اور سویرا کی حرکت نے ان کو زیادہ تکلیف پہنچائی تھی

فاخر کی ماں کی طبعیت بہت ناساز تھی

پھر ایک دن وہ فجر کی نماز پڑھ کے سوئی اور دوبارہ اٹھی نہیں تھیں

فاخر اپنی ماں کو لے کر بہت حساس تھا اور پھر رقیہ ہی جانتی ہے اسے کیسے سنبھالا تھا

فاخر کی ماں باتوں باتوں میں رقیہ کو فاخر کی ذمہ داری سونپ گئی تھیں

آہستہ آہستہ دن گزرتے گئے فاخر نے بھی خود کو سنبھال لیا اور چہرے پر سنجیدگی کا ایک خول چڑھا لیا تھا

جب اس نے بزنس شروع کیا تھا تو اس وقت اس کی ملاقات مان اور آکف سے ہوئی تھی

پہلی بار وہ ایک میٹنگ میں ملے تھے

اس میٹنگ کے بعد کام کے سلسلے میں مان اور فاخر ایک دوسرے سے ملنے لگے اور کب ان کی دوستی نے مظبوطی پکڑی اس بات سے خود بھی دونوں انجان تھے

آکف اپنی شرارتی نیچر کی وجہ سے فاخر کے ساتھ جلدی گھل مل گیا تھا

مان ایک بار بھی فاخر کے گھر نہیں آیا تھا جب بھی وہ ملتے تو اپنے فارم ہاؤس پر ملتے

مہرو کی سچائی جاننے کے بعد مان رقیہ بیگم کو ڈھونڈنے میں لگ گیا تھا وہ چاہتا تھا جلد از جلد رقیہ بیگم کو تلاش کر لے

اور مہرو سے ان کو ملا دے

لیکن جب اسے پتہ چلا کہ فاخر مہرو کا کزن ہے تو یہ بات مان کے لیے حیران کن تھی

مان نے اسی دن فاخر کو ساری سچائی بتا دی تھی

اسے دکھ بھی بہت ہوا تھا مہرو نے جانے انجانے میں جو گھر سے بھاگ کر غلطی کی تھی اس کی سزا اسے مل چکی تھی مان نے رقیہ بیگم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی

فاخر مان کو اپنے گھر لے گیا۔

خالہ جان چھوڑیے ان سب کاموں کو میرا فرینڈ آیا ہے میں نے آپ کو اس کا بتایا تھا نا

فاخر نے رقیہ کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑ کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا جو کچن میں کھانا بنا رہی تھیں

معارج کی بات کر رہے ہو کیونکہ چوبیس گھنٹے تمھاری زبان پر اسی کا ذکر رہتا ہے

رقیہ بیگم نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا

جی وہی فاخر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے تم دونوں باتیں کرو میں چائے لے کر آتی ہوں

رقیہ نے مصروف سے انداز میں کہا

فاخر نے جی اچھا کہنے پر ہی اکتفا کیا اور کچن سے باہر نکل گیا

معارج ملک رشتے میں میرا سالہ بھی لگتا ہے یہ مجھے نہیں پتہ تھا

فاخر نے مان کے مقابل رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا

مان فاخر کی بات پر محض مسکرا پڑا تھا اس وقت اسے رقیہ بیگم کی فکر لاحق ہو رہی تھی نا جانے وہ اس کی بات پر یقین کرے گی یا نہیں

مان ٹینشن نا لو سب ٹھیک ہو جائے گا

فاخر بھی ماں کی پریشانی کو بھانپ گیا تھا اس لیے اس تسلی دیتے ہوئے کہا

میں بھی اچھے کی امید رکھتا ہوں فاخر

ماں نے پیچھے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

اتنے میں رقیہ بیگم بھی چائے لے کر آگئی تھیں

اسلام علیکم

کیسی ہے آپ ؟

ماں نے احتراماً کھڑے ہوتے پوچھا

میں بلکل ٹھیک بیٹا آپ کیسے ہو؟ پچھلے دو سالوں سے فاخر کے منہ سے میں آپ کا ذکر سن چکی ہوں لیکن آپ ایک بار بھی گھر نہیں آئے

رقیہ بیگم نے پیار سے شکوہ کرتے ہوئے کہا

آنٹی اب آگیا ہوں نا اب تو ملنا ملانا چلاتا رہے گا

آپ پلیز بیٹھیے

ماں نے مسکرا کر کہا

کیوں نہیں بیٹا یہ آپ کا اپنا گھر ہے جب مرضی آجاؤ

رقیہ نے چائے کا کپ ماں کی طرف بڑھاتے ہوئے شفقت بھرے لہجے میں کہا

ماں نے فاخر کی طرف دیکھا جس نے گلہ کھنکھار کر بات کا آغاز کیا

خالہ جان مجھے آپ کو ایک بہت ضروری بات بتانی تھی

فاخر نے رقیہ کو خود کی طرف متوجہ کرواتے ہوئے کہا

رقیہ نے نا سمجھی سے فاخر کی طرف دیکھا

ماں آپ کی بیٹی مہر کا شوہر ہے

فاخر نے ماں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

جبکہ رقیہ بیگم آنکھوں میں بے یقینی لیے مان کو دیکھا

خالہ جان جب میں مان سے ملا اس وقت ایسا کچھ بھی نہیں تھا

مان نے کچھ ماہ پہلے ہی مہر سے نکاح کیا ہے مجھے اس نے اپنے نکاح کا بتایا تھا لیکن میں ملک سے باہر تھا اس لیے مان کے نکاح میں شریک نہیں ہو سکا اور مجھے نہیں پتہ تھا کہ مان مہر سے نکاح کر رہا ہے

اور مان مہر کی ماں کو تلاش کر رہا تھا اور جب اسے پتہ چلا کہ میں مہر کا کزن ہوں تو میری طرح یہ خود بھی کافی حیران ہوا تھا

اور یہ آپ کو کیوں ڈھونڈ رہا تھا وہ تو مان ہی آپ کو بہتر بتا سکتا ہے

فاخر نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے آخر میں مان کی طرف دیکھا رقیہ کی زبان تو تالوں میں بند گئی تھی

وہ تو دم سادھے کبھی فاخر کو دیکھتی تو کبھی مان کو

آنٹی میں جانتا ہوں مہر و نے جو کچھ بھی کیا وہ سراسر غلط تھا اور یقین کریں وہ اپنے کیے کی سزا بھی بھگت چکی ہے لیکن ایسا کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ ابھی بھی اپنی غلطی کی سزا بھگت رہی ہے

مان نے کہتے ہی بازل سے لے کر اپنے نکاح تک کا سارا واقعہ رقیہ بیگم کو سنا دیا

جن کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا دل کر رہا تھا مہر وابھی ان کے سامنے آجائے اور اسے اپنے سینے میں بھینچ لے اور کبھی خود سے دور نا کریں

لیکن یہ سب اتنا آسان بھی نا تھا

رقیہ بیگم خاموشی کے ساتھ وہاں سے اٹھی اور کمرے سے نکل گئی

فاخر نے پریشانی سے مان کی طرف دیکھا

میں بات کرتا ہوں مان نے فاخر کے چہرے پر چھائی پریشانی کو دیکھتے ہوئے تحمل سے کہا

اور خود بھی کمرے سے نکل گیا

رقیہ بیگم نظریں جھکائے سامنے صوفے پر ہی بیٹھی تھیں

مان مضبوط قدم بھرتے ہوئے رقیہ بیگم کے پاس گیا

اور کرسی کو گھسیٹ کر ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا

کچھ وقت کی خاموشی کے بعد رقیہ بیگم کی آواز مان کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی

جانتے ہو مہر کی ضد کی وجہ سے میں نے اپنے شوہر کو کھو دیا اس لڑکی نے مجھے کہی منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا اس کی وجہ سے کاہلوں کی طرح مجھے رات کے اندھیرے میں اپنے گھر کو چھوڑ کر آنا پڑا

اور اب میں اس کی شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی رقیہ نے مضبوط لہجے میں اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا

جبکہ ان کی آنکھیں ان کے اپنے ہی فیصلے کی نفی کر رہی تھیں

آنٹی میں آپ کو فورس نہیں کروں گا مانتا ہوں مہرو نے غلط کیا

لیکن انسان اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے اگر صبح کا بھولا بھٹکا شام کو گھر لوٹ آئے تو اسے دھکے دے کر گھر سے باہر نہیں نکال دیتے اسے ایک موقع دیتے ہیں

غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہے اور جو اپنی غلطی سے سبق حاصل کر لے وہ میرے نزدیک بہترین انسان ہے

میں بس اتنا ہی کہو گا آپ ایک بار ٹھنڈے دماغ سے سوچے کیا مہرو کو مزید سزا دینا ٹھیک ہے؟

مان نے سنجیدگی سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور پیچھے رقیہ کو بہت سے سوال سوچنے پر مجبور کر گیا تھا

اس دن کے بعد رقیہ کچھ خاموش سی ہو گئی تھی فاخر نے بھی اس بات کو بخوبی محسوس کیا تھا

مان بھی آتا تھا رقیہ بیگم مہرو کے علاوہ ارد گرد کی باتیں کر لیتی تھیں لیکن جب مہرو کی بات ہوتی تو وہاں سے اٹھ کر چلی جاتی

مان اور فاخر بھی اس معاملے میں بے بس تھے

لیکن شاید رقیہ نے بھی مہرو سے نا ملنے کی قسم کھا رکھی تھی

ہیلو...

فضا کیسی ہو؟

علیدان نے میٹھے لہجے میں پوچھا

فضا نے موبائل کان سے الگ کر کے نمبر کو دوبارہ دیکھا کہی اسے غلط فہمی نا ہو گئی ہو

لیکن نمبر علیدان کا ہی تھا

فضا علیدان کی کال اٹینڈ تو نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کال اٹینڈ کر لی وہ جانتی تھی علیدان نے مہرو کے ساتھ بہت غلط کیا ہے لیکن محبت انسان کو بہت خوار کرواتی ہے

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟

فضا نے لمبا سانس بھرتے ہوئے پوچھا

تمھیں لگتا ہے کہ میں ٹھیک ہونگا؟

لیکن ان باتوں کو چھوڑو میں تم سے ایک بار ملنا چاہتا ہوں

کیا تم مجھ سے ملنا پسند کرو گی

علیدان کے لہجے کی التجا کو فضا نے بھی محسوس کیا تھا

آج تو علیدان اپنی باتوں سے فضا کو حیران کر رہا تھا جس نے کبھی سیدھے منہ فضا سے بات نہیں کی تھی اور آج اسکا حال چال پوچھ رہا تھا

آپ مجھے ایڈریس بھیج دیں میں آجاؤ گی

فضا نے کہتے ہی فون بند کر دیا

علیدان کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ نے ڈیرا جما لیا تھا

مہرو کو تو میں کبھی نہیں چھوڑو گا معارج ملک اور فضا تمہیں بہت عزیز ہے نا اب دیکھنا میں اس کے ساتھ کیا کرتا ہوں

علیدان نے اپنے تصور میں ماں کا چہرہ لاتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا

اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا

لیکن زیادہ نقصان اس بار فضا کا ہونے والا تھا

عامر نے آج ہی اپنا نیا موبائل لیا تھا موبائل کو اون کرتے ہی اسے مال والا واقعہ یاد آ گیا

اس کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آ گئی

جس سے وہ خود بھی انجان تھا

مس کریلی نا جانے کیوں مجھے ایسی فیلنگ آ رہی ہے جیسے آگے جا کر تم میری زندگی کا ایک اہم حصہ بننے والی ہو

عامر نے موبائل کو سینے پر رکھتے آنکھیں موندے خود کلامی کرتے ہوئے کہا

عامر تجھے نمبر لے لینا چاہیے تھا

اب عامر نے افسوس سے کہا

لیکن کوئی بات نہیں میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم بہت جلد ملے گئے

عامر نے مسکراتے ہوئے سوچا

عامر ابھی کومل کے خیالوں میں ہی کھویا ہوا تھا کہ دروازے پر ہوتی دستک نے اس کے خیالات میں خلل ڈالی

صاحب بڑے صاحب آپ کو نیچے بلا رہے ہیں

ملازم نے مودبانہ انداز میں کہا

اوکے میں آرہا ہوں

عامر نے پیروں میں سلیپر پہنتے ہوئے سامنے کھڑے ملازم کو کہا

اور کمرے سے نکل گیا۔

نایاب آج اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی اس کا ارادہ آج گھر دیکھنے کا تھا صائم نے اسے کہا تھا کہ کمرے سے باہر نکلا کرو ماما سے باتیں کیا کرو

نایاب کو بھی صائم کی بات ٹھیک لگی تھی اس لیے گھر کو دیکھ رہی تھی ب اس کی نظر اپنی بد تمیز نند پر پڑی

کومل جو مارکیٹ جانے کا ارادہ رکھتی تھی

اور گھر سے باہر جارہی تھی

نایاب کو دیکھ کر اس کا غصہ پھر سے عود آیا تھا

تم یہاں کیا کررہی ہو؟

نایاب نے خشمگین نظروں سے نایاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا

کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں

نایاب نے ناسمجھی سے پوچھا

میرے سامنے اتنی بھولی بننے کی ضرورت نہیں ہے اچھی طرح جانتی ہو تم جیسی لڑکیوں کو پہلے اپنے پیار کے جال میں امیر لڑکوں کو پھانستی ہو اور بعد میں اسے ظاہر کرتی ہو جیسے بہت معصوم ہو

میری ایک بات یادرکھنا اپنے بھائی کے لیے ہم اپنے سٹینڈرڈ کے مطابق اپنی بھابھی کو لے کر آئے گے تمھارے جیسی جاہل گوار میری بھابی نہیں ہوسکتی

پتہ نہیں بھائی کہاں سے تمہیں اٹھالائے ہیں

یقیناً تم ان کو سڑک پر بھیک.....

کومل اس سے پہلے مزید اپنی زبان کے جوہر دکھاتی اس کے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے اسے روک دیا تھا۔

نایاب اور کومل دونوں نے آنکھیں پھاڑے مقابل کو بے یقینی سے دیکھا

عرشان آرزو کو ایک ریسٹورنٹ میں لے کر آیا تھا۔آرزو آج بہت خوش تھی اور خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی

عرشان نے کرسی کو تھوڑا خود کی طرف کھینچا اور آرزو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا

اور خود اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

اس سے کہ عرشمان بات کا آغاز کرتا موبائل کی رنگ ٹون نے اسے بدمزہ کیا تھا

نمبر انجان تھا

عرشمان نے موبائل کان سے لگایا لیکن مقابل کی بات نے اسے کے پیروں تلے زمین نکال دی تھی

کون سے ہسپتال میں ہے وہ؟

عرشمان نے لڑکھڑتی زبان میں پوچھا آرزو بھی عرشمان کے چہرے کے تاثرات کو دیکھ کر پریشان ہوگئی تھی

کیا ہوا؟

آرزو نے عرشمان کو

موبائل رکھتے دیکھ بے تابی سے پوچھا

اکف کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے ہمیں ابھی ہسپتال جانا ہے

عرشمان نے آرزو کو کہتے ہی اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ریسٹورنٹ سے لے کر نکل گیا

کیا بکواس کر رہی تھی تم؟

آئندہ اگر میں نے تمھارے منہ سے نایاب کے لیے کسی بھی قسم کی فضولیات سنی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

میری بات کو جتنی جلدی ہو سکے اپنے چھوٹے سے دماغ میں فٹ کر لو

صائم جو ابھی گھر میں۔ داخل ہوا تھا اپنی بہن کے منہ سے نایاب کے لیے ادا کیے الفاظ سن کر بھڑک اٹھا تھا

آپ نے اس انجان لڑکی کی خاطر اپنی بہن پر ہاتھ اٹھایا

کومل نے بے یقینی کے عالم میں اپنے سامنے کھڑے غصے سے کھولتے بھائی سے کہا

انجان نہیں ہے بیوی ہے میری

اگر غلطی سے ہی سہی مجھے نایاب سے محبت ہو ہی گئی ہے تو تمہیں کیا مسئلہ در پیش آ رہا ہے؟

اگر تمہیں میری بیوی سے مسئلہ ہے تو اس میں تمھاری خود کی غلطی ہے

اپنے دماغ کا علاج کرواؤ

اور جہاں تک بات ہے نایاب کی اگر غلطی اس کی ہوتی تو اس کے ساتھ بھی میں ایسے ہی پیش آتا جیسے تمھارے ساتھ آیا ہوں

لیکن تمھاری زبان کے جوہر میں اپنے کانوں سے سن چکا ہوں

نایاب دم سادھے آج پہلی بار صائم کو اس قدر غصے میں دیکھ رہی تھی

اور اپنی بیوی کی ذات پر میں کسی قسم کی فضول بات برداشت نہیں کروں گا

صائم نے انگلی اٹھاتے کومل کو تنبیہ کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور نایاب کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے کی طرف لے گیا

کومل ابھی بھی بت بنی اپنے گال پر ہاتھ رکھے وہی جم کر کھڑی تھی

اس کا بھائی اس پر ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے یہ خیال بھی کومل کے دل و دماغ میں کبھی نہیں آیا تھا

لیکن ابھی بھی وہ خود کو بے قصور اور نایاب کو قصور وار ٹھہرا رہی تھی

اور آج والے واقعہ کے بعد تو نایاب کے لیے کومل کے دل میں مزید نفرت بھر گئی تھی

صائم نے کمرے میں داخل ہوتے ہی نایاب کا ہاتھ چھوڑ دیا اور خود ٹیرس کی طرف چلا گیا تاکہ اپنا غصہ ٹھنڈا کر سکے

نایاب نے کچھ کہنے کے لیے اپنے لب کھولے ہی تھے لیکن صائم کو ٹیرس پر جاتے دیکھ خاموش ہو گی۔

عرشمان بجلی کی تیز رفتار سے ڈرائیونگ کرتا ہسپتال پہچا تھا اس کا بس چلتا تو اڑ کر پہنچ جاتا

ہسپتال میں اسے مان بھی نظر آ گیا تھا جو خود بھی کافی پریشان لگ رہا تھا۔

بھائی آ کف کیسا ہے؟

عرشمان نے مان کے پاس پہنچتے بے تابی سے پوچھا۔

ابھی تک ڈاکٹر نے کچھ بتایا نہیں ہے مان نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھرتے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا

جبکہ ڈاکٹر آکف کی کنڈیشن کی بارے میں بتا چکا تھا

جس کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا تھا

اور بچنے کے چانسز بہت کم تھے خون بھی کافی بہہ چکا تھا۔

مان کو جب آکف کے ایکسیڈنٹ کی خبر ملی تو دوڑتا ہوا ہسپتال آیا

آج ہی تو اسے فاخر کی کال آئی تھی وہ آکف کے بارے میں پوچھ رہا تھا جس کا نمبر بند جا رہا تھا

مان نے اسے مل کر بتانے کا کہہ کر فون بند کر دیا تھا

آرزو عرشمان کے ساتھ ہی بیٹھی تھی مان بے تابی سے آپریشن تھیٹر کے باہر چکر کاٹ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد آپریشن تھیٹر سے ڈاکٹر باہر آیا

ڈاکٹر میرا بھائی ٹھیک تو ہے نا؟

عرشمان نے امید بھرے لہجے میں پوچھا

ڈاکٹر نے پہلے ماں اور پھر عرشمان کی طرف دیکھا اور اپنی بات کا آغاز کیا

آپ کا پیشنٹ اب خطرے سے باہر ہے اگر آپ وقت پر خون کا انتظام نا کرتے تو کچھ بھی ہو سکتا لیکن اب وہ ٹھیک ہے

ڈاکٹر نے روایتی انداز میں کہا

ڈاکٹر بھائی کو ہوش کب تک آئے گا؟

عرشمان نے بے تابی سے پوچھا

انکو کسی بھی وقت ہوش آسکتا ہے

ڈاکٹر نے عرشمان کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا

عرشمان ڈاکٹر کے جاتے ہی ماں کے گلے لگ گیا

ایک بار اس گدھے کو ہوش میں آنے دو پھر دیکھنا میں اس کی کیا حالت کرتا ہوں

ماں نے شرارتی انداز میں عرشان کی کمر کو تھپتھپاتے ہوئے کہا جس پر وہ ہلکا سا مسکرا پڑا۔

بھائی میں بہت ڈر گیا تھا

میری کیفیت کیا ہو رہی تھی میں بیان نہیں کر سکتا

عرشان نے ماں کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا

اب سب کچھ ٹھیک ہے اللہ کا شکر ادا کرو اور تم ایسا کرو آرزو کو لے کر گھر جاؤ

ماں نے سنجیدگی سے کہا

لیکن بھائی میں بھی آپ کے ساتھ ہی رکتا ہوں عرشان نے ضدی لہجے میں کہا

نہیں تم جاؤ ڈیڈ اور چاچو کو بھی آکف کے ایکسیڈنٹ کی اطلاع دے دینا

اور جب تک مرد حضرات یہاں پہنچے گئے آکف کو بھی ہوش آ گیا ہو گا

پھر زیادہ مسئلہ نہیں ہو گا

مان نے کہااور اپنی توجہ موبائل پر مرکوز کر دی۔

اوکے بھائی عرشمان نے مان کی بات کو سمجھتے ہوئے سمجھداری سے جواب دیا

اور آرزو کو لے کر وہاں سے چلا گیا

مان نے موبائل کان سے لگایا تو مقابل کی بات پر اس کا خون کھول اٹھا

تمھیں بس ایک بار ہوش آ جانے دو آکف مرتضی پھر میں تمہیں بتاؤ گا کیسے گاڑی کی بریک فیل کر کے گاڑی ڈرائیو کرتے ہیں

مان نے موبائل کو گھورتے دانت پیس کر کہا

اور آکف کے کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

ایک گھنٹے بعد آکف کو ہوش آگیا تھا ڈاکٹر چیک اپ کر کے چلا گیا اب روم میں مان اور آکف ہی موجود تھے۔

مان آکف کو خشمگیں نظروں سے گھور رہا تھا

کیا؟آکف نے آخر کار تنگ آکر پوچھا

تیری جلتی سانسیں کتنے دلوں کی دھڑکن ہے تو جانتا بھی ہے؟

اگر جانتا ہوتا تو کبھی بھی اپنی گاڑی کی بریک فیل کر کے گاڑی نا ڈرائیو کرتا

تجھے تو میں بہت بہادر سمجھتا تھا لیکن آج مجھے پتہ چل گیا ہے تو بہت بڑا بزدل انسان ہے تجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔

مان نے ہسپتال کے بیڈ پر لیٹے آکف کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا جو سفید پٹیوں میں لپٹا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آکف کے زخموں کی پرواہ کیے بغیر تین چار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کر دے کم از کم تھوڑی بہت تو عقل اسے آ ہی جائے گی

جو اپنی جان کا خود دشمن بن بیٹھا تھا

تو میری کال اٹینڈ نہیں رہا تھا

آکف نے بے بسی سے ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جو اس کم عقل کی بات پر خونخوار نظروں سے گھورنے لگا۔

جیسے اپنی نظروں سے ہی اکف کو سالم نگل جائے گا۔

اگر میں تیری کال اٹینڈ نہیں کر رہا تھا تو اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا کہ تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جان لینے کی کوشش کرے۔

گھر والوں پر کیا گزرتی تجھے اندازہ بھی ہے؟

ماں نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

ہاں میں ہوں بزدل میں نے اپنے لفظوں کے تیز دھار چاقو سے اپنے بھائی کے دل کو لہولہان کیا ہے اس کے پیار اور پرواہ کسی بھی چیز کا میں نے مان نہیں رکھا۔

میں بہت برا ہوں ماں

آکف نے اس بار روندی آواز میں کہا اس کی آنکھوں کے کونے بھی بھیگ چکے تھے۔

مان تو آکف کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر تڑپ گیا تھا

آکف ہمیشہ اس کے دل کے قریب تر رہا تھا

اور چند دنوں میں ہی اس نے اپنی حالت بد تر بنالی تھی۔

آکف تمھاری بات نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی جھوٹ بول کر تمہیں غلط فہمی میں مبتلا نہیں کروں گا۔

لیکن میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا مان کے لیے آکف اتنا ہی اہم ہے جتنا ایک انسان کے لیے پانی ضروری ہے۔

وہ پانی کے بغیر کچھ دن ہی زندہ رہ سکتا ہے لیکن اس کے بعد اس کا زندہ رہنا ناممکن ہے تم اُس پانی کی طرح ہو جس کا میری زندگی میں ہونا ضروری ہے۔

اور زندگی اللہ کی دی ہوئی نعمت کے ساتھ امانت بھی ہے اور تم خود کی جان لے کر اس میں خیانت کرنے والے تھے۔

خودکشی حرام ہے سب کچھ جانتے ہوئے بھی تم ایسی اوچھی حرکت کرو گے مجھے تم سے اس بات کی امید نہیں تھی۔

تمھارے ایک ایک پل کی خبر مجھے ہوتی ہے آکف مرتضی میرے دوست مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر ہیں۔

اور اگر دوبارہ تم نے کوئی بھی فضول حرکت کرنے کی کوشش کی

تو کبھی تم سے بات نہیں کروگا پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے

مان نے سنجیدگی سے کہتے بات ختم کی۔

آکف نے اچھے بچوں کی کی اثبات میں سر ہلا دیا

تم نے مجھے معاف کر دیا مان

تم مجھ سے ناراض تو نہیں ہو نا؟

آکف نے معصومیت سے پوچھا

مان کو اس وقت آکف پر ترس کے ساتھ پیار بھی آرہا تھا

وہ بھی جانتا تھا آکف اس کے ساتھ کتنا اٹیچ ہے میں تیرے ساتھ کبھی ناراض نہیں ہو سکتا آکف مرتضی اس بات کو اپنے دماغ میں بیٹھا لو اور تو اتنے دنوں تک کہاں گھوم رہا تھا؟

اپنی حالت دیکھی تو نے؟

ماں نے اس بار اپنے لہجے کو تھوڑا نرم کرتے ہوئے پوچھا

مجھے ایزل کہی نہیں ملی ماں میں نے اسے ہر جگہ تلاش کر لیا لیکن وہ مجھے کہی نہیں ملی اگر وہ مجھے نا ملی تو میں اس کے بغیر مر جاؤ گا پلیز مجھے ایزل لا دو۔

آکف نے بے بسی سے ماں کو دیکھتے ہوئے کہا جو آنکھوں میں حیرانگی لیے آکف کو دیکھ رہا تھا آج اس پر ایک نیا انکشاف ہوا تھا کہ آکف مرتضی جس نے اپنے ہاتھوں سے ایزل کی زندگی خراب کی اسی لڑکی کی محبت میں ڈوب چکا ہے۔

میں پوری کوشش کروں گا ایزل کو تلاش کرنی کی اور تم پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو گا

ماں نے اپنی حیرانگی پر قابو پاتے ہوئے آکف کو تسلی دیتے کہا۔

تم سچ کہہ رہے ہو ایزل کو لے آؤ گے میرے پاس؟

آکف نے مان کو دیکھتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں پوچھا

ہاں لے آؤں گا لیکن ابھی تم آرام کرو ڈیڈ اور چاچو آتے ہی ہونگے

مان نے آکف کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

آکف زیادہ تو نہیں لیکن کافی حد تک مطمئن ہو گیا تھا اس لیے خاموش ہو گا

اتنے میں شاداب اور عظیم بھی روم میں داخل ہوئے

مان دونوں کو کافی حد تک مطمئن کر کے ہسپتال سے چلا گیا تھا

اسے ایک ضروری کام تھا پیچھے دونوں بھائیوں نے آکف کی خوب کلاس لی تھی.

کیونکہ مان جاتے ہوئے دونوں کو بتا چکا تھا کہ آکف نے ایڈوینچر کے چکر میں اپنی گاڑی کی بریک کو فیل کیا تھا۔

شاہ روحی کو اس وقت اپنے فارم ہاؤس لے کر آیا تھا وہ ابھی اسے گھر لے کر جانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ روحی کی جو حالت تھی

اگر صفیہ بیگم دیکھ لیتی تو انہوں نے پریشانی ہو جانا تھا۔

روحی اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی اور شاہ روحی کے لیے کھانا تیار کر رہا تھا اگر روحی شاہ کو خود کے لیے کھانا بناتے دیکھ لیتی تو اس نے صدمے میں چلی جانا تھا۔

اور شاہ نے بھی کبھی سوچا نہیں تھا کہ وہ روحی کے لیے کھانا بنائے گا

کھانا ٹیبل پر لگانے کے بعد شاہ اپنے کمرے میں گیا

روحی بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی یا شاید سو رہی تھی۔

شاہ نے غور سے روحی کے چہرے کو دیکھا جس کا معصومیت سے بھرپور چہرہ شاہ کو کوئی گستاخی کرنے پر اکسا رہا تھا۔

دماغ میں آتے خیال نے شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتا روحی کے پاس پاس آیا۔

شاہ نے روحی کے کان کی لو کو اپنے دانتوں سے ہلکا سا دبایا

روحی جو نیند میں تھی اپنے کان پر ہوتی درد، جلن اور گرم سانسوں کو محسوس کرتے اس نے اپنی آنکھیں تھوڑی سی کھولی لیکن شاہ کو خود کے بے حد قریب دیکھ کر اس کی دلخراش چیخ پورے کمرے میں گونجی

شاہ دانتوں میں لب دبائے اپنی مسکراہٹ کو روکے ہوئے تھا لیکن اسکی آنکھیں مسکرا رہی تھی

کیا ہوا جانم؟

شاہ نے روحی کے چہرے پر آتی آوارہ لٹو کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھا۔

کچ کچھ بھی تو نہیں اور آپ پلیز تھوڑا پیچھے ہٹ کر بات کرے

روحی نے اپنے خوف پر قابو پاتے بمشکل لرزتی آواز میں کہا

سوری

شاہ نے روحی کے چہرے پر پھونک مارتے ہوئے مسکرا کر کہا

ہاں سوری؟

روحی نے نا سمجھی سے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا آج مجھے اپنی بیوی کو قریب سے دیکھنا ہے

شاہ نے اپنی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

لیکن مجھے نہیں دیکھنا آپ کو روحی نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کرتے ہوئے کہا

تم نا دیکھو میرا دیکھنا ہی کافی ہے شاہ نے جھکتے ہوئے کہا

اور روحی کی ناک پر بوسہ دیا اس سے پہلے شاہ مزید کوئی گستاخی کرتا روحی نے اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ کر اپنے چہرے کو چھپا لیا۔

۔روحی کے معصوم حفاظتی اقدامات دیکھ کر شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا

کچھ نہیں کر رہا باہر چلو کھانا تیار ہے پھر تم نے میڈیسن بھی لینی ہے

شاہ نے روحی کے چہرے سے ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا اور اسے سہارا دیتے کھڑا کیا۔

روحی کی نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں

اور کھانا کھانے کے دروان بھی اس نے شاہ کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی اور وہ اس کا گریز اچھے سے سمجھ رہا تھا

روحی میڈم شرماتی بھی ہے مجھے نہیں معلوم تھا شاہ نے کھانا کھاتی روحی کو دیکھتے ہوئے خود کلامی کرتے کہا۔

جبکہ شاہ کی نظروں کی تپش نے روحی کا سانس اٹکایا ہوا تھا

شاہ نے روحی کے چہرے سے نظریں ہٹالیں تاکہ وہ سکون سے کھانا کھا سکے۔

روحی نے بھی شکر ادا کھانا کھانے لگی

مان تھکاہارا گھر آیا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے ہسپتال بھی جانا تھا۔

لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کی ماں کیا کرنے والی ہے

آ گئے آپ نواب صاحب؟

رابعہ نے تیکھے لہجے میں مان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جی آپ کو کچھ کام تھا؟ مان نے عام سے لہجے میں پوچھا جبکہ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا ابھی اس کا ارادہ شاور لینے کا تھا

تا کہ دماغ کو تھوڑا سکون مل سکے

میری ایک بات کان کھول کر سن لو مان اگر دوبارہ کوٹھے سے کوئی بھی طوائف میرے گھر آئی تو تمھاری بیوی کو بھی اسے کے ساتھ اپنے گھر سے نکال دوگا۔

یہ میرا گھر ہے کوئی کوٹھا نہیں ہے جو طوائفیں منہ اٹھا کر یہاں چلی آئے۔

اپنی بیوی کو اچھے سے سمجھا لینا۔

اور دوسری بات علیدان کچھ دنوں بعد دوبارہ اس گھر میں آرہا ہے اگر اس کے آنے سے کسی کو مسئلہ ہے تو وہ یہاں سے جا سکتا ہے

رابعہ نے دوٹوک انداز میں اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا اس کا اشارہ مہرو کی طرف تھا۔

مان جانتا تھا کہ سلمی مہرو سے ملنے آئی تھی کیونکہ سلمی کو مان نے ہی گھر آنے کا کہا تھا کیونکہ وہ مہرو سے ملنا چاہتی تھی لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اسکی ماں چھوٹی سی بات کا اتنا بڑا مسئلہ بنالے گی۔

لیکن علیدان کے گھر آنے والی بات نے اس کا دماغ گھوما دیا تھا۔

علیدان کس خوشی میں گھر واپس آرہا ہے؟

مان نے سنجیدگی سے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے پوچھا

وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے اور اپنے باپ سے بھی معافی مانگ چکا تھا

اور میں نے سوچا ہے مان کے آتے ہی اس کی شادی فضا سے کر دی جائے

رابعہ نے مسکرا کر کہا

موم مجھے نہیں لگتا کہ آپ کے بیٹے کو شادی کی ضرورت ہو گی۔

اور کیا فضا مان گئی؟آپ کے بیٹے سے شادی کے لیے؟

مان نے طنزیہ لہجے میں پوچھا

رابعہ کو مان کی پہلی بات تو سمجھ میں نہیں آئی تھی

لیکن دوسری بات نے رابعہ کو تپا دیا تھا

فضا علیدان کو پسند کرتی ہے اور مجھے پوری امید ہے وہ بھی اسے معاف کر دے گی

رابعہ نے مضبوط لہجے میں کہا

اگر تو فضا کی عقل پر پردہ پڑ چکا ہوا تو وہ آپ کے بیٹے سے ضرور شادی کر لے گی اور دوسری بات میں علیدان کے آنے سے پہلے ہی اپنی بیوی اور بچی کو لے کر اس گھر سے چلا جاؤں گا کیونکہ اس شخص کے گھر آنے پر زیادہ مسئلہ مجھے ہی ہے۔

مان نے بے تاثر انداز میں کہا اور بنا رابعہ کا جواب سنے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا

پیچھے رابعہ بے یقینی کے عالم میں کھڑی اپنے بیٹے کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

کیا بات کرنی تھی آپ نے؟

فضا نے سامنے بیٹھے علیدان سے پوچھا

جس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

میں نے ڈیڈ اور موم دونوں سے معافی مانگ لی ہے میں مانتا ہوں میں نے جو کچھ بھی کیا وہ غلط تھا۔

مجھے اپنے کیے پر بہت پہلے ہی پچھتاوا ہو گیا تھا اس لیے میں مہرو کو تلاش کر کے اس سے شادی کرنا چاہتا تھا تاکہ جو غلطی میں کر چکا ہوں اسے سدھار سکوں۔

لیکن مان نے مجھ سے ڈسکس نہیں کیا اور مہرو سے نکاح کر لیا اب وہ بھی مجھے غلط سمجھتا ہے اور سمجھنا بھی چاہیے کیونکہ میں نے کام ہی ایسا کیا ہے کہ سب کا مجھ سے خفا ہونا بجا ہے۔

لیکن اب مان نے مہرو سے شادی کر لی ہے میں اس سے بھی معافی مانگ لوں گا۔

میں نے تمھارا بھی بہت دل دکھایا ہے پلیز اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دو

علیدان جس حد تک مسکین، بے بس اور لاچار شکل بنانے اور بننے کا دکھاوا کر سکتا تھا اس نے کیا تھا۔

اور شاید فضا کو اس کی بات پر یقین بھی آ گیا تھا۔

آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟

فضا نے علیدان کی ساری بات سننے کے بعد تحمل سے پوچھا۔

میں تم سے بھی معافی مانگنا چاہتا ہوں

اس لیے تمہیں یہاں بلایا۔

علیدان نے فضا کو دیکھتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے میں نے آپ کو معاف کیا اور میری معافی اتنی معنی نہیں رکھتی جتنی اُس انسان کی معنی رکھتی ہے جسکے ساتھ آپ نے غلط کیا۔

اور زیادہ بہتری اسی میں ہے کہ آپ سب سے پہلے اس انسان سے معافی مانگے اور اب میں چلتی ہوں۔

فضا نے ٹیبل پر پڑے اپنے موبائل اور بیگ کو پکڑتے ہوئے سرسری نگاہ علیدان پر ڈالتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں مہرو سے بھی معافی مانگ لوں گا اور آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں

علیدان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ آئی ہوں

اور آپ مان سے بھی بات کر لیجیے گا آپ کی اس حرکت نے اس کا بھی بہت دل دکھایا ہے۔

فضا کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سرد ہو گیا تھا

اس کے بعد فضا ایک سیکنڈ بھی نہیں رکی تھی اور ریسٹورنٹ سے باہر نکل گئی تھی۔

پیچھے علیدان کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آگئی تھی جو وہ چاہتا تھا اُس میں کامیاب ہو گیا تھا۔

مان فاخر کے گھر آیا تھا اس نے آکف کی حالت کے بارے میں فاخر کو بتادیا اور کیا معاملہ ہوا ساری تفصیل بھی اسے بتادی تھی۔

فاخر مان کے ساتھ ہسپتال کے لیے ہی نکل رہا تھا جب ایزل روم سے باہر آئی اسے تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا۔

خود کو انجان جگہ پر دیکھ کر گھبرا گئی تھی

اور اپنے دماغ پر زور ڈال کر سوچنے لگی کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا جب اپنے بھائی کا گھر سے نکالے جانا یاد آئی تو اس کی آنکھیں پھر سے بھر گئی تھیں۔

اور کسی اجنبی کا اسے بچانا اور پھر ایزل کا بے ہوش ہو جانا

یہ سب یاد آتے ہی ایزل پھر سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

کچھ دیر رونے کے بعد اس نے خود کو کمپوز کیا اور اپنے ڈوپٹے کو اچھی طرح سیٹ کر کے روم سے باہر آئی فاخر اور مان جو دونوں روم سے نکل کر راہداری کی طرف جا رہے تھے

ایزل کو. دیکھ کر رک گئے۔

فاخر تو نہیں لیکن مان اچھا خاصا شوکڈ ہوا تھا۔

تو ایزل فاخر کے گھر میں تھی

فاخر نے رقیہ بیگم کو آواز دی

جو کچن سے باہر آئی اور ایزل کو دیکھ کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی

جو نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

خالہ جان آکف کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور مان نے آج مجھے بتایا ہے ہم دونوں ہسپتال جا رہے ہیں۔اور اب وہ بہتر ہے

آپ ان کا خیال رکھے واپس آ کر بات کرتے ہیں

فاخر نے رقیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آکف کے نام پر ایزل اور رقیہ بیگم دونوں نے کرنٹ کھا کر سامنے کھڑے دو نفوس کے چہروں کی طرف دیکھا تھا لیکن فاخر کے پیچھے کھڑے مان کو دیکھ کر ایزل کے تاثرات ایک دم پتھر یلے ہوئے تھے اور اس نے ایک سیکنڈ میں فیصلہ کیا تھا کہ وہ یہاں نہیں رو کے گی اور رقیہ بیگم کو کرنٹ آکف کے ایکسیڈنٹ کا سن کر لگا تھا۔

اس سے پہلے رقیہ بیگم کچھ کہتی ایزل بول پڑی تھی۔

آپ نے میری بہت مدد کی اس کے لیے میں آپ کی احسان مندر ہوں گی لیکن اب مجھے چلنا چاہیے۔

ایزل نے فاخر کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

جس نے ناسمجھی سے ایزل کو دیکھا

ایزل کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟

مان نے ایزل کو دیکھتے ہوئے پوچھا

مجھے کسی سے بھی بات نہیں کرنی میں بس یہاں سے جانا چاہتی ہوں

ایزل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

فاخر اور رقیہ بیگم تو کبھی ایزل کو دیکھتے تو کبھی مان کو

مان تم ان کو جانتے ہو؟ فاخر نے حیران کن لہجے میں پوچھا

ہاں میری امپلائی ہے یہ مس ایزل

اور مس ایزل اگر آپ کے دل میں میرے لیے تھوڑی سی بھی ریسپکٹ ہے تو میری ریکویسٹ سمجھ کر آپ یہاں رک جائے

مان نے پہلے فاخر کو جواب دیا پھر ایزل کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

جس نے مان کی بات پر نظریں جھکا لیں تھیں یا شاید اپنے آنسو چھپانا چاہتی تھی

ہم لوگ شام میں اس بارے میں بات کرتے ہیں

مان نے کہا اور فاخر کو پیچھے آنے کا اشارہ کرتے وہاں سے چلا گیا۔

فاخر خاموشی سے مان کے پیچھے چل پڑا تھا

رقیہ بیگم ایزل کو روم میں لے گئی تھیں

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟

تو کیسے ان محترمہ کو جانتا ہے؟ فاخر نے گاڑی میں بیٹھتے ہی ماں سے پوچھا

یہ وہی لڑکی ہے جسے آکف پسند کرتا ہے

اور مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ وہ تیرے گھر میں محفوظ ہے لیکن ابھی آکف کو اد بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔

ماں نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔

اور فاخر کو بات کی تہہ تک پہنچنے میں ایک سیکنڈ لگا تھا۔

پھر تو اس لڑکی کے ساتھ غلط ہوا ہے

فاخر نے افسردگی سے کہا۔

جانتاہوں اور اسی بات پر تو میری اور آکف کی بحث ہوئی تھی۔

لیکن زیادہ غلطی آکف کی بھی نہیں تھی جو کچھ بھی ہوا جانے انجانے میں ہوا۔

زیادہ غلطی اس کے بھائی کی ہے جس نے ایک بار بھی پوری بات کا پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔

مان نے سامنے سڑک پر نظریں مرکوز کرتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن رسوائی ہمیشہ لڑکی کا مقدر بنتی ہے اسے ہی غلط ٹھہرایا جاتا ہے اور یہ ہمارے زمانے کا دستور ہے۔

غلطی چاہے کسی کی بھی ہو قصور وار ہمیشہ عورت کو سمجھا جاتا ہے

فاخر نے تلخی سے کہا۔

مان بھی فاخر کی بات سے متفق تھا لیکن بولا کچھ نہیں تھا۔

پھر گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی ہسپتال تک کا سفر خاموشی میں ہی گزرا تھا

کومل غصے میں گھر سے نکل گئی تھی اس نے سوچ لیا تھا اب گھر واپس نہیں آئے گی۔

اور اب بنا کسی مقصد کے سڑک پر گاڑی گھما رہی تھی۔

آخر کار تھک ہار کر جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو گھر واپس جانے کا سوچا

دوپہر سے رات ہو گئی تھی اچانک کومل کی گاڑی بیچ راستے میں آ کر رک گئی۔

کومل نے پریشانی میں دوبارا اگنیشن میں چابی گھمائی لیکن گاڑی نہیں چلی۔

اس نے گاڑی سے باہر نکل کر ارد گرد دیکھا

دور دور تک اسے کسی انسان کا نام و نشان نظر نہیں آیا۔

اب کیا کرو؟

کومل کیا ضرورت تھی غصے میں اتنا دور آنے کی کومل نے خود کو کوستے ہوئے کہا

اور گاڑی سے اپنا موبائل نکالا لیکن سگنل نا ہونے کی وجہ سے کومل کسی کو مدد کے لیے بھی نہیں بلا سکتی تھی۔

کومل اسی کشمکش میں مبتلا تھی کہ کیسے کسی کو اپنی مدد کے لیے بلائے کہ تھوڑی دیر بعد اس کو دور سے ایک گاڑی آتی ہوئی نظر آئی۔

گاڑی کو دیکھتے اس کے اندر امید کی کرن جاگی

کومل نے ہاتھ کو زور زور سے ہوا میں لہراتے ہوئے گاڑی کو رکنے کا اشارہ کیا

جو کومل سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئی تھی لیکن اندر سے نکلتے عامر کو دیکھ کومل کی خوشی مایوسی میں تبدیل ہو گئی تھی

اور اس کے چلتے قدموں کو بھی بریک لگ گئی کومل برا سا منہ بنائے اپنی گاڑی کے پاس پھر سے کھڑی ہو گئی

عامر جس نے وائیٹ پینٹ کے ساتھ بلیک شرٹ پہنی تھی شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے بالوں کو جل سے اچھی طرح سیٹ کیے مضبوط قدم بھرتا کومل کی طرف آ رہا تھا۔

کومل کی گاڑی کی روشنی عامر پر پڑ رہی تھی آج اس نے غور سے عامر کو دیکھا تھا بے شک عامر بھی مان سے کم نہیں تھا لیکن دل میں تو اس کے مان ہی بسا تھا اس لیے کومل نے اپنی نظروں کا زاویہ تبدیل کر لیا۔

عامر جو اپنے آفس سے واپس گھر ہی جا رہا تھا سڑک کے کنارے ایک لڑکی کو کھڑا دیکھ حیران ہوا تھا پہلے تو اس نے سوچا خاموشی سے نکل جائے کیونکہ رات کا وقت تھا لڑکی کے حلیے میں کوئی چڑیل بھی ہو سکتی ہے یہ خیال اس کے دماغ میں کل رات دیکھی گئی ہورر مووی کی وجہ سے آیا تھا۔

جس میں ایک خوبصورت لڑکی سڑک کے کنارے کھڑی لڑکے سے لفٹ مانگتی ہے اور بعد میں اس کا گلہ کاٹ کر اسے مار دیتی ہے

عامر نے اپنے دماغ میں گردش کرتے فضول خیال کو جھٹکا اور کچھ فاصلے پر گاڑی کو روک دیا لیکن کومل کو دیکھ کر ہی اس کا چہرہ خوشی سے دھمک پڑا تھا

کومل کا خود کو تکنا اور پھر نظریں چرا لینا عامر نے بھی نوٹ کیا تھا

اس نے امید نہیں کی تھی کہ اس کی دعا اتنی جلدی قبول ہو جائے گی۔

پہلے مجھے ایک بات بتادو تم کہی چڑیل تو نہیں ہو؟عامر نے کومل کو دیکھتے کنفرم کرنے والے انداز میں کہا جبکہ آنکھوں میں اس کے شرارت ناچ رہی تھی۔

عامر نے سر سے لے کر پاؤں تک کومل کا معائنہ کیا جو شارٹ ریڈ شرٹ اور وائٹ پینٹ میں ملبوس کھڑی اپنے جسم کی نمائش کر رہی تھی۔اور اس کی ڈریسنگ عامر کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

تمہیں میں چڑیل لگ رہی ہوں؟کومل نے صدمے کی حالت میں چیختے ہوئے کہا

آہستہ محترمہ اگر تم چڑیل نہیں بھی ہو تو تمھاری بھیانک آواز سن کر سچ میں کوئی چڑیل تم سے ملنے نا پہنچ جائے

عامر نے اپنے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی لاتے ہوئے کہا

میں تمھارا خون پی جاؤ گی دفع ہو جاؤ یہاں سے

کومل نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا لیکن اس کی آخری بات عامر کو ناگوار گزری تھی

اس نے ایک جھٹکے سے کومل کو بازو سے پکڑا اور خود کے قریب تر کیا یہاں تک کے دونوں کی سانسوں کے تھپڑ ایک دوسرے کے چہرے پر پڑ رہے تھے۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھا کرو محترمہ

کسی دن اسی زبان کی وجہ سے تمہیں پچھتانا ناپڑے

عامر نے کومل کی بازو جو کمر کے ساتھ لگی تھی اس پر اپنی گرفت مزید سخت کرتے ہوئے کہا

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری قریب آنے کی گھٹیا انسان چھوڑو میرا ہاتھ

کومل نے اپنا پورا زور لگا کر عامر کو پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

ہمت کی بات مت کرو سویٹ ہارٹ اب دیکھورات کا وقت ہے ہم دونوں ایک سنسان سڑک پر ایک دوسرے کے بے حد قریب کھڑے ہے

اور اگر میں نے اپنی ہمت دیکھادی تو پھر تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی

اس لیے اپنی زبان سے زیادہ اپنا دماغ چلایا کرو۔

میں ان لڑکوں جیسا بے غیرت ہرگز نہیں ہوں جو کسی بے بس اور تنہا کھڑی لڑکی کا فائدہ اٹھائے

عامر نے کومل کے بازو کو ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے کہا اور خود کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

کومل نے اپنی کلائی کو دیکھا جو سرخ ہو رہی تھی

جنگلی انسان کومل نے اپنی نازک کلائی کو دیکھتے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

کیا کہا؟

عامر نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا۔

کچھ نہیں کومل نے عامر کو خونخوار نظروں سے گھورتے دانت پیس کر کہا۔

چلو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں اور میں ناں نہیں سننا چاہتا ورنہ اپنی بانہوں میں بھر کر تمہیں گاڑی تک لے کر جاؤں گا اور یقین کرو مجھے بلکل بھی برا نہیں لگے گا۔

عامر نے گہری نظروں سے کومل کو دیکھتے ہوئے کہا جسے عامر اس وقت زہر لگ رہا تھا۔

کومل غصے میں پیر پٹخ کر عامر کے پیچھے چل پڑی کیونکہ اس سے زیادہ وہ کچھ اور کر بھی نہیں سکتی تھی۔

آکف اب کیسا ہے؟ مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔

واہ میڈم آپ بولتی بھی ہے مجھے لگا آپ اپنی زبان کسی کو کرائے پر دے آئی ہے۔

مان نے طنزیہ لہجے میں آئینے میں نظر آتے مہرو کے عکس کو دیکھتے ہوئے کہا

جو کچھ دنوں سے خاموش سی ہو گئی تھی اگر مان کوئی بات کرتا تو اس کا ہوں ہاں میں جواب دیتی۔

مان کے طنز نے مہرو کو لاجواب کر دیا اس لیے اس نے نظریں جھکا لیں اور اپنی ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھنے لگی۔

مان مہرو سے جواب کی توقع کر رہا تھا لیکن مہرو کو خاموش دیکھ کر اس نے مہرو کو اپنے پاس بلایا۔

مان نے آج فاخر کی طرف جانا تھا اور ایزل سے بات کرنی تھی کیونکہ ہسپتال میں اس کو زیادہ دیر ہو گئی تھی اس لیے اس نے اگلے دن ایزل سے بات کرنے کا سوچا۔

مہرو مان کے کہنے پر مان کے پاس آئی اور اس کے اگلے حکم کا انتظار کرنے لگی

شرٹ کے بٹن بند کرو مان نے سنجیدگی سے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا

کس کے ؟

مہرو نے نا سمجھی سے مان کو دیکھ دیکھتے ہوئے پوچھا

اور مہرو کے بے تکے سوال پر مان کا دل کیا خود کا. ماتھا پیٹ لے

الماری سے میری ساری شرٹس نکالو اور انکے بٹن بند کرو

مان نے دانت پیستے ہوئے کہا

اچھاٹھیک ہے میں کرتی ہوں

مہرو نے کہااور الماری کی طرف جانے لگی جب مان نے مہرو کو بازو سے پکڑ کر خود کے حصار میں قید کیا

بیو قوف لڑکی میں ان بٹن کی بات کر رہا ہوں

مان نے اپنی شرٹ کے بٹنز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مہرو کی نظر بے ساختہ کالی قمیض سے جھلکتے مان نے چوڑے سینے پر پڑی مہرو نے ہڑ بڑا کر اپنی نظریں تبدل کر لیں۔

مان نے مہرو کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے مزید قریب کیا

کرو بند مجھے دیر ہو رہی ہے۔

مان نے مہرو کا دھیان بٹنز کی طرف کرواتے ہوئے کہا جس نے کانپتے ہاتھوں سے مان کی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگی

مان کی نظروں کی تپش مہرو کی جان ہلکان کر رہی تھی۔

اور جس قدر وہ مہرو کے قریب کھڑا تھا اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

مہرو مان کے سہارے ہی کھڑی تھی

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں ہے مسز اور تمھاری حالت ابھی سے خراب ہو رہی ہے

مان نے مہرو کے کان کے پاس گھمبیر لہجے میں کہا اور اس کے کان کی لو پر بوسہ دے کر مہرو کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا

مہرو کا خوبصورت چہرہ مان کو بہکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اور مہرو اپنے سوال کرنے پر پچھتا رہی تھی

مان نے بے خودی کے عالم میں اپنے پر حدت لبوں کا لمس مہرو کے چہرے کے ایک ایک نقوش پر چھوڑا۔

مہرو آنکھیں بند کیے سانس روکے کھڑی تھی

اس سے پہلے کے مان مزید بہکتا مرو ہ کے رونے کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی

اُف مہرو کیا کرتی ہو تم

دیکھو تمھاری وجہ سے میں کتنا لیٹ ہو گیا ہوں۔

مان نے مہرو کو چھوڑتے خود پر پرفیوم چھڑکتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا۔

جو پہلے تو مان کی گستاخیوں کے زیر اثر سرخ کھڑی تھی لیکن مان کی بات سن کر اسے نے حیرت سے اپنے شوہر کو دیکھا اور مان کو ایک زبردست سی گھوری سے نواز کر مروہ کے پاس چلی گئی۔

مان مہرو کے جاتے ہی ہنسنے لگا اور اپنی کلائی میں گھڑی باندھتے ہوئے مہرو کے پاس آیا جو مروہ کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔

مان نے اس کے ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد مروہ کے بھرے بھرے گالوں کو پیار سے چوما جو مان کو دیکھ کر خاموش ہو گئی تھی اور ہنسنے لگی۔

پاپا جلدی اپنا سارا کام مکمل کر کے واپس آ جائے گئے پھر سارا وقت اپنی کیوٹ سی ڈول کے ساتھ کھیلنے میں گزارے گئے۔

مان نے مروہ کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا اور مہرو کی طرف دیکھا

اپنا اور میری بیٹی کا خیال رکھنا اگر کوئی مسئلہ ہو جائے تو مجھے کال کر لینا

مان نے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

مہرو کے چہرے پر ابھی بھی سرخی چھائی ہوئی تھی مہرو اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتی تھی کہ اللہ نے اسے مان جیسا محبت کرنے والا شوہر دیا۔

لیکن وقت شاید دونوں کو جدا کرنے والا تھا جس سے دونوں ہی بے خبر تھے

آ جا میرے شیر کیا کام ہے تجھے سیٹھ سے ؟

سیٹھ نے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے علیدان سے پوچھا

مجھے آپ کی مدد چاہیے علیدان نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا

جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے تو معارج ملک کا بڑا بھائی ہے نا؟اور مجھ سے مدد مانگ رہا ہے؟

سیٹھ نے مصنوعی حیرانگی سے پوچھا

آپ کو میرا ایک کام کرنا ہو گا

علیدان نے سیٹھ کی بات کو اگنور کرتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا

کیا کام ہے؟

سیٹھ نے علیدان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا جہاں بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا

معارج ملک کی موت

علیدان نے کرسی سے ٹیک لگاتے عام سے لہجے میں کہا۔

جبکہ سیٹھ کو بھی زیادہ حیرانگی نہیں ہوئی تھی۔

اس کے بدلے میں مجھے کیا ملے گا؟ سیٹھ نے کمینگی سے پوچھا

بہت سارا پیسہ یا ایک رات کے لیے مہرو

علیدان نے قہقہہ لگاتے ہوئے خباثت سے کہا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا سیٹھ مہرو کے لیے کچھ بھی کر گزرے گا۔

مہرو مہرو مہرو اس کے لیے تو میں کچھ بھی کر سکتا ہوں سیٹھ نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

لیکن ابھی کچھ وقت انتظار کرنا ہو گا اس بار سب کچھ پلان کے مطابق ہو گا۔

علیدان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ تو آنے والا وقت ہی بتانے والا تھا۔

صائم تم نے کومل کو تھپڑ مارا؟

مجھے تم سے اس حرکت کی امید نہیں تھی

کوثر بیگم پیچھلے آدھے گھنٹے سے صائم پر برس رہی تھیں کیونکہ کومل ابھی تک گھر نہیں آئی تھی۔ صائم بھی اسے ہر جگہ ڈھونڈ چکا تھا۔

مومِ اس نے باتیں ہی ایسی کی تھی کہ مجھے غصہ آگیا لیکن آپ ٹینشن نا لے میں پھر سے اسے ڈھونڈنے جا رہا ہوں۔وہ مل جائے گی۔

صائم نے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے شرمندگی سے کہا اور وہاں سے جانے لگا

لیکن سامنے آتی کومل کو دیکھ کر رک گیا تھا

کہاں تھی تم؟

صائم نے کومل کو دیکھتے ہوئے ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھا۔

لانگ ڈرائیو پر گئی تھی کومل نے عامر کا سارا غصہ صائم پر اتارتے ہوئے بتمیزی سے جواب دیا۔

کومل بڑا بھائی ہے تمھارا اور یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟

صائم کے جواب دینے سے پہلے ہی کوثر بول پڑی تھی

موم ان کو بھی چاہیے کہ اپنی بہن کے ساتھ بڑے بھائیوں کی طرح پیش آئے لیکن آپ نہیں جانتی انہوں نے صبح کیا حرکت کی تھی

کومل نے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے کہا

اگر تمھاری زبان اسی طرح ہی چلتی رہی تو مجھ سے بھی کسی اچھے کی امید مت رکھنا

اور اگر آئندہ تم اتنی دیر تک گھر سے باہر رہی تو تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔

صائم نے انگلی اٹھاتے کومل کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا

ماما دیکھا آپ نے میرے بڑے بھائی کو کس طرح مجھے دھمکی دے کر گیا ہے

میں کیا اس کی ملازم ہوں جو اس کی بات مانو

کومل نے کوثر بیگم کو دیکھتے ہوئے غصے میں کہا۔

کومل اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھا کرو ورنہ اسی زبان کی وجہ سے کہی تمہیں پچھتانا نا پڑے۔

اور آئندہ تم مجھے رات دس بجے کے بعد گھر سے باہر جاتی ہوئی نظر مت آؤ۔

کوثر بیگم نے بات کو ختم کرتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

کومل منہ کھولے اپنی ماں کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی سب کو میری زبان سے ہی مسئلہ ہے

کومل کا اشارہ عامر کی بات کی طرف تھا۔

میں بھی دیکھتی ہوں کون مجھے روکتا ہے میرے جو دل میں آئے گا میں وہی کروگی

کومل نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا

اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

فضا پھر تم نے کیا سوچا؟

کوثر بیگم نے فضا کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا جو کتاب کھولے اپنے خیالوں میں گم بیٹھی تھی۔

ماما اگر کوئی انسان اپنی غلطی پر شرمندہ ہو

تو کیا اسے معاف کر دینا چاہیے؟

فضا نے سوال کے بدلے سوال پوچھا

اگر کوئی انسان اپنی غلطی پر شرمندہ ہو تو اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہیے اور معاف کر دینا چاہیے لیکن وہ شرمندہ نا ہو صرف دکھاوا کر رہا ہے تو اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتی کیونکہ اللہ دلوں کے حال بہتر جانتا ہے۔

لیکن جب ایک انسان دل سے اتر جاتا ہے تو پھر وہ دوبارہ اس مقام پر نہیں آسکتا جس مقام پر ہم نے اسے پہلے رکھا تھا۔

تم سمجھدار ہو بہتر جانتی ہو میں کیا کہنا چاہ رہی ہو باقی جو تمھارا فیصلہ ہو گا تمھاری ماما ساتھ ہو نگی

کوثر بیگم نے فضا کے ہاتھ کو ہلکا سا دبا کر تھپتھپاتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ ابھی تک فضا کسی فیصلے پر نہیں پہنچی اس لیے مزید اسے کریدنا ٹھیک نہیں تھا

مجھے نایاب کے بارے میں بھی تم سے بات کرنی تھی تمہیں تو اس سے کوئی مسئلہ نہیں ہے؟

کوثر نے بات کو تبدل کرتے ہوئے پوچھا

نہیں ماما مجھے تو وہ بہت اچھی لگی ہے۔

بھائی اور نایاب دونوں ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں اور بھائی نایاب سے محبت کرتے ہیں اور میں خوش ہوں۔

کم از کم بھائی کو اپنا پیار تو مل گیا ہے ورنہ لوگ ترستے ہیں اور ان کو سچی محبت نہیں ملتی بھائی خوش قسمت ہیں جس کو چاہا اسی سے شادی بھی کر لی فضا نے افسردگی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

بیٹا جو ہوتا ہے اس میں ہماری ہی بہتری ہوتی ہے اگر ہم. کسی چیز کی چاہ کر رہے ہیں اور وہ ہمیں نہیں مل رہی تو سمجھ جاؤ وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ ہمیں وہ چیز عطا کر دیتا ہے جس کا کبھی ہم نے تصور بھی نہیں کیا ہوتا

اس لیے مایوس نہیں ہوتے اچھے کی امید رکھتے ہیں

کوثر بیگم نے پیار سے کہا۔

میرے ساتھ چلو صائم کی دلہن کے لیے میں نے کچھ سیٹ بنوائے تھے میں سوچ رہی ہوں اسے نایاب کو دے دوں کیونکہ آپی کی طرف ابھی جو مسئلہ چل رہا ہے اس دوران میں صائم کا ولیمہ تو نہیں کر سکتی۔

کوثر نے فضا کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنی ماں کے ساتھ ان کے کمرے میں چلی گئی۔

روحی اب کافی حد تک ٹھیک ہو گئی تھی آج اس کی آرزو سے بات ہوئی تھی جو روحی سے ملنے کی ضد کر رہی تھی۔

روحی نے شاہ سے پوچھ کر آرزو کو گھر آنے کا کہا تھا اور اب آرزو عرشان کے ساتھ مال آئی تھی تاکہ روحی کی پسند کا پرفیوم لے سکے جو اکثر آرزو روحی کو گفٹ کیا کرتی تھی۔

عرشان کو مان کی کال آئی تھی جو آرزو کو اسی شاپ پر چھوڑ کر خود باہر آ گیا تھا تاکہ کال اٹینڈ کر سکے۔

تھوڑی دیر بعد آرزو شاپ سے باہر آئی تاکہ عرشان بل ادا کر سکے لیکن اسے باہر کہی بھی عرشان نہیں نہیں آیا۔

آرزو ابھی تھوڑا ہی آگے آئی تھی

جب کسی نے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا اور دیوار کے ساتھ لگایا

آرزو ایک دم گھبرا گئی تھی

لیکن مقابل کو دیکھ کر تو اس کے ہوش اڑ گئے تھے سامنے سفیان اپنی خونخوار نظروں سے آرزو کو دیکھ رہا تھا۔

آرزو نے اپنے دائیں جانب دیکھا لوگ اپنے دھیان چلتے جا رہے تھے جو نا ہونے کے برابر تھے۔

اور اس طرف کی کافی شاپ بھی بند تھیں اس لیے لوگ بھی اس طرف کم ہی آ رہے تھے

کیا ہوا ڈارلنگ؟

مجھے نہیں لگتا کہ تم مجھے اتنی جلدی بھول گئی ہو گی

سفیان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

آرزو نے سفیان کو پیچھے دھکا دینا چاہا لیکن بے سود

آرزو نازک سی جان کے بس کی بات نہیں تھی کہ وہ سفیان کو پیچھے کر سکتی۔

چھوڑو مجھے اگر تمہیں عرشمان نے دیکھ لیا تو وہ تمھیں جان سے مار دے گا۔

آرزو نے اپنے کندھے پر رکھے سفیان کے ہاتھوں کو پیچھے کرتے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

جو ناممکن ہی تھا سفیان ٹس سے مس تک نہیں ہوا تھا۔

میں اپنا بدلہ جب تک تمھارے شوہر سے نہیں لے لوں گا میں سکون سے نہیں بیٹھو گا۔

سفیان نے آرزو کے کان کے پاس غراتے ہوئے کہا اور بنا اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اپنی جیب سے رومال نکال کر آرزو کے منہ پر رکھ دیا جو تھوڑی دیر بعد بے ہوش ہو کر وہی گر گئی۔

ایزل نظریں جھکائے بیٹھی تھی اس کے سامنے ماں اور دائیں جانب فاخر بیٹھا تھا۔

ایزل کے ساتھ ہی رقیہ بیگم بیٹھی تھیں

ایزل میں جانتا ہوں آکف کی وجہ سے تمھارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ غلط تھا۔مان نے بات کا آغاز کرتے ہوئے مزید کہا۔

اور میں آکف سے سخت ناراض بھی تھا اور اس کی جو حالت ہے تمھارے سامنے ہیں۔

میں نا تو یہ کہو گا کہ آکف کو معاف کر دو اور نا ہی تمہیں تمھارے گھر جانے کے لیے فورس کرو گا۔

لیکن اتنا ضرور کہو گا تمہارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا میرے بھائی کی وجہ سے ہوا ہے وہ تو شکر ہے تم فاخر کو مل گئی۔

اور تم اب سے اس ہی گھر میں رہو گی جب تک تم چاہو اور جس دن تمہیں کوئی ایسی جگہ مل گئی جہاں تم آرام سے اپنی زندگی گزار سکتی ہو اس دن میں بھی تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت دے دوں گا۔

لیکن ابھی میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دے سکتا اب سے تم. میری ذمہ داری ہو۔

اگر میں چاہتا تو تمہیں اپنے گھر بھی لے جا سکتا تھا لیکن وہاں آکف کا آنا جانا ہے جو تمہیں اچھا نہیں لگتا اس لیے تم یہاں رہو گی فاخر میرا دوست بعد میں بھائی پہلے ہے یہاں تمہیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔

مان نے تحمل سے ساری بات ایزل کو سمجھاتے ہوئے کہا

ایک اور بات مان نے ایزل کو منہ کھولتے دیکھا تو کہا

یہاں سے جانے کی بات کے علاوہ تم کچھ بھی کہہ سکتی ہو

مان نے کہا اور پھر ایزل کی طرف دیکھا جس نے نفی میں سر ہلایا اس کا مطلب وہ کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی۔

گڈ گرل اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو آنٹی کو کہہ دینا

مان نے رقیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو مان کا اشارہ سمجھتے ہوئے ایزل کو وہاں سے گئی تھی۔

ایزل مان کو منع کرنے ہی والی تھی لیکن مان کی بات نے اور دوسرا ایزل کے پاس بھی ایسی کوئی جگہ بھی نہیں تھی جہاں وہ جا سکتی اس لیے اس میں بھی اللہ کی کوئی نا کوئی مصلحت سمجھ کر مان گئی تھی۔

اور جتنے بھی دن اس کے یہاں گزرے تھے اسے کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا

مان آکف کو تم خود سمجھا دینا کہ وہ یہاں نا آئے ورنہ ایزل یہاں سے چلی جائے گی۔

فاخر نے ایزل کے روم سے جاتے ہی سگریٹ کو سلگاتے مان کو کہا

فاخر سچ بتاؤ تو بہت تھک گیا ہوں میں یار

ایک مسئلہ ختم ہوتا نہیں ہے دوسرا مسئلہ سامنے آ جاتا ہے۔

مان نے فاخر کی بات کو اگنور کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

فاخر خاموش ہو گیا تھا وہ جانتا تھا مان کا اشارہ کن چیزوں کی طرف ہے۔

مان نے وہی صوفے سے ٹھیک لگائے آنکھیں موند لی تھیں۔

مان کہاں تھا تو؟

آکف نے روم میں اندر داخل ہوتے مان کو دیکھ کر بے تابی سے پوچھا کیونکہ کچھ دونوں سے گھر والے آکف کی اچھی کلاس لے چکے تھے۔

اور اسے گھر جانے بھی نہیں دے رہے تھے۔

اور کافی دنوں سے مان اسے ملنے بھی نہیں آیا تھا۔

کیا ہوا؟

تو ٹھیک ہے؟ مان نے پریشانی سے پوچھا

ہاں میں ٹھیک ہوں اور اب مجھے گھر جانا ہے اور ایزل کو تلاش بھی کرنا ہے

آکف نے سنجیدگی سے کہا

ایزل مجھے مل چکی ہے مان نے عام سے لہجے میں کہا۔

کیا؟ کہاں ہے وہ؟ کیسی ہے ؟ وہ ٹھیک تو ہے نا؟ آکف ایک ہی سانس میں تین سوال پوچھ بیٹھا تھا۔

ماں نے ساری صورتحال آکف کو بتادی تھی۔ اور اس کی خوشی کی انتہا نہیں تھی

تمہیں کسی بھی طرح ایزل کو منانا ہو گا اس سے معافی مانگنی ہو گی اور اگر وہ تمہیں معاف کر دیتی ہے تو میں خود تم دونوں کا نکاح کروا دوں گا

لیکن جب فاخر گھر پر نہیں ہو گا اس وقت تم ایزل سے ملنے جاؤ گے رقیہ آنٹی سے میں نے بات کر لی ہے وہ تمہاری مدد کرے گئیں لیکن کچھ دنوں تک تم آرام کر و گئے اور گھر میں رہو گئے

ماں نے تھکن زدہ لہجے میں کہا

ٹھیک ہے لیکن مجھے تو کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا؟

کیا ہوا ہے تجھے ؟

آکف نے ماں کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار دیکھتے ہوئے پوچھا

کچھ خاص نہیں وہی گھریلو مسائل میں پھنسا ہوا ہوں تو آرام کر ڈاکٹر نے کہا ہے تو اب گھر جا سکتا ہے۔

میں ڈسچارج پیپرز وغیرہ دیکھ لوں ماں نے ہلکا سا مسکرا کر کہا اور روم سے نکل گیا۔

اور آکف ایزل سے ملنے کے لیے اتنا بے تاب تھا اس نے سوچ لیا کہ آج ہی ہسپتال سے نکلتے وہ ایزل سے ملنے جائے گا

جبکہ ماں نے اسے ابھی ملنے سے منع کیا تھا۔

آکف نے اپنے باپ کو الگ گاڑی میں آنے کا کہا کہ وہ ڈرائیور کے ساتھ آجائے گا پہلے تو عظیم صاحب نامانے لیکن بعد میں مان گئے۔

ماں گھر کی خواتین کو لے کر گھر چلا گیا تھا

اور آکف کے پاس یہی صحیح موقع تھا

ایزل کو ملنا کا احساس ہی اس کے چہرے سے مسکراہٹ الگ نہیں کر رہا تھا۔

اور اپنی جلد بازی میں آکف ماں کی بات کو بھی نظرانداز کر چکا تھا۔

آکف انہی سوچوں میں گم تھا جب ڈرائیور کی آواز اسے ہوش کی دنیا میں لائی

آکف گاڑی سے باہر نکلا۔

اور سامنے بنے گھر کو دیکھ کر اس نے لمبا سانس بھرا

اس گھر میں وہ لڑکی تھی جس کو ڈھونڈنے کے لیے آکف دردر بھٹکا تھا۔

چوکیدار نے اسے اندر آنے دیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آکف فاخر کا دوست ہے۔

ملازمہ نے رقیہ بیگم کو آکف کے آنے کی اطلاع دے دی تھی فاخر گھر پر نہیں تھا۔

بیٹا ابھی آپ کو آرام کرنا چاہیے تھا

اب طبیعت کیسی ہے آپ کی؟ رقیہ بیگم نے پیار سے پوچھا

آنٹی اب میں ٹھیک ہوں

بس ایزل سے بات کرنا چاہتا ہوں آپ پلیز اسے بلا دیں

آکف نے جلدی سے کہا

ٹھیک ہے میں اسے بلاتی ہوں رقیہ بیگم نے کہااور ایزل کو بلانے چلی گئ۔

رقیہ نے ایزل کو آکف کے آنے کا نہیں بتایا تھااور اسے دروازے کے پاس ہی چھوڑ کر چلی گئیں۔

ایزل نے حیرت سے آکف کو دیکھا جو ایزل کو ترسی ہوئی نظروں سے دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہا تھا

جس کے ماتھے پر سفید پٹی بندی ہوئی تھی اور کافی مرجھایا ہوا بھی لگ رہا تھا۔

ایزل نے آکف کو دیکھا تو اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

ایزل پلیز ایک بار میری بات سن لو

آکف نے التجا کرتے ہوئے کہا

اگر تو تم. مجھ سے معافی مانگنے آئے ہو تو معارف کرنا میرا اتنا بڑا ظرف نہیں ہے

اور اب تم یہاں سے جا سکتے ہو

ایزل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں سب کچھ ٹھیک کردوں گا پلیز ایک بار مجھے معاف کردو میں مانتا ہوں میری وجہ سے تمہیں بہت تکلیف پہنچی ہے

میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

آکف نے ایزل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جس نے پہلے تو حیرانگی پھر تمسخرانہ انداز میں آکف کو کہا

نکاح؟وہ بھی تم سے؟ایسا تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔

جس انسان نے میری زندگی برباد کردی میں اسی سے نکاح کروگی؟

کبھی نہیں اور نکاح کی بات اپنے دماغ سے نکال دو آکف مرتضی

میں تم سے تو کبھی نکاح نہیں کروگی

ایزل نے دوٹوک انداز میں کہا۔

میں محبت کرتا ہوں تم سے ایزل پلیز ایسا مت کہو

اتنی ظالم مت بنو میں مر جاؤں گا

آکف نے بے بسی سے کہا۔

اس کی آواز کا قرب بھی سامنے کھڑی ایزل کا دل نرم نہیں کر رہا تھا۔

ایزل لاپرواہ بنی کھڑی آکف کو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

پلیز میرا ہاتھ تھام لو وعدہ کرتا ہوں کبھی بھی تمھارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔

آکف نے ایزل کے ہاتھ کو اپنے ٹھنڈے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

اس وقت آکف مرتضی بے بسی کی انتہا پر کھڑا تھا۔

اسے لگا تھا سب آسان ہو گا لیکن یہ معاملہ اتنا بھی آسان نہیں تھا جتنا آکف کو لگ رہا تھا۔ایزل کی آنکھوں میں خود کے لیے نفرت دیکھنا آکف کو تکلیف سے دوچار کر گیا تھا۔

سامنے کھڑی ظالم لڑکی سے ناجانے کب آکف محبت کرنے کی غلطی کر بیٹھا تھا اگر اس کے اپنے اختیار میں ہوتا تو کبھی بھی محبت کرنے کا گناہ نا کرتا۔ لیکن یہ گناہ اس سے سرزرد ہو گیا تھا۔

ان چند دنوں میں ہی آکف مرتضیٰ جنونی حد تک ایزل جہانگیر سے محبت کرنے لگا تھا

"انسان کے اپنے اختیار میں کب ہوتا ہے

وہ جتنا اس احساس سے دور بھاگتا ہے اتنا ہی وہ احساس اسے خود کی لپیٹ میں لے لیتا ہے"

آکف نے بھی بہت کوشش کی اپنا دامن بچا کر نکلنے کی مگر یہ دل......

ہائے یہ دل اس کی سنتا کب ہے۔

ظالم..... ظالم میں یا تم آکف مرتضیٰ؟

ایزل نے طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے اپنا ہاتھ آکف کی گرفت سے آزاد کروایا۔

میں معافی مانگتا ہوں اگر تم کہتی ہو تو تمھارے پاؤں پڑ جاتا ہوں لیکن مجھے اس تکلیف سے دوچار مت کرو جس کو سہنے کی مجھ میں سکت نہیں ہے۔

آکف نے ایزل کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے سر جھکا کر کہا۔

ضبط سے آنکھیں لال انگارہ ہو رہی تھیں۔اس کے چہرے کی ازیت،لہجے کی بے بسی بھی ایزل کا پتھر دل نرم کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی..

ایزل کے دل کو پتھر کرنے میں اہم کردار بھی تو آکف مرتضی کا ہی تھا۔

آکف جیسا خوبرو مرد اس وقت ایک ٹوٹے بکھرے انسان کی مانند لگ رہا تھا۔

محبت نے اسے کہی کا نہیں چھوڑا تھا اور قسمت کا کھیل دیکھو ہوا بھی اُس بے رحم لڑکی سے تھا جس کا ملنا شاید اس کے مقدر میں نہیں تھا۔

اگر کوئی جاننے والا آکف مرتضی کو اس حالت میں دیکھتا تو اپنی نظروں کا دھوکا سمجھتا۔

ایزل کی محبت نے اسے بے بس اور لاچار بنا دیا تھا...

پیچھلے بیس دنوں سے آکف ایزل کو پاگلوں کی طرح تلاش کر رہا تھا جانے انجانے میں وہ ایزل کو بہت تکلیف پہچا چکا تھا اس کے بعد اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور مان ہی جانتا ہے کس طرح اس نے کچھ دن آکف کو ہسپتال میں روک رکھا تھا

اور بات صرف معافی کی نہیں تھی بلکہ محبت تک پہنچ چکی تھی

آکف مرتضیٰ ایزل کے چند میٹھے بول کا طلبگار تھا....

اس کے الفاظ سے اپنے سینے میں لگی آگ کو ٹھنڈا کرنا چاہتا تھا۔

مجھے تمھاری معافی کی ضرورت نہیں آکف مرتضیٰ

گزرا ہوا وقت اگر تم واپس لا سکتے ہو تو لا دو میں بھی وعدہ کرتی ہوں تمہیں معاف کر دوں گی۔

ایزل نے آکف کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پتھریلے لہجے میں کہا اور اپنی نظریں سامنے دیوار پر لگی تصویر پر جما دی۔

آکف نے دھاندلاتی آنکھوں سے ایزل کو دیکھا۔ کاش وہ گزرے وقت کو واپس لا سکتا

کاش وہ ایزل کے ساتھ کی ہوئی زیادتی کو بدل سکتا۔ کاش اس کاش پر آکر سب کچھ رک جاتا ہے۔

وقت گزر جاتا ہے اور پیچھے اگر کچھ چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ ہے پچھتاوا

جو انسان کو ساری زندگی زہریلے سانپ کی طرح ڈستا رہتا ہے۔

اور انسان اس زہر کو بھی اپنے جسم سے باہر نہیں نکال سکتا۔

زندگی کے ہر موڑ پر اسے اپنے کیے کا افسوس ہوتا ہے آکف کے ساتھ بھی شاید ایسا ہی ہونے والا تھا لیکن اس نے تو پچھتاوے کے ساتھ محبت کا روگ بھی پال لیا تھا۔

اب خاموش کیوں ہو آکف مرتضیٰ؟ ایزل کا انداز تمسخرانہ تھا۔

آکف نے شرمندگی سے نظریں جھکا لیں اس کے چہرے پر چھائی تکلیف، بے بسی حتیٰ کے قرب بھی ایزل کو دکھائی دے رہا تھا۔

آکف مرتضیٰ جس نے کبھی کسی پر اپنے احساسات اور تاثرات ظاہر نہیں ہونے دیے آج ایک لڑکی کے سامنے کھلی کتاب کی طرح کھڑا تھا۔

جیسے وہ آسانی سے پڑھ سکتی تھی یا صرف یہ عنایت ایزل کے لیے ہی تھی کسی اور کا آکف کو پڑھنا ابھی بھی ناممکن تھا۔

اپنی حالت دیکھو آکف مرتضی کیا سے کیا بن گئے ہو؟ سب کچھ ہے تمھارے پاس پیسہ، عزت شان و شوکت ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی تم بے چین ہو جانتے ہو کیوں؟

کیونکہ دوسروں کو تکلیف دے کر انسان کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتا۔

مجھے تو تمہیں دیکھ کر حیرت ہوئی ہے اور ساتھ ساتھ تم پر ترس کھانے کا بھی دل کر رہا ہے...

لیکن تم تو ترس کھانے کے لائق بھی نہیں ہو تمہیں اس حال میں روتا بلکتا دیکھ کر مجھے حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہو رہی ہے تم اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے....

ایزل نے آکف کی آنکھوں میں خود کے عکس کو دیکھتے ہوئے مزید اپنے بات کو جاری رکھتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا۔

جس طرح میں در در بھٹکی ہوں صبح سے لے کر رات تک لاوارثوں کی طرح سڑکوں کی خاک چھانی ہے جو تکلیف میں نے برداشت کی ہے اُسی طرح اب تم پر بیتے گی اور یہ تکلیف تمہیں میری تکلیف کی یاد دلائے گی۔

تمھارے چھوٹے سے مزاح کی میں نے بہت بڑی قیمت ادا کی ہے۔

آکف مرتضیٰ

اُس دن کو اگر میں بھولنا بھی چاہو تو کبھی نہیں بھول سکتی وہ دن ایک بھیانک خواب کی طرح ہر وقت میرے دماغ میں سوار رہتی ہے

جب میرے اپنے ہی بھائی نے مجھ پر الزام لگا کر مجھے گھر سے دھکے دے کر نکالا تھا...

جب بھی تمھاری شکل دیکھتی ہوں مجھے مزید تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

تمھاری وجہ سے مجھے بے گھر کر دیا گیا تمھاری وجہ سے میرے بھائی نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔

ایزل نے نفرت و حقارت بھرے لہجے میں آکف کو شعلہ برساتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

جو بت بنا اپنی محبت کے منہ سے خود کے لیے ایسے القابات سن رہا تھا۔

جسے سننے کی ہمت اس میں نہیں تھی آکف نے پاس پڑی کرسی کا سہارا لیا اور خود کو گرنے سے بچایا۔

ایزل ایک موقع صرف ایک موقع تو تم مجھے دے سکتی ہو...

میرا پل پل تکلیف میں رہنا رونا، سسکنا تمھیں دکھائی نہیں دیتا؟

تمھارے دل میں رحم پیدا نہیں ہوتا تم اتنی بے حس تو نہیں تھی۔

میں مانتا ہوں میری غلطی تھی مجھے تمھارے کمرے میں نہیں آنا چاہیے تھا لیکن میرا یقین کرو میرا ارادہ تمہیں تکلیف پہچانے کا نہیں تھا

آکف نے تکلیف دہ لہجے میں کہا سینے میں اُٹھتے درد کی وجہ سے اس سے بولنے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔

غلطی تم سے ہوئی ہے جانے یا انجانے میں ہی سہی

سزا تو مجھے ہی بھگتنی پڑی ہے

اور آج تم اس گھر میں آ گئے ہو دوبارہ یہاں آنے کی غلطی مت کرنا میں نہیں چاہتی تمہاری وجہ سے یہاں بھی مجھے ذلیل ہونا پڑے

ایزل نے سنجیدگی سے آکف کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور اپنے قدم دروازے کی طرف بڑھا دیے

میں مر جاؤ گا ایزل......

آکف کی آواز ایزل کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے حیران تاثرات چہرے پر لیے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تو مر جاؤ مجھے تمھارے ہونے یا نا ہونے سے فرق نہیں پڑتا اور ہاں جہاں تک بات ہے...

بے رحم بننے کی تو ہاں میں بن گئی ہوں بے رحم میں نے اپنے جزبات اور احساسات کو دفنا دیا ہے۔

اب میرے پاس ایسا کوئی احساس نہیں ہے جس کی بنا پر مجھے تمھاری تکلیف یا بے بسی کا اندازہ ہوا ایزل نے سفاکی سے تیکھے لہجے میں کہا اور پھر ایک سیکنڈ بھی کمرے میں نہیں رکی تھی۔

دو شفاف قطرے آکف کی آنکھوں سے نکل کر بے مول ہو گئے۔

آج خود میں بہت سی ہمت پیدا کر کے آکف ماں کے کہنے پر ایزل سے معافی مانگنے آیا تھا

فاخر اس بات لاعلم تھا ماں نے اسے کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا

آکف کی چھوٹی سی غلطی جو انجانے میں ہوئی اسے اتنا خوار کرے گی اسے معلوم نہیں تھا۔

....

آرزو سفیان کے بازوں میں ہی جھول گئی تھی۔

سفیان نے ارد گرد نظریں گھمائی راستہ صاف دیکھ کر اس نے آرزو کو اپنے کندھے پر ڈالا اور وہاں سے نکلنے لگا۔

لیکن فون پر بات کرتے عرشمان کی نظر دور سے ہی آرزو پر پڑی تو اسے پہچاننے میں ایک سیکنڈ لگا کہ یہ آرزو ہی ہے۔ وہ فون پر بات کر کچھ زیادہ ہی آگے نکل گیا تھا۔

عرشمان بھاگتاہواسفیان کے قریب آیااوراسے پیچھے گردن سے دبوچا۔

سفیان کی آرزوپر گرفت ہلکی ہوئی اوروہ سیدھی زمین پرجا گری تھی۔

کمینے تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کوہاتھ لگانے کی عرشمان نے سفیان کی ناک پرایک زوردار گھونسامارتے ہوئے دھاڑ کر کہا۔

اس نے سفیان کو سنبھلنے کاموقع نہیں دیاتھااوراس پر تھپڑوں کی بارش برسانے لگاوہ تواس اچانک افتادپر بوکھلا گیاتھاآرزوزمین پرایک طرف گری پڑی تھی۔

آس پاس کے دکان دار باہر آگئے اور عرشمان کوسفیان سے الگ کیا۔

بھائی صاحب کیاہواہے؟کیوں آپ اسے ماررہے ہیں؟

ان آدمیوں میں سے ایک نے آگے بڑھتے عرشمان سے پوچھاجوخونخوار نظروں سے سفیان کودیکھ رہاتھاسفیان زمین پر بیٹھااپنے ناک سے نکلتے خون کوصاف کرنے میں مصروف تھا۔

یہ کمینہ میری بیوی کو بے ہوش کر کے پتہ نہیں کہاں لے کر جا رہا تھا اس کی تو میں جان لے لوں گا۔

عرشمان نے غصے میں کہا اور دوبارہ سفیان کی طرف بڑھانے لگا۔

لیکن وہاں کھڑے آدمیوں نے اسے روک دیا

بھائی صاحب آپ اپنی بیوی کو لے کر گھر جائے اس کو ہم سنبھال لیں گئے ایک آدمی نے عرشمان کو دیکھتے ہوئے کہا

عرشمان جلدی سے آرزو کے پاس گیا اور اسے اپنی باہوں میں بڑھ کے وہاں سے لے جانے لگا

لیکن مڑ کر سفیان کی طرف دیکھا

اور کرخت لہجے میں وہاں کھڑے آدمیوں کو کہا۔

اس کمینے کو اتنا مارنا کہ دوبارہ کبھی کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نا دیکھ سکے

عرشمان نے کہا اور آرزو کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔

اور پھر وہاں کے موٹے دکان داروں نے مل کر سفیان کی اچھی خاصی دھلائی کی تھی اتنا تو پکا تھا کہ ایک مہینے تک وہ بیڈ سے نہیں اٹھ پائے گا۔

کہاں سے آرہے ہو؟اور میں نے تم سے کیا بکواس کی تھی؟

ماں نے گھر میں داخل ہوتے اکف کو دیکھتے چہرے پر تیوری چڑھائے پوچھا

جو نظریں جھکائے کھڑا تھا۔جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔

تم کیوں نہیں میری بات سنتے؟آخر مسئلہ کیا ہے تمھارے ساتھ پہلے خود تو ٹھیک ہو جاؤ پھر محبت کے چکر میں بھی پڑ جانا۔

ماں نے دانت پیستے ہوئے کہا اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کس طرح وہ سامنے کھڑی مجنوں کو سمجھائے۔

ماں میں نے سوچ لیا ہے اور میں اچھے سے جانتا ہوں کہ کیسے ایزل کو ہینڈل کرنا ہے

آکف نے اپنے دماغ میں ایک پلان کو ترتیب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

مان آکف کے ایک دم بدلتے چہرے کے تاثرات دیکھ کر حیران ہوا تھااس سے پہلے مان سامنے کھڑے اپنے کم. عقل بھائی کو عقل دیتا روبینہ بیگم وہاں آگئی تھیں۔

آکف کہاں رہ گئے تھے تم؟ابھی بھی تمہیں سکون نہیں مل رہا اتنی چوٹیں لگی ہے اور تمہیں گھومنے پھرنے سے فرصت نہیں مل رہی روبینہ بیگم آتے ہی شروع ہو گئی

ان کو پہلے ہی آکف پر بہت غصہ تھا۔

میری پیاری ماں آپ اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہیں گاڑی میں کچھ مسئلہ ہو گیا تھا اس لیے آنے میں تھوڑا وقت لگ گیا۔

آکف نے اپنی ماں کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اور مان پیچھے سوچ میں پڑ گیا کہ اب آکف کیا کرنے والا ہے؟

کس سے بات کر رہی تھی؟

شاہ نے سر سری انداز میں روحی سے پوچھا وہ پوچھنا تو نہیں چاہتا تھا لیکن جس طرح روحی ہنس ہنس کر فون پر بات کر رہی تھی تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر پوچھنا پڑا گیا کیونکہ شاہ کو اتنا یقین ضرور تھا کہ جس سے روحی بات کر رہی ہے وہ آرزو تو ہر گز نہیں ہو سکتی اور یہی بات شاہ کو کھٹک رہی تھی۔

وہ میں کزن سے بات کر رہی تھی روحی نے عام سے لہجے میں کہا۔

کون سا کزن؟ شاہ کا لہجہ پل بھر میں سرد ہوا تھا لیکن شاید روحی نے نوٹ نہیں کیا

وہی میرا ایکس روحی نے شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن شاہ کا غصے سے سرخ ہوتا چہرہ اور تنے ہوئے جبڑے دیکھ کر اس کی آدمی بات منہ میں ہی رہ گئی۔

تو پیچھلے ایک گھنٹے سے تم اپنے ایکس منگیتر سے بات کر رہی تھی

شاہ نےروحی کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے اس کے کان کے پاس غراتے ہوئے پوچھا۔

روحی پہلے تو نا سمجھی سے شاہ کو دیکھتی رہی لیکن بعد میں جب اسے معلوم ہوا کہ شاہ کیوں غصہ ہو رہا ہے تو اسے کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

جی بلکل تو کیا میں اپنے کزن سے بات نہیں کر سکتی؟روحی نے بھی شاہ کو تھوڑا تنگ کرنے کا سوچا اور سنجید گی سے شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جواب روحی کو گھور رہا تھا لیکن شاہ کی انگلیاں جب اسے اپنی کمر میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئی تو دل نے کہا روحی غلط ٹائم پر غلط بات بول چکی ہے

اب شاہ کے غصے کو بھگت

ایسی کون سی باتیں تھی جو دونوں بہن بھائیوں میں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی شاہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

روحی کے چہرے پر شاہ کی بات پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی

تمہیں کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے جو مسکرا رہی ہو۔

شاہ نے روحی کو مزید خود کے قریب کرتے ہوئے طیش میں کہا۔

آپ جیلس ہو رہے ہیں ؟

روحی نے شاہ کے گلے میں بازوں ڈالتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

اور شاہ تو اپنی بیوی کی ہمت پر عش عش کر اٹھا تھا

واہ... شاہ نے ایک آبرو اچکاتے ہوئے روحی کو دیکھ کر کہا

آپ نے جواب نہیں دیا؟ روحی نے شاہ نے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

شاہ تو آج اپنی بیوی کی دلیری پر حیران کھڑا تھا۔

پہلے میرے سوال کا جواب دو پھر میں بھی تمہیں جواب دے دوں گا۔

شاہ نے روحی کے ہونٹوں پر نظریں جمائے کہا

اُس کی شادی ہوگئی جسے وہ پسند کرتا تھااور جس سے اس کی شادی ہوئی ہے وہ بھی میری کزن ہی ہے اور میں اس سے بات کر رہی تھی۔

روحی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

پھر تم نے ایکس کیوں کہا؟ شاہ نے روحی کو گھورتے ہوئے پوچھا

آپ نے بھی تو میری بات پوری نہیں سنی

اور ویسے بھی میں آپ کو تنگ کر رہی تھی اب پیچھے ہٹیں۔

روحی نے شاہ کی بے باک نظروں سے پیچھا چھڑواتے ہوئے کہااور شاہ سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی جس میں ہمیشہ کی طرح ناکام ہی رہی۔

تم خود میرے بے حد قریب آئی ہو اب میں بھی معمولی سا انسان ہوں بھٹک سکتا ہوں۔

اور تمھارا یہ خوبصورت سا چہرہ مجھے بھٹکنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

شاہ نے روحی کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو عقیدت کے ساتھ اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے کہا۔

روحی نے جھٹ سے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

شاہ.... روروحی نے کپکپاتے لبوں سے شاہ کو پکارا جس کا ہاتھ روحی کی کمر پر رینگتے ہوئے اس کے گلے کی ڈوری تک پہنچ گیا تھا۔

ہمم... شاہ نے روحی کی گردن سے بال پیچھے کرتے وہاں لب رکھتے گھمبیر لہجے میں کہا۔

شاہ آرزو آتی ہی ہو گی

روحی نے کانپتی آواز میں شاہ کو کہا جواب روحی کی گردن پر اپنی انگلی سے لائن کھینچ رہا تھا۔

روحی کی بات پر شاہ دل کھول کر ہنسا تھا

ابھی تو میں بھی کچھ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے لیکن اگر تم ایسے ہی میرے سامنے کھڑی رہی تو مشکل ہو جائے گا تمھارا مجھ سے بچ کر جانا۔

شاہ نے تھوڑا جھک کر روحی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جو لال ٹماٹر بنی کھڑی تھی۔

جاؤاور جب تک میں کمرے میں ہوں باہر ہی رہنا ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

شاہ نے شرارتی لہجے میں روحی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کہااور روحی میڈم وہاں سے ایسے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ

شاہ روحی کی پھرتی دیکھ کر ہنس پڑا

اسے ابھی سیٹھ کے بارے میں پتہ لگوانا تھا کیونکہ اسے آج ہی سیٹھ کی واپسی کا علم ہوا تھا۔

مہرو آج ہم شاپنگ پر جائے گئے میں شاور لے لوں تم بھی تیار ہو جاؤ۔

مان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ پر بیٹھی مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا

جو سبز رنگ کے سوٹ میں کافی نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔

مہرو جانتی تھی آجکل مان بہت مصروف ہو گیا ہے اور اپنی صحت کا بھی خیال نہیں رکھتا بس دوسروں کے بارے میں سوچتا ہے۔

مان ہم پھر کبھی چلے جائے گئے میرے پاس کافی کپڑے ہیں۔

مہرو نے مان کے سامنے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا

مان نے غور سے مہرو کی طرف دیکھا جو اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو مڑوڑ رہی تھی

مت کیا کرو ان پر اتنا ظلم

مان نے مہرو کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

اور آج جانے میں کیا برائی ہے ؟مان نے ہلکا سا مسکرا کر پوچھا اور مہرو کے دائیں ہاتھ کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلانے لگا

ویسے ہی آپ آرام کر لیں

مہرو نے نظریں جھکا کر کہا۔

شکر ہے میرے بیگم کو میرا تھوڑا بہت خیال تو ہے ورنہ میں سوچ رہا. تھا آج اچھی طرح اپنی بیوی کو شوہر کے حقوق سمجھا دوں

مان نے شرارتی انداز میں مہرو کے ہاتھ کی ہتھیلی پر لب رکھتے ہوئے کہا جو اس کی گستاخی پر خود میں سمٹ گئی تھی۔

جس طرح تم نے اس دن یہاں بوسہ دے کر میری ساری تھکن دور کر دی تھی آج بھی کر دو۔

مان نے مہرو کے ہاتھ اپنے دونوں کندھوں پر رکھتے ہوئے کہا جو ششدر کھڑی مان کو دیکھ رہی تھی۔

بیگم صاحبہ میں جاگ رہا تھا اب اتنا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے شوہر ہوں تمہارا پورا حق رکھتی ہو تم

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں نے آپ کو آرام کرنے کا کہا ہے لیکن آپ چھچھوڑا پن دکھانے لگے ہیں

مہرو نے مان کو گھورتے ہوئے کہا۔

جب تک تم میری بات نہیں مانو گی تو دونوں اسی جگہ کھڑے رہے گئے اور اگر مر وہ رونے لگی تو پھر اس کے پاس کیسے جاؤ گی؟ مان نے

سوچنے والے انداز میں کہا۔

آپ کو پتہ ہے آپ بہت برے ہیں مہرو نے مان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا

ہاں جانتا ہوں یار یہ بھی کوئی نئی بات ہے؟

مان نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک آنکھ دبا کر کہا۔

جلدی کرو پھر ہمیں مارکیٹ بھی جانا ہے مان نے کنفیوز سی کھڑی مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا

پہلے آپ آنکھیں بند کرو

مہرو نے اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے مان کو دیکھتے کہا جس نے جھٹ سے آنکھیں بند کر لیں۔

مہرو نے ایڑیوں کے بل اونچا ہوتے اپنے دونوں ہاتھوں سے مان کے سر کو تھوڑا سا نیچے جھکایا اور اپنے کپکپاتے ہونٹ مان کے ماتھے پر رکھ دیے

مان مہرو کے ہونٹوں کا نرم لمس محسوس کر کے مسکرا پڑا تھا۔

مہرو ایک سیکنڈ کے اندر مان سے پیچھے ہٹی اور چینجنگ روم میں جا گھسی اسکا دل ایک سو بیس کی رفتار سے دھڑک رہا تھا۔

مان ن ء آنکھیں کھولی تو سامنے مہرو کو نا دیکھ کر پہلے حیران ہوا پھر ہنس پڑا۔

ایک کس کرنے پر میڈم کی یہ حالت ہو رہی ہے پتہ نہیں مان آگے تیرا کیا ہو گا

مان نے سرد آہ بھرتے ہوئے خود سے کہا اور فریش ہونے چلا گیا۔

ایزل میرے مرنے کے بعد ہی تم آزاد ہو سکتی ہو جب تک میری سانس چل رہی ہیں میں تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دوں گا۔

آکف نے اپنے تصورات میں ایزل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

کیونکہ وہ سوچ چکا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے لیکن وہ نہیں جانتا تھا اس بار ایزل اس سے دو قدم آگے ہیں جو کچھ ایزل کے دماغ میں چل رہا تھا اگر آکف کو پتہ چل جاتا تو یقیناً صدمے سے بے ہوش ہو جاتا

کیاہم بات کر سکتے ہیں ؟

ایزل نے فاخر سے پوچھاجو موبائل کان سے لگائے کسی سے بات کر رہا تھا۔

اور ایزل کی آواز پر چونک کر اپنے پیچھے کھڑی چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جس کا چہرہ سفید رنگ کے سٹالر میں دمک رہا تھا

جی بلکل

کیابات کرنی ہے آپ نے ؟فاخر نے ایزل کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا

جس دن سے ایزل یہاں آئی تھی آج پہلی بار دونوں نے ایک دوسرے کو مخاطب کیا تھا۔

ایزل نظریں جھکائے کھڑی سوچ رہی تھی کہ کہاں سے اپنی بات کا آغاز کرے

مجھے آپ کی مدد چاہیے تھی کیا آپ میری مدد کریں گئے؟ایزل نے ہمت کرتے اپنی بات کا آغاز کیا۔

اگر میرے بس میں ہوا تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا

فاخر نے پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا

کیا آپ مجھ سے نکاح کریں گئے؟

ایزل نے سامنے کھڑے فاخر کے سر پر آرام سے بم پھوڑتے ہوئے کہا۔

جو پہلے تو آرام سے کھڑا تھا لیکن ایزل کی بات نے تو اس حیران کر دیا تھا۔

آپ کی اس بات کا میں کیا مطلب اخذ کروں

آپ اچھے سے جانتی ہیں میرا دوست میراجگر آپ سے محبت کرتا ہے۔

ہاں مانتا ہوں اُس سے غلطی ہوئی ہے لیکن جو آپ کہہ رہی ہے کیا وہ ٹھیک ہے؟

فاخر کے لہجے میں ناچاہتے ہوئے بھی سرد مہری حائل ہو گئی تھی۔

بہت خیال ہے آپ کو اپنے فرینڈ کا؟اور جو کچھ وہ میرے ساتھ کر چکا ہے وہ سب آپ کی نظر میں کیا ہے؟

ایزل نے طنزیہ لہجے میں پوچھا

مس ایزل میں نے کہانا کہ میں مانتا ہوں آکف سے غلطی ہوئی ہے

اگر دیکھا جائے تو آکف کی بھی غلطی اتنی نہیں ہے۔اگر آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں تو آپ کو اچھے سے معلوم ہو جائے گا کہ زیادہ قصوروار کون ہے؟

اور یہ مت سمجھیے گا کہ آکف میرا دوست ہے تو اُس کے عیبوں پر میں پردہ ڈال رہا ہوں

اس نے آپ کے ساتھ غلط کیا اس کی سزا وہ بھگت چکا ہے۔

نہیں نہیں بھگت نہیں چکا بلکہ آپ سے محبت کرنے کی صورت میں بھگت رہا ہے۔

اور آپ چاہتی ہے میں اس لڑکی سے نکاح کر لوں جس میں میرے جگر کی جان بستی ہے؟

کیا جواب دوں گا میں اسے؟

فاخر نے سنجیدگی سے کہا

ٹھیک ہے اگر آپ میری مدد نہیں کریں گئے تو پھر کوئی اور ہی سہی

لیکن جو آپ کا دوست چاہتا ہے وہ تو میں مر کر بھی نہیں کروں گی۔

ایزل نے بھی اپنا ختمی فیصلہ سناتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگی

ایک منٹ

آپ کسی سے بھی نکاح کر سکتی ہیں؟ آپ کا مقصد صرف آکف کو تکلیف دینا ہے

ٹھیک کہہ رہا ہوں؟

فاخر نے بات کی تہہ تک پہنچتے ہوئے کہا

جی بلکل ایسا ہی ہے

یہ نکاح کاغذ کی حد تک ہی رہے گا

کچھ وقت بعد میں طلاق لے لوں گی

ایزل نے اپنا طے شدہ پروگرام سامنے کھڑے فاخر کے گوش فرمایا۔

آکف کو تکلیف دینے کے چکر میں آپ خود کی زندگی کے بارے میں بھی نہیں سوچ رہیں؟

فاخر جتنا حیران ہوتا اتنا ہی کم تھا سامنے کھڑی چھوٹی سی لڑکی اسے اپنی باتوں سے حیران کے ساتھ پریشان بھی کر رہی تھی

آپ میری مدد کریں گئے یا نہیں؟

ایزل نے فاخر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

جس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا کہ نکاح کے بارے میں آپ کسی سے بھی بات نہیں کریں گی میں آپ کو کل تک بتا دوں گا کہ . میں یہ نکاح کرنا چاہتا ہوں یا نہیں

فاخر نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

ایزل کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی اور پھر بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی

پیچھے فاخر نے کچھ سوچتے اپنا موبائل نکال اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

تم ؟ کیا لینے آئے ہو ؟اور تمہیں کیا عادت ہے لڑکیوں کے کمرے میں گھسنے کی ؟

ایک منٹ کہی تمہیں فاخر نے تو یہاں نہیں بلایا؟

ایزل جو اپنے کمرے میں داخل ہوئی تھی لیکن سامنے بیڈ پر بیٹھے آکف کو دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا اور بے یقینی کے عالم میں پوچھا

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو وہ خوش تھی فاخر سے نکاح والی بات کتنے اور اسے پورا یقین تھا کہ فاخر کا جواب ہاں میں ہو گا۔

جب تک تم. مجھے معاف نہیں کر دو گی میں اسی طرح آتا رہو گا۔

اور فاخر میری موجودگی سے لاعلم ہے اس نے تو مجھے یہاں آنے سے منع کیا ہے۔

اور میں تم سے معافی مانگنے آیا ہوں پلیز مجھے معاف کر دو۔

آکف نے ایزل کے سامنے کھڑے ہوتے بے بسی سے کہا۔

تم بھی کیا یاد کرو گئے آکف مرتضی

جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا کیونکہ آج میں بہت خوش ہوں۔

اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنے جارہی ہوں آخر کا وہ انسان مجھے مل ہی گیا

جو. میرے لیے ایک دم پرفیکٹ ہے

جیسے جیسے ایزل اپنے طنز کے تیر سامنے کھڑے بے بس آکف پر چلاتی جارہی تھی ویسے ہی آکف کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔

آکف کافی حد تک بات کو سمجھ تو گیا تھا لیکن پھر بھی دل ایزل کی بات کو جھٹلا رہا تھا۔

کیا ہوا مجھے لگتا ہے تمہیں سمجھ نہیں آئی تو میں صاف صاف بتا دیتی ہو

کہ میں بہت جلد نکاح کرنے والی ہوں

ایزل نے عام سے لہجے میں کہا لیکن آکف کے چہرے پر چھائی تکلیف کو دیکھ کر اسے دلی سکون ملا تھا۔

آکف نے غصے میں ایزل دونوں بازوں سے پکڑ کر خود کے سامنے کھڑے کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔

جانتی ہو؟ تمھاری محبت نے مجھے کس طرح کا بنادیا ہے؟

ایزل جہانگیر تمھاری محبت نے مجھے در در بھٹکنے پر مجبور کر دیا۔ تمھاری صورت دیکھنے کے لیے میں ترستا ہوں۔ دن رات تمھارے خیالوں میں کھویا رہتا ہوں...

بے شک تم مجھ سے جتنی چاہو نفرت کرو.... میں برداشت کرلوں گا۔

لیکن تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھنا تمھارا مجھ سے نفرت کرنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے....

یہ دل آکف نے اپنے دل کے مقام پر انگلی رکھتے ہوئے کہا....

تم سے اب اگر کوئی ہنس کر بات بھی کر رہا ہو تو اس دل کی بے چینی بڑھ جاتی ہے اُس انسان کی جان لینے کا دل کرتا ہے اور. تم شادی کی بات کر رہی ہو شادی کرنا تو بہت دور کی بات ہے....

آکف نے پتھر یلے لہجے میں اپنی بات جاری رکھتے ہوئے مزید کہا۔

یہ آنکھیں برداشت نہیں کر سکتی تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھنا بہت خود غرض ہوں میں

اور ایک بات اچھے سے ذہن نشین کر لو ایزل جہانگیر....

بہت کر لی تم نے اپنی من مانی اب میں اپنی مرضی کروں گا....

جو مجھے درست لگے گا وہی کروں گا تم نے اب تک میری نرمی دیکھی ہے اور اب میں تمہیں برا انسان بن کر دکھاؤں گا....

میں ہر وہ کام کروں گا جس سے میں تمہیں حاصل کر سکو۔اگر تمہیں حاصل کرنے کے لیے مجھے کسی کی جان بھی لینی پڑی تو میں پیچھے نہیں ہٹوں گا جیسے جیسے آکف اپنی بات کہہ رہا تھا اس کی پکڑ بھی سخت ہوتی جارہی تھی ایزل کو لگ رہا تھا اس کے بازو کی ہڈیاں ٹوٹ جائے گیں...

آکف نے سرخ آنکھیں ایزل کی کالی گہری آنکھوں میں ڈالتے ہوئے سرد لہجے میں اپنی بات کہی....

اس کی آنکھوں میں خود کو حاصل کرنے کا جنون دیکھ کر ایزل بھی ڈر گئ تھی۔اس وقت اسے آکف سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

آکف نے ایزل کو وہی چھوڑا اور خود کمرے سے نکل گیا

ایزل ابھی بھی دم سادھے ساکت کھڑی تھی اس نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا تھا

نہیں آکف مرتضی اس بار نہیں اس بار میری مرضی چلے گی

ایزل نے اپنے لہجے کو مضبوط کرتے ہوئے کہا لیکن وہ نہیں جانتی تھی اس کا ایک غلط فیصلہ کتنے لوگوں کی زندگی خراب کر سکتا ہے۔

مان نے مہرو کو اپنے پسند کی ساری چیزیں خرید کر دی تھیں مہرو تو خاموش ہی رہی تھی مان اپنی پسند سے چیزیں خرید تا رہا تھا اسے ایک ضروری کام سے جانا تھا اس لیے مہرو کو گھر چھوڑ کر خود چلا گیا تھا۔

مہرو نے اپنے موبائل پر سلمیٰ کا میسج دیکھا تو موبائل کی سکرین کو دیکھ کر اس کی نظریں وہی منجمد ہو گئیں

میسج میں لکھا تھا کہ مہرو تمھاری ماں کا پتہ چل گیا ہے میں تمہیں گھر کا پتہ بھیج رہی ہوں تم اپنی ماں سے جا کر مل لو۔

مہرو نے آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے دھکیلا اور موبائل کو پکڑے الٹے قدم باہر کو بھاگی مان مروہ کو نایاب کے پاس چھوڑ گیا تھا وہ ابھی بھی اسی کے پاس تھی۔

ماں کو ملنے کی خوشی میں مہرو یہ تو بھول ہی بیٹھی تھی کہ سلمی کو تو اس نے اپنی ماں کے بارے میں کچھ بھی بھی نہیں بتایا تھا اس بارے میں تو صرف نایاب اور شاہ کو معلوم تھا۔

لیکن اس وقت وہ سب کچھ فراموش کر بیٹھی تھی یاد تھا تو بس یہی کہ وہ اپنی ماں سے ملنے والی ہے۔

مہرو رکشے پر آئی تھی اس نے جب رکشے والے کو پیسے دیے اور سامنے بنے چھوٹے سے گھر کی طرف اپنے قدم بڑھائے تو اسے یاد آیا کہ سلمیٰ کو تو اس نے اپنی ماں کے بارے میں کبھی کچھ بھی نہیں بتایا تھا اور نا ہی کبھی اپنی ماں کا ذکر کیا تھا۔

پھر سلمیٰ کا میسج کیسے آسکتا ہے مہرو نے پریشانی سے سوچا اس کے چلتے قدم طو ہی رکے تھے مہرو نے سلمی کا نمبر ڈائل کیا جواب بند جا رہا تھا
۔

مہرو نے پریشانی سے ارد گرد نظر دہرائی اسے دور ایک رکشہ کھڑا نظر آیا

اسے لگ رہا تھا اس نے یہاں آکر غلطی کی ہے اس سے پہلے مہرو وہاں سے جاتی
پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا مہرو وہی منجمد ہو گئی۔

علیدان جو مہرو کا ہی انتظار کر رہا تھا اسے واپس جاتے دیکھ گھر سے باہر آیا تھا

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟

علیدان نے اپنے لہجے میں حیرانگی لاتے ہوئے پوچھا

مہرو علیدان کی آواز ان کر ڈر گئی تھی

اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو علیدان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خود کی طرف کھنچا مہرو سیدھی علیدان کے سینے سے جا لگی تھی۔

مہرو نے آنکھیں پھاڑے علیدان کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔

ایک سیکنڈ کا کام تھا کچھ فاصلے پر کھڑا آدمی دونوں کی تصاویر لے چکا تھا جس میں مہرو اور علیدان کا آدھا چہرہ نظر آرہا تھا۔

اور تصویر اس انداز میں لی گئی تھی کہ دیکھنے والا یہی سمجھے کہ دونوں ایک دوسرے کی رضامندی سے ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہیں۔

مہرو نے اپنا پورا زور لگا کر علیدان کو پیچھے دھکا دیا اور اس سے کچھ فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔

کیا ہوا؟

اب میرے بھائی کا لمس اچھا لگنے لگا ہے ؟ہوتا ہے۔

ہو تو تم ایک طوائف ہی بھلا کہاں ایک مرد کے ساتھ رہ سکتی ہو آج مان ہے کل کوئی اور ہو گا

علیدان نے قہقہہ لگاتے ہوئے مہرو کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

جو خونخوار نظروں سے علیدان کو دیکھ طرہی تھی اسے علیدان کی نظروں سے کراہت محسوس ہورہی تھی۔

میں تمھاری شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتی علیدان ملک

تمھارے لیے بہتر یہی ہے کہ مجھ سے دور رہو

مہرو نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی

پیچھے سے علیدان کی بات اس کے کانوں میں پڑی تھی

مہرو میری بھی ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں کبھی بھی خوش نہیں رہنے دوں گا

علیدان نے پیچھے سے ہانکتے ہوئے کہا مہرو کو یہاں بلانے کا مقصد پورا ہو چکا تھا اور سلمیٰ بائی کا موبائل حاصل کرنا اسکے لیے مشکل نہیں تھا۔

مہر وعلیدان کی بات کو نظر انداز کرتے کچھ فاصلے پر کھڑے رکشے میں بیٹھ گئی تھی اب اسے علیدان کی ساری چال سمجھ میں آگئی تھی

اسے اگر کسی کے بارے میں سوچ کر پریشانی ہو رہی تھی تو وہ ماان تھا

پتہ نہیں اب علیدان کیا کرنے والا تھا۔

ماان تھکا ہارا گھر آیا تھا تو چوکیدار نے اسے ایک پارسل دیا۔

ماان نے اسے کھول کر دیکھا جس میں کچھ تصاویر تھیں۔

اور ماان کو پہچاننے میں ایک سیکنڈ لگا کہ علیدان کی بانہوں کے گھیرے میں کھڑی لڑکی مہر وہی ہے۔

ماان نے اپنے کھولتے غصے پر قابو پاتے ہوئے اس لیٹر کو پڑھنا شروع کیا جو پارسل میں ہی موجود تھا۔

ماں جانتا ہوں مہر واب تمھاری بیوی ہے

لیکن اس کی پہلی محبت تو میں ہی ہوں میں نے سنا تھا کہ عورت اپنی پہلی محبت کو کبھی نہیں بھولتی۔

یہ سب تصاویر میں نے خود لی ہے تاکہ تمہیں ثبوت کے طور پر دیکھا سکو

میں یہ بھی نہیں کہہ رہا کہ مہر و غلط ہے

ہو سکتا ہے اس نے کوشش کی ہو کہ مجھے بھول جائے لیکن میں اس کی پہلی محبت ہو جسے وہ کبھی نہیں بھول سکتی

اور جتنی بار بھی میں نے مہر و کو ملنے کے لیے بلایا وہ آئی

اس لیے ایک بار خود کی خوشی نہیں بلکہ اپنی بیوی کی خوشی کے بارے میں بھی سوچوں کہ وہ کیا چاہتی ہے؟

میں جیسا بھی ہوں تم سب کے سامنے ہوں مہر و بھی سب جانتی ہے لیکن پھر بھی میرے بلانے پر آجاتی ہے کیوں؟

جاکر اپنی بیوی سے پوچھو

مان نے بے بسی سے ہاتھ میں پکڑے لیٹر کو دیکھا

علیدان نے مان کے دماغ کو اپنی باتوں سے کچھ اس طرح الجھایا تھا کہ وہ بھی سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ ہو سکتا ہے مہر وا بھی بھی علیدان کو چاہتی ہو۔

اس نے سوچ لیا تھا آج مہر و سے اس بارے میں ضرور بات کرے گا لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ علیدان اس کا بڑا بھائی ہے اور وہ اچھے سے جانتا ہے کس طرح مان کے دماغ کو اپنی باتوں سے الجھانا ہے۔

مان جسے پہلے تصاویر کو دیکھ کر غصہ آیا تھا اب اسے تکلیف ہو رہی تھی

مہر و کو خود سے دور کرنے کا احساس ہی اس کے لیے جان لیوا تھا۔

مان بھاری قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں داخل ہوا مہر و پہلے ہی بے چینی سے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔

مہر و مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے

مان مہر و کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

مہر وماں کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ایک پل کے لیے ڈر گئی تھی

کیا بات کرنی ہے؟

مہر و نے ماں سے پوچھا

تم ابھی بھی علیدان سے محبت کرتی ہو؟ کیا ابھی بھی تمھارے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ موجود ہے؟

اگر ایسا ہے تو میں تمہیں کبھی نہیں روکو گا تم مجھے چھوڑ کر جانا چاہو تو جا سکتی ہو

کیونکہ ابھی بھی مجھ میں غیرت موجود ہے اور میں اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کی بانہوں میں نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اگر میں تم سے الگ بھی ہو جاتا ہوں تو تمہیں طلاق کبھی نہیں دون گا تم میرے اور علیدان دونوں زندگی سے بہت دور چلی جاؤ گی

ماں نے دوٹوک انداز میں کہا

آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں معارج

مہر و نے بھیگے لہجے میں کہا

الزام نہیں لگا رہا حقیقت بتا رہا ہوں

تم مجھے یہ بتاد و کیا چاہتی ہو تم؟علیدان کی بانہوں میں کیا کر رہی.......

بس معارج ملک بس

اب ایک لفظ بھی اور نہیں

آپ دونوں بھائیوں کے لیے میں کھلونا ہوں ناجسکادل کیا کھیل لیااور جس کادل کیاتوڑدیا۔۔۔!!!

مہرونے اس بار اپنے آنسوؤں کو باہر نکلنے سے نہیں روکا تھا۔

مہرو میری بات سنو میرا مقصد تمہیں تکلیف دینا بلکل بھی نہیں تھا۔۔۔یہ سب کچھ میں نے تمھاری خوشی کے لیے کہا۔۔!!

معارج نے بے بسی سے کہا۔۔

آپ میری خوشی چاہتے ہیں معارج صاحب۔۔۔ابھی تک آپ یہ بات نہیں جان سکے کہ مہرو کی خوشی کس میں ہے۔۔۔۔

تو پھر ٹھیک ہے میں چاہتی ہوں آپ ابھی اور اسی وقت مجھے آزاد کر دیں میں اس قید سے رہائی چاہتی ہوں۔۔۔!!!

مہرو نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے سرد لہجے میں کہا۔۔۔اس کے حلق میں آنسوؤں کو پھندا اٹکا ہوا تھا جس سے اسے بولنے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔۔۔۔

خود سے مہرو کو الگ کرنے کا سوچ کر ہی معارج کو لگا کسی نے اس کی سانسیں مانگ لی ہوں۔۔۔۔

مہرو کی بات سن کر معارج کی آنکھیں غصے کی زیادتی کی وجہ سے مزید سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھ سے رہائی مانگو گی اور میں خوشی خوشی تمہیں دے دوں گا۔۔۔۔؟؟؟

نا میری جان یہ کام تو میں مر کر بھی نہیں کروں گا

اگر تم میری نہیں ہو سکتی تو میں اس گھٹیا انسان کے پاس بھی تمہیں جانے نہیں دوں گا۔

تم کبھی دوبارہ اس کوٹھے پر جانا تو نہیں چاہتی۔۔۔۔

اس لیے یہ سب تماشا رہی ہو کیوں علید ان سے ملنے جاتی ہو؟

صحیح کہتے ہیں لوگ طوائف کبھی بھی گھر نہیں بسا سکتی۔۔۔۔کیونکہ اسے باہر کے مردوں کا چسکا جو لگ جاتا ہے۔۔۔۔پھر وہ کیسے ایک گھر میں ایک مرد کے ساتھ رہ سکتی ہے۔۔۔۔۔؟؟؟

تمھارے ساتھ میں نے نکاح کیا اپنی عزت بنایا اور تم ابھی بھی میرے بھائی سے چھپ چھپ کر ملتی ہو۔

معارج کے منہ میں جو بھی آرہا تھا بکتا جا رہا تھا۔۔۔۔کیونکہ اس وقت معارج ملک کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا اور یقیناً بعد میں اسے پچھتاوا ہونے والا تھا۔

مہرو نے اپنا بازو معارج کی گرفت سے آزاد کیا جسے وہ غصے میں پکڑ چکا تھا۔۔۔۔

مہرو کی آنکھوں میں بے یقینی تھی اسے لگا تھا معارج ملک باقی مردوں کی طرح کا نہیں ہے۔۔۔۔لیکن آج مہرو کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ پہلے بھی غلط سوچ رکھتی تھی۔۔۔۔اور آج بھی اس کی سوچ غلط ہی تھی۔۔۔۔۔اس نے معارج پر یقین کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔۔۔۔

مہرو نے غصے کی کیفیت میں ایک زوردار طمانچہ معارج کے منہ پر دے مارا تھا۔۔۔۔

کمرے میں کچھ پل کے لیے خاموشی چھا گئ تھی۔۔۔۔

معارج ملک کو مہرو سے اس بات کی توقع بلکل بھی نہیں تھی۔۔۔۔

دیکھا دی نا آپ نے بھی اپنی اوقات۔۔۔۔آج مجھے خود سے نفرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں آپ جیسے پنچ سوچ والے انسان کی بیوی ہوں۔۔۔۔اور آپ یہ بات ہر گزمت بھولیے گا ملک صاحب۔۔۔۔اگر آج میں طوائف ہوں تو آپ کے گھٹیا بھائی کی وجہ سے وہ اس سب کا ذمہ دار ہے۔۔۔۔!!!

اور صحیح کہا آپ نے اور آج میں بھی یہی کہتی ہوں۔۔۔۔طوائف سے گھر نہیں بسایا جاتا۔۔۔۔اور اب میں بھی دیکھتی ہوں کب تک آپ مجھ جیسی طوائف کو اس قید میں رکھتے ہو۔۔۔۔طوائف کو تو باہر کے مردوں کا چسکا پڑ جاتا ہے نا۔۔۔۔تو ٹھیک ہے اب میں آپ کو ویسی بن کر دکھاؤں گی۔۔۔۔!!!

اور دیکھتی ہوں کب تک مجھ جیسی طوائف کو آپ جیسا عزت دار ملک اپنے گھر میں رکھتا ہے۔۔۔۔!!!

مہرو نے نفرت سے اپنے سامنے کھڑے معارج کو ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔۔۔۔جو شعلہ برساتی آنکھوں سے مہرو کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔۔۔۔

!!!

مان کیا بات کرنی ہے آپ نے؟

مہر و نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو مہر و کی بات پر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا تھا

ابھی میں نے تمہیں کیا کہا؟

مان نے مہر و کو دیکھتے ہوئے پوچھا

آپ نے کہا کہ مہر و مجھے تم سے بات کرنی ہے اس کے بعد آپ اپنے خیالات میں گم ہو گئے ب

مہر و نے گھورتے ہوئے کہا

اس کا مطلب یہ سب میری سوچ تھی؟

مان نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا

مہر و شکر ہے وہ سب میری سوچ تھی اگر حقیقت ہوتی تو کبھی بھی میں خود سے نظریں ملانے کے قابل رہتا اور تھپڑ بھی پڑ جاناتھا

مان نے مہر و کو سینے میں بھینچتے ہوئے کہا

مان کیا ہوا ہے کون سا تھپڑ مہر و نے ناسمجھی سے پوچھا

کچھ نہیں لیکن جو بھی اچھا ہوا اور علیدان کو تو میں بعد میں دیکھ لوں گا آخری بات مان نے دل میں کہی تھی۔

مان مجھے آپ کو کچھ بتایا ہے

مہر و نے سوچ لیا تھا کہ آج جو کچھ بھی ہوا سب مان کو بتادے گی

بیٹا تم کمرے میں ہی بند رہتی ہو باہر نکلا کرو یہ تمھارا اپنا گھر ہے کوثر بیگم نے پیار سے نایاب کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

جو اپنی گود میں رکھے ہاتھ کی انگلیوں سے کھیلنے میں مصروف تھی۔

جی نایاب نے ایک لفظی جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر سے خاموش ہو گئی۔

تم ایسا کرو فضا بھی گھر پر بیٹھی بور ہو رہی ہے تم دونوں شاپنگ کرنے چلی جاؤ ایسے تھوڑا مائنڈ بھی فریش ہو جائے گا۔

کوثر بیگم نے نایاب کو مشورہ دیتے ہوئے کہا

لیکن ماما میرا دل نہیں کر رہا میں پھر کسی دن چلی جاؤ گی۔

نایاب نے بوجھل ہوتے دل کے ساتھ منع کرنا چاہا

جاؤروم میں تیار ہو جاؤ میں فضا کو بھی بول دیتی ہوں۔

کوثر نے نایاب کی بات کو اگنور کرتے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

نایاب کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو آ گئے تھے اسے لگا تھا یا شاید دل میں ایک چھوٹی سی امید تھی کہ صائم واپس آ کر اس سے اپنے رویے کی معافی مانگے گا وہ واپس ضرور آیا تھا لیکن اپنا موبائل فون لینے نایاب کی طرف تو اس نے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔

اور یہی بات نایاب کو زیادہ تکلیف دے رہی تھی۔

نایاب اپنے مردہ قدم اٹھاتے کمرے میں داخل ہوئی اور تھوڑی دیر بعد ہی باہر آ گئی فضا باہر ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

چلیں بھابھی؟ فضا نے نایاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جس نے اثبات میں سر ہلایا اور فضا کے ساتھ چل پڑی۔

مال پہنچتے ہی نایاب بے دلی سے شاپنگ کر رہی تھی۔ کہ اچانک اس کی نظر صائم پر پڑی جس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی۔

اور یہ دیکھتے ہی نایاب کی ہمت جواب دے گئی تھی

بھابھی یہ کلر کیسا ہے؟

فضانے نایاب کی توجہ خود کی طرف کرواتے ہوئے کہا

جوبت بنی صائم کے ساتھ کھڑی بات کو دیکھ رہی تھی۔

بھابھی؟

فضانے اس بار نایاب کی نظروں کے تعاقب میں دیکھاتو حیران تووہ خود بھی ہوئی تھی۔اپنے بھائی کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھ کر

فضا کیاتم اُس لڑکی کو جانتی ہو؟نایاب نے سرد لہجے میں فضاسے پوچھالیکن نظریں ابھی بھی صائم . پر مرکوز تھیں۔

نہیں میں نہیں جانتی۔

فضانے لاعلمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا

چلو پھر میں بھی تھوڑاساا پنا تعارف کروادوں نایاب نے فضا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

اور دونوں صائم کے پاس پہنچ گئی۔

بھائی

نایاب نے ڈرتے ڈرتے صائم کو پکارا اسے نہیں معلوم تھا کہ صائم کا کیا ردعمل ہوگا اور نایاب بھی اسے غصے میں نظر آ رہی تھی۔

صائم نے حیرانگی سے فضا کی طرف دیکھا لیکن ہوش تو اس کے نایاب کو دیکھ کر اڑے تھے۔

یہ دونوں کون ہے صائم؟

کنزہ نے نایاب اور فضا کو دیکھتے ہوئے پوچھا

یہ میری بہن ہے صائم نے سنجیدگی سے فضا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اووو یہ دونوں تمھاری بہنیں ہیں کنزہ نے خود سے اخذ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا

بیوی.....

بیوی ہوں میں صائم کی

نایاب نے دانت پیستے ہوئے کہا

بیوی؟

کنزہ نے صائم کو دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا۔

آپ کو نہیں معلوم ابھی پیچھلے دنوں ہی تو بھائی نے بھابھی کے پیار میں پاگل ہو کر ان سے نکاح کیا ہے۔

کیوں بھائی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نافضا نے ماتھا مسلتے صائم کو دیکھ کر کہا۔جو صائم کا بنابنایا کھیل بگاڑ چکی تھیں۔

فضا ابھی تم نایاب کو لے کر گھر جاؤ

صائم نے فضا کو دیکھتے ہوئے کہا

کیوں؟میں گھر کیوں جاؤ؟

گھر میں بیوی پر اپنا غصہ اتار کر باہر آکر دوسری عورتوں کے ساتھ آپ شاپنگ کر رہے ہیں؟اور میں اپنی مرضی سے مال بھی نہیں گھوم سکتی نایاب نے طنز کے تیر چلاتے ہوئے. کہا۔

صائم نایاب کا طنز اچھے سے سمجھ گیا تھا ٹھیک ہی تو وہ کہہ رہی تھی اس وقت نایاب کی آنکھوں میں دیکھنا صائم کے لیے دوبھر ہو گیا تھا اور وہ نایاب سے نظریں چرا رہا تھا۔

بھائی یہ کون ہے؟

فضاکااشارہ کنزہ کی طرف تھا

صائم میرا شوہر ہے

پرسوں ہی ہمارا نکاح ہوا ہے

کنزہ نے فضااور نایاب کے سر پر بم پھوڑا تھا

نایاب نے فضاکاہاتھ پکڑ کر خود کو گرنے سے بچایا تھااس کا رنگ ایک سیکنڈ میں پیلا پڑ گیا تھااوع ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

فضا چلو یہاں سے نایاب نے اپنے جذبات پر قابو پاتے بمشکل خود کو مضبوط ظاہر کرتے فضا کو کہا یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ صائم کو صفائی دینے کا موقع نہیں ملا۔

اس نے ایک غلط نظر بھی صائم پر ڈالنا گوارا نہیں سمجھا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی۔

فضاخاموشی سے نایاب کے کہنے پر اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔

نایاب کو اپنا سانس بند ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا

بھابھی آپ ٹھیک ہے ؟ نایاب نے پریشانی سے نایاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کی شکل دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو دے گی اور ہوا بھی ایسا ہی گاڑی میں بیٹھتے ہی نایاب فضا کے گلے لگے رونے لگی تھی فضا نے ڈرائیور کو گاڑی سے باہر بھیج دیا تھا۔

بھابھی ضرور کوئی مسئلہ ہوا ہو گا بھائی آپ سے محبت کرتے ہیں

فضا کو خود سمجھ نہیں آرہی تھی کس طرح نایاب کو حوصلہ دے وہ خود اپنے بھائی کو دیکھ کر آئی تھی۔

نہیں کرتے وہ مجھ سے محبت سب ایک دکھاوا تھا ایک طوائف سے کوئی محبت نہیں کر سکتا

نایاب نے تکلیف دہ لہجے میں کہا اور ایک انکشاف فضا کے لیے بہت بڑا دھماکا تھا

بھابھی آپ کو پہلے بھائی سے بات کر لینے چاہیے مجھے لگتا.....

مجھے اب تمھارے بھائی کے ساتھ ایک سیکنڈ بھی نہیں رہنا۔

میں ان عورتوں میں سے ہر گز نہیں ہوں جو اپنے شوہر کو دوسری عورتوں کے ساتھ خوشی خوشی بانٹتی ہیں۔

تمھارے بھائی نے مجھے دھوکا دیا ہے

میرے جذبات کو اپنے پیروں تلے روند دیا ہے تم مجھے کوٹھے پر چھوڑ دو وہی میرا اصل ٹھکانا ہے۔

نایاب نے اپنے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا بھابھی آپ کسی باتیں کر رہی ہیں ہم آرام سے اس بارے میں بات کرتے ہیں اور میں بھائی کو کیا جواب دوں گی؟ فضا نے پریشانی سے کہا

بھاڑ میں گیا تمھارا بھائی اب اگر میرے سامنے آیا تو اس کی جان لے لوں گی بتا دینا اپنے بھائی کو نایاب نے غصے سے کہا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی فضا نے کافی نایاب کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن اس نے فضا کی ایک بھی نا سنی اور رکشے میں بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔

فضا نے صائم کو فون کیا جو بند جا رہا تھا۔

اس وقت اکیلی وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی اس لیے گھر کے لیے نکل گئی

تم نے تو کہا تھا بہت جلد اپنی بیوی کو طلاق دے دو گئے تو یہ سب کیا تھا کنزہ نے بت بنے صائم کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس کی آنکھوں کے سامنے نایاب کی آنسو اور تکلیف سے بھری آنکھیں بار بار آ رہی تھیں انہیں آنکھوں سے تو اس کو محبت تھی اور آج اس کی وجہ سے نایاب کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

تم نے جھوٹ کیوں بولا کہ ہمارا نکاح ہو چکا ہے؟ صائم نے خونخوار نظروں سے کنزہ کو. دیکھتے ہوئے پوچھا

ہوا نہیں ہے لیکن ہونے تو والا ہے

کنزہ نے مزے سے کہا اور دوبارہ شاپنگ کرنے میں بزی ہو گئی بس ایک بار تم مجھے وہ فائل لا دو پھر دیکھنا تم دونوں باپ بیٹی کے ساتھ میں کیا کرتا ہوں صائم نے کنزہ کی پشت کو گھورتے ہوئے دل میں کہا۔

اسے اب فوراً گھر جا کر نایاب کو سارا سچ بتانا تھا۔

شاہ تہہ خانے میں داخل ہوا جہاں پر اس نے سوہا کو رکھا تھا اس کی حالت دیکھ کر لگ ہی نہیں رہا تھا یہ وہی سوہا ہے جو ہر وقت تیار رہتی تھی۔

امید کرتا ہوں تمہیں یہاں رہ کر اچھا سبق مل. گیا ہو گا اب کبھی بھی تم روحی اور میرے درمیان آنے کی کوشش نہیں کرو گی

شاہ نے چاقو کی نوک سے صوفیہ کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

شاہ پلیز مجھے معاف کردو مجھ سے غلطی ہو گئی ہے

سوہا نے گڑگڑاتے ہوئے کہا

اگر تم میری کزن نا. ہوتی تو اب تک میرے جنگلی کتوں کی خوراک بن چکی ہوتی تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں روحی سے دور رہنا ورنہ اگلی بار تمھاری لاش اس تہہ خانے سے باہر جائے گی۔

شاہ نے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔

سوہا نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا

گڈ گرل

اسے پہلے ہسپتال لے جاؤاس کے بعد بعد گھر چھوڑ دیناشاہ نے پاس کھڑی لڑکی کو حکمیہ لہجے میں کہااور وہاں سے چلا گیاوہ لڑکی سوہا کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے آذاد کرنے لگی تھی۔

لیکن سوہانے سوچ لیا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے اس نے شاہ کی بات کو بلکل ہی ہلکے میں لیا تھااور اس بار سوہابہت پچھتانے والی تھی ۔کیونکہ اس بار شاہ اگر سوہاکچھ کرتی تو شاہ نے اس کی جان لے لینی تھی

روحی کچن میں کھانا بنارہی تھی اسے آرزو کی کال آگئی تھی اس نے بتایا کہ وہ کچھ دنوں بعد آئے گی اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ سب بھی بتادیا تھا۔

ماں نے بھی آرزو کو گھر سے نکلنے سے منع کیا تھاروحی کو سفیان کی حرکت پر بہت غصہ آیا تھالیکن اب وہ ٹھیک تھی یہی کافی تھا۔

روحی کو دروازہ کھلنے کی آواز آئی اسے لگا شاہ آیا ہے

بے ساختہ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھیلے تھے

آپ کچھ زیادہ ہی...

روحی نے مڑتے ہوئے مقابل کو دیکھ کر کہا لیکن سامنے کھڑے انسان کو دیکھ کر آدھی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی تھی سامنے قاسم شاہ چہرے پر خباثت لیے کھڑا تھا۔

کیسی ہو بہو رانی؟ میں تمہیں بہت مس کر رہا تھا سوچا تم سے مل آؤ

ٹھیک کیا نا؟

قاسم نے روحی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔روحی آنکھوں میں خوف لیے قاسم شاہ کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

جو روحی سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا ہو گیا تھا۔

تم تو اور بھی خوبصورت ہو گئی ہو قاسم نے روحی کے چہرے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔جس نے زور سے قاسم کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔

آپ یہاں کیا لینے آئے ہیں؟

روحی نے کرخت لہجے میں پوچھا بے شک ڈر سے اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی لیکن سامنے کھڑے شخص کے سامنے وہ کمزور نظر نہیں آنا چاہتی تھی۔

بتایا تو ہے بہورانی کی یاد میں یہاں تک چلا آیا قاسم شاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور روحی کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا۔روحی بے ساختہ درد سے کراہ پڑی تھی۔

مجھ سے جتنا دور جانے کی کوشش کروگی میں اتنا ہی تمھارے قریب آؤں گا۔

تم مجھ سے دور بھاگ نہیں سکتی ایک اور بات جو میں تمہیں بتانے آیا ہوں۔

میں ایک گیم کھلنے والا ہوں تیار رہنا قاسم نے روحی کی گال کو تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کر کہا اور جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔

روحی آنکھیں پھاڑے ششدر کھڑی تھی اور قاسم کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی جو اسے بلکل بھی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

ایزل آنکھوں میں خوف لیے آکف کو خود کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

آکف ایزل کہ طرف جھکا جس نے ڈر کر آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

اسے اپنے بازو پر چبھن کا احساس ہوا ایزل نے جھٹ سے آنکھیں کھول لیں لیکن اچانک ہی اسے آکف دھندلا سا نظر آنے لگا اور پھر اس کا دماغ تاریکی میں چلا گیا۔

آکف نے اس کے بازو پر بے ہوشی کا انجیکشن لگایا تھا۔

جس لڑکی سے وہ محبت کرتا ہے اس کے ساتھ کیسے برا کر سکتا تھا اب اسے فاخر اور مان سے بات کرنی تھی جو ان دونوں کا جلد از جلد نکاح کروا دیں۔

آکف نے ایزل کو ٹھیک سے لٹایا اور اس کے پاس ہی بیٹھ کر اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔

وہ مانتا تھا اس سے غلطی ہوئی ہے لیکن ایزل اسے بہت بڑی سزا دینے جا رہی تھی جو وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اس کا موبائل رنگ ہوا آکف کو معلوم تھا کہ کس کی کال ہو گی

اس نے مسکرا کر کال اٹینڈ کی اور فون کان سے لگایا۔

ایزل کہاں ہے؟

فاخر کی سنجیدہ سی آواز آکف کے کانوں میں پڑی

میرے پاس میرے بہت قریب

آکف نے شرارتی لہجے میں کہا۔

آکف تم نے کچھ بھی ایسا نہیں کیا ہو گا کہ مجھے تمہیں اپنا دوست کہتے ہوئے شرمندگی محسوس ہو؟

فاخر کا اشارہ جس بات کی طرف تھا آکف اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

مبارک ہو میں نے تمہیں شرمندہ نہیں ہونے دیا اب تم اور رمان دونوں اچھے دوست ہونے کا ثبوت دو اور مولوی کو لے کر یہاں پہنچو اور رمان جانتا ہے میں اس وقت کہاں ہو سکتا ہوں

آکف نے اپنی بات کہہ کر فون بند کر دیا۔

اور دوبارہ میٹھی نظروں سے ایزل کو دیکھنے لگا۔

نایاب کوٹھے میں داخل ہوتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی سلمٰی بائی نایاب کو دیکھ کر حیران تھی۔

ان کو تو لگتا تھا کہ اب مہرو اور نایاب کبھی بھی کوٹھے کا رخ نہیں کریں گئیں۔

سلمٰی بائی کیسی ہیں آپ؟

تھوڑی دیر بعد نایاب اپنے پرانے حلیے میں سلمٰی کے سامنے موجود تھی۔

میں تو ٹھیک ہوں لیکن تجھے کیا ہوا؟ تو یہاں کیا کر رہی ہے؟ سلمٰی بے حیرانگی سے پوچھا

میرا اپنا کوئی گھر نہیں تھا اس لیے یہاں آگئی۔

نایاب نے سرد لہجے میں کہا

تیرا شوہر جانتا ہے کہ. تو یہاں ہے؟

سلمیٰ نے نایاب کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

اس کی بہن اسے بتادے گی اور میں تیار ہونے جارہی ہوں آج کا رقص میں کروں گی

نایاب نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

نایاب مجھے لگتا ہے تجھے اپنے گھر چلے جانا چاہیے

سلمیٰ نے کہا

اپنے گھر ؟نایاب کا انداز تمسخرانہ تھا

سلمیٰ بائی آپ بھی اچھی طرح جانتی ہے طوائف کا اپنا کوئی گھر نہیں ہوتا

نایاب نے تیکھے لہجے میں کہا اور اپنے کمرے میں تیار ہونے چلی گئی۔

سلمیٰ بائی نے نفی میں سر ہلایا

جیسے کہہ رہی ہو اس کا کچھ نہیں ہو سکتا

نایاب اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی اس نے ڈیپ ریڈ کلر کا گھیرے دار لمبا فراک زیب تن کیا بالوں کو جوڑے کی شکل میں قید کیے ہونٹوں پر سرخ لپ سٹک لگائے

بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی اسے لگ رہا تھا صائم نے اسے دھوکہ دیا ہے

غلطی صائم کی بھی تھی اسے بھی نایاب کو پہلے ہی ساری سچائی سے آگاہ کر دینا چاہیے تھا۔

اور کنزہ نے بے شک جھوٹ بولا لیکن یہ بات نایاب کو تو معلوم نہیں تھی۔

نایاب آئینے کے سامنے تیار کھڑی خود کے عکس کو دیکھ رہی تھی۔

اتنے میں کوئی آندھی طوفان بنا روم میں داخل ہوا نایاب آنے والے کی آہٹ سے ہی پہچان گئی تھی۔

صائم کا تو نایاب کو اس حلیے میں دیکھ کر خون کھول اٹھا تھا جب وہ گھر آیا تو آتے ہی فضا نے ساری بات اس بتا دی تھی۔

صائم کو غصہ تو بہت آیا لیکن خاموشی کے ساتھ گھر سے نکل گیا۔

اوراب نایاب کی پشت کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

صائم آگے بڑھااور نایاب کی نازک کلائی کو زور سے پکڑتے اس کا چہرہ خود کی طرف کیا۔

ایک پل کے لیے تو صائم کی نظریں بھی ساکت ہو گئی تھیں۔

لیکن جلد ہی اس نے اپنے جذبات پر قابو پالیا۔لگتا ہے تم اپنے اس بے ہودہ لباس کو کافی مس کر رہی تھی اس لیے یہاں چلی آئی۔

لیکن میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا تھا تم روم میں میرے سامنے اس بے ہودہ لباس میں آسکتی تھی۔

صائم نے طنزیہ لہجے میں کہتے نایاب کو ٹھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

اس کی پکڑ نرم تو ہر گز نہیں تھی۔

آپ مجھ سے کسی بھی قسم کا سوال پوچھنے کا حق کھو چکے ہیں بہتر یہی ہو گا مجھ سے دور رہ کر بات کریں۔

نایاب نے صائم کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

حق کی بات نا کرو نایاب ابھی تو میں نے تم پر کسی قسم کا حق جتایا نہیں ہے اگر جتانے پر آیا تو تم بھی مجھے روک نہیں سکو گی

تم اتنی جذباتی کیوں ہو؟ایک بار تو مجھ سے تم وجہ دریافت کرتی؟

لیکن تم نے ایک بار بھی میرے بارے میں نہیں سوچا اور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر یہاں آگئی کیوں؟

صائم نے نایاب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد مہری سے پوچھا

میرا شوہر اپنی بیوی کو وقت نہیں دیتا باہر اس نے دوسری شادی کی ہوئی ہے اور یہ سب جاننے کے بعد بھی میں رک کر آپ سے شادی کرنے کی وجہ معلوم کرتی پھرتی؟

وجہ کچھ بھی ہو

آپ مجھے طلاق دے دیں اور جایئے اپنی دوسری بیوی کے پاس نایاب نے بات ختم کرتے ہوئے اپنی نظروں کا زاویہ بھی تبدیل کر لیا پھر بوہ اپنی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو سامنے کھڑے شخص کو دکھانا نہیں چاہتی تھی۔

آج کے بعد اگر تم نے اپنے ان خوبصورت لبوں سے یہ گھٹیا لفظ ادا کیے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

جتنی جلدی ہو سکے میری اس بات کو اپنے چھوٹے سے دماغ میں بیٹھا لو

اور جہاں تک بات ہے میری دوسری شادی کی تو ایسا کچھ نہیں ہے کنزہ جھوٹ بول رہی تھی میری صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ میرے سامنے کھڑی ہے

صائم نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں کیسے مان لوں کہ آپ سچ بول رہے ہیں؟ جبکہ وہ لڑکی آپ کے سامنے آپ کو اپنا شوہر کہہ رہی تھی اگر وہ جھوٹ بول رہی تھی تو آپ نے اس کی بات کی نفی کیوں نہیں کی؟

نایاب نے صائم کو دیکھتے ہوئے مشکوک انداز میں پوچھا۔

بیگم صاحبہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا اور وہاں سے بھاگ گئی تو کیسے میں صفائی دیتا؟

صائم نے سنجیدگی سے کہا

اور جو آپ کچھ دنوں سے مجھے ٹائم بھی نہیں دے رہے تھے وہ کیا تھا؟

نایاب نے ایک اور شکوہ کرتے ہوئے کہا

اوہ تو میری بیوی کو ٹائم چاہیے تھا پہلے کیوں نہیں بولا تم نے

صائم نے شرارتی انداز میں کہا

آپ غلط سمجھ رہے ہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔

نایاب نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

چلو اس بارے میں گھر جا کر بات کرتے ہیں جاؤ چینج کر کے آؤ اور اگر دوبارہ تم نے اس جگہ قدم رکھا تو بہت برا پیش آؤں گا

صائم ایک پل میں سنجیدہ ہوا تھا۔

ٹھیک ہے نہیں رکھتی اس جگہ قدم لیکن اگر وہ لڑکی جھوٹ بول رہی تھی تو آپ اس کے ساتھ کیا کر رہے تھے اور اس نے آپ کو کال کر کے ڈنر پر کیوں بلایا؟

نایاب نے یاد آنے پر صائم کو دیکھتے ہوئے پوچھا

میں تمہیں گھر جاکر ساری حقیقت سے آگاہ کردوں گا مسزا بھی جاکر چینج کرلو ورنہ آپ کا معصوم شوہر بھٹک بھی سکتا ہے۔

صائم نے نایاب کے سرخ ہونٹوں پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے کہا

جس نے ناسمجھی سے صائم کو دیکھا

کیا مطلب ؟آپ......

اس سے پہلے نایاب اپنی بات پوری کرتی صائم نے اس کی بولتی اپنے طریقے سے بند کروائی تھی۔

تھوڑی دیر بعد صائم نایاب سے پیچھے ہٹا جو نظریں جھکائے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

مطلب سمجھ میں آگیا یا اور سمجھاؤں ؟

صائم نے نایاب کی ٹھوڑی کو اپنی ہاتھ کی دو انگلیوں سے اوپر کرتے ہوئے شرارتی انداز میں پوچھا۔

نہیں میں سمجھ گئی چینج کر کے کے آتی ہوں

نایاب نے ہڑبڑا کر کہا اور وہاں سے بھاگ گئی

صائم نے شکر کا سانس لیا تھا اور نایاب کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ جانتا تھا غلطی اس کی اپنی ہے اور پہلے وہ نایاب کو پیار سے سمجھانا چاہتا تھا۔نایاب سمجھ بھی گئی تھی

آکف یہ سب کچھ کیا ہے؟اس طرح تو ایزل تم سے مزید نفرت کرنے لگے گی۔ماں نے سامنے بیٹھے آکف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جانتا ہوں لیکن میں اس سے دور بھی نہیں رہ سکتا

اور وہ کم عقل لڑکی مجھ سے بدلہ لینے کے لیے نکاح کرنے والی تھی۔

اپنی زندگی خراب کرنے جا رہی تھی۔

میں مانتا ہوں اسے میں یہاں زبردستی لایا لیکن ایزل کو میں اس کی زندگی خراب بھی نہیں کرنے دے سکتا

ابھی تو اس نے غصے میں آکر فاخر سے نکاح کی بات کی اگر وہ بھی منع کر دیتا تو وہ باہر کسی سے مدد لیتی۔

اور تم اچھے سے جانتے ہو ہمارے معاشرے میں کس طرح کے لوگ موجود ہیں۔ میں نے سوچ لیا ہے میں ایک بار پھر ایزل سے بات کروں گا اگر وہ اب بھی مجھ سے نکاح نہیں کرنا چاہتی تو میں اس کے ساتھ زبردستی نہیں کروں گا اس کی خوشی مجھے زیادہ عزیز ہے لیکن اسے میں اپنی نظروں کے سامنے رکھوں گا بے شک وہ میرے نکاح میں نا رہے کم از کم میری نظروں کے سامنے تو رہے گی

آکف نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا

فاخر خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہا تھا

ویسے ایک بات تو پکی ہے

فاخر نے اکف کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا.

کیا؟ آکف نے ناسمجھی سے پوچھا ماں کی توجہ بھی فاخر کی طرف مرکوز تھی۔

باقی سب کا تو پتہ نہیں لیکن ایزل کی محبت نے تمہیں عقل مند ضرور بنا دیا ہے

فاخر نے ہنستے ہوئے کہا

اکف نے کھا جانے والی نظروں سے فاخر کو دیکھا ماں کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔

ایزل جسے تھوڑی دیر پہلے ہی ہوش آیا تھا

اور باہر آئی تھی لیکن آکف کی بات سن کر وہی دروازے پر رک گئی تھی۔

اس نے ٹھنڈے دماغ سے سوچا تھا اسے آکف سے زیادہ غلطی اپنے بھائی اور بھابھی کی لگی تھی۔

اور اب اسے آکف کی باتیں سن کر احساس ہوا تھا کہ وہ ایزل کو کس حد تک چاہتا ہے اور روم میں جو کچھ بھی آکف نے کہا وہ غصے میں کہا لیکن اس کے قریب نہیں آیا اگر وہ چاہتا تو ایزل کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

ایزل دوبارہ اسی کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ کچھ سوچتے ہی اس نے اپنے قدم دوبارہ اسی کمرے کی طرف بڑھا دیے جہاں وہ تینوں موجود تھے۔

میں آکف سے شادی کے لیے تیار ہوں

ایزل نے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہاں بیٹھے تینوں نفوس کو حیرت میں مبتلا کرتے ہوئے آرام سے کہا۔

آکف تو سمجھ نہیں آرہا تھا کیسا ریکشن دے

حیران تو مان اور فاخر بھی تھے۔

ٹھیک ہے میں ابھی مولوی کا انتظار کرتا ہوں فاخر نے ہوش میں آتے ہوئے کہا

پہلے آپ میری شرط سن لیں

ایزل نے سنجیدگی سے کہا

تمھاری ساری شرطیں مجھے منظور ہے

آکف نے چہکتے ہوئے جلدی سے کہا کہی ایزل منع ہی نا کردے۔

مجنوں پہلے لیلا کی شرط سن لے یہ نا ہو لینے کے دینے پڑ جائے

مان نے آکف کی خوشی پر بالٹی بھر پانی ڈالتے ہوئے کہا۔

آکف نے گھور کر مان کو دیکھا

میری شادی پورے رسم رواج سے ہوگی آپ کے گھر والے بھی اس رشتے سے مطمئن ہونے چاہیے پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں

ایزل کہہ کر خاموش ہو گئی۔

ہمارے گھر میں کسی کو بھی اس رشتے سے کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو گا

جیسا تم چاہتی ہو ویسا ہی ہو گا

مان نے ایزل کے سر ہر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے کہا۔

اور آکف تم ایزل کو لے کر گھر آ جانا مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔مان نے آکف کو. دیکھتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر ایک پل کے لیے بھی مسکراہٹ جانے کا نام نہیں لے رہی تھی آکف کو لگ رہا تھا اس نے ایزل کو کھو دیا ہے لیکن اللہ نے اس کی سن لی۔

اور دوسری بات مجھے اپنا بھائی ہی سمجھنا

میں ہمیشہ تمھارے ہر فیصلے میں تمھارے ساتھ ہی کھڑا رہوں گا اور اب میں چلتا ہوں

مان نے کہا اور فاخر کو بھی پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

دونوں کے جانے کے بعد ایزل نے ایک نظر آکف کو دیکھا میں نے آپ کو ابھی بھی معاف نہیں کیا اس لیے مجھ سے زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرنا۔

ایزل نے آکف کے کچھ کہنے سے پہلے ہی اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہااور کمرے میں اپنی چادر لینے چلی گئی۔

آکف بے چارہ ہکابکا وہی کھڑا ایزل کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

کیا زمانہ آگیا ہے جس سے شادی کرنے جا رہی ہیں میڈم اسی سے بات نہیں کر رہی

آکف نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہااور وہی بیٹھ کر ایزل کا انتظار کرنے لگا

شاہ صاحب اتنی نوازش کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟مان نے سامنے بیٹھے ریان شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ریان بنا کسی مطلب کے کسی کی بھی مدد نہیں کرتا لیکن تم نے میری کافی ہیلپ کی ہے اس لیے تھوڑی سی نوازش تو میں کر ہی سکتا ہوں

ریان نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا اس کا اشارہ سیٹھ سے روحی کو بچانے والی بات کی طرف تھا۔

مان کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔

سیٹھ واپس آگیا ہے اور ابھی بھی اس کی نظر تمھاری بیوی پر ہے جسے پانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔اور جانتے ہو اس بار اس کا ساتھ کون دے رہا ہے؟

شاہ نے تھوڑا مان کی طرف جھکتے ہوئے کہا

تمھارا بھائی علیدان ملک

اس بار وہ دونوں کچھ ایسا کرے گئے کہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا

اس لیے سنبھل کر رہنا

شاہ نے مان کو وارن کرتے ہوئے کہا۔

واہ شاہ جی آپ کو میری اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے؟

مان نے مسکراتی نظروں سے شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو شاید اس کا جواب پہلے سے جانتا تھا۔

تمھاری فکر کیوں ہونے لگی معارج ملک

میں بس یہ نہیں چاہتا کہ مہرو بیوہ ہو جائے اسے دکھی نہیں دیکھ سکتا

شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک کہہ رہے ہو اب بہنوں کی فکر بھائی کو نہیں ہو گی تو اور کس کو ہو گی۔

مان نے کافی کا کپ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا

مان کی بات سن کر ریان شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

معارج ملک میں کچھ باتیں کلئیر کرنا چاہتا ہوں۔

میں کوٹھے پر ضرور جاتا تھا لیکن اللہ گواہ ہے میں نے کبھی بھی مہرو کو غلط نظر سے نہیں دیکھا مجھے مہرو کو کوٹھے پر دیکھ کر دکھ ہوتا تھا اور جب مجھے اس کے ماضی کا پتہ چلا تو میرا دل کیا علیدان ملک کی جان لے لوں لیکن مہرو نے مجھے روک دیا۔ وہ کہتی تھی میں نے اپنا معاملہ اللہ پر. چھوڑ دیا ہے۔

اور جب تم. اس کی زندگی میں آئے تو علیدان کی وجہ سے مجھے تم سے بھی نفرت محسوس ہونے لگی تھی لیکن آہستہ آہستہ معلوم ہوا تم اپنے بھائی جیسے ہر گز نہیں ہو اور یہ جان کر مجھے دلی خوشی ہوئی تھی۔

مہرو کے ساتھ تمھارا نکاح ہوا تو میں بہت خوش تھا میں کوئی ایسا ہی شخص ہی مہرو کے لیے چاہتا تھا جو اسے سمجھے اس کا ساتھ دے۔

اور اب آتے ہیں مہرو کو بہن بنانے کی بات کی طرف تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں

شاہ نے ساری بات مان کو بتاتے ہوئے آخری بات شرارتی لہجے میں کہی

جس پر مان بھی مسکرا پڑا تھا۔

مان بہت پہلے ہی جان گیا تھا کہ شاہ اور مہرو صرف ایک دوسرے کے اچھے دوست ہیں لیکن آج شاہ کے منہ سے ساری بات سن کر مان کو سکون مل گیا تھا۔

تو شاہ صاحب آپ اپنی بہن سے ملنا نہیں چاہے گئے ؟

مان نے بھی شرارتی لہجے میں کہا

انشاءاللہ میں بہت جلد اپنی بیوی کے ساتھ تمھارے گھر آؤں گا۔

شاہ نے مان کے گلے لگتے ہوئے کہا جو جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تھا

ضرور میں انتظار کروں گا۔اور جہاں تک بات ہے علیدان اور سیٹھ کی تو زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے

مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا اور اللہ اپنے بندوں کی بہتر حفاظت کرنے والا ہے

مان نے مسکراتے ہوئے کہااور وہاں سے چلا گیا

بندہ اتنا بھی برا نہیں ہے جتنا میں سمجھتا تھا۔

شاہ نے اپنے کندھے کی چادر درست کرتے مسکرا کر کہااور خود بھی گھر کے اندر چلا گیا کیونکہ دونوں باہر لان میں بیٹھی تھے اسے گھر بھی جانا تھا روحی گھر میں اکیلی تھی۔

ماما میں ایک لڑکی کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ پلیز ان کے گھر میرا رشتہ لے کر جائے۔

عامر نے اپنی ماں کو کہا جو پہلے عامر کی بات سن کر حیران ہوئی پھر ان کی حیرانگی خوشی میں بدل گئی۔

کون ہے وہ لڑکی ؟ تمھارے پاس اس کی کوئی تصویر ہے ؟

عامر کے ماں نے بے تابی سے پوچھا

نہیں ماما میرے پاس اس کی کوئی تصویر تو نہیں ہے لیکن آپ کو اتنا بتا سکتا ہوں وہ علیدان کی کزن ہے

عامر نے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے کہا

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے علیدان سے تو میں کافی بار مل چکی ہوں اچھا لڑکا ہے

عامر کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا... اگر آپ کو اس کی کرتوتوں کا پتہ چل جائے تو کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کریں گئ

یہ بات عامر نے دل میں کہی تھی۔

عامر کی ماں بہت خوش ہوئی تھی کیونکہ وہ کافی وقت سے عامر کے پیچھے پڑی تھیں کہ شادی کر لو لیکن عامر ہمیشہ انکار کر دیتا اور اب عامر کا خود اپنے منہ سے شادی کا کہنا خوشی کے ساتھ حیرانگی کا باعث بھی تھا۔

میں آج ہی تمھارے ڈیڈ سے بات کرتی ہوں اور کل ہی اُن کے گھر چلتے ہیں عامر کی ماں نے مسکرا کر کہا

اور عامر سوچ میں پڑ گیا تھا کہ کومل کا کار دعمل ہو گا؟

مان مجھے نایاب سے ملنا ہے۔مان ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی روم میں آیا تھا اور آتے ہی مر وہ سے کھیلنے لگا تھا۔

مل لو جانِ من میں نے کب منع کیا۔مان نے مصروف سے انداز میں کہا۔

تو کیا میں ابھی جاؤ؟مہرو نے اجازت ملنے پر جلدی سے پوچھا

اب میرا مطلب یہ بھی نہیں تھا کہ تم ابھی اس سے ملنے چلی جاؤ

مان نے مہرو کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔جس کا چہرہ اتر سا گیا تھا۔

مان نے مروہ کو گود میں اٹھایا اور مہرو کے سامنے کھڑا ہو گیا

یارا ابھی تو میں گھر آیا ہوں تھوڑا سا وقت تو میرے ساتھ گزار لوں ابھی اگر مجھے کسی کی کال آگئی تو پھر سے جانا پڑ جائے گا. مان نے پیار سے مہرو ادا اس چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تو یہ آپ کی غلطی ہے آپ ہی پورا دن غائب رہتے ہو میں اکیلی کمرے میں بور ہو جاتی ہوں

مہرو نے منہ بسورتے ہوئے کہا اور ایسا کرتے ہوئے مان کو مہرو ایک چھوٹی سی بچی لگی تھی۔

بیوی تو صاف کہوں نا کہ تم میرے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہو مان نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

پھر شروع ہو گئے ابھی اپنا چھچھوڑا پن آپ زار سائیڈ پر رکھے

مہرو نے گھورتے ہوئے کہا۔

ڈارلنگ اگر مروہ میری گود میں نا ہوتی تو اچھی طرح تمہیں بتاتا کہ چھچھوڑا پن اصل میں ہوتا کیا ہے مان نے مہرو کی ناک کو کھنچتے ہوئے کہا

میرے پاس تمھاری بوریت دور کرنے کا ایک علاج بھی مان نے کچھ سوچتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

وہ کیا؟ مہرو نے حیرانگی سے پوچھا

کیوں نا مروہ کو ایک بھائی لا دیا جائے اگر بہن بھی آ جائے تو بھی کوئی مسئلہ نہیں تم کیا کہتی ہو؟ مان نے اس قدر سنجیدگی سے پوچھا کہ کچھ پل تو مہرو بھی سوچ میں پڑ گئی کہ مان نے کہا کیا ہے؟

لیکن جب اسے ماں کی بات سمجھ میں آئی تو شرم کے مارے اسکے گال لال ہو گئے تھے

آپ سچ میں چھچھوڑے ہیں

مہر و نے کہا اور وہاں سے بھاگ کر ڈریسنگ روم میں چھپ گئی یار ابھی تو میں نے کچھ کیا نہیں تم پہلے ہی شرمانے لگی ہو ماں نے پیچھے سے ہانکتے ہوئے کہا،

آپ کی ماما کتنی شرمیلی ہے آپ انہیں سمجھاتی کیوں نہیں میری پیاری سی میری گول گپی

ماں نے مروہ کو دیکھتے ہوئے پیار سے کہا جو اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولے ماں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

یہ کون ہے آکف؟

روبینہ بیگم نے حیرانگی سے آکف کے ساتھ سر جھکائے ایزل کو. دیکھتے ہوئے پوچھا

ماما یہ لڑکی ہے

آکف بے شرارت بھرے لہجے میں کہا

میں جانتی ہوں یہ لڑکی ہے لیکن یہ ہے کون؟

روبینہ بیگم نے آکف کو آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔

ماما یہ ایزل ہے۔

جس سے میں پاگلوں کی طرح محبت کرتا ہوں۔اور میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں

اگر آپ کو یا کسی کو بھی ایزل سے مسئلہ ہے تو مجھے ابھی بتادیں

تاکہ میں کوئی اور بندوست کرلوں

آکف نے روبینہ بیگم کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اپنے باپ کو بھی یہی سب بول دینا اگر انہوں نے تمھارے منہ پر ایک تھپڑ نا لگایا تو یہ کام میں کردوں گی۔کچھ زیادہ ہی بڑے ہوگئے ہو اور لگتا ہے بات کرنے کی تمیز بھی بھول چکے ہو۔

روبینہ بیگم نے آکف کو گھورتے ہوئے کہا۔

سوری موم لیکن

ڈیڈ کو تو آپ سنبھالیں گی

اور میں چاہتا ہوں میری شادی جلد از جلد ہو جائے وہ بھی پورے رسم رواج کے ساتھ

میں سوچ رہا ہوں آج ہی نکاح کی رسم. ادا کر لیتے ہیں اس کے بعد باقی کے سارے فنکشن کر لیں گئے

آکف نے جلد بازی میں اپنا پلان روبینہ کو بتاتے ہوئے خوشی سے کہا۔

اپنے باپ سے بات کر لینا

میں ان سے بات ہر گز نہیں کروں گی اور اگر مجھے ماں کی کال نا آتی تو تمھاری اس حرکت پر تمہیں اچھے سے سبق سکھاتی تمھارے ڈیڈ آتے ہی ہونگے ان سے بات کر لینا

اور آرزو بیٹا ایزل کو کمرے میں لے جاؤ روبینہ بیگم نے آرزو کو دیکھتے ہوئے کہا

جو ایزل کو کمرے میں لے گئی

موم آپ کو ایزل کے بارے میں معلوم تھا؟

آکف نے حیرانگی سے پوچھا جس طرح اکف کی بات کو روبینہ نے نارمل لیا اس سے آکف کو یہی لگا کہ اس کی ماں ایزل کے بارے میں پہلے سے جانتی ہے۔

مان نے بتایااور جو کچھ تم نے اس کے ساتھ کیاوہ سب کچھ بھی وہ مجھے بتاچکا ہے تمہیں زرا بھی شرم نہیں آئی ایزل کے کمرے میں جاتے وقت

اور جو تمہاری پیچھلے دنوں حالت تھی اب مجھے سمجھ آرہاوہ اس لڑکی کی وجہ سے تھی....

موم پلیز میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں

میں ایزل سے معافی مانگ چکاہوں پلیز آپ بھی اس بات کو یہی ختم کر دیں میں اُس وقت کو یاد نہیں کرناچاہتا۔اس وقت میں کس قدر تکلیف میں تھا میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔

میں سچ میں شرمندہ ہوں اور میں سب ٹھیک کر دوں گا

آکف نے روبینہ بیگم کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا جو آکف کی بات سن کر خاموش ہوگئی تھیں۔

میں تمھارے ڈیڈ سے بات کرتی ہوں

روبینہ بیگم نے کہااور وہاں سے جانے لگی

موم آپ مجھ سے ناراض ہیں؟

آکف نے بے بسی سے روبینہ بیگم سے پوچھا

تم سے ناراض نہیں ہوں میں بیٹا اور کبھی ہو بھی نہیں سکتی

لیکن آج وہ لڑکی اگر اپنے گھر والوں سے دور ہے تو صرف تمھاری وجہ سے اگر اس کے کردار پر انگلی اٹھائی گئی ہے تو صرف تمھاری نادانی کی وجہ سے

میں تم سے ناراض نہیں ہوں لیکن مجھے یہ سن کر دکھ ہوا کہ میرے بیٹے کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہے میرا بیٹا کسی کے آنسو کا باعث بنا ہے

روبینہ بیگم نے شرمندگی سے سر جھکائے آکف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

غلطی بھی تو انسان سے ہی ہوتی ہے موم مجھ بھی ہوئی ہے میرا یقین کریں میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا

آکف نے اپنی ماں سے زیادہ خود کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

اچھی بات ہے اور میں امید کرتی ہوں تمھاری شادی میں ایزل کا بھائی بھی آئے گا؟

روبینہ بیگم نے اکف کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جی انشاءاللہ آکف نے ہلکا سا مسکرا کر کہا

جس پر روبینہ بیگم بھی مسکرا پڑی تھیں اب میں ایزل کے پاس چلتی ہوں

روبینہ بیگم نے کہا اور وہاں سے چلی گئی

یہ سنبھالا ہے معارج ملک نے اس جیسے کمینے دوست سے اچھے تو دشمن ہیں

اکف نے اپنے تصورات میں ماں کا چہرہ لاتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا جس نے کہا تھا ایزل کو لے کر گھر جاؤ میں سب سنبھال لوں گا

روحی پریشانی کے عالم میں کمرے کے چکر لگا رہی تھی۔

جب کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا روحی ڈر کے مارے اچھل پڑی تھی اس نے ڈرتے ہوئے پیچھے مڑ کر دیکھا اور شاہ کو دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔

کیا ہوا؟

شاہ نے روحی کے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا

کچھ بھی نہیں آج آپ نے آنے میں زیادہ دیر نہیں لگا دی؟

روحی نے شاہ سے نظریں چراتے ہوئے کہا

بیگم صاحبہ ابھی تو آٹھ بجے ہیں

اور میں عموماً نو بجے آتا ہوں

تم مجھے مس کر رہی تھی شاہ نے روحی کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے پوچھا

میں کیوں آپ کو مس کروں گی؟

روحی نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا

تم نا سہی لیکن میں تمہیں بہت مس کر رہا تھا شاہ نے روحی کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا۔

شاہ آپ کو بھوک نہیں لگی؟روحی نے شاہ سے الگ ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا

ہاں بہت لگی ہے

میں کھانا لاتی ہوں

روحی نے معصومیت سے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے بھوک ضرور لگی ہے لیکن آج میں تمہیں کھانے کا ارادہ رکھتا ہوں

شاہ نے شرارتی لہجے میں کہا

ک کیا مطلب روحی نے شاہ کو دیکھتے گھبرا کر کہا۔

چلو بتاتا ہوں شاہ نے بنا روحی کو سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔

شاہ کیا کر رہے ہیں؟میں گر جاؤں گی

روحی نے شاہ کا کالر پکڑتے ہوئے چلا کر کہا

فکر مت کرو جب تک میں تمھارے ساتھ ہوں کبھی تمہیں گرنے نہیں دوں گا

شاہ نے روحی کے چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

شاہ کے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا کہ روحی خاموش ہو گئی تھی۔

شاہ نے کہتے ہی اپنے لب روحی کے ماتھے پر رکھ دیے اور آرام سے اسے بیڈ پر لیٹا یا روحی نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

شاہ نے مسکرا کر روحی کی بند آنکھوں کو دیکھا اور باری باری اپنے لب اس کی آنکھوں پر رکھے

شاہ.... روحی نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاید نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش کروا دیا۔

آج میں تمھارا کسی قسم کا بہانا نہیں سنو گا اس لیے خاموش رہو۔

شاہ نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا اور روحی پر جھکتا چلا گیا جس نے دوبار بولنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

قسمت دور کھڑی اداسی سے دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔آنے والے وقت شاید دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والا تھا جس سے دونوں ہی لا علم تھے

ماما کو معلوم ہے ؟نایاب نے گھر میں داخل ہوتے ہی صائم سے پوچھا

نہیں صائم نے سنجیدگی سے کہا نایاب نے سکون کا سانس لیا

صائم اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اور نایاب بھی اس کے پیچھے ہی تھی۔

صائم نے نایاب کو دیکھا جو اس ہی دیکھ رہی تھی صائم نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جو اس کے سامنے ہی بیٹھ گئی تھی

صائم نے ایک گہری سانس لیتے اپنی بات کا آغاز کیا

میرے ڈیڈ کا قتل ہوا تھا۔

ان کی موت حادثاتی بلکل بھی نہیں تھی بلکہ ان کا ایکسیڈنٹ کروایا گیا تھا۔

نایاب دم سادھے صائم. کو دیکھ اور سن رہی تھی۔

ان کے پارٹنر ریاض نے ان کا ایکسیڈنٹ کروایا تھا تاکہ وہ پوری کمپنی کا اکیلا مالک بن سکے ریاض اور ڈیڈ کا کسی بات کو لے کر جھگڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے وہ ڈیڈ سے دھوکے کے ساتھ کچھ پیپرز پر سائن کروا چکا تھا میں اس وقت گیارہ سال کا تھا۔ڈیڈ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے ریاض کو پولیس کی دھمکی دی اور عدالت میں لے جانے کا کہا پولیس کے ڈر سے ریاض نے ڈیڈ کا ایکسیڈنٹ کروا دیا۔

کنزہ ڈیڈ کے پارٹنر ریاض کی بیٹی ہے جس کے نام پر اب میرے ڈیڈ کی کمپنی ہے۔

خالو جان نے ماما کو بہت سمجھایا کہ ہم پولیس کے پاس جاتے ہیں ریاض پر کیس کرتے ہیں لیکن نا جانے کیوں ماما ہمیشہ منع ہی کرتی آئی شاید ان کو ڈر تھا کہ ریاض ان کے بچوں کو کوئی نقصان نا پہنچا دے

اس لیے خاموش تھیں لیکن میں نے ڈیڈ کی ڈائری پڑھی تھی جس میں انہوں نے سب کچھ لکھا تھا اور میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ اپنے ڈیڈ کی کمپنی کو میں واپس لے کر رہو گا۔

اور میرا کام ریاض کی بیٹی کنزہ نے آسان کر دیا اس نے مجھے کسی پارٹی میں دیکھا تھا اور میری دیوانی ہو گئی اور میں نے بھی اس بات کا فائدہ اٹھایا۔

اب میں اپنے مقصد کے بہت قریب ہوں نایاب کل مجھے کنزہ کمپنی کے سارے پیپرز لا دے گی اور ایک بار وہ مجھے پیپرز لا دے اس کے بعد میں کنزہ کے باپ کو بھی دیکھ لوں گا

وہ مجھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے جس کی ہامی میں نے بھی بھر لی تھی نکاح کی ڈیٹ آج سے تین دن بعد کی ہے لیکن میرا کل کام ہو جائے گا۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں نایاب اور تمہیں دھوکا دینے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا

مجھے کمپنی کا لالچ نہیں ہے اللہ نے مجھے میری محنت کا پھل دیا ہے میں بہت خوش ہوں لیکن وہ کمپنی میرے ڈیڈ کی ہے جس پر اس گھٹیا آدمی نے زبردستی قبضہ کیا اب میں بھی اس کے ساتھ وہی کروں گا جو اس نے میرے ڈیڈ کے ساتھ کیا۔

صائم نے نایاب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے غصے سے کہا

کیا آپ بھی اس کا ایکسیڈنٹ کروا دیں گئے ؟

نایاب نے بے یقینی سے صائم کو دیکھتے ہوئے پوچھا جس پر نا چاہتے ہوئے بھی صائم مسکرا پڑا تھا۔

نہیں میری جان میں اس آدمی سے صرف کمپنی واپس لینا چاہتا ہوں اور اس گھٹیا انسان کی جان لینے کا میرا کوئی ارادہ نہیں

میرے ڈیڈ نے کمپنی کو زمین سے اٹھا کر آسماں تک پہچادیا تھا اور ریاض جس کے کمپنی میں دس پرسنٹ شئیرز تھے پوری کمپنی پر قبضہ جما کر بیٹھ گیا

لیکن اب میں اپنے ڈیڈ کی کمپنی واپس لے کر ہی سکون سے بیٹھوں گا

صائم نے پر عزم لہجے میں کہا۔

ایم سوری صائم

نایاب نے صائم کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے شرمندگی سے کہا

مجھے تمھاری سوری نہیں چاہیے بیگم صاحبہ

صائم نے سنجیدگی سے کہا

تو کیا چاہیے ؟نایاب نے صائم کو دیکھتے ہوئے نا سمجھی پوچھا

-

جو مجھے چاہیے میں خود ہی لے لوں گا

تم بس اپنی آنکھیں بند کرلو صائم نے نایاب کے ہونٹوں پر اپنی نظریں مرکوز کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

نایاب ابھی بھی نا سمجھی سے صائم کو دیکھ رہی تھی صائم نے نایاب کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور نایاب کے رخسار پر اپنے لب رکھ دیے۔

نایاب صائم کے لمس سے ایک دم کانپ سی گئی تھی۔

یہی عمل صائم نے نایاب کی دوسری گال پر دہرایا اور اس کی آنکھوں سے ہاتھ پیچھے کر کر لیا جو ابھی بھی اپنی آنکھیں زور سے بند کیے بیٹھی تھی۔

صائم نایاب کے سرخ ہوتے گال دیکھ کر قہقہہ لگائے ہنسنے لگا تھا۔

نایاب نے اپنی آنکھیں کھولی اور بنا صائم کے چہرے کو دیکھے اس کے سینے میں منہ چھپا لیا۔

صائم نے پیار سے نایاب کے بالوں پر لب رکھے اور ان میں اپنی انگلیاں چلانے کے ساتھ کل کے بارے میں بھی سوچنے لگا۔

علیدان گھر واپس آگیا تھااور اس کی واپسی کا صرف رابعہ کو ہی علم تھا۔

شاداب ملک سے باہر گئے تھے اور معارج بھی گھر پر موجود نہیں تھا۔

رابعہ تو علیدان کو اتنے دنوں بعد دیکھ کر خوشی سے پاگل ہونے کو تھی۔

ماما گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟

علیدان نے ارد گرد دیکھتے ہوئے پوچھا

تمھارے جانے کے بعد اسی طرح گھر میں خاموشی رہتی ہے

تم بیٹھو میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں پھر دونوں ڈھیر ساری باتیں کریں گئے

رابعہ بیگم نے علیدان کو۔ دیکھتے ہوئے پیار سے کہااور کچن میں کی طرف چلی گئی۔

مہروجو مروہ کے لیے دودھ لینے کچن کی طرف جارہی تھی علیدان ملک کو دیکھ کر شوکڈ ہوئی وہی علیدان کے چہرے پر مسکراہٹ آگئ تھی۔

کیسی ہو ڈارلنگ ؟علیدان نے مہرو کو دیکھتے ہوئے لوفرانہ انداز میں پوچھا

لیکن مہرو خاموشی سے علیدان کو گھور رہی تھی

ویسے ماننا پڑے گا

تمھارا شوہر سچ میں قابل تعریف ہے۔ایک طوائف پر اس قدر بھروسہ کرتا ہے

علیدان نے اپنی پیچھلی بات کا حوالہ دیتے ہوئے متاثر کن لہجے میں کہا اسے پوری امید تھی کہ اس بار مان اور مہرو میں ضرور لڑائی ہو گی لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا

علیدان کو کافی حیرت بھی ہوئی تھی۔

مہرو علیدان کی بات کو اگنور کیے وہاں سے جانے لگی کہ علیدان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس بار مہرو غصے میں مڑی اپنا ہاتھ علیدان کے ہاتھ سے جھٹک کر ایک زوردار تھپڑ اسے دے مارا۔ابھی علیدان پہلے تھپڑ سے ہی نہیں سنبھلا تھا کہ مہرو نے دوسرا تھپڑ بھی اسے دے مارا۔

یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ علیدان کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔

علیدان نے خونخوار نظروں سے مہرو کو دیکھا جو آنکھوں میں نفرت لیے علیدان کو دیکھ رہی تھی۔

آئندہ اگر مجھے اپنے ناپاک ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو تمھارے ہاتھ توڑ دوں گی۔

مہرو نے حقارت سے علیدان کو دیکھتے ہوئے تنبیہ کرتے کہا۔

تمھاری اتنی ہمت علیدان نے کہتے ہی مہرو کو بالوں سے دبوچا اس کی پکڑ اتنی سخت تھیں کہ مہرو چیخ پڑی تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟

مقابل کی کرخت آواز نے علیدان کو گھبرانے پر مجبور کر دیا تھا.....

علیدان نے مہرو کے بالوں کو چھوڑا اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

مہرو اپنے کمرے میں جاؤ شاداب ملک نے سرد لہجے میں علیدان کو دیکھتے ہوئے کہا

مہرو وہاں سے بھاگنے والے انداز میں اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

مجھے لگا تھا تم سدھر چکے ہو گے لیکن افسوس تمھارے جیسا انسان کبھی نہیں سدھر سکتا۔

اور اب میری ایک بات کال کھول کر سن لو اگر تم نے ماں اور مہرو کی زندگی میں زہر گھولنے کی کوشش کی یا ان دونوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو تمہیں اپنی جائیداد سے عاق کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤں گا۔

اگر آج تم اس گھر میں . کھڑے ہو تو اپنی ماں کی وجہ سے اور کوشش کرنا میرے سامنے تو بلکل بھی مت آنا

شاداب ملک نے ایک ایک لفظ چبا کر تنبیہ کرتے ہوئے علیدان کو کہا اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئے۔

پیچھے کھڑی رابعہ بیگم کو بھی انہوں نے ایک نظر دیکھنا گوارا نا سمجھا

رابعہ بیگم شاداب کی ساری باتیں ان چکی تھیں۔

علیدان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

بیٹا تم پریشان مت ہوا بھی وہ تھوڑا غصے میں ہیں

رابعہ بیگم نے علیدان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ان کا بھی کچھ کرنا پڑے گا

یہ بات علیدان نے دماغ میں سوچی تھی

جانتا ہوں موم

چھوڑیں آپ ہم دونوں باتیں کرتے ہیں علیدان نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اپنے باپ کے ساتھ اب کیا کرنا ہے اس لیے تھوڑا مطمئن تھا۔اور پھر اپنی ماں کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا

برخوردار کیا گل کھلا کر آرہے ہو؟ عظیم نے آکف کے کندھے پر. ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

مان نے آپ کو بھی سب بتادیا؟آپ بھی پہلے ڈانٹ لیں میں سن رہا ہوں پھر آرام سے بات کرتے ہیں۔

آکف نے گہری سانس لیتے خود کو عظیم صاحب کی ڈانٹ کے لیے تیار کرتے کہا۔

ایسا کیا کیا تم نے جو مجھے بھی معلوم ہونا چاہے تھا؟

عظیم صاحب نے خشمگیں نظروں سے اکف کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ڈیڈ ماما نے آپ کو ایزل کے بارے میں کچھ نہیں بتایا؟

آکف نے حیرانگی سے عظیم صاحب کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ایزل کی ماں روبینہ کی فرینڈ تھی ایزل کے ماں باپ کی کار ایکسیڈنٹ میں دیتھ ہو گئی تھی ایک بھائی ہے جو شادی کے بعد الگ ہو گیا۔اس لیے تمھاری ماں ایزل کو اپنی اپنے ساتھ لے آئی کیونکہ وہ اسے اپنی بہو بنانا چاہتی ہے تمہیں کوئی اعتراض ہے؟ عظیم صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا۔

نہ نہیں مجھے تو کوئی پرابلم نہیں ہے آکف نے جلدی سے کہا اسکا مطلب مان یا روبینہ بیگم نے عظیم صاحب کو کچھ نہیں بتایا تھا

آکف نے شکر کا سانس لیا۔

تمھاری ماں چاہتی ہیں جلد ہی شادی کر دی جائے تو ایک بار میں ایزل سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں اگر وہ بھی راضی ہے تو شادی میں زیادہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے

عظیم صاحب نے مسکرا کر کہا۔

جی جیسی آپ کی مرضی

آکف نے نظریں جھکا کر فرمانبرداری سے کہا

عظیم صاحب کے جاتے ہی آکف کو اپنی ماں پر ڈھیروں پیار آیا۔

مہرو مجھے ایک بات بہت پریشان کر رہی ہے جتنا میں اُس سوچ سے دور بھاگتا ہوں وہ اتنی ہی میرے قریب آتی ہے

اور پلیز مجھے غلط مت سمجھنا اپنے دماغ میں مچل رہے سوال کا صرف جواب چاہتا ہوں میرا مقصد تمہاری تکلیف دینا بلکل بھی نہیں ہے۔

مان نے مہرو کا ہاتھ پکڑ کر اسے خود کے سامنے کھڑا کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

مہرو نے ناسمجھی سے مان کو دیکھا جیسے بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو۔

میں نے سنا تھا کہ انسان اپنے پہلے پیار کو کبھی نہیں بھولتا کیا یہ سچ ہے؟

مان نے مہرو کے چہرے پر اپنی نظریں گاڑھتے ہوئے بے تاثر لہجے میں پوچھا

مہرو ایک سیکنڈ میں بات کی تہہ تک پہنچی تھی

جی بلکل ٹھیک سنا ہے آپ نے

مہرو نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے کہا۔

کیوں نہیں بھول سکتا انسان اپنے پہلے پیار کو؟

اگر پہلی محبت نے انسان کو دکھ تکلیف اور ذلت کے سوا کچھ نا دیا ہو تو کیا پھر بھی وہ شخص اسے یاد رہتا ہے؟

ماں نے بے بسی سے مہرو کو دیکھتے ہوئے پوچھا

مہرو بھی ماں کو پریشان دیکھ کر سنجیدہ ہو گئی تھی۔

ماں میں جانتی ہوں کہ آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں محبت بے شک زندگی میں ایک بار ہوتی ہے لیکن اگر وہ انسان ایک بار دل سے اتر جائے تو پھر کتنی بھی کوشش کر لو وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا جس پر وہ پہلے فائز تھا۔

اور میں نے بھی یہی سنا تھا کہ انسان اپنی پہلی محبت کو نہیں بھولتا لیکن مجھے لگتا ہے یہ سراسر غلط ہے باقیوں کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن میں ایسی محبت پر لعنت بھیجتی ہوں اگر مجھے ایسے انسان سے محبت ہوتی جو میری تکلیف کا باعث بنا ہوتا تو میں دوبارہ اسے دیکھنا بھی گوارا نا کرتی

اور ایک بات معارج ملک مہرو نے ماں کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جہاں ہلکی سی نمی تیر رہی تھی۔ماں ہمیشہ ہی مہرو کے معاملے میں خود کو بے بس محسوس کرتا تھا۔اور اب بھی شاید وہ یہ سوال پوچھ کر خود کو مزید تکلیف میں دھکیل چکا تھا۔لیکن اسے نہیں پتہ تھا مہرو اس کی تکلیف ہمیشہ کے لیے دور کرنے والی ہے

مجھے آپ کے بھائی سے محبت تو ہرگز نہیں تھی

اور نا ہی میں نے کبھی اس بات کو تسلیم کیا کہ میں آپ کے بھائی سے محبت کرتی ہوں۔

محبت اور پسند میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے اگر ہم کسی کو پسند کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ہم محبت میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں

مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا

تم سچ کہہ رہی ہو؟

مان نے مہرو کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتے ہوئے بے تابی سے پوچھا

یقیناً آپ کو علیدان نے ہی کہا ہو گا کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں اس لیے آپ پریشان تھے؟

مہرو نے مسکرا کر پوچھا

مجھے اس کے کچھ کہنے یا نا کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا

تم اب میری بیوی ہو اور کبھی میں تمہیں خود سے الگ نہیں کروں گا

چاہیے کچھ بھی ہو جائے

لیکن یہ سوال مجھے پریشان کر رہا تھا

اس لیے پوچھ لیا اگر نا پوچھتا تو.......

مان نے بات کو ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اور آج اسے یہ جان کر دلی خوشی ہوئی تھی کہ مہر وعلیدان سے محبت نہیں کرتی۔ ورنہ وہ یہی سمجھتا آیا تھا کہ مہر وعلیدان سے محبت کرتی تھی۔

مجھے برا بلکل بھی نہیں لگا اور یہ تو اچھی بات ہے جو بات آپ کو پریشان کر رہی تھی وہ آپ نے مجھ سے ڈسکس کی

مہر و نے مسکراتے ہوئے کہا

تو ابھی تک تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہوئی

مان نے شرارتی انداز میں مہر و کے چہرے پر آتے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔

نہیں

مہر و نے کھلکھلاتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگی۔

مان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکتے اس کا رخ خود کی طرف کیا۔

جب بھی کرنا مجھ سے ہی کرنا اور دیکھ لینا میں تمہیں خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دوں گا اور ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب تم اپنے خوبصورت ہونٹوں سے اظہارِ محبت کروں گی۔

مان نے مہرو کے ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سلاتے خمار آلود لہجے میں کہا۔

مان وہ علیدان واپس آ گیا ہے۔

مہرو نے پریشانی سے کہا۔

جانتا ہوں آج میں ڈیڈ سے بات کرتا ہوں ہم لوگ کل ہی اس گھر سے چلے جائے گئے۔

مان نے کہتے ہی مہرو کے بالوں میں منہ چھپا لیا۔

مان

مہرو نے مان کو پکارا

ہمم مان نے مہرو کی گردن پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتے بہکے انداز میں کہا۔

مر وہ اُٹھ گئی ہے

مہرو نے بیڈ پر لیٹی مر وہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی بھی سو رہی تھی

سیریسلی؟

مان نے مہرو سے الگ ہوتے ایک آبرو اچکاتے ہوئے پوچھا

ہاں وہ اُٹھی تھی لیکن اب پھر سے سو گئی مہرو نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے اپنے خشک ہونٹوں کو تر کرتے ہوئے کہا

مان کی نظر مہرو کے ہونٹوں پر ٹھہر گئی تھی

مان مہرو نے مان کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن مان نے اپنے طریقے سے مہرو کی بولتی بند کروائی تھی۔

مہرو نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لیں تھیں۔

تھوڑی دیر بعد مان خود ہی مہرو کی حالت پر ترس کھاتے ہوئے اس سے الگ ہوا جو سرخ چہرہ لیے گہرے سانس لے رہی تھی۔

تم تو بہت ٹیسٹی ہو۔مان نے مہرو کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔

مہرو نے شرم اور خفت کے مارے مان کے سینے میں منہ چھپالیا۔

مان کا قہقہہ بے ساختہ کمرے میں گونجا تھا

مہرو نے مان کو گھور کر دیکھا اور ایک نظر پیچھے لیٹی مروہ پر بھی لاڈلی جو زرا سا کسمکا کر پھر سے سو گئی تھی۔

سوری مان نے مہرو کے کان کے پاس کہا اور اس کی کمر پر اپنی گرفت مزید سخت کرتے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

مہرو نے مان کے کندھے پر سر رکھے سکون سے آنکھیں موندلیں تھیں

تمھیں کیا ہوا؟ قاسم شاہ نے سوہا کو دیکھتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا

آپ کے بیٹے کی کرم نوازی ہے

سوہا نے غصے سے کہا

شکر کرو تمھارا باپ یہاں نہیں ہے ورنہ اسے کیا جواب دیتی؟

قاسم شاہ نے سنجیدگی سے کہا

میں نے سوچ لیا ہے اس بار میں روحی کو نہیں چھوڑوں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے

میری حالت کی ذمہ دار صرف اور صرف وہ دو ٹکے کی نوکرانی ہے

سوہا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

تم فکر مت کرو اس بار میں نے ایسا پلان بنایا ہے کہ شاہ خود روحی کو طلاق دے گا

اور اس بار میرا پلان برباد نہیں ہو گا اس بات کا مجھے پورا یقین ہے

قاسم شاہ نے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا

آپ کچھ بھی کر لیں

شاہ کبھی بھی روحی کو طلاق نہیں دے گا

سوہانے طنزیہ لہجے میں کہا

شاہ میرا بیٹا ہے کبھی بھی اس لڑکی کے ساتھ نہیں رہے گا جس نے اس کے باپ کا قتل کیا ہو

قاسم شاہ نے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے عام سے لہجے میں کہا

کیا مطلب ؟ سوہانے آنکھیں پھاڑے پوچھا

تو قاسم شاہ اپنا پلان سوہا کو بتانے لگا جسے سن کر اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی تھی۔

صبح جب شاہ کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے پہلو میں لیٹی روحی کو دیکھا

جو. شاہ کی شرٹ میں اس کے سینے پر سر رکھے پورے حق سے نیند کے مزے لوٹ رہی تھی۔

شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئ۔

روحی

شاہ نے روحی کے چہرے سے بال پیچھے کرتے اس کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے اس پکارا۔

روحی یار آج ہم . نے گھر جانا ہے تمہیں بتایا تھا اب اُٹھ جاؤ

شاہ نے روحی کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہا

لیکن روحی میڈم زرا سا کسمکا کر پھر سے سو گئی

شاہ کو شرارت سوجھی اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا اور پورا روحی پر انڈیل دیا۔

روحی ایک بدم ہڑ بڑا کر اُٹھ بیٹھی تھی

کیا ہوا؟

روحی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں پوچھا

ہوا تو کچھ نہیں لیکن بارش شروع ہو گئی ہے

شاہ نے اس قدر سنجیدگی سے کہا کہ روحی اپنے ارد گرد دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔

لیکن شاہ میں تو کمرے میں ہوں اور یہاں بارش کیسے ہو سکتی ہے؟روحی نے ناسمجھی سے پوچھا لیکن جب اس نے شاہ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو اسے پوری بات سمجھ میں۔ آ گئی۔

شاہ آپ بہت برے ہیں روحی نے اپنی بھیگی شرٹ کو دیکھتے منہ بسوڑتے ہوئے کہا

ہاں جانتا ہوں

اب جلدی سے اٹھ جاؤ اور تیار ہو جاؤ

شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور واشروم کی طرف چلا گیا۔

روحی ابھی بھی منہ پھلائے بیٹھی تھی اور سوچ رہی تھی شاہ سے بدلہ کیسے لیا جائے۔کیونکہ سکون سے وہ بیٹھنے والی تھی نہیں اور شاہ نے اس پر پانی گرا کر اپنے گلے مصیبت ڈال لی تھی۔

السلام علیکم انکل

ایزل نے نظریں جھکا کر عظیم صاحب کو سلام کیا جنہوں نے جواب دینے کے بعد ایزل کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

روبینہ بیگم بھی عظیم صاحب کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔

بیٹا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی

روبینہ نے آپ کو بتایا ہی ہو گا شادی کے بارے میں وہ آپ کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔

عظیم صاحب نے بات کا آغاز کرتے ہوئے مزید کہا۔

آکف بہت سلجھا ہوا لڑکا ہے ہاں تھوڑا شرارتی ضرور ہے کبھی کبھار کچھ ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہیں لیکن دل کا برا نہیں ہے۔

ظاہر سی بات ہے میں باپ ہوں اپنے بیٹے کی تعریف ہی کروں گا لیکن آپ کو اتنا یقین ضرور دلا سکتا ہوں کہ اس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں میں کبھی آنسو نہیں آئے گا۔

اگر آپ کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے تو کیا ہم شادی کی بات فائنل کر لیں شام تک آپ کے بھائی اور بھابھی بھی آجائے گئے پھر مل کر شادی کی تاریخ رکھ لیں گئے اور آج چھوٹی سی منگنی کی رسم بھی ادا کر دے گئے۔

عظیم صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

اپنے بھائی کے ذکر پر ایزل نے روبینہ بیگم کی طرف دیکھا جنہوں نے آنکھوں سے اس حوصلے دیتے ہوئے مسکرا پڑی تھی۔

انکل آپ اور بھائی کو جیسے بہتر لگے اور مجھے اس شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے

ایزل نے نظریں جھکا کر جواب دیا۔

خوش رہو

عظیم صاحب نے ایزل کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور خود اٹھ کر وہاں سے چلے گئے۔

ایزل نے روبینہ بیگم کی طرف دیکھا جو مسکرا رہی تھیں انہوں نے پہلے ہی اپنی بنائی ہوئی سٹوری ایزل کو سنادی تھی

بھائی کیا سچ میں آرہے ہیں؟

ایزل نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا

ہاں بلکل تمھارا بھائی آرہاہے آکف نے بات کرلی تھی اوران کی ساری غلط فہمیاں بھی دور لردی تھیں۔

اب تم روم میں جاؤاوراچھے سے تیار ہو جاؤکچھ دیر تک تمھارا بھائی بھی آتاہی گا

اور آرزو تمھاری تیار ہونے میں بھی مدد کردے گی۔

روبینہ بیگم نے ایزل کو. دیکھتے ہوئے کہا۔

جی ایزل نے خوشی سے کہااوراُٹھ کرروبینہ بیگم کے گلے لگ گئی پہلے تووہ حیران ہوئی پھر مسکراپڑی۔

آپ بہت اچھی ہیں

ایزل نے روبینہ کے گلے لگے ہی کہا۔

اور مجھے توبہوئیں بھی بہت اچھی ملی ہیں

روبینہ بیگم نے ایزل کاماتھاچومتے ہوئے کہاجس پرایزل آج دل سے مسکرائی تھی۔

بے شک آکف سے شادی کرنے کافیصلہ بلکل درست تھااوراب سب کچھ ٹھیک ہورہاتھا۔

بیٹا آکف کو بھی معاف کر دینا میں نے اسے دیکھا کس طرح وہ تمھارے لیے رویا ہے تڑپا ہے اب اسے مزید سزا مت دینا میں جانتی ہوں اُس سے غلطی ہوئی ہے اور یقین کرو وہ سزا بھی بھگت چکا ہے۔

اب مزید اسے سزا مت دینا روبینہ بیگم نے ایزل کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے التجا کرتے ہوئے کہا۔

آنٹی میں نے پہلے سوچا تھا اسے تکلیف دوں گی لیکن جب میں نے ٹھنڈے دماغ سے سوچا تو مجھے زیادہ غلطی آکف کی لگی بھی نہیں اور میں نے اسی وقت اسے معاف کر دیا تھا شادی ہونا یا نا ہونا یہ تو قسمت کی بات تھی لیکن میں اسے پہلے ہی معاف کر چکی تھی۔ شکر ہے وقت رہتے مجھے عقل آگئی ورنہ جو میں کرنے جا رہی تھی اُس پر مجھے پچھتاوا ہونا تھا

ایزل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے اور اب جاؤ جلدی سے تیار ہو جاؤ

روبینہ بیگم نے کہا اور یہ جان کر انہیں خوشی ہوئی تھی کہ ایزل آکف کو معاف کر چکی ہے۔

ایزل وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی روبینہ بیگم بھی کچن کی طرف چلی گئی تھی ایزل کے بھائی کے علاوہ شاداب صاحب اور کوثر کی فیملی نے بھی آنا تھا۔

جلدی تیار ہو جاؤ ہمیں آکف کی طرف جانا ہے

مان نے روم میں داخل ہوتے مہرو کو کہااور نظریں موبائل کی سکرین پر مرکوز تھیں

خیریت ؟

مہرو نے حیرانگی سے پوچھا

ہاں آکف کی منگنی ہے آج

اور جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ لڑکا شادی کے لیے جتنا بے تاب ہے اگلے تین دنوں تک ہی اس کی شادی ہو جانی ہے

مان نے ہنستے ہوئے کہا۔

اچھاٹھیک ہے آپ مروہ کے پاس بیٹھ جائے میں تیار ہو کر آتی ہوں

مہر و نے سوئی ہوئی مروہ کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر یاد آنے پر مڑ کر دوبارہ مان کے سامنے آ کھڑی ہوئی جس کی توجہ بھی بھی موبائل پر مرکوز تھی۔

آپ نے ڈیڈ سے بات کی؟

نہیں یار ڈیڈا بھی گھر پر نہیں ہیں میں اُن سے بات کر لوں گا۔

اور تم ایسا کرو تھوڑا بہت سامان پیک کر لو میں تمہیں چاچو کی طرف چھوڑ دوں گا شادی تک تم وہی رہنا آرزو اور نایاب دونوں ہو گئیں تم بھی بور نہیں ہو گی۔

پھر آکف کی شادی ہوتے ہی ہم دوسرے گھر شفٹ ہو جائے گئے میں ڈیڈ سے بھی بات کر لوں گا۔

مان نے ایک سیکنڈ میں سارا پلان ترتیب دیتے ہوئے کہا

لیکن مان ابھی تو آکف کی منگنی ہو رہی ہے شادی کی ڈیٹ پتہ نہیں کب کی ڈیسائیڈ ہوتی ہے اتنے دن میں وہاں کیسے رہ سکتی ہوں

مہر و نے کچھ پریشانی سے کہا۔

میں نے کہا نا آکف کو شادی کی بہت جلدی ہے اور دوسرا حالات بھی کچھ ایسے ہیں اسی ہفتے میں اُس کی شادی ہو جانی ہے

اور تیسری بات تم جتنے مرضی دن وہاں رہ لو کسی کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا اور اب جاؤ تیار ہو جاؤ۔

ماں نے مہرو کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا جو اثبات میں سر ہلا کر تیار ہونے چلی گئی ماں وہی مروہ کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

صائم کنزہ کا کیا بنا؟

نایاب نے صائم سے پوچھا جو کافی خوش نظر آرہا تھا۔

نایاب جیسا میں چاہتا تھا ویسا ہی ہوا کنزہ سارے پیپرز لے آئی تھی اور رات اس نے مجھے اپنے باپ سے بھی ملوایا اور بس میں اُس گھٹیا انسان کے تاثرات دیکھنا چاہتا تھا اور جانتی ہوں جب میں نے اسے سچائی بتائی تو اس کی حالت دیکھنے لائق تھی

صائم نے خوشی سے کہا۔

لیکن صائم ان سب میں کنزہ کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔

نایاب نے صائم کی ساری بات سننے کے بعد کہا

ایک تو مجھے تمھاری بھی سمجھ نہیں. آتی پہلے تم ہی کنزہ سے جیلس ہو رہی تھی اب تمھارے دل میں اس کے لیے ہمدردی پیدا ہو رہی ہے؟

صائم نے سنجیدگی سے کہا

صائم وہ الگ بات ہے لیکن....

نایاب نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا

بیگم صاحبہ آپ پریشان نا ہوں میں نے کنزہ کے بارے میں سب معلوم کیا تھا میرے آنے سے پہلے اُس کے دو بوئے فرینڈز بھی رہ چکے ہیں۔

اور وہ لڑکی اتنی بھی سیدھی نہیں ہے جتنا تم اسے سمجھ رہی ہو اُس کے دونوں بوائے فرینڈ سے میں مل چکا ہوں۔

اور یہ سب جاننے کے بعد ہی میں نے اسے استعمال کیا لیکن کبھی بھی اس کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا۔

اور کل رات اس کے باپ کے سامنے میں سب کچھ کلئیر کر چکا ہوں اور جانتی ہو کل کنزہ نے مجھے کیا کہا صائم نے نایاب کو دیکھتے ہوئے کہا جو بے یقینی سے صائم کو دیکھ رہی تھی۔

کنزہ میڈم مجھے کہتی اگر تم مجھے چھوڑ بھی دو تو مجھے فرق نہیں پڑتا تم سے زیادہ ہینڈ سم لڑکے کو اپنا بوائے فرینڈ بناؤ گئی۔

ایسی لڑکی کبھی بھی کسی ایک مرد سے محبت نہیں کر سکتی صائم نے حقارت بھرے لہجے میں کہا،

نایاب تو خاموش ہو گئی تھی مزید کچھ بولنے کے لیے تھا ہی نہیں

تم ان سب باتوں کو چھوڑو

ماما نے تمھیں بتایا آج آکف کی منگنی ہے وہاں جانا ہے۔

صائم نے نایاب کا دھیان منگنی کی طرف کرواتے ہوئے کہا

جی بتادیا تھا صائم مجھے کومل کے بارے میں بھی بات کرنی تھی

نایاب نے اپنی ہاتھ کی انگلیوں کو مڑوڑتے ہوئے کہا۔

ہاں کہو

صائم نے نایاب کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔آپ کو نہیں لگتا کہ آپ لوگ کومل کے ساتھ غلط کر رہے ہو۔میرا مطلب ہے ابھی پہلا رشتہ آیا آور آپ نے ہاں بھی کر دی جب کومل کو پتہ چلے گا تو وہ کیا طوفان کھڑا کرے گئ

نایاب نے آہستگی سے اپنے دماغ میں چلتی بات صائم کو کہی۔

مجھے اچھا لگا جس طرح تم سب کے بارے میں سوچ رہی ہو۔

لیکن جانتی ہو میں نے اتنی جلدی ہاں کیوں کر دی؟

صائم نے نایاب کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے ہوئے کہا

عامر کی فیملی کے بارے میں میں نے سب کچھ معلوم کر والیا تھا جس دن وہ کومل کو گھر تک چھوڑنے آیا تھا اُس کے اگلے دن نے میں نے سب معلوم کر والیا تھا۔

عامر اچھا لڑکا ہے مان بھائی سے بھی میں نے بات کی اگر عامر کے گھر والے رشتہ نالاتے تو میں نے کومل کے لیے خود اُس سے بات کرنی تھی اور مان بھائی نے بھی کہا کہ عامر اچھا لڑکا ہے اس کا مطلب وہ اچھا ہی ہے کیونکہ مان بھائی کو سب پتہ ہوتا ہے۔

اور جہاں تک بات ہے کومل کی تو وہ عامر کیا کیسی اور کے لیے بھی کبھی ہاں نہیں کرے گی کیونکہ اُس کے سر پر مان بھائی کا بھوت سوار ہے اس لیے ہمیں ہی اب کچھ کرنا پڑے گا

صائم نے سنجیدگی سے کہا اور الماری سے اپنا سوٹ نکالتے نایاب کو تیار ہونے کا کہہ کر خود بھی چینج کرنے چلا گیا۔

نایاب کو بھی صائم کی بات ٹھیک ہی لگی تھی۔

کومل جو صائم سے گاڑی کی چابی لینے کے لیے آرہی تھی۔ اپنے رشتے کا سن کر وہی رک گئی۔ اور اب اس کا رخ اپنی ماں کے کمرے کی طرف تھا کومل غصے سے کھولتی ہوئی اپنی ماں کے کمرے کی طرف چلی گئی تھی

ماما میں نے فیصلہ کر لیا ہے

فضا نے کوثر بیگم کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

کیا؟

کوثر اپنی بیٹی کے کیے گئے فیصلے سے اچھی طرح واقف تھیں لیکن پھر بھی وہ فضا کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔

میں علیدان سے شادی نہیں کرنا چاہتی

کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے محبت کسی کو پا لینے کا نام نہیں ہے محبت میں خود کی خوشی سے زیادہ اپنے محبوب کی خوشی کو ترجیح دی جاتی ہے محبت میں زبردستی نہیں کی جاتی

بے شک میں علیدان سے بہت محبت کرتی ہوں لیکن جب اُس کے دل میں ہی کوئی دوسری رہ رہی ہو تو میں وہاں کیسے رہ سکتی ہوں

اگر علیدان فضا کی یہ ساری باتیں ان لیتا تو یہ بات لازمی کہتا کتنی بھولی ہو تم فضا تمہیں ابھی بھی لگتا ہے کہ میں مہرو سے محبت کرتا ہوں۔

لیکن فضا میڈم کچھ زیادہ ہی بھولی تھیں

جو یہ سمجھ بیٹھی تھی کہ علیدان مہرو سے محبت کرتا ہے۔

اس لیے آپ خالہ جان سے بات کر کے اس زبردستی کے رشتے کو ختم کر دیں فضا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اس سے پہلے کوثر کوئی جواب دیتی

کومل غصے سے دروازہ کھولے کمرے میں داخل ہوئی

یہ کیا بدتمیزی ہے کومل؟فضا نے تھوڑا سخت لہجے میں پوچھا۔

میری بدتمیزی آپ کو نظر آرہی ہے اور خود کے بارے میں کیا خیال ہے؟میرا رشتہ مجھ سے ہی پوچھے بغیر فائنل کردیا۔

نامیں نے کبھی اس لڑکے کو دیکھا

میں تواسے جانتی تک نہیں آپ لوگ میرے ساتھ ایسا کیسے کرسکتے ہیں؟

یہ میری لائف ہے اسے میں اپنے مطابق گزاروں گی اور آپ لوگ ہوتے کون ہو میری زندگی کا فیصلہ کرنے والے؟

کومل نے جاہلانہ انداز میں چیختے ہوئے کہا

تمھاری زندگی؟ایک منٹ مس کومل

کب روکا تمہیں کسی چیز سے؟بتاؤ مجھے فضا نے کومل کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ ہمیشہ کومل کی بدتمیزی برداشت کرتی آئی تھی لیکن آج تو اس نے حد ہی کردی تھی۔

۔ تمہیں ہر چیز لا کر دی جو چیز تم نے مانگی تمہیں دی۔

جانتی ہو ڈیڈ کی دیتھ کے بعد ہمیں کتنی مصیبتوں سے گزرنا پڑا میں اور صائم بھائی سرکاری سکول جانے لگے لیکن تم نے کہا تم اسی سکول میں پڑھنا چاہتی ہو تمھاری یہ ضد بھی پوری کر دی اور جانتی ہو پرائیویٹ سکول کی کتنی فیس ہوتی ہے ماما نے بھری۔

تمھاری ساری خواحشات کو انہوں نے پورا کیا اگر پیسے نا بھی ہوتے تو بھی بھائی جگہ جگہ جاب کے لیے جاتے صرف تمھاری وجہ سے کہ انکو نوکری مل جائے اور تمھاری ساری خواہشات کو پورا کر سکے۔

آج جو تم بنگلے میں رہتی ہو گاڑی میں آتی جاتی ہو نوکر چاکر ہیں اس میں اگر کسی کی محنت شامل ہے تو وہ موم اور بھائی کی ہے۔

ماما نے تو اپنی سگی بہن تک سے بھی مدد لینے سے انکار کر دیا جانتی ہو کس لیے ؟ صرف اس لیے کہ کل کو ان کے بچوں کو کوئی یہ طعنہ نا دے۔ کہ ماں نے دوسروں کے در پر اپنے بچوں کو چھوڑ دیا

اور خود سکون سے بیٹھی اپنی زندگی گزار رہی ہے۔

اور اب تم کہہ رہی ہو یہ کون ہوتی ہیں تمھاری زندگی کا فیصلہ کرنے والی؟

فضانے کوثر بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جن کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔

ہاں مانتی ہوں تمہیں بتانا چاہیے تھا لیکن میں نے ہی منع کیا تھا میں تمہیں خود آرام سے. سمجھانا چاہتی تھی۔

لیکن تمھاری سوچ پر آج مجھے بہت دکھ ہوا۔ تم ایک خود غرض لڑکی ہو جو صرف اپنے بارے میں سوچتی ہے

اور اپنے دل ودماغ سے مان کا خیال نکال دوں نا تو وہ پہلے تمھارا تھا اور نا اب وہ تمھارا ہے

وہ مہرو کو پاگلوں کی طرح چاہتا ہے۔

مہرو کے آنے سے پہلے بھی وہ تمہیں نہیں چاہتا تھا اور اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے بہتر یہی ہے اپنے نکاح کی تیاری کر لو بہت چھوٹ دے دی تمہیں اور بہت فائدہ اٹھالیا تم نے ہماری محبت کا اب ایسا نہیں ہو گا

فضانے انگلی اٹھاتے کومل کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا جو بت بنی کھڑی تھی۔

اس نے تو کبھی فضا کو اونچی آواز میں بتا کرتے بھی نہیں دیکھا تھا۔

ماما آپ تیار ہو جائے پھر ہمیں نکلنا بھی ہے فضانے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔اور کمرے سے نکل گئی۔

فضا کے جاتے ہی کومل بھی کمرے سے چلی گئی تھی۔

کوثر بیگم دونوں کے جاتے ہی بیڈ پر ڈھے سی گئی تھیں۔

مہرو نے پرپل اور وائٹ کلر کی لانگ فراک زیب تن کی تھی بالوں کی ڈھیلی سی چُٹیا بنائے اور ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

مان سفید شلوار قمیض اور ساتھ کندھے پر کالی چادر رکھے قمیض کے آستین کو فولڈ کیے نظر لگ جانے کی حد تک پیارا الگ رہا تھا۔

اس کی رعبدار پرسنیلٹی ایسی تھی کہ لوگ بات کرنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے لیکن آج تو مان کچھ الگ ہی لگ رہا تھا۔

مان مہرو کو آکف کے گھر چھوڑ کر ضروری کام کا کہہ کر چلا گیا تھا۔

کوثر کی فیملی بھی بھی آچکی تھی۔

آرزو نے ایزل کو تیار کر دیا تھا

جو پنک کلر کی شلوار قمیض میں باربی ڈول لگ رہی تھی۔

یہ ایک اتفاق ہی تھا کہ نایاب نے بھی پرپل اور وائٹ کلر کا سوٹ پہنا تھا۔

روبینہ بیگم نایاب اور مہرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھیں اس وقت نایاب، ایزل اور مہرو آرزو کے کمرے میں موجود تھیں اور ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں۔

ایزل بھی اب خود کو کافی حد تک ایڈجسٹ کر چکی تھی۔

نایاب اور مہرو کو بھی ایزل اچھی لگی تھی۔

ایزل کو اب اپنے بھائی کا انتظار تھا۔

اور اندر سے تھوڑا گھبرا بھی رہی تھی۔

آرزو نے عرشان کے کہنے پر گرین کلر کا سوٹ پہنا تھا جس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ماما مجھے ایک بات بتادیں پلیز

کومل نے کوثر کے کمرے میں داخل ہوتے تحمل سے کہا ابھی اسے اپنا کام نکلوانا تھا تو پر سکون ہونا ضروری تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو جاؤ تیار ہو جاؤ صائم ہمیں لینے آتا ہی ہو گا۔

کوثر نے کومل کی بات کو اگنور کرتے کہا۔

ماما میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں کیا مجھے یہ بھی جاننے کا حق نہیں ہے کہ میری شادی کس انسان سے ہو رہی ہے ؟

آپ پلیز مجھے بتادیں کون ہے وہ لڑکا ؟ کہاں رہتا ہے ؟

کومل نے اپنے غصے کو دباتے پوچھا

تمہیں کیا میں پاگل نظر آتی ہوں؟ تمہیں میں ابھی اُس لڑکے کے گھر کے بارے میں بتادوں تاکہ تم اُس کے گھر پہنچ جاؤ اور وہاں جا کر اپنا اور ہمارا تماشہ بناؤ

تمہاری ماں ہوں اور بہت اچھی طرح تمھاری عادت سے واقف بھی ہوں اب میں مزید بحث نہیں چاہتی جاؤ یہاں سے اور تیار ہو جاؤ کوثر نے سنجیدگی سے کہا اور کمرے میں بنے ڈریسنگ روم کی طرف چلی گئی۔

کوثر کے جاتے ہی وہاں پڑا ان کا موبائل رنگ ہوا جسے دیکھ کر کومل کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

اس نے موبائل اٹھایا جس پر کسی نجمہ کی کال آ رہی تھی۔

کومل نے کال اٹینڈ کی اور موبائل کان سے لگایا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

نجمہ عامر کی ماں کا نام تھا اور یہ اتفاق ہی تھا کہ اس وقت ان کی کال آ گئی تھی۔

بہن جی میں چاہ رہی ہوں کل ہم مل کر بچوں کے نکاح کی تاریخ فائنل کر لیتے ہیں۔ میرے بیٹے کو کچھ زیادہ ہی جلدی ہے

نجمہ نے سلام کرنے کے بعد مسکرا کر کہا۔

کومل نے تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور اپنا تعارف کروایا۔

کومل کا مقصد صرف گھر کا ایڈریس جاننا تھا۔ آنٹی کیا میں آپ کے گھر آسکتی ہوں اکیلی میں آپ سے پہلے ملی نہیں ہوں اور ماما آپ کی بہت تعریف کر رہی تھیں اس لیے میں سوچ رہی تھی کیوں نا اپنی ہونے والی ساس سے ایک بار مل لوں

لیکن اگر آپ کو پروبلم ہے تو بھی کوئی مسئلہ نہیں کومل نے اپنے لہجے میں . مایوسی لاتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے میں تمہیں ایڈریس بتادیتی ہوں تم آجاؤ میں بھی اپنی ہونے والی بہو سے ملنے کو بے تاب ہوں نجمہ نے خوش اخلاقی سے کہا اور گھر کا ایڈریس بتادیا۔

کومل نے جلدی سے خداحافظ بولا اور موبائل سے نجمہ کی کال ہسٹری ڈیلیٹ کی اور موبائل وہی ٹیبل پر رکھتے ہی کمرے سے نکل گئی۔

کومل بنا اپنی ماں کو بتائے گھر سے نکل گئی تھی اس نے اپنے بھائی کی باتیں سنی تھی یقیناً کسی جاننے والے کے ساتھ صائم نے اس کا رشتہ طے کیا تھا کومل بس ایک بار اُس لڑکے سے مل کر اسے انکار کرنا چاہتی تھی۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی وہ لڑکا کوئی اور نہیں بلکہ عامر ہی ہے۔

کومل نے گہرا سانس لیا اور گھر میں داخل ہوئی نجمہ کومل کا ہی انتظار ہی کر رہی تھی

کومل بہت اچھی طرح نجمہ سے ملی اور نجمہ تو خوشی سے پھولے نا سمار ہی تھی

تم تو تصویر سے زیادہ خوبصورت ہو بیٹا۔

اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے میں بہت خوش قسمت ہوں جو تم جیسی لڑکی میری بہو بننے جا رہی ہے۔

نجمہ نے خوشی سے کہا

کومل نے نظریں جھکالیں تھیں۔

عامر بھی آتا ہی ہو گا اور اچھا ہی ہو گا تم اُس سے بھی مل لو

نجمہ نے کومل کو دیکھتے ہوئے کہا

جی جی کیوں نہیں اُسی سے ملنے ہی تو آئی ہوں

آخری بات کومل نے دل میں کہی اور نجمہ کی طرف دیکھتے ہوئے جبراً مسکرائی۔

ماما آپ نے مجھے اتنی جلدی کیوں بلایا مجھے اپنی اہم میٹنگ چھوڑ کر آنا پڑا ہے۔سب خیریت ہے عامر نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے پوچھا۔

ہاں بیٹا سب خیریت ہے میری بہو مجھ سے ملنے کے لیے آئی ہے نجمہ نے بت بنی کومل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جو ایک سیکنڈ میں عامر کی آواز پہچان گئی تھی لیکن پھر بھی دل میں یہی دعا کر. رہی تھی جو وہ سوچ رہی ہے وہ سچ نا ہو

عامر کی طرف اس کی پشت تھی۔

بہو کا لفظ سن کر عامر کو حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی تھی۔

ماما آپ پلیز میرے روم سے فائل لا دے گی میرے ٹیبل پر پڑی ہے وہ میں صبح لے جانا بھول گیا تھا

عامر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

ہاں کیوں نہیں

نجمہ بیگم نے مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

عامر جھوٹے قدم لیتا عین کومل کے سامنے جا کھڑا ہوا جس کی نظر پہلے عامر کے شوز پر پڑی لیکن جیسے ہی اس نے عامر کی شکل کی طرف دیکھا صوفے سے ایسے اچھلی جیسے کرنٹ لگا ہو۔

عامر سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا سنجیدگی سے کومل کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہا تھا وہ جانتا تھا اس کا یہی ردعمل ہو گا۔

کیا بات ہے مجھے نہیں پتہ تھا میری ہونے والی بیوی مجھ سے ملنے کے لیے اتنی بے تاب ہے

عامر نے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

تم؟

کومل بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

جی بلکل میں اور مجھ سے ہی آپ کی شادی ہونے والی ہے۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر رشتہ بھیجنے کی ؟

میں تم سے کبھی شادی نہیں کرو گی

کومل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

یہی کہنے آئی تھی ؟

عامر نے عام سے لہجے میں کہا۔

اور اس کے عام سے لہجے پر ہی کومل کا خون کھول اٹھا تھا۔

میری بات کان کھول ہر سن لو مسٹر کومل نے عامر کے سامنے کھڑے ہوتے اس کی بے تاثر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

کیا تم ایک ایسی لڑکی سے شادی کرنا چاہو گئے جو پہلے ہی کسی اور کے پیار میں گرفتار ہو ؟

کیا تمھاری غیرت یہ بات گوارا کرتی ہے کہ جس لڑکی سے تمھاری. شادی ہونے والی ہے وہ پہلے ہی کسی اور کے پیار میں پاگل ہے ؟

کومل نے طنزیہ لہجے میں کہاوہ جانتی تھی اس کا یہ وار کام آئے گا لیکن ہوا اس کے بلکل برعکس تھا۔

عامر ابھی بھی آرام سے کھڑا کومل کو دیکھ رہا تھا۔

اور جسے تم پاگلوں کی طرح چاہتی ہو کہی وہ معارج ملک تو نہیں ؟

جو اپنی بیوی کو خود بھی زیادہ چاہتا ہے اور تمھاری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا؟

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا

کومل منہ کھولے عامر کو دیکھنے لگی۔

زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے یہ سب راز تم نے ہی مجھے بتائے تھے جب تم نشے میں دھت تھی۔

گاڑی میں جب تم نیم بے ہوش تھی تو اپنے دل کا غبار نکال رہی تھی

اور اب اچھے بچوں کی طرح گھر جاؤ اور شادی کی تیاری کرو

مجھ میں کتنی غیرت ہے یہ میں تمہیں بہت جلد بتادوں گا لیکن اُس کے لیے تمہیں تھوڑاانتظار کرناپڑے گا۔

مائی پریٹی گرل

عامر نے کومل کے گال تھپتھپاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہااور اسے وہی چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا۔

آپ سب لوگوں سے میری خوشی برداشت نہیں ہوتی میں بھی دیکھتی ہوں کیسے ہوتی ہے یہ شادی..

کومل نے غصے سے کہااور اپنابیگ پکڑ کر وہاں سے چلی گئی وہ دوبارہ نجمہ بیگم کی شکل دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور جو وہ کرنے جارہی تھی اس میں زیادہ نقصان کومل کا ہی ہونے والا تھا۔

بیٹا تمھارا بھائی آگیا ہے اور تم سے ملنا چاہتا ہے روبینہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ایزل سے کہااور وہاں موجود مہرو، آرزو اور نایاب کو باہر جانے کا اشارہ کیا جو خاموشی سے کمرے سے نکل گئیں۔

اپنے بھائی کا سن کر ایزل کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی روبینہ بیگم کے جاتے ہی ایزل کا بھائی کمرے میں داخل ہوا جو شکل سے ہی صدیوں کا تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

ایزل پلیز مجھے معاف کر دو

طلحہ نے ایزل کے قدموں میں بیٹھتے بھاری آواز میں کہا نظریں ملانے کی ہمت تو اس میں نہیں تھی۔

بھائی یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ پلیز اوپر بیٹھ جائیں۔

ایزل نے طلحہ کو کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے بیٹھاتے ہوئے بھیگے لہجے میں کہا۔

ایزل میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ہے اگر میں اسے سدھارنا بھی چاہوں تو نہیں سدھار سکتا میں نے تمہیں بہت تکلیف دی ہے مجھے تمھارا خیال رکھنا چاہیے تھا لیکن میں نے اپنی ہی بہن پر شک کیا ہے اگر آکف مجھے سچائی سے آگاہ نا کرتا تو میں ہمیشہ خود کو ہی ٹھیک سمجھتا رہتا پلیز مجھے معاف کر دو طلحہ نے ایزل کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

بھائی کیوں مجھے گنہگار بنا رہے ہیں

ایزل نے طلحہ کے جڑے ہوئے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

میں آپ کو معاف کر چکی ہوں اور غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے آپ اُن سب باتوں کو بھول جائے۔

ایزل طلحہ کے آنسوؤں صاف کرتے ہوئے پیار سے کہا۔

ایزل تمھارا دل بہت بڑا ہے تم بہت اچھی ہو لیکن میں بہت برا ہوں میں نے اپنی بہن کے ساتھ بہت برا کیا ہے۔

طلحہ نے تکلیف دہ لہجے میں کہا

بھائی میں آپ کو معاف کر چکی ہوں اور میرا بھائی مجھے واپس مل چکا ہے اور یہ بات میرے لیے زیادہ اہم ہے

آپ بتائے بھابھی بھی ساتھ آئی ہیں؟

ایزل نے طلحہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

نہیں اسے میں میکے چھوڑ آیا ہوں طلحہ نے منہ موڑتے ہوئے کہا۔

لیکن بھائی کیوں؟

ایزل نے حیرانگی سے پوچھا

تم اچھے سے جانتی ہو ایزل

وہ جانتی تھی کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ لیکن پھر بھی اُس نے جلتی پر تیل کا کام کیا ہمیشہ مجھے تمھارے خلاف بھڑکاتی رہتی تھی

طلحہ نے غصے سے کہا۔

بھائی ہو سکتا ہے وہ بھی اپنے کیے پر شرمندہ ہو۔

ایزل نے آہستگی سے کہا

وہ عورت کبھی بھی شرمندہ نہیں ہو سکتی تم اسے چھوڑو تمھاری شادی ہو رہی ہے اور میں نہیں چاہتا وہ یہاں آکر کوئی بھی تماشا لگائے تمہارا بھائی ہی کافی ہے

طلحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جی بھائی میں نے آپ کو بہت مس کیا

ایزل نے طلحہ کے کندھے پر سر رکھتے تھکے لہجے میں کہا۔

میں نے بھی اپنی ایزل کو. بہت مس کیا۔

اور کیا تم اس شادی سے خوش ہو؟ طلحہ نے اپنے دماغ میں مچل رہے سوال کو باہر لاتے ہوئے پوچھا۔

جی بھائی مان بھائی نے بھی مجھ سے پوچھا تھا یہ سب لوگ بہت اچھے ہیں میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔

مجھے تو حیرت ہوتی ہے کیا دنیا میں ابھی بھی ایسے لوگ موجود ہے جو بنا کسی مقصد کے دوسروں کی مدد کرتے ہیں

اور میں اس شادی سے بہت خوش ہوں

آپ فکر مت کریں اب سب ٹھیک ہو گا ایزل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

انشاءاللہ ایزل کے بھائی نے کہا

اور پھر دونوں بہن بھائی ارد گرد کی باتیں کرنے لگے۔

فضا کومل کہاں ہے؟ ابھی تک نکلی نہیں وہ اپنے کمرے سے صائم باہر ہمارا انتظار کر رہا ہے کوثر نے فضا کو کہا۔

جو باہر جا رہی تھی ماما اسے آپ رہنے دیں آپ جانتی ہیں جو کچھ آج ہوا اُس کا گھر میں رہنا ہی بہتر ہے۔

فضا نے سنجیدگی سے کہا۔

ہاں کہہ تو تم ٹھیک رہی ہو چلو پھر

کومل بیگم نے فضا کو کہا اور دونوں گھر سے باہر چلی گئی جہاں گاڑی میں. صائم دونوں کا انتظار کر رہا تھا۔

اس نے کومل کا نہیں پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا پھر کسی چھوٹی سی بات پر کومل ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہو گی

سارے لوگ عظیم کے گھر آ چکے تھے اور باتوں میں مصروف تھے۔ماں بھی تھوڑی دیر تک آ چکا تھا اس نے فاخر کو بھی آنے کا کہا تھا جو ناچاہتے ہوئے بھی ماں کی بات نہیں ڈال سکتا تھا۔

آکف نے بلیک پینٹ اور ساتھ بلیک ہی شرٹ پہنی تھی ماتھے پر بے ترتیبی بال بکھرے تھے اور چہرے پر مسکراہٹ لیے آج سارے کام خود کر رہا تھا۔

آکف مجھے لگتا ہے مالی نے پودوں کو پانی نہیں دیا جاؤ تم دے آؤ

مان نے آکف کے کندھے پر ہاتھ رکھتے سنجیدگی سے کہا جو فاخر سے باتیں کر رہا تھا

اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں

آکف نے آخری بات فاخر کو دیکھتے ہوئے کہی جو بمشکل اپنی مسکراہٹ روکے کھڑا تھا۔

آکف وہاں سے جانے کے لیے مڑنے ہی والا تھا لیکن جب اس نے مان کو ہنستے ہوئے دیکھا تو مان کی بات پر غور کیا کہ وہ کہہ کیا رہا تھا۔

اتنے میں فاخر کا قہقہہ بھی وہاں گونجا جو زیادہ دیر روک نہیں پایا تھا۔

آکف نے دونوں کو غصے سے دیکھا۔

بہت ہی زیادہ بدتمیز ہو تم دونوں

آکف نے کہا اور پھر خود بھی مسکرا پڑا۔

میری بیوی کی لائن بول رہا ہے تو

مان نے ہنستے ہوئے کہا پاس سے گزرتی مہرو نے مان کی بات سنتے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

فاخر مہرو کو ہی دیکھ رہا تھا آج کتنے سالوں بعد اس نے مہرو کو دیکھا تھا۔

ماں نے فاخر کی نظروں کا مطلب سمجھ کر مہرو کو مخاطب کیا

جو روبینہ بیگم کے پاس جا کر بیٹھ گئی تھی۔

مہرو یہاں آنا ماں نے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا مہرو چلتی ہوئی ماں کے پاس آکر کھڑی ہو گئی۔

میں تمہیں اپنے جگری دوست سے ملوانا چاہتا تھا یہ فاخر ہے میرا دوست میرا بھائی

ماں نے فاخر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

فاخر نام پر مہرو ایک پل تو چونک گئی تھی۔

اس نے غور سے فاخر کو دیکھا جو مہرو کو ہی دیکھ رہا تھا لیکن پھر بھی یہ معلوم نہیں کر سکی کہ فاخر ہی اس کی خالہ کا بیٹا ہے۔

کیونکہ مہرو جب چھوٹی تھی اُس وقت اس نے فاخر کو دیکھا تھا لیکن اب وہ کافی بدل گیا تھا۔

السلام علیکم کیسے ہیں آپ؟

مہرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا

اللہ کا شکر ہے بھابھی

فاخر نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا۔

مان آپ کو آرزو ڈھونڈ رہی تھی مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تم لوگ باتیں کرو میں آتا ہوں

مان نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

آکف کو کال آگئی تھی اس لیے وہ بھی ایکسکیوز کرتے وہاں سے چلا گیا۔

مہرو نے تھوڑا ڈرتے ہوئے فاخر کو مخاطب کیا

کیا میں آپ کی امی کا نام جان سکتی ہوں

مہرو نے نظریں جھکا کر پوچھا۔

جس پر فاخر ہنس پڑا تھا

تم جو بھی سوچ رہی ہو میں وہی ہوں سویرا

فاخر مسکرا کر کہا

مہرو نے حیران کن نظروں سے فاخر کو دیکھا

آپ؟میرے فاخر بھائی

مہرو نے لڑکھڑاتی زبان میں پوچھا

آنکھوں میں پانی جمع ہو گیا تھا۔

رونا تو بلکل بھی نہیں ہے ورنہ میں ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا

فاخر نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

میں کہاں رو رہی ہوں مہرو نے اپنے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے مسکرا کر کہا آج اسے کوئی اپنا ملا تھا۔اتنے سالوں بعد

ناچاہتے ہوئے بھی مہرو کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

تم تو بہت بڑی ہو گئی ہو

فاخر نے مہرو کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بھائی خالہ کیسی ہیں اور آپ کو امی کا معلوم ہے؟آپ ماں کے دوست تھے آپ مجھ سے پہلے ملنے کیوں نہیں آئے؟

مہرو نے بے تابی سے پوچھا

چھوٹی ان سب کے بارے میں بعد میں بات کرتے ہیں ابھی مجھے میری بھانجی سے تو ملوا دو

فاخر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

ہاں اسے ابھی لے کر آتی ہوں مہرو نے خوشی سے کہا اور مروہ کو لینے چلی گئی جو فضا کے پاس تھی اس سے پہلے مہرو فضا کے پاس جاتی روبینہ بیگم نے مہرو کو آواز دے دی۔

۔فضا مان کے فرینڈ آئے ہیں مروہ کو ان کے پاس لے جاؤ۔

مہرو نے فضا کو کہا اور روبینہ بیگم کی بات سننے چلی گئی۔

جی بھابھی فضا نے کہا اور مروہ کو لے کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

اب بھابھی مان کے کس دوست کی بات کر رہی تھی فضا نے ارد گرد دیکھتے ہوئے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

فضامہرو کو بھابھی کہتی تھی اسے بھابھی کہنا اچھا لگتا تھا۔

آکف مان کے کون سے دوست آئے ہیں؟

فضا نے پاس سے گزرتے آکف سے پوچھا

وہ سامنے کھڑا ہے آکف نے نے بے دھیانی میں کہتے وہاں سے چلا گیا۔

فضا فاخر کے پاس گئی جو موبائل میں مصروف تھا۔

اب فضا کو سمجھ نہیں. آ رہی تھی کس طرح فاخر کو مخاطب کرے اور فاخر نے فضا کی گود سے مروہ کو لے کر اس کا کام آسان کر دیا

۔فاخر نے ایک گہری نظر فضا پر ڈالی اور مروہ کے ساتھ مصروف ہو گیا۔

فضا کو فاخر کی نظریں کچھ عجیب لگی تھیں۔

فضا وہاں سے رابعہ بیگم کے پاس ہی جا کر بیٹھ گئی تھی۔

منگنی کی رسم ادا ہو چکی تھی سب لوگ بہت خوش تھے سوائے آکف کے جو منہ لٹکائے بیٹھتا تھا مان تو آکف کے حالت دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

آکف کو انگوٹھی طلحہ نے پہنائی تھی جبکہ وہ چاہتا تھا ایزل اسے انگوٹھی پہناتی اور ایزل کو روبینہ بیگم نے رنگ پہنائی تھی یہ پرانے رسم رواج تھے اور ایزل بھی ایسا ہی چاہتی تھی۔

لیکن آکف کا منہ لٹکا ہوا تھا۔

طلحہ نکاح کی ڈیٹ کب کی رکھی جائے؟ عظیم صاحب نے طلحہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

انکل میں خود چاہتا ہوں دونوں کا نکاح جلد از جلد کر دیا جائے۔

دو دن بعد جمعہ ہے تو یہ کام اُسی دن سر انجام دے دیتے ہیں مبارک دن ہے آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ طلحہ نے سنجیدگی سے کہتے عظیم اور شاداب صاحب کو دیکھا۔

اور اپنے سالے کی بات نے تو آکف کا دل جیت لیا تھا اس کا لٹا ہوا منہ پھر سے خوشحال ہو گیا تھا۔

یہ بھی ٹھیک ہے تو پھر جمعے کو آکف اور ایزل کا نکاح ہے

ابھی دو دن ہے خواتین تیاری وغیرہ کر لیں

عظیم صاحب نے مسکرا کر کہا۔

مبارک ہو شاداب نے کہا اور طلحہ کے گلے لگا منہ میٹھا کرنے کے بعد مرد حضرات باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

اور خواتین نے کچن کا رخ کر لیا تھا

ڈنر کے بعد سب لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔ مہرو یہی رکی تھی۔

ایزل اپنے کمرے میں چلی گئی تھی آکف کو وہ دوبارہ نظر نہیں آئی۔

وہ ایزل سے بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن اسے موقع نہیں ملا۔

بھابھی مان آیا ہے آپ کو بلا رہا ہے آکف نے ایزل کے پاس بیٹھی مہرو کو کہا۔

اچھا ٹھیک ہے میں آتی ہوں

مہرو نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔

ایزل نے آکف کی طرف نہیں دیکھا تھا اور مروہ کے ساتھ کھیلتی رہی۔

آکف چھوٹے قدم لیتا ایزل کے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا۔اور گہری نظروں سے ایزل کو دیکھنے لگا۔

آکف کی نظروں کی تپش ایزل اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی لیکن پھر بھی ڈھیٹ بنی مروہ کے ساتھ کھیلتی رہی۔

تم نے اپنے بھائی کو اتنی جلدی معاف کیوں کر دیا؟

مجھے تو تم نے سزا دی جس کا میں حق دار بھی نہیں تھا۔

اور جس نے تمھارے ساتھ غلط کیا تمہیں گھر سے نکال دیا اُسے تم نے اتنی جلدی معاف کر دیا؟

آکف نے بات کا آغاز کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

ایزل نے نظریں اٹھا کر آکف کی طرف دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جب میں میٹرک میں تھی اُس وقت سے ہی بھائی نے مجھ سے منہ موڑ لیا تھا میں نہیں جانتی تھی کہ کیا وجہ ہے لیکن پھر مجھے آہستہ آہستہ پتہ چلا یہ سب بھابھی نے کیا ہے وہ بھائی کو میرے خلاف بھڑکاتی تھی میرا ایک ہی بھائی ہے اور میں بہت زیادہ اپنے بھائی سے اٹیچ تھی۔

اُن کا رویہ مجھے دکھ دیتا تھا۔اپنے ہی بھائی سے میں بات کرنے کا بہانا ڈھونڈنے لگی تھی

میں جانتی ہوں بھائی نے میرے ساتھ جو بھی کیا وہ بہت برا تھا لیکن جب انہوں نے مجھ سے معافی مانگی میرے سامنے روئے تو مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔

جو چیز میں چاہتی تھی وہ مجھے آج مل گئی اور وہ بھائی کا پیار

میں ناچاہتے ہوئے بھی بھائی کے سامنے غصہ نہیں دکھا سکی۔اُن سے ناراض نہیں ہو سکی۔

بس یہی وجہ ہے۔

ایزل نے نظریں جھکا کر کہا۔

اتنا پیار کرتی ہو اپنے بھائی سے ؟

آکف نے مسکرا کر پوچھا۔

ہاں بہت زیادہ ایزل نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔کل سب لوگ شاپنگ پر جا رہے ہیں اور میں چاہتا ہوں تم نکاح کا جوڑا میری پسند کا پہنو۔

ایک اور بات نکاح کے بعد ولیمہ ہو گا جو میرا اور عرشمان دونوں کا اکٹھا ہو گا

مجھے یہ مہندی وغیرہ پسند نہیں ہے اس لیے میں نے ماما کو منع کر دیا تھا نکاح اور ولیمہ دھوم دھام سے ہو گا۔

اگر تم چاہتی ہو کہ باقی کے فنکشن بھی ہو تو بتا دو ہم. باقی کے فنکشن بھی کر لیں گئے

آکف نے مروہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو چاکلیٹ کھا کم اور اپنے چہرے پر زیادہ لگا رہی تھی۔

نہیں یہ تو اچھی بات ہے اور ویسے بھی اسلام میں ولیمہ ہی ہے باقی کی چیزیں تو ہم لوگوں نے خود ایڈ کر لی ہیں ایزل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واہ کتنی سمجھدار بیوی ملی ہے مجھے آکف نے معصومیت سے کہا۔

ہونے والی ایزل نے درستگی کرتے ہوئے کہا

ہاں وہی ایک دن کی تو بات ہے

اکف نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہنستے ہوئے کہا۔

ویسے میں ابھی جانا تو نہیں چاہتا لیکن جانا پڑے گا اگر ماما نے دیکھ لیا تو یہ نا ہو نکاح کی ڈیٹ آگے کر دیں۔

آکف نے شرارتی لہجے میں کہا۔

اور مروہ کی گال چوم کر کمرے سے چلا گیا۔

ایزل نے آکف کیے جاتے ہوئے مسکرا کر دیکھا اور مر وہ کو گود میں اٹھائے اس کا فیس واش کرنے واشروم کی طرف چلی گئی۔

کیا ہوا؟

مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہوا تو کچھ نہیں بس تمھاری یاد آ رہی تھی۔

مان نے مہرو کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے کہا۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ گئے تھے؟ اتنی جلدی یاد آ گئی؟

مہرو نے مسکراہٹ دباتے پوچھا

مجھے اپنا کمرہ تمھاری بغیر ویران لگ رہا ہے۔ ہر طرف تم ہی نظر آ رہی تھی۔

کیسا ڈائلاگ ہے؟ مان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

بہت اچھا مہرو نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا

بس ایسے ہی ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہنا۔

مان نے مہرو کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے پیار سے کہا۔

جب تک آپ میرے ساتھ ہیں میں ایسے ہی مسکراہٹ رہوگی۔

مہرو نے مان کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔اگر کل کو مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو پھر؟مان کی زبان سے بے ساختہ نکلا تھا

مہرو لگا کسی نے اس کی سانسیں چھیننے کی بات کی ہو۔

مہرو منہ بنائے بنا کچھ بولے وہاں سے جانے لگی لیکن مان نے اسے بازو سے پکڑ کر روکا اور دوبارہ اپنے پاس بیٹھایا۔

مہرو میرے بہت سارے دشمن ہے یار بس انسان کو ہر طرح کے حالات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

مان نے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

مان آج کے بعد ایسی کوئی فضول بات مت کیجیے گا اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو مہرو ٹوٹ جائے گی۔اور آپ اچھے سے جانتے ہیں پھر میرا کیا ہو گا۔

آخر میں مہرو کی آواز روندی گئی تھی۔

اچھاایم سوری یار تم اب رونے مت بیٹھ جانا۔یہ بتاؤ کل شاپنگ پر تم نے جانا ہے مان نے بات بدلتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میرے پاس کپڑے ہے صرف روبینہ آنٹی کی فیملی جا رہی ہے۔

مہرو نے کہتے پھر سے مان کے کندھے پر سر رکھ لیا

۔

ہمم میں نے شاہ کو بھی انویٹ کیا ہے وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ آئے گا۔

مان نے کہا۔

مان آپ نے مجھے فاخر بھائی کے بارے میں بتایا کیوں نہیں؟

یاد آنے پر مہرو نے پوچھا

یار مجھے خود کافی وقت بعد معلوم ہوا تھا۔

اور میں چاہتا تھا کہ آرام سے تمہیں فاخر اور تمھاری امی سے ملوادوں گا۔

مان نے مہرو کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

مان آپ کب مجھے امی کے پاس لے کر جائے گئے ؟

مہرو نے آہستگی سے پوچھا۔

بہت جلد میری جان بس تھوڑا سا صبر کرلو

مان نے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا جہاں ستارے جگمگا رہے تھے۔

پھر مہرو خاموش ہو گئی تھی مان ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا تھا۔

شاہ مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آتی اُس دن آپ نے کہا تھا ہم گھر جا رہے ہیں پھر اچانک آپ کو کیا ہو گیا؟

اب آپ مجھے بتادیں ہم گھر کب جا رہے ہیں؟

روحی نے گھر میں . فاخل ہوتے شاہ کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

جو اسے چھوڑ کر سارا دن باہر رہتا تھا اور رات کو واپس آتا تھا۔

بیگم صاحبہ شوہر تھکا ہارا گھر آیا ہے اسے پانی کا پوچھنے کی بجائے تم لڑنے کے لیے کھڑی ہو۔

شاہ نے بات کو مزاح میں لیتے ہوئے مسکرا کر کہا

چاہ میں سیریس ہوں۔

روحی نے دانت پیستے ہوئے کہا

جان آپ سیریس بھی ہوتی ہو؟

شاہ نے روحی کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کرتے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا

شاہ خبر دار ایسی ویسی کوئی حرکت کی مجھے گھر جانا ہے آپ بھی سارا دن گھر نہیں آتے میں بور ہو جاتی ہوں

روحی منہ بسورتے ہوئے کہا۔

اچھا پرسوں ماں کے کزن کا نکاح ہے ہمیں بھی انویٹ کیا ہے اُس کے بعد ہم لوگ گھر چلے جائے گئے

اب اپنا موڈ ٹھیک کرو۔

شاہ نے روحی کے نرم گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا۔

مجھے آپ کی بات پر اب بلکل بھی بھروسہ نہیں ہے روحی نے غصے سے کہا

تو کس طرح میں تمہیں یقین دلاؤں بتادوں مجھے شاہ نے روحی کے دونوں ہاتھ اپنے کندھے پر رکھتے ہوئے میٹھے لہجے میں کہتے روحی کو مزید خود کی طرف کیا۔

کچھ دیر خاموشی سے روحی شاہ کو دیکھتی رہی۔

کیا ہوا؟ شاہ نے روحی کے گال پر اپنا لمس چھوڑتے ہوئے پوچھا۔

شاہ کبھی تو مجھے اپنی قسمت پر رشک آتا ہے اور کبھی مجھے بہت خوف بھی آتا ہے مجھے لگتا ہے یہ سب ایک حسین خواب ہے جو بہت جلد ٹوٹنے والا ہے۔

روحی نے شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنا ڈر بیان کیا شاہ کا چہرہ پل بھر میں سنجیدہ ہوا تھا۔

تم ایسا کیوں سوچتی ہو سب کچھ ٹھیک ہو گا اب ہم دونوں کو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔اور جلدی سے کھانا لگا دو مجھے بہت بھوک لگی ہے

شاہ نے نرمی سے روحی کو کہا۔

جواثبات میں سر ہلا کر کچن کی طرف چلی گئی تھی۔

شاہ نے کچن کہ طرف جاتیں روحی کو دیکھ کر گہرا سانس لیا۔

وہ نہیں جانتا تھا قسمت اس کے ساتھ کیا کرنے والی ہے اور وہ اپنے ہاتھوں سے اپنا گھر خراب کرنے والا ہے لیکن یہ تو آنے والے وقت نے بتانا تھا جو شاید آنے ہی والا تھا اور روحی کا ڈر بھی سچ ثابت ہونے والا تھا۔

صبح ہوتے ہی نایاب روبینہ بیگم کی طرف آگئی تھی۔آکف اور عرشمان ایزل اور آرزو کو شاپنگ کے لیے لے گئے تھے۔نایاب کو صائم چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

رابعہ بیگم نے رات کو آنا تھا وہ مہرو کو اگنور کرنے لگی تھی بات کرنا تو دور وہ مہرو کو دیکھا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔

مہرو بیٹا تم بھی اپنے لیے کوئی جوڑا خرید لیتی ایزل کے ساتھ چلی جاتی روبینہ بیگم نے مسکرا کرا کہا۔

نہیں آنٹی ابھی پچھلے دنوں ہی تو مان نے مجھے اتنے سارے سوٹ لے کر دیے ہیں اور وہ بہت اچھے ہیں اُن میں سے ہی پہنو گی مہرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور مان آتے ہی ہونگے مجھے اُن کے ساتھ جانا ہے اس لیے میں نے نایاب کو یہاں بلایا تا کہ وہ مروہ کو سنبھال لیں مہرو نے مسکرا کر کہا

ارے بیٹا نایاب کو بلانے کی کیا ضرورت ہے اس کی نانو ہیں نا اسے سنبھالنے کے لیے

روبینہ بیگم نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

نہیں نہیں آنٹی ایسی بات نہیں ہے دراصل وہ بہت تنگ کرنے لگی ہے اور نایاب اسے اچھے سے ہینڈل کر لیتی ہے اس لیے میں نے اسے بلایا۔

مہرو نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

چلو کوئی بات نہیں میں ویسے بھی مزاح کر رہی تھی۔ تم دونوں کا اپنا گھر ہے جب مرضی آؤ

اور مان کب تک آئے گا؟ اگر اُس نے کچھ کھانا ہے تو میں بنوا دیتی ہوں۔

روبینہ بیگم نے کہا نہیں آنٹی مان نے آتے ہی ہم لوگ نکل جائے گئے

مہرو نے جلدی سے کہا۔

چلوں ٹھیک ہے آذان ہو گئی ہے میں نماز پڑھ لوں اور دھیان سے جانا روبینہ بیگم نے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

مہرو کو وہاں بیٹھے تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب ملازمہ نے مان کے آنے کی اطلاع دی جو باہر گاڑی میں انتظار کر رہا تھا۔

مہرو نے سفید چادر کندھوں پر ڈالی اور گلے میں لیا ہوا ڈوپٹہ سر پر لیتے ہی باہر کی طرف چلی گئی۔

ماں مہرو کو باہر آتے دیکھا تو اپنی گلاسس کو تھوڑا سا نیچے کر کے مہرو کو غور سے دیکھا جو وائٹ کلر کے سوٹ میں سفید گلاب ہی لگ رہی تھی۔

ماشاءاللہ ماں نے دل ہی دل میں کہا

کیا آج میری جان لینے کا ارادہ ہے

ماں نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

مہرو نے نا سمجھی سے ماں کی طرف دیکھا۔

لیکن ماں کی نظروں کی تپش نے اسے نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا ماں دیر ہو رہی ہے بعد میں گھور لیجیے گا مہرو نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

پگلی اسے گھورنا نہیں پیار سے دیکھنا کہتے ہیں ماں نے ہنستے ہوئے گاڑی سٹارٹ کرتے کہا۔

ماں جب آپ مجھے ایسے دیکھتے ہیں تو جانتے ہیں مجھے کیسی فیلنگز آتی ہیں۔

مہرو نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

کیسی؟ ماں نے جلدی سے پوچھا

جیسے ایک لوفر آتی جاتی لڑکی کو گھورتا ہے مہرو نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

بیگم صاحبہ موڈ کا بیڑا غرق کوئی تم سے کرنا سیکھے۔

ماں نے مصنوعی ناراضگی سے کہا۔

اپنی فیلنگز بتائی ہیں آپ کو ماں۔اب میں اپنے شوہر کو نہیں بتاؤں گی تو کسے بتاؤں گی؟

مہرو نے ماں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

تم اپنے ڈیشنگ شوہر کو لوفر کہہ رہی ہو اور میں خوش ہو جاؤ

ماں نے گھور کر پوچھا۔

مان آپ صرف میرے ہے اور میں آپ کو کچھ بھی کہہ سکتی ہوں لیکن یہ سب کچھ صرف میں ہی کہہ سکتی ہو کسے دوسرے کو اجازت نہیں دیتی

مہرو نے سنجیدگی سے کہا۔

مان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور مہرو کو سنجیدگی سے دیکھنے لگا۔

اگلے آؤمان نے سرد لہجے میں کہا مہرو پہلے تو نا سمجھی سے مان کو دیکھتی رہی پھر تھوڑا آگے کو جھکی جب مان نے بے ساختہ اپنے لب مہرو کے ماتھے پر رکھ دیے۔

اور پھر پیچھے ہو گیا تم نے تو آج معارج ملک کا دل جیت لیا اب تو مجھے تم کچھ بھی کہہ سکتی ہو تمھارا مان کبھی اپنی مہرو کی بات کا برا نہیں منائے گا اور ایسے ہی مجھ پر اپنا حق جتایا کرو اچھا لگتا ہے

مان نے خوشی سے دوبارہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

اُف مان میں تو ڈر ہی گئی تھی مہرو نے گہرا سانس لیتے کہا۔

ڈرنا بنتا بھی تھا مان نے ہنستے ہوئے کہا

انہی باتوں کے دوران راستہ کٹ گیا تھا۔

مان نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور مہرو کے نکلنے سے پہلے اس نے خود جاکر مہرو کی طرف کا دروازہ کھولا۔ مہرو مان کو دیکھ کر مسکرا پڑی تھی۔

مان اب تو بتادو ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔

مہرو نے اپنے ساتھ چلتے مان سے پوچھا وہ دیکھو سامنے مان نے کچھ فاصلے پر بیٹھے فاخر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

بھائی مہرو نے خوشی سے کہا اور فاخر سے جا کر ملی۔

مہرو فاخر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی۔ دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے تھے مان مہرو کے ساتھ بیٹھا تھا۔

فاخر مہرو کے سامنے بیٹھا تھا اس کی پیچھلی ٹیبل پر دو لڑکے مہرو کو بہت گھور کر دیکھ رہے تھے۔ اور آپس میں سرگوشی کرتے ہنس بھی رہے تھے۔

مان سنجیدگی سے ان لڑکوں کو دیکھ رہا تھا یہ بات مہرو نے تو نہیں لیکن فاخر نے ضرور محسوس کی تھی اور ایک بار مڑ کر پیچھے اُن لڑکوں کو بھی دیکھا تھا۔

فاخر کو ساری بات سمجھ میں آگئی تھی۔

مان نے فاخر کو اشارہ کیا جس نے اثبات میں سر ہلایا اور مہرو کی طرف دیکھا مہرو چلو کسی دوسرے ریسٹورنٹ چلتے ہیں مجھے اب یاد آیا کہ یہاں کا کھانا اچھا نہیں ہے۔

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں یہاں پاس ہی ایک نیا ریسٹورنٹ اوپن ہوا ہے ہم لوگ وہاں چلتے ہیں فاخر نے بھی مان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے جیسی آپ لوگوں کی مرضی

مہرو نے کہا اور وہاں سے اٹھ گئی مان اس کے ساتھ ہی تھا آپ دونوں جایئے میں آتا ہوں فاخر نے کہا تو مان مہرو کو لے کر وہاں سے چلا گیا

۔

فاخر پیچھلی ٹیبل پر بیٹھے اوباش لڑکوں کی طرف آیا

جس لڑکی کو تم لوگ دیکھ رہے تھے وہ باہر تم لوگوں کو بلارہی ہے فاخر نے سنجیدگی سے کہا۔

کیا سچ میں وہ تو کوٹھے پر کسہ کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی تھی اور یہاں مجھے بلارہی ہے میری تو قسمت جاگ اٹھی اُس لڑکے نے خوشی سے کہا۔

اوئے تیرے ساتھ میں بھی چلتا ہوں تجھے اکیلے کو کیسے مزے کرنے دوں دوسرے لڑکے نے خباثت سے کہا فاخر کا دل کیا ان کا منہ توڑ دیں۔

لیکن مان ان کو اچھے سے سنبھال لے گا یہ سوچ کر فاخر مطمئن تھا۔

فاخر وہاں سے چلا گیا باہر مان اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

تم گاڑی میں بیٹھو میں زرا آتا ہوں مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیونکہ ان لڑکوں کو وہ کوٹھے پر بھی دیکھ چکا تھا۔

ٹھیک ہے فاخر نے کہا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

جس کو ڈھونڈ رہے ہو وہ وہاں ہے مان نے اُن لڑکوں کو دیکھتے سنجیدگی سے کہا جو مان کی بات سنتے ہی اُس طرف چلے گئے۔

لیکن وہاں تو کوئی نہیں تھا۔

یار مجھے لگتا وہ لوگ جھوٹ بول رہے تھے اُس طوائف کے اتنے نخرے تھے وہ تو کوٹھے پر بھی کسی کو قریب نہیں آنے دیتی تھی ایک لڑکے نے کہا اس سے پہلے دوسرا کوئی جواب دیتا

مان نے پیچھے سے دونوں کو گردنوں سے دبوچتے ان کے سر دیوار میں دے مارے تھے۔

دونوں لڑکے تو اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئے تھے۔ دونوں کا سر دیوار میں لگنے کی وجہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ دونوں لڑکے کمزور جسامت کے تھے اگر مان کا ایک اور مکا پڑتا تو پکا ان دونوں نے دنیا سے کوچ کر جانا تھا ان کے سر سے بہت خون نکل رہا تھا۔

اگر دوبار کسی بھی لڑکی کے بارے میں فضول بولے تو اگلی بار کوئی اور تمھاری جان لینے میں ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا۔

اگر تم لوگوں نے کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر طوائف کہا تو بہت برا پیش آؤں گا۔

مان نے ایک ایک لفظ چبا کر تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

اس نے وہاں سے جاتے ایک نفرت بھری نگاہ زمین پر پڑے بے حال لڑکوں پر ڈالی اور وہاں سے چلا. گیا۔

مان آپ کہاں گئے تھے۔گاڑی میں بیٹھتے ہی مہرو نے مان سے پوچھا

مجھے ایک ضروری کال آگئی تھی مان نے گاڑی سٹارٹ کرتے کہا جبکہ ساتھ بیٹھا فاخر مسکرا پڑا تھا۔

کومل تجھے جو بھی کرنا ہے آج ہی کرنا ہو گا ورنہ گھر والے تیری زبردستی اُس گھٹیا انسان سے شادی کر دیں گئے

سوچ جلدی کچھ سوچ

کومل نے اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے خود سے کہا۔ لیکن اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ایسا کیا کریں جس سے وہ شادی سے بچ سکے۔ جو اس نے سوچا تھا اُس میں بہت رسک تھا۔

کافی سوچنے کے بعد کومل نے گھر سے جانے کا فیصلہ کیا۔

اس نے ضروری سامان اپنے بیگ میں رکھا اور کمرے سے باہر نکلی اس وقت گھر میں کوئی نہیں تھا ایسا کومل کو لگا تھا۔

لیکن شاید کومل کی قسمت اس وقت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

کومل جب گھر کے دروازے سے باہر جانے لگی تو اسے اپنے پیچھے صائم کی آواز سنائی دی

کہاں جارہی ہو؟

صائم کی آواز سن کر کومل کے قدم وہی جم گئے تھے اسے لگا تھا گھر میں. کوئی نہیں ہے اس لیے تو بنا کسی کی پرواہ کیے آرام سے گھر سء جارہی تھی۔

میں نے پوچھا کہاں جارہی تھی؟

صائم نے کرخت لہجے میں پوچھا

کومل نے ڈرتے ہوئے اپنا رخ صائم کی طرف کیا جو سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا

میں گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں کیونکہ آپ لوگ میری زبردستی شادی کرنا چاہتے ہو جو میں ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔

کومل نے اپنے ڈر کو سائیڈ پر رکھتے بے خوف لہجے میں کہا۔

اتنے میں فضا اور کوثر بھی وہاں آ گئی تھیں ماما میں عامر سے بات کرتا ہوں اب کومل اور عامر کا نکاح بھی آکف اور ایزل کے نکاح کے ساتھ ہو گا۔

آگر کومل نے کسی قسم کی کوئی بھی فضول حرکت کرنے کی کوشش کی

تو یہ سمجھ جائے ہم سب اس کے لیے مر چکے ہیں اور پھر میں خود اسے اس گھر سے نکال دوں گا اور اس کا ہمارے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رہے گا۔

اب فیصلہ تمہیں کرنا ہے یا تو ابھی گھر سے چلی جاؤ یا پھر کل نکاح کے لیے تیار ہو جانا

دوسری بات تمھارے سارے اکاؤنٹس بھی میں بند کروادوں گا اگر جاناہی ہے تو خالی ہاتھ جانا پھر تمہیں پتہ چلے گا گھر چھوڑنے کا فیصلہ ٹھیک تھا یا غلط؟

صائم نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

کومل۔ ابھی بھی وہی شوکڈ کھڑی تھی۔

فضا کومل پر ایک افسوس بھری نظر ڈال کر کوثر بیگم کو اپنے ساتھ لے کر وہاں سے چلی گئی۔

کومل نے اپنا بیگ پکڑا اور خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

صائم نے کمرے میں جاتے ہی عامر کو کال کر کے نکاح کا کہا تھا اسے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا اور اس نے اپنے ماں باپ کو بھی سنبھال لیا تھا۔

کومل نے کمرے میں جاتے ہی سوچ لیا تھا کہ وہ عامر سے نکاح کر لیں گی اور پھر اس کی زندگی جہنم بنادے گی پھر وہ خود اسے طلاق دے گا۔

کومل جانتی تھی صائم نے جو کہا ہے وہ ویسا ہی کرے گا۔اس لیے بہتر یہی تھا وہ خاموشی سے نکاح کر لے۔

اگلے دن سب کاموں میں مصروف تھے عظیم صاحب نے اپنے گھر میں ہی سارا انتظام کیا تھا ان کا گارڈن کافی بڑا تھا اس لیے وہی پر سب مہمان موجود تھے۔

عامر کی فیملی آچکی تھی اور عامر سب سے ملا تھا علیدا ان نے خود ہی آنے سے منع کر دیا تھا۔

کومل اور ایزل پارلر سے تیار ہو کر واپس آچکی تھیں۔

مہرو نے لائٹ پیچ کلر کا لانگ فراک پہنا تھا اور مروہ نے بھی سیم اپنی ماں جیسا ڈریس پہنا تھا دونوں ماں بیٹی بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

مان سفید شلوار قمیض پہنے آستین کو فولڈ کیے سنجیدہ سا سید ھا مہرو کے دل میں اتر رہا تھا مہرو بار بار مان کو دیکھ رہی تھی اور یہ بات مان نے بھی نوٹ کی تھی اس کے لب بے ساختہ مسکرا پڑے تھے۔

فاخر بھی آچکا تھا جس نے براؤن شلوار قمیض پہنی تھی۔ وہ ایک سائیڈ پر بیٹھا کچھ فاصلے پر باتیں کرتی فضا کو دیکھ رہا تھا جو بلیو کلر کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

۔کومل اور ایزل کا نکاح ظہر کے وقت پاس والی مسجد میں ہو گیا تھا۔

اب نایاب اور آرزو، کومل اور ایزل کو لے کر آرہی تھیں ایزل بہت خوش تھی جبکہ اس کے برعکس کومل کچھ پریشان اور گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔

دو سٹیج بنائے گئے تھے۔

آکف اور عامر تو اپنی منکوحہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اور آنکھوں میں خوشی لیے اپنی اپنی بیوی کو دیکھنے لگے۔

عامر کے لیے تو یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا تھا۔ صائم نے جب اپنی خواہش ظاہر کی کہ وہ آکف کے نکاح کے ساتھ ہی کومل کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو عامر منع نہیں کر سکا۔ جبکہ وہ خود بھی جلدی نکاح کرنا چاہتا تھا۔

آکف نے لائٹ براؤن کلر کا تھری پیس سوٹ پہنا تھا ایزل لائٹ گرین کلر کی لانگ میکسی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

کچھ پارلر والی کے ہاتھوں کا جادو تھا جس نے ایزل کے حسن کو چار چاند لگادیے تھے

کومل بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھی اس نے وائٹ شرارہ پہنا تھا عامر کو وہ گھبرائی سی بہت اچھی لگ رہی تھی۔کومل کا یہ روپ عامر نے آج پہلی بار دیکھا تھا۔اور کومل کو لگ رہا تھا اس نے صائم کی باتوں میں آکر غلطی کی ہے۔

عامر نے سفید شلوار قمیض اور ساتھ سفید ہی واسکٹ پہنی تھی۔

ایزل اور آکف تھوڑی بہت ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے لیکن عامر ایک لفظ نہیں بولا تھا۔

تھوڑی دیر بعد شاہ اور روحی بھی آگئے شاہ پہلے شاداب ملک اور عظیم صاحب سے ملا جو شاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔روحی آرزو کے پاس چلی گئی تھی۔

کیسے ہیں آپ ملک صاحب؟ شاہ نے ان کے گلے لگتے ہوئے خوشدلی سے پوچھا۔

بس آپ کی دعائیں ہیں شاہ صاحب

ان نے مسکرا کر کہا اتنے میں مہرو بھی وہاں آگئی اور شاہ سے ملی۔

شاہ تمھاری بیوی کہاں ہے مجھے اس سے ملنا ہے مہرونے مسکرا کر پوچھا

شاہ نے روحی کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جو آرزو کی گود میں بیٹھی مروہ سے کھیل رہی تھی۔

السلام علیکم روحی نے آتے ہی سلام کیا۔

شاہ تمھاری بیوی تو بہت پیاری ہے مہرو نے سلام کا جواب دینے کے بعد روحی کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے شرما کر نظریں جھکا لیں تھیں۔

بس جب اللہ دینے پر آتا ہے تو نالائقوں کو خوبصورت بیوی بھی دے دیتا ہے۔

مان نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا.

اپنا تجربہ بتا رہے ہو؟

شاہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

نہیں دونوں کا مان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا

چلو روحی ہم یہاں سے چلتے ہیں مہرو نے مان کو گھورتے ہوئے کہا اور روحی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے گئی۔

مان اور شاہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تھے۔

آج تو میری مانو بلی بہت پیاری لگ رہی ہے صائم نے نایاب کے کان کے پاس سر گوشی نما کہا جو پنک کلر کی فراک میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔

صائم آپ نے ڈرا دیا مجھے نایاب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ویسے ایک بات بتائے

ایک رات کے اندر ایسا کیا ہو گیا جو آپ نے کومل کا نکاح کروا دیا؟

نایاب نے حیرانگی سے پوچھا

تم بس ایسا سمجھ لو اُس کا نکاح ہونا بہت ضروری تھا اب عامر اسے سنبھال لے گا اگر میں اُس کا نکاح نا کرواتا تو یقیناً وہ خود کا نقصان کروا بیٹھتی۔اور عامر بہت اچھا ہے میری بہن کو خوش رکھے گا۔

صایم نے نایاب کے چہرے پر جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

ہمم جیسے آپ کو بہتر لگے نایاب نے مسکرا کر کہا اتنے میں اسے آرزو نے آواز دے دی اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

عرشمان سارے کام. دیکھ رہا تھا۔مان نے اس کے ذمے سارے کام. لگائے تھے جسے وہ بہت اچھی طرح سرانجام دے رہا تھا۔

علیدان اپنے کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا۔جتنی خوشی منانی ہے منالو معارج ملک یہ تمھاری آخری خوشی ہے اس کے بعد تمہیں خوشی کیا غم دیکھنا بھی نصیب نہیں ہو گا۔

علیدان نے تصویر میں اپنے ساتھ کھڑے مان کو دیکھتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

جو وہ کرنے جا رہا تھا اسے پوری امید تھی کہ وہ کامیاب بھی ہو جائے گا اس لیے مطمئن تھا۔

نکاح کا فنکشن بہت اچھا گزرا تھا۔سب لوگ خوش تھے سوائے کومل کے

مہمانوں کے جانے کے بعد فیملی کے لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

کومل نے کمرے میں جاتے ہی غصے سے اپنے سارے زیورات نوچ ڈالے تھے۔کیونکہ عامر نے کہا تھاوہ ابھی چینج ناکرے وہ ایک بار اس سے ملناچاہتاہے۔

عامر اپنی زندگی کی شروعات نئے سرے سے کرناچاہتاتھا

لیکن وہ نہیں جانتاتھاکومل کیاچیز ہے۔

عامر روم میں داخل ہوااور بیڈپر بکھری چیزوں کو ہی دیکھ کر سب کچھ سمجھ گیاتھااسے غصہ تو بہت آیالیکن برداشت کر گیا۔

واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

تھوڑی دیرانتظار کرنے کے بعد کومل باہر نکلی لیکن عامر کودیکھ کر بلکل بھی حیران نہیں ہوئی۔

کومل اپنے پرانے حلیے میں موجود تھی۔اور عامر کواگنور کیے آئینے کے سامنے جاکھڑی ہوئی۔

عامر چھوٹے قدم لیتاعینکومل کے پیچھے جاکھڑاہوالیکن وہ ابھی بھی اپنے بالوں کو برش کرنے میں مصروف تھی۔

اس سے چھوٹے کپڑے نہیں ملے تمہیں؟ عامر نے کومل کی چھوٹی شرٹ کو دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا جو کومل کا پیٹ کور کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

تمہیں اس سے مسئلہ نہیں ہونا چاہیے

کومل نے بتمیزی سے جواب دیا۔

عامر نے کومل کو. کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ خود کی طرف کیا۔

اگر تمہیں اپنا آپ دکھانے کا اتنا ہی شوق ہے تو اسے بھی اتار دو

عامر نے سنجیدگی سے کہتے کومل کے کندھوں پر گرفت مضبوط کی۔

تمہیں شرم آنی چاہیے۔ مجھ سے اس طرح کی گھٹیا بات کرتے ہوئے کومل نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

۔ تمہیں پہنتے ہوئے شرم نہیں آتی تو مجھے مشورہ دینے میں کیوں آئے گی۔

عامر نے ہنستے ہوئے کہا اور کومل سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

ابھی میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتا

یہ ماما نے کنگن دیے تھے منہ دکھائی کے لیے پہن لینا اُن کو اچھا لگے گا۔

عامر نے بیڈ ہر دو سونے کے کنگن پھینکتے ہوئے کہا اور ایک سرد نگاہ کومل پر ڈال کر وہاں سے چلا ہے اور یہ بات وہی جانتا تھا کہ کس طرح اس نے اپنے غصے پر قابو پایا ہے

عامر کے وہاں سے جاتے ہی کومل کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

بھابھی اب تو میں اپنی بیوی سے مل سکتا ہوں؟ آکف نے معصومیت سے ایزل کے کمرے سے نکلتی مہرو کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں تم جا سکتے ہو کس نے روکا ہے مہرو نے دروازے سے پیچھے ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

آکف خوشی سے کمرے میں داخل ہوا

جو کھڑکی کے پاس کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔

السلام علیکم

آکف نے ایزل سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوتے سلام کیا۔

جس کا جواب ایزل نے خوشی سے مڑ کر دیا۔ایزل تم نہیں جانتی میں آج کتنا خوش ہوں۔

اتنا خوش کہ اگر کوئی مجھے پورے گھر کی صفائی کرنے کا بھی بول دے میں خوشی خوشی کر دوں گا۔

آکف نے معصومیت سے سے کہا جس پر ایزل پہلے تو حیران ہوئی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

ٹھیک یو میری زندگی میں آنے اور اسے خوبصورت بنانے کے لیے آکف نے ایزل کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پیار سے کہا اور اس کی انگلی میں ایک خوبصورت انگوٹھی پہنائی اور وہاں اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

آج تم بلکل آسمان سے اتری ہوئی پری لگ رہی تھی۔آکف نے ایزل کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے پیار سے کہا۔

ایزل آکف کی اس حسین گستاخی پر خود میں سمٹ سی گئی تھی۔

کیسی ہے؟

آکف نے ٹھوڑی سے پکڑ کر ایزل کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے پوچھا۔

بہت خوبصورت ہے۔

ایزل نے رنگ کو دیکھتے ہوئے کہا جو سچ میں بہت خوبصورت تھی۔

آخر پسند کس کی ہے؟

آکف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم ایسا کرو جلدی سے چینج کر لو تمھارا بھائی باہر انتظار کر رہا ہے پھر انہوں نے گھر بھی جانا ہے۔

آکف نے ایزل کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا

اوکے میں چینج کر کے آتی ہوں۔

ایزل نے کہا اور چینج کرنے چلی گئی۔

آکف صوفے پر بیٹھ کر ایزل کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔زندگی اتنی حسین ہو جائے گی اس نے کبھی سوچا نہیں تھا۔

سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے مہروا بھی بھی یہی تھی طلحہ بھی ایزل کو ڈھیر ساری دعائیں دے کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

رات کے وقت کومل اپنے معمول کے مطابق گھر سے باہر نکلی سب لوگ اپنے کمروں میں تھے وہ کلب جانا چاہتی تھی۔اب کسی طرح اسے عامر کو یہاں بلانا تھا تا کہ وہ کومل کو کلب میں دیکھے اور غصے میں اسے طلاق دے دیں۔

اس نے عامر کا نمبر ڈائل کیا تھوڑی دیر بعد عامر کی نیند میں ڈوبی آواز گونجی

ہیلو پیارے ہبی آپ کی بیگم اس وقت کلب میں بیٹھی بور ہو رہی ہے کیا آپ اسے کمپنی دینے آ سکتے ہیں؟

کومل نے نیند میں ڈوبے عامر کو کو ہوش میں لاتے ہوئے کہا جو کلب کا نام سن کر ہی چوکس ہو گیا تھا

کون سا کلب ہے؟

عامر نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کومل نے نام بتاتے ہی کال کاٹ دی۔

عامر غصے میں کھولتا ہوا بیڈ سے اٹھا اور گاڑی کی چابی پکڑ کر گھر سے باہر نکل گیا۔

کومل تھوڑی دیر بعد سٹیج کی طرف چلی گئی اور وہاں کھڑے لڑکوں کے ساتھ ڈانس کرنے میں مگن ہو گئی عامر جو پورے راستے اپنے غصے پر قابو پاتے آتا تھا کومل کو لڑکوں کے ساتھ چپک چپک کر ڈانس کرتے دیکھ اس کا غصہ پھر سے عود آیا۔

عامر کومل کے پاس گیا اور اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے وہاں سے باہر لا یا۔

چھوڑو میرا ہاتھ جنگلی انسان کومل نے چیختے ہوئے کہا جبکہ دل اس کا خوشی سے جھول رہا تھا کہ اس کا پلان کامیاب ہو گیا ہے۔

میری ایک بات کان کھول کر سن لو مسزا گراب مجھے تم کسی بھی کلب میں جاتے یا کسی غیر مرد کے ارد گرد منڈلاتی ہوئی نظر آئی تو بنا کسی کی پرواہ کیے وہی کھڑا تمہیں سخت سزادوں گا جیسے تم برداشت نہیں کر پاؤ گی۔۔

اب شرافت کے ساتھ اپنی گاڑی میں بیٹھو ڈرائیور تمہیں گھر چھوڑ دے گا صبح ہی صائم سے رخصتی کی بات کرتا ہوں۔

عامر نے انگلی اٹھا کر کومل کو تنبیہ کرتے کہا اور اسے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر دھکیلا

جو گاڑی میں گرنے والے انداز میں بیٹھ گئی تھی۔

میڈم کو گھر چھوڑنا اگر یہ کہی رکی تو تمھاری خیر نہیں عامر نے ڈرائیور کو گھورتے ہوئے کہا۔

جی صاحب ڈرائیور نے کہتے ہی گاڑی سٹارٹ کر دی۔

کومل پیچھے حیرانگی سے بیٹھی سوچ رہی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ لیکن جب ہوش آیا تو اس نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہا جس نے گاڑی نہیں روکی۔

میڈم سر نے سختی سے منع کیا ہے۔ڈرائیور نے ڈرتے ہوئے کہا۔

تمہیں میں عامر کے گھر کا ایڈریس بتا رہی ہوں مجھے وہاں لے کر چلو۔کہی اور نہیں جا رہی نایاب نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

جی میڈم ڈرائیور نے فرمانبر داری سے کہا۔

آخر تم چیز کیا ہو عامر

آج تو تمہیں فیصلہ کرنا ہی ہو گا اور آج ہی تمہیں مجھے طلاق دینے ہو گی

کومل نے باہر سڑک کو. دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

عامر نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے جگ سے پانی گلاس میں ڈالا اور ایک ہی سانس میں پی گیا اتنے میں اسے اپنے روم کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں کومل کھڑی تھی سب اپنے کمرے میں تھے تو کومل آسانی سے یہاں آگئی تھی۔

کیونکہ پیچھلی بار جاتے وقت اس نے احتیاط کے طور پر عامر کے کمرے کے بارے میں ملازم سے پوچھ لیا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟عامر نے حیرانگی سے کومل کو. دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق چاہیے

کومل نے عامر کو. دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

ابھی ہمارے نکاح کو دو دن بھی پورے نہیں ہوئے اور تم طلاق مانگ رہی ہو؟

بیگم صاحبہ دس از ناٹ فیر

عامر چلتا ہوا کومل کے قریب کھڑے ہوتے اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو پکڑ کر ہلکا سا کھینچتے ہوئے کہا۔

یہ نکاح میں نے بھائی کے دباؤ میں آکر کیا ہے۔

اور اب مجھے افسوس ہو رہا ہے غلطی مجھ سے ہوئی ہے اور میں ہی اسے ٹھیک کروں گی۔

کومل نے بے خوف لہجے میں کہا۔

کومل ڈارلنگ تم جانتی ہو رات کے وقت کسی مرد کے کمرے میں نہیں آنا چاہیے اور مرد بھی وہ جس کے نکاح میں آپ ہو۔

عامر نے کومل کی بات کو اگنور کرتے اسے کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے سرگوشی نما کہا۔ جس سے باس کے ہونٹ کومل کے کان سے ٹچ ہوئے تھے۔

چھوڑو مجھے میں نے کہا نا یہ زبردستی کا رشتہ ہے۔

میں مان کو پسند کرتی ہوں کومل نے خود کو عامر کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے کہا۔

آج کے بعد اگر میں نے تمھارے منہ سے مان کا نام سنا تو تمھاری زبان کاٹ دوں گا۔

تم پیار کی زبان نہیں سمجھتی اب مجھے تمہیں تمھاری ہی زبان میں سمجھانا پڑے گا۔

تم سے نکاح میں نے طلاق دینے کے لیے نہیں کیا تھا۔

عامر نے کومل کے چہرہ کو اوپر کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

تم مجھ پر اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتے۔

کومل نے عامر کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے بدتمیزی سے کہا۔

نانا میری جان یہ حق بھی تم نے ہی مجھے دیا ہے نکاح نامے پر دستخط کر کے

عامر نے کومل. کو بیڈ کے پاس لاتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔جو خود کو آزاد کروانے کی کوشش میں لگی تھی۔

مجھے جانا ہے۔کومل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہااسے عامر کے ارادے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

ارے نہیں یار اب تم آہی گئی ہو تو اپنے شوہر کو تھوڑا خوش کر کے واپس چلی جاؤ۔

صبح میں خود تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں گا۔

عامر نے کومل کے بال گردن کے پیچھے کرتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

ویسے جس طرح کی واہیات ڈریسنگ تم نے کی ہوئی ہے کوئی بھی تمہیں دیکھ کر بہک سکتا ہے لیکن میں تو تمھارا شوہر ہوں میں تو بہک سکتا ہوں۔اور کچھ بھی کر سکتا ہوں

عامر نے کومل کی گردن کی طرف جھکتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

کومل کو آج پہلی بار کسی سے خوف محسوس ہوا تھا اور وہ عامر تھا۔

عامر...

کومل نے اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر قابو پاتے بمشکل عامر کو پکارا جس کے ہونٹوں کا لمس کومل کی جان ہلکان کر رہا تھا۔

کومل میڈم آپ نے یہاں آکر اور فضول بکواس کر کے میرے غصے کو ہوا دی ہے۔

اتنی آسانی سے تو میں تمہیں یہاں سے جانے نہیں دوں گا اور تمھارے سر سے مان کا بھوت اتارنا بھی ضروری ہے۔

عامر نے کومل کی ڈری سہمی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

عامر تم غلط کر رہے ہو۔

کومل نے آخری کوشش کرتے کہا اب تو سب کچھ ٹھیک کر دوں گا میری جان تم خود چل کر یہاں آئی ہو میں نے دعوت نہیں دی تھی۔

عامر نے کومل. کو پیچھے بیڈ پر دھکا دیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور اس سے پہلے کومل وہاں سے اٹھتی عامر کومل. کو بے بس کرتا اس پر حاوی ہوتا گیا۔

کومل نے خود کو عامر کی گرفت سے آزاد کرنے کی بہت کوشش کی لیکن جب اسے یقین ہو گیا کہ عامر اب اسے نہیں چھوڑے گا تو اس کے بعد کومل نے بھی اپنی کوشش ترک کرتے خود کو عامر کے حوالے کر دیا تھا وہ جانتی تھی اس نے عامر کے گھر آ کر بہت بڑی غلطی کی تھی۔

اب یا تو کومل نے سدھر جانا تھا یہ پھر مزید بگڑ جانا تھا یہ تو آنے والے وقت نے ہی بتانا تھا۔

شاہ روحی کو گھر واپس لے آیا تھا۔ صفیہ بیگم تو روحی کو دیکھ کر اس کے صدقے واری جا رہی تھیں وہ روحی کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی ۔

شاہ اور روحی اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ قاسم شاہ کو بھی روحی کے واپس آنے کی خبر مل گئی تھی۔

اور اب قاسم اور سوہا نے اپنے پلان کو پایہ تکمیل تک پہنچانا تھا۔

صبح ہوتے ہی سوہا روحی سے ملنے کے لیے آگئی تھی۔اسے قاسم نے بتادیا تھا۔

روحی کو ملنے کے بعد سوہا قاسم کے کمرے میں گئی۔

تصویریں تیار ہیں؟

قاسم نے سوہا سے پوچھا۔جی وہ ریڈی ہیں۔

سوہا نے مسکراتے ہوئے کہا۔کیا شاہ ان تصاویر پر یقین کرلے گا؟

سوہا نے پریشانی سے پوچھا۔

ان تصاویر میں جو لڑکی ہے وہ سیم روحی جیسی ہے اور دیکھنا شاہ بھی دھوکا کھا جائے گا۔

لیکن ابھی یہ تصاویر شاہ کو نہیں دکھانی پہلے مجھے کسی طرح روحی کو گھر سے باہر لے کر جانا ہے۔

تم ایسا کرو صفیہ کو کسی بہانے کل اپنے ساتھ لے جاؤ لیکن شاہ کے جانے کے بعد

باقی سب میں سنبھال لوں گا اور پھر میرے پیچھے تم جانتی ہو یہ تصاویر کہاں رکھنی ہے اور ہاں اُس لڑکی کو اتنے پیسے دینا کہ وہ کسی کے سامنے اپنا منہ نا کھولے۔

قاسم شاہ نے سنجیدگی سے کہا

ٹھیک ہے میں سمجھ گئی ہوں۔اور ابھی چلتی ہوں۔اگر شاہ نے دیکھ لیا تو مسئلہ ہو جائے گا سوہا کہتے ہی کمرے سے نکل گئی۔

طلاق تو تمہیں روحی کو دینی ہی پڑے گی ریان شاہ

قاسم نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

آپ واپس کب آئے؟

فضا نے حیرانگی سے علیدان کو اپنے کمرے میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کچھ دن ہی ہوئے ہیں۔

تم کیسی ہو؟

علیدان نے فضا کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ باہر بیٹھیے میں ابھی آتی ہوں فضا نے سنجیدگی سے کہا۔اسے علیدان کا روم میں آنا اچھا نہیں لگا تھا۔

لیکن مجھے تم سے بات کرنی ہے وہ خالہ کے سامنے نہیں کر سکتا۔

علیدان نے فضا کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

جی کیا بات کرنی ہے؟

فضا نے پوچھا۔

تم نے شادی سے انکار کیوں کر دیا؟

ماما مجھے بتا رہی تھی خالہ نے منع کر دیا ہے۔کیا اس میں تمھاری رضامندی شامل ہے؟

علیدان کا لہجہ ایک سیکنڈ میں سرد ہوا تھا۔

جی بلکل میں نے ہی ماما کو منع کرنے کے لیے کہا تھا۔

میں اب آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ فضا نے اپنا آخری فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

کیوں ؟ اب تمھارا پیار کہاں گیا؟

بس ختم ہو گئی تمھاری محبت علیدان غصے میں ایک دم فضا کی طرف بڑھتے اسے بازو سے پکڑ کر تلخ لہجے میں پوچھا۔

میری محبت کیسی تھی یہ مجھے آپ جیسے انسان کو صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

آپ سے محبت کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ پہلے مجھے لگا تھا آپ صرف مہرو سے محبت کرتے ہیں کتنی پاگل تھی میں آپ جیسا انسان سوائے خود کے کسی سے محبت نہیں کر سکتا۔

فضا نے اپنا بازو علیدان کے گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

پہلے تم مجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی لیکن اب میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تم میری ضد بن چکی ہو۔

یاایسا کرو ایک رات کے لیے میری بن جاؤ اُس کے بعد میں تمھارے پیچھے نہیں آؤں گا

یہ شادی سے زیادہ بہتر آپشن ہے۔

علیدان نے فضا کو سر سے لے کر پاؤں تک گھورتے ہوئے کہا۔

جو بے یقینی کے عالم میں کھڑی علیدان کا مکار چہرہ دیکھ رہی تھی۔

تم گھٹیا تو تھے ہی لیکن آج تم نے ثابت کر دیا کہ علیدان ملک ایک بے غیرت انسان بھی ہے جو عورتوں کی عزت کرنا بلکل بھی نہیں جانتا ابھی کے ابھی میرے کمرے سے نکل جاؤ ورنہ شور مچا دوں گی۔

فضا نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غصے سے کہا۔

جارہا ہوں۔لیکن اب میری نظر تم پر رہے گی مجھ سے زرا بچ کر رہنا

علیدان نے خباثت سے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔

فضا وہی بیڈ پر ڈھے گئی تھی۔

یہ تھی اس کی محبت علیدان جیسے انسان سے اس نے محبت کی جو تھوڑی دیر پہلے اپنے غلیظ الفاظ سے فضا کی محبت کی توہین کر کے گیا تھا۔

مجھے مان کو بتا دینا چاہیے اس سے پہلے کچھ برا ہو جائے فضا نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن وہ نہیں جانتی تھی معارج کے علاوہ اس کے خود کے ساتھ بھی برا ہونے والا ہے....

سیٹھ ٹائم آ گیا ہے تیار ہو جاؤ

علیدان نے کوثر کے گھر سے نکلتے سیٹھ کو فون کرتے کہا اور اپنے گاڑی میں جا بیٹھا۔

اگلے دن شاہ کے جانے کے بعد سوہا صفیہ بیگم کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلی گئی تھی۔اُس نے کہا تھا وہ شاپنگ کرنا چاہتی ہے لیکن روحی کو شاہ نے باہر جانے سے منع کیا تھا اس لیے صفیہ بیگم کو ہی ساتھ جانا پڑا۔

روحی لاؤنج میں بیٹھی ٹی-وی دیکھ رہی تھی۔

قاسم شاہ گھبرایا ہوا گھر میں داخل ہوا۔

بہو شاہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اُس کی حالت بہت خراب ہے۔

قاسم شاہ نے پریشانی سے اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ شاہ کا ایکسیڈنٹ

روحی نے گھبرائے اور بے یقینی کے عالم ہوئے میں پوچھا۔

اگر تم نے ہسپتال جانا ہے تو میرے ساتھ آجاؤ میں بھی وہی جا رہا ہوں۔

قاسم شاہ نے روحی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے لے چلے ہسپتال

روحی نے روندی آواز میں کہا اور بنا کچھ سوچے سمجھے قاسم شاہ کے ساتھ چل پڑی۔

ابھی تک ہسپتال کیوں نہیں آیا؟

روحی نے پندرہ منٹ بعد سنسان سڑک کو دیکھتے ہوئے بے تابی سے پوچھا۔

روحی تمہیں نہیں لگتا کہ تم کچھ زیادہ ہی معصوم ہو اور جانتی ہو کبھی کبھی زیادہ معصوم ہونا بھی آپ کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔

قاسم شاہ نے سنجیدگی سے کہتے روحی کی طرف دیکھا جو آنکھوں میں آنسو لیے ناسمجھی سے قاسم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

نہیں سمجھی میں بتاتا ہوں

قاسم شاہ نے گاڑی سڑک کے دائیں جانب روکتے روحی کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

جب میں نے تمہیں کہا کہ شاہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تو موبائل تمھارے پاس موجود تھا تمہیں شاہ کو پہلے کال کرنی چاہیے تھی

اور پھر بھی میری بات کا یقین نہیں کرنا چاہیے تھا کیونکہ تم۔ اچھے سے جانتی ہو میں کتنا برا انسان ہوں پھر بھی تم میرے ایک بار کہنے پر دوڑی چلی آئی۔

اب غلطی تو تمھاری ہے۔ قاسم شاہ نے خباثت سے کہتے اپنا ہاتھ روحی کے چہرے کی طرف بڑھایا جس نے زور سے ہاتھ کو جھٹکے گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکل گئی۔

اسے قاسم کی چال سمجھنے میں ایک سیکنڈ لگا تھا۔

روحی نے ارد گرد دیکھا سڑک بلکل صاف تھی۔ یہاں سے تم کہی نہیں جا سکتی اس لیے بھاگنے کا سوچنا بھی مت

قاسم شاہ کی آواز اپنے کان کے بے حد قریب سن کر روحی ڈر کے مارے ایک دم اچھل پڑی تھی۔

روحی ڈر کے مارے تھوڑا پیچھے کھسک کر کھڑی ہو گئی۔ قاسم شاہ روح کی جانب بڑھ رہا تھا اس سے پہلے روحی وہاں سے بھاگتی قاسم نے اسے بالوں سے جا پکڑا۔

آہ چھوڑو مجھے روحی نے کراہتے ہوئے کہا۔ خاموشی سے میرے ساتھ چلو ورنہ تمھاری وہ حالت کروں گا کہ ساری زندگی پچھتاتی رہو گی۔

قاسم شاہ نے روحی کو دیکھتے ہوئے دھاڑ کر کہا۔

روحی نے اپنا پورا زور لگا کر قاسم شاہ کو پیچھے دھکا دیا جو اپنا متوازن برقرار نہیں رکھ پایا اور سڑے کے بیچوں بیچ جا گرا اس سے پہلے قاسم وہاں سے اٹھتا دور سے آتا ایک بڑا ہیوی ٹرک قاسم شاہ کے اوپر سے گزر گیا۔

سامنے کا منظر دیکھ کر روحی کے منہ سے ایک چیخ نکلی وہ اب اپنے منہ پر ہاتھ رکھے بت بنی سڑک پر پھیلے خون کو دیکھ رہی تھی۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

سڑک پر ایک دم. خاموشی چھا گئی تھی۔

قاسم شاہ کی پوری باڈی کچلی جا چکی تھی۔روحی جب مزید برداشت نہیں کر سکی تو وہی سڑک پر بے ہوش ہو کر گر گئی۔

جس ٹرک نے قاسم کو کچلا تھا وہ موقع پر ہی بھاگ گیا۔

شاہ گھر آیا تو اسے روحی کہی نظر نہیں آئی۔اس نے ملازم سے پوچھا تو انہوں نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا۔

شاہ اپنے کمرے میں گیا تو اسے بیڈ کے نیچے سے کچھ تصاویر باہر نکلی ہوئی نظر آئی اس نے جھک کر اُن تصاویر کو اٹھایا لیکن جب اس نے تصاویر کو دیکھا تو اس کی آنکھیں باہر کو آ گئی۔

تصویر میں موجود لڑکی روحی ہی تھی۔

یہ جاننے میں شاہ کو ایک سیکنڈ لگا تھا۔

کہ اس کے باپ کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ روحی ہے لیکن وہ تصاویر انتہائی نازیبا تھیں ایک تصویر میں روحی قاسم شاہ کی گود میں بیٹھی تھی۔

باقی بیڈ پر لی گئی تھی اور ساری تصاویر میں وہ مسکرا رہی تھی۔

شاہ اس سے پہلی کچھ سوچتا سمجھتا اس کا موبائل رنگ ہوا۔

شاہ نے کال اٹینڈ کی۔

شاہ صاحب آپ کے والد کو ایک ٹرک نے کچل دیا ہے اور اسی وقت ان کی موت ہو گئی۔

لاش کی حالت ایسی تھی کہ زیادہ دیر رکھا نہیں جا سکتا تھا اس لیے ہم نے اُن کو دفنا دیا ہے میں آپ کو کچھ تصاویر بھیج رہا ہوں وہ دیکھ لیں اور آپ کی بیوی ہسپتال میں ہے اس کے ہوش میں آتے ہی کچھ سوال اُس سے کرنے ہیں۔

آفیسر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

شاہ دوبارہ تصاویر کو وحشت بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

ایک ہی دن میں کیا سے کیا ہو گیا؟

اس کا باپ مر گیا روحی کا اس کے باپ کے ساتھ پہلے سے آفیر چل رہا تھا یہ بات اسے آج پتہ چلی۔

اُن تصاویر کو دیکھنے کے بعد تو شاہ اسی نتیجے پر پہنچا تھا۔ کہ روحی اسے دھوکہ دے رہی تھی۔

شاہ نے اُن تصاویر کو الماری میں رکھا اور اپنے کمرے سے باہر نکلا۔

شاہ روحی کہاں ہے؟ صفیہ بیگم نے شاہ کو آتے دیکھ پوچھا۔ سوہا بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ شاہ کے ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں آنکھوں میں تو جیسے خون اترا ہوا تھا۔

شاہ کی حالت دیکھ کر سوہا اندر ہی اندر خوش ہو رہی تھی۔

کیا ہوا ہے شاہ سب خیریت ہے؟

صفیہ بیگم نے آج سے پہلے شاہ کو اس قدر غصے اور پریشانی میں نہیں دیکھا تھا۔

ماماڈیڈ کی دیتھ ہو گئی ہے کسی ٹرک نے انہیں کچل ڈالا لاش کی حالت بہت بری تھی اس لیے جلدی دفنا دیا گیا مجھے پولیس افسر کی کال آئی تھی۔میں پولیس سٹیشن جارہاہوں

شاہ نے سرد لہجے میں کہا۔

یااللہ یہ کیا ہو گیا شاہ ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو صفیہ بیگم نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

سوہانے ان کو آکر پکڑا تھا ورنہ وہ زمین بوس ہو چکی ہوتی۔

پولیس سٹیشن کے بعد میں ہسپتال جارہاہوں روحی وہی پر ہے۔شاہ نے اپنی ماں سے نظریں چراتے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

شوکڈ تو سوہا بھی تھی۔

دونوں نے کیا سوچا تھا اور کیا ہو گیا تھا۔سوہا اس وقت خود کو حوصلہ دیتی یا صفیہ بیگم کو دونوں ابھی بے یقینی کی کیفیت میں بیٹھی تھیں۔

شاہ ہسپتال پہنچا تو روحی کو ہوش آ چکا تھا۔ ہم نے آپ کی بیوی کی بیوی سے کچھ سوال کر لیے ہیں اب آپ انہیں گھر لے کر جا سکتے ہیں ۔ پولیس آفیسر نے کہا۔

شاہ نے روحی پر ایک غلط نظر ڈالنا بھی گوارا نا کیا۔

روحی کو شاہ کے رویے پر رونا آ رہا تھا۔ اسے اس وقت شاہ کی ضرورت تھی لیکن وہ چہرے پر پتھر یلے تاثرات لیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا ۔

شاہ نے گھر کے سامنے گاڑی رکی اور خود گاڑی سے نکل کر گھر کے اندر چلا گیا روحی کو اس نے نہیں بلایا تھا۔

روحی بوجھل قدموں سے کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلی اور گھر میں داخل ہوئی اس کا سرا بھی بھی گھوم رہا تھا۔

صفیہ بیگم اور سوہا ابھی بھی ویسے ہی بیٹھی تھیں قاسم شاہ کے قریبی لوگ افسوس کے لیے آنا شروع ہو گئے تھے،

شاہ اپنے کمرے میں چلا گیا روحی نے بھی اپنے کمرے کا رخ کیا۔

روحی ابھی کمرے سے باہر چلی جاؤ

شاہ کی کرخت آواز کمرے میں گونجی۔

جو اپنا سر اپنے ہاتھوں میں لیے بیٹھا تھا۔

میں کیوں جاؤ باہر؟ یہ میرا بھی کمرا ہے۔

روحی نے اپنے آنسوؤں پر بند باندھتے کہا جو باہر نکلنے کو بے تاب تھے۔

میرے باپ کی قاتل تم ہو پہلے خود ہی تم نے انہیں اپنے قریب آنے دیا۔

تم نے ہی میرے باپ کی جان لی ہے تم ہو میرے باپ کی قاتل وہ جیسا بھی تھا میرا باپ تھا

کیوں کیا تم نے ایسا؟

تمھاری وجہ سے میرے باپ کی جان گئی ہے تمھاری وجہ سے میری ماں دکھی ہے تم نے مجھے بھی تکلیف پہنچائی ہے روحی کیوں کیا تم نے؟

شاہ نے روحی کو بازوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

جو آنکھوں میں بے یقینی لیے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔

جو کچھ بھی ہوا جانے ناجانے میں ہوا اور میں نے جو بھی کیا اپنی عزت کو بچانے کے لیے کیا

آپ کا باپ ایک انتہائی گھٹیا اور پیچ انسان تھا۔

روحی نے بھی پوری قوت سے چلاتے ہوئے کہا۔ جس کا غصے میں ہاتھ اٹھا اور روحی کے گال پر نشان چھوڑ گیا.

روحی نے اپنے گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے شاہ کو دیکھا جو روحی کو بھسم کر دینے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

آپ بھی اپنے باپ جیسے ہی ہیں جو ایک عورت پر ہاتھ اٹھا کر خود کر طاقتور ظاہر کرنا چاہ رہے ہیں بنا پوری بات جانے آپ کیسے مجھ پر الزام لگا سکتے ہیں؟

مجھے کچھ جاننا بھی نہیں ہے۔ تم بس میری نظروں سے دور ہو جاؤ شاہ کو شاید زیادہ تکلیف اُن تصاویر نے دی تھی وہ اپنے باپ کی خصلت سے اچھی طرح واقف تھا۔

وہ جانتا تھا کہ قاسم شاہ نے کیا کیا ہو گا۔ جس کی وجہ سے روحی نے یہ سب کچھ کیا لیکن ابھی شاہ غصے میں اپنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو کھو چکا تھا۔

میں نہیں جانتی کہ آپ کو کیا ہوا ہے لیکن جو الزام آپ نے مجھ پر لگایا ہے وہ سراسر غلط ہے اور میں ایسا بلکل بھی برداشت نہیں کروں گئی۔

الزام تو میں نے پر ابھی لگایا بھی نہیں ہے اگر تم میری نظروں کے سامنے رہی تو ایک سیکنڈ میں تمھاری جان لے لوں گا۔

شاہ نے روحی کو جبڑوں سے پکڑتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔

اسکی گال پر ابھی بھی شاہ کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔

کیا تمھارے میرے باپ کے ساتھ ناجائز تعلقات تھے؟

شاہ کی بات نے روحی کے سر پر بم پھوڑا تھا۔روحی نے خود کو شاہ کی گرفت سے آزاد کروایا اور ایک زوردار تھپڑ شاہ کے چہرے پر دے مارا۔

آپ کی سوچ اتنی گندی ہوگی مجھے معلوم نہیں تھا اب تو مجھے بھی آپ کی شکل نہیں دیکھنی۔

اور ناہی آپ جیسے انسان کے ساتھ ایک سیکنڈ بھی رہنا۔آج آپ نے بھی اپنی اصلیت دیکھا دی۔

روحی نے اپنے آنسوؤں کو اندر دھکیلتے ہوئے بھاری آواز میں کہا۔

تو ٹھیک ہے اگر تم جانا ہی چاہتی ہو تو اس رشتے کو ختم کر کے ہی جاؤ۔مجھے بھی تمھاری جیسی لڑکی کے ساتھ رہنے کا شوق نہیں ہے تم نے مجھے توڑنے میں زرا سی بھی کسر نہیں چھوڑی

تمہیں میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔اور ناہی دوبارہ تمھاری شکل دیکھنا چاہتا ہوں

اور میں ریان شاہ اپنے پورے ہوش حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔

شاہ نے نفرت بھرے لہجے میں دروازے کی طرف جاتی روحی کو دیکھتے کہا روحی شاہ کی آواز سن کر وہی پتھر کی بن گئی۔

اسے لگا کسی نے اس کے کانوں میں پگلا ہوا سیسہ ڈال دیا ہو۔

سر تو پہلے ہی گھوم رہا تھا لیکن اب ہمت جواب دے گئی تھی اس اپنا دماغ ماؤف ہوتا ہوا محسوس ہوا اور وہی جھول کر زمین بوس ہو گئی۔

صبح جب کومل کی آنکھ کھلی تو خود کو کسی اجنبی کے کمرے میں دیکھ کر چھت کو گھورنے لگی اور کل اس کے ساتھ کیا کچھ ہوا اُس کے بارے میں سوچنے لگی۔

لیکن جیسے ہی اس کا دماغ بیدار ہوا اور اسے سب یاد آیا تو فوراً اُٹھ کر بیٹھ گئی اس نے ارد گرد نظریں دہرائی لیکن کمرہ خالی تھا۔ صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔

کومل وہی اپنا سر پکڑے بیٹھ گئی۔

اچانک اس کا دھیان اپنی شرٹ کی طرف گیا جو اسکی اپنی تو بلکل بھی نہیں تھی بلکہ عامر کی تھی۔

کومل نے دو چار گالیوں سے عامر کو نوازا اور اپنے کپڑے اٹھا کر باتھروم کی طرف چلی گئی۔

ابھی گھر جانا زیادہ ضروری تھا اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو کومل کیا جواب دیتی۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھی عامر پہلے ہی صائم کو کال کر کے کومل کی اپنے گھر موجودگی کے بارے میں بتا چکا ہے۔

کومل باتھروم سے باہر آئی تو عامر کو مسکراتا دیکھ اس کا غصہ پھر سے عود آیا تھا۔

تم ایک گھٹیا انسان ہو تم میں زرا سی بھی شرم نہیں ہے۔

جو کچھ تم نے رات کیا میں اُس کے لیے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔

تم نے میری بے بسی کا فائدہ اٹھایا ہے

کومل نے غصے سے کھولتے عامر کا کالر پکڑتے ہوئے کہا۔

جو ابھی بھی کھڑا مسکرا رہا تھا۔

عامر نے کومل کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب تر کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

جو میں نے رات کیا وہ میرا حق تھا اگر وہ سب میں نے تمھارے ساتھ بغیر نکاح کے کرتا تو تمھارے لگائے گئے سارے الزام میں تسلیم کر لیتا۔

لیکن تم میری بیوی ہو نکاح ہوا ہے میرا تمھارے ساتھ

کچھ بھی غلط نہیں کیا میں نے اور ایک بات تمھارے بھائی کو میں کال کر چکا ہوں وہ جانتا ہے کہ تم نے پوری رات اپنے شوہر کے ساتھ گزاری ہے۔

اب اپنے بھائی کو تم خود جواب دینا۔

عامر نے کہتے ہی کومل کے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوا جو حیرت کے مارے آنکھیں پھاڑے عامر کو دیکھ رہی تھی۔

جبکہ عامر نے صائم کو ایسا کچھ نہیں کہا تھا اس نے کومل کے اپنے گھر میں ہونے کی اطلاع دی تھی اور کہا تھا کہ ماما کچھ وقت کومل کے ساتھ گزرنا چاہتی تھی جب انہوں نے یہ بات کومل سے کی تو وہ رات کو ہی دوڑی چلی آئی۔

تم سچ میں پاگل انسان ہو اگر مجھے ایک خون معاف ہوتا تو وہ خون میں تمھارا کرتی

کومل نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

عامر کومل کی بات پر کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا اگر جان لینے والا اتنا خوبصورت ہو تو انسان خوشی خوشی اپنی جا دے دیں۔

۔اور بیگم صاحبہ امید کرتا ہوں رات آپ کو اچھا سبق ملا ہو گا۔

آئندہ رخصتی تک میرے قریب آنے سے پہلے سو بار سوچنا اور جن کاموں سے میں نے تمہیں منع کیا ہے اگر وہ مجھے تم کرتی ہوئی نظر آئی تو پھر نتائج کے لیے بھی تیار رہنا۔

اور جاؤ ابھی ماما سو رہی ہے ڈرائیور تمہیں گھر پ

چھوڑ دے گا۔

عامر نے سنجیدگی سے کہتے کومل کی گردن پر اپنے دہکتے لب رکھ دیے۔

کومل کی مزاحمت کرنے کے باوجود عامر اپنا کام کر کے ہی پیچھے ہٹا۔

کومل نے کھا جانے والی نظروں سے عامر کو دیکھا اور اسے پیچھے دھکا دے کر کمرے سے نکل گئی۔

بس تمہیں تھوڑا سیٹ کرنے کی ضرورت ہے ورنہ بری تم بلکل بھی نہیں ہو۔

کومل کے جاتے ہی عامر نے خود سے کہا اور بیڈ پر پڑی اپنی شرٹ کو دیکھ کر مسکرا پڑا۔

شاہ نے روحی کو گرتے ہوئے دیکھا لیکن اس کے پاس نہیں آیا۔

صفیہ بیگم جو کمرے میں داخل ہو رہی تھی روحی کو زمین بوس ہوئے دیکھ جلدی سے اس کے پاس آئی۔

روحی...

کیاہواہے اسے ؟اور تم کھڑے شکل کیادیکھ رہے ہو ڈاکٹر کو فون کرو۔صفیہ بیگم نے شاہ کو دیکھتے غصے میں کہا۔

کچھ نہیں ہوااسے آجائے گی ہوش

شاہ نے پتھریلے لہجے میں کہااور کمرے سے باہر چلا گیا۔

صفیہ بیگم حیرت زدہ اپنے بیٹے کے رویے کے بارے میں. سوچ رہی تھی انہوں نے روحی کے گال کو تھپتھپایا لیکن وہ بے سدھ زمین پر پڑی رہی۔

اور کافی کوشش کے بعد روحی کو بیڈ پر لیٹانے میں کامیاب ہوگئ۔

انہوں نے ایک افسردہ نگاہ روحی پر ڈالی اور کمرے سے باہر چلی گئ۔

باہر کافی لوگ تعزیت کے لیے آچکے تھے۔

مان کو بھی خبر مل چکی تھی اور وہ بھی شاہ حویلی آیا تھا۔

رات تک روحی کو ہوش آگیا تھا اس نے جب اپنی آنکھیں کھولی تو صفیہ بیگم روحی کے سرہانے بیٹھی اس کے بال سہلا رہی تھی۔

ایک ہی دن میں صفیہ بیگم مرجھا سی گئی تھیں۔

روحی نے خالی نظروں سے صفیہ بیگم کو دیکھا۔

روحی بیٹا تم ٹھیک ہو؟صفیہ بیگم نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ لاتے ہوئے پوچھا۔

ماما شاہ نے مجھے.....

روحی نے اچانک صفیہ بیگم کے گلے لگے سسکتے ہوئے کہا

کیا ہوا بیٹا کیا کیا شاہ نے؟

صفیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا کیونکہ جو رویہ انہیں نے شاہ کا دیکھا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔

ماما شاہ نے مجھے طلاق دے دی ہے روحی کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

کیا....

یہ کیسے ہو سکتا ہے شاہ ایسا نہیں کر سکتا۔

صفیہ بیگم نے بے یقینی کی کیفیت میں کہا۔

ماما پتہ نہیں انکو کیا ہو گیا ہے وہ سمجھ رہے ہیں میری وجہ سے اُن کے ڈیڈ کی جان گئی ہے۔

لیکن میں نے جو بھی کیا خود کو بچانے کے لیے کیا۔

ماما میری بات کا یقین کریں میں نے کچھ بھی غلط نہیں کیا۔

روحی نے صفیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بے بسی سے روتے ہوئے کہا جو خود ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھیں۔

میں شاہ سے بات کرتی ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا تم نے کچھ غلط نہیں کیا۔ تم مجھے اپنی ماں مانتی ہو نا تو میں اپنی بیٹی کو کیسے دکھی دیکھ سکتی ہوں۔

صفیہ بیگم نے پیار سے روحی کے آنسو صاف کرتے کہا۔

ماما آپ کو میری بات پر یقین ہے ؟روحی نے حیرانگی سے پوچھا۔

بلکل ہے اور اب ہم . قاسم کے بارے میں بات نہیں کریں گئے اور جو کچھ ہوا حادثاتی طور پر ہوا تم نے کچھ نہیں کیا صفیہ بیگم نے سرد لہجے میں کہا۔

اگر انہوں نے سوہا کی باتیں نا سنی ہوتی تو وہ بھی یقین نا کرتی لیکن اب سچ ان کے سامنے تھا۔

مال میں سوہا کو اس کی فرینڈ کی کال آئی تھی اور وہ اپنے سارے پلان کے بارے میں اپنی فرینڈ کو بتا رہی تھی اُس وقت ہی انہوں نے سوہا کی ساری بات سن لی تھی۔

اور ان کے شوہر نے اپنے بیٹے کی بیوی پر ہی گندی نظر رکھی ہوئی تھی یہ سن کر صفیہ بیگم کو بہت تکلیف پہنچی تھی اور جب وہ گھر آئی اور ان کو قاسم شاہ کی موت کی خبر ملی تو ان کو دکھ تو بہت ہوا کیونکہ وہ اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھی۔

لیکن ایک طرف ان کا یہ بھی ماننا تھا کہ قاسم کے ساتھ جو بھی ہوا اس کے اپنے گناہوں کی سزا ہی اسے ملی ہے۔

اگر قاسم روحی کو اپنے ساتھ لے جاتا تو آگے کا سوچ کر ہی صفیہ بیگم کا دل ڈوب سا گیا تھا۔

اس لیے صفیہ بیگم قاسم کی موت کا سن کر خاموش ہو گئی تھیں۔

ماما آپ شاہ سے بات نہیں کریں

صفیہ بیگم اپنے خیالوں میں گم تھیں جب روحی کی آواز ان کو ہوش میں لائی۔

آپ جانتی ہے نا کسی بھی رشتے میں اگر بھروسہ نا ہو تو وہ رشتہ بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے اور آج شاہ نے میرا مان، میرا بھروسہ اور مجھے بھی توڑ دیا ہے۔

میں شاہ کو کبھی معاف نہیں کروں گی اور آپ مجھے فورس بھی نہیں کریں گیں پلیز

روحی نے روندی آواز میں کہا اور صفیہ بیگم کے گلے لگ گئی۔

شاہ کیا کروں میں تمھارا صفیہ بیگم نے بے بسی سے سوچتی ہوئے خود سے کہا۔انکے اچھے بھلے خوشحال گھر کو کسی کی نظر لگ گئی تھی۔

شاہ اپنی گاڑی میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پیتے جا رہا تھا بار بار اس کی نظروں کے سامنے تصاویر گھور رہی تھیں۔

شاہ نے غصے میں سٹیرنگ پر زور سے مکا مارا۔ کیوں روحی کیوں تم نے میرے ساتھ ایسا کیا کیوں

شاہ نے چیختے ہوئے کہا۔

ایک سفید موتی شاہ کی آنکھ سے نکل کر بے مول ہو گیا تھا آج پہلی بار شاہ رو یا تھا آج پہلی بار شاہ ٹوٹا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا جو غلطی وہ کر چکا ہے اُس کے لیے اب اسے ساری زندگی پچھتانا ہے۔

شاہ نے پوری رات گھر سے باہر گزاری تھی۔ صبح کے سات بجے شاہ گھر آیا تو صفیہ بیگم اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

کہاں تھے تم ساری رات نا تمہیں اپنی ماں کی پرواہ ہے اور نا ہی اپنی بیوی کی

باپ کے جاتے ہی ماں کو بھول گئے تم

صفیہ بیگم نے شاہ کو دیکھتے ہوئے تیکھے لہجے میں کہا۔

شاہ نے غور سے اپنی ماں کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھا تو اسے اپنی لاپرواہی کا احساس ہوا۔

سوری ماں جی

شاہ نے اپنی ماں کی طرف بڑھتے ہوئے شرمندگی سے کہا

لیکن صفیہ بیگم نے اسے وہی ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

.تم نے روحی کو طلاق کیوں دی؟ کیا میں وجہ جان سکتی ہوں؟ صفیہ بیگم نے کرخت لہجے میں شاہ سے پوچھا۔

میں بہت جلد روحی کو اس رشتے سے آزاد کر دوں گا۔ میں نے وکیل سے بات کر لی ہے جیسے ہی وہ پیپرز تیار کرے گا میں اُس پر سائن کر کے روحی کو آزاد کر دوں گا۔

شاہ نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟

صفیہ بیگم نے غصے میں کہا۔

ماں جی آپ کچھ نہیں جانتی اس لیے اس معاملے سے دور رہے۔

شاہ نے کہتے ہی رخ موڑ لیا

شاہ جلد بازی میں کیے گئے فیصلے اکثر اوقات غلط بھی ہوتے ہیں..

تم ٹھنڈے دماغ سے پہلے اچھی طرح سوچ لو ایسا نا ہو کہ بعد میں تمہیں اپنے کیے گئے فیصلے پر افسوس ہو۔

اس بار صفیہ بیگم نے شاہ کو دیکھتے ہوئے تھوڑا دھیمے لہجے میں کہا۔ جس کے سر پر روحی سے علیحدگی کا بھوت سوار تھا۔

ماں جی میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے اور میں چھوٹا بچہ نہیں ہوں جو جذبات میں آ کر غلط فیصلہ کر لوں میں اپنا اچھا برا بہتر جانتا ہوں۔

اور اب آپ میرے سامنے روحی کا نام نہیں لیں گیں۔

شاہ نے سرد لہجے میں صفیہ بیگم سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

توٹھیک ہے کل کیا تم نے روحی کو طلاق دینی ہے آج ہی دو

تاکہ وہ اپنی عدت پوری کرے اور میں اس کی کسی ایسے انسان سے شادی کروادوں جو اُس کی قدر کرے اگر کل کو مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو اُس بچی کو سہارا دینے والا کون ہو گا؟

صفیہ بیگم نے شاہ کو دیکھتے کرخت لہجے میں کہا۔

اور اپنی ماں کی بات سن کر شاہ کے ماتھے کی رگیں پھول گئی تھیں۔

وہ اسی گھر میں ہمیشہ رہے گی اپنی ساری زندگی اسی گھر میں گزارے گی۔

اگر آپ نے اس کی شادی کسی اور سے کرنے کی کوشش کی تو اُس انسان کے ساتھ روحی کی جان بھی اپنے ہاتھوں سے لے لوں گا۔

شاہ نے رخ موڑے اپنی ماں کو دیکھتے سخت لہجے میں تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

تم بھی میری بات کان کھول کر سن لو شاہ اگر روحی کو تمھاری وجہ سے مزید زرا سی بھی تکلیف پہنچی تو میں سمجھ جاؤں گی تم بھی اپنے باپ کی طرح ذلیل انسان نکلے ہو۔

صفیہ بیگم نے ایک ایک لفظ چبا کر غصے میں کہا اور بنا شاہ کا جواب سنے وہاں سے چلی گئی۔

شاہ پیچھے حیرت-زدہ کھڑا اپنی ماں کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

یقیناً اروحی نے ماں جی کے کان بھرے ہونگے نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں

شاہ نے دانت پیستے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ غصے میں وہ اپنی زندگی کہ کتنی قیمتی چیز کو کھو چکا ہے

مان آپ نے ڈیڈ سے بات کر لی؟

مہرو کے گاڑی میں بیٹھنے کے فوراً بعد پوچھا۔مان کی گود میں مروہ بیٹھی کھیل رہی تھی۔

ہاں کر لی ہے ڈیڈ بہت مشکل سے مانے ہیں ابھی تو ہم گھر جا رہے ہیں تم ساری پیکنگ کر لینا اور ابھی موم کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم وہ پتہ نہیں کیسا ردعمل ظاہر کریں گئی۔

ماان نے مروہ مہرو کو پکڑاتے ہوئے کہا

ماان میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔

مہرو نے ماان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

لیکن مہرو ڈارلنگ میں نے تو ابھی ایسا کچھ کیا ہی نہیں

ماان نے مسکراہٹ دباتے ذو معنی لہجے میں کہا۔

مہرو نے نا سمجھی سے ماان کی طرف دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

ماان جب میں سیریس بات کر رہی ہوں تو آپ بھی سیریس ہو جایا کریں۔

مہرو نے اپنی جھینپ چھپانے کے لیے الٹا ماان کو گھورتے ہوئے کہا۔

بیگم صاحبہ کیوں آپ کا دل گھبرا رہا ہے یہ بھی بتا دیں۔

ماں کا اب سارا دھیان مہرو کی طرف تھا

پتہ نہیں ماں لیکن مجھے لگتا ہے کچھ ضرور ایسا ہونے والا ہے جو ہم سب کی زندگی تباہ کر دے گا۔

مہرو نے پریشانی سے کہا۔

بیگم ڈائیلاگ اچھا ہے ویسے کون سی مووی دیکھ کر آرہی ہو؟

ماں نے مہرو کی بات کو مزاح میں لیتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔

ماں مجھے اب آپ سے بات ہی نہیں کرنی مہرو نے غصے میں تلملاتے ہوئے کہا اور اپنی توجہ مروہ کی طرف مرکوز کرلی۔

بیگم صاحبہ آپ ذرا کم سوچا کرو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سب ٹھیک ہو گا۔

ماں نے مہرو کو حوصلہ دیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

مہرو نے اثبات میں سر ہلایا لیکن دل اس کا ابھی بھی گھبرا رہا تھا مان کی بات نے بھی اس کو مطمئن نہیں کیا تھا۔

گھر پہنچتے مہرو مروہ کو لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

آرزو بھی آئی ہوئی تھی اس لیے وہ مروہ کو لینے آ گئی۔

مہرو نے مروہ آرزو کو پکڑائی اور خود پیکنگ کرنے لگی۔

بھابھی ڈیڈ نے مجھے بتایا آپ لوگ یہاں سے جا رہے ہیں۔

آرزو نے مہرو کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں تم سارے حالات سے اچھی طرح واقف ہو اور ہمارا یہاں سے جانا ہی بہتر ہے مہرو نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

تو پھر میں ہر ہفتے اپنی ڈول سے ملنے آؤ گی

آرزو نے چٹاچٹ مروہ کے دونوں گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا تمھارا اپنا گھر ہے جب مرضی آ جانا۔

مہرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چلے آپ پیکنگ کریں میں مروہ کو لے کر باہر جارہی ہوں۔آرزو نے کہااور کمرے سے نکل گئی۔

مہرو پیکنگ کرنے میں مصروف ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد مان بھی آگیا تھا۔

مہرو میں ایک ضروری کام سے جارہاہوں ایک گھنٹے تک آجاؤں گا. تم پیکنگ کرلو

مان نے موبائل پر ٹائپنگ کرتے مصروف سے انداز میں کہا۔

مہرو کے ہاتھ مان کی بات سن کر رہی رک گئے تھے۔

مان آپ کہاں جارہے ہیں؟

مہرو نے پریشانی سے پوچھا۔

مان نے نظریں اٹھا کر مہرو کو دیکھا جو پریشان نظر آرہی تھی۔

کیا ہوا یار کام ہے ایک گھنٹے تک آ جاؤں گا اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو؟

مان نے مہرو کے سامنے کھڑے ہوتے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے نا سمجھی سے پوچھا۔

مان آپ پلیز مت جائیں پلیز

مہرو کو خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیوں مان کو روک رہی ہے لیکن دل کہہ رہا تھا مان کو روک لے۔

بے بسی کے مارے مہرو کی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔

مہرو تم رو کیوں رہی ہو؟ مجھے بتاؤ کیا بات تمہیں تنگ کر رہی ہیں؟

مان نے اپنی انگلی کی پور سے مہرو کے آنسو صاف کرتے ہوئے بے چینی سے پوچھا۔

پتہ نہیں مان مجھے لگ رہا ہے کچھ برا ہونے والا ہے آپ پلیز مت جائے۔

مہرو نے مان کے ہاتھ پر اپنی گرفت مظبوط کرتے ہوئے کہا۔

مہرو لگنے اور ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔

تم فضول میں پریشان ہو رہی ہو۔میرا جانا ضروری ہے ورنہ میں تمھاری بات مان لیتا۔

مان نے مہرو کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔جس نے نظریں جھکالی تھیں۔

مہرو ایسی شکل بناؤ گی تو میں کیسے پھر تمہیں چھوڑ کر جاؤ گا یار

مان نے محبت بھرے لہجے میں مہرو کو ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

مان...

شششش روکنے کے علاوہ اگر کوئی بات کرنی ہے تو وہ کرو۔

مان نے مہرو کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھتے اسے خاموش کرواتے کہا۔

نہیں مجھے کچھ نہیں کہنا مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

چلو جلدی سے مجھے ایک پیاری سی سویٹ سی کس دو

پھر مجھے جانا بھی ہے۔

مان نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

مان میں کچھ نہیں دے رہی مہرو نے گھور کر کہا۔

ٹھیک ہے میں خود لے لیتا ہوں مان نے کہتے ہی بنا مہرو کو کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اس کا چہرہ اوپر کیا اور اپنی گرم سانسیں مہرو میں اترانے لگا مہرو نے زور سے آنکھیں میچ لی اور مان کا کالر پکڑ لیا۔

تھوڑی دیر بعد مان مہرو سے الگ ہوا اور اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر مسکرا پڑا۔

بے بی تم بہت سویٹ ہو۔

مان نے مہرو کے سرخ ہونٹوں کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے ہوئے کہا

مان آپ بہت بے شرم ہیں مہرو نے اپنی خفت مٹانے کے لیے گھور کر کہا۔

جس کمبخت کی تمھاری جیسی بیوی ہو اسے بے شرم پڑنا پڑتا ہے۔

مان نے مہرو کے کان کے پاس سر گوشی کرتے کہا۔اور مہرو کے کان کی لو پر. بوسہ دے کر پیچھے ہو گیا۔

اب میں چلتا ہوں ورنہ تم میری نیت خراب کر دو گی۔

مان نے مہرو کو دیکھتے ہوئے شرارتی انداز میں کہا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر کمرے سے نکل گیا۔

مہرو مان کو جاتے دیکھ ہلکا سا مسکرا پڑی اور اپنے دماغ میں چلتے خیالات کو جھٹک کر پیکنگ میں بزی ہو گئی۔

شاہ کمرے میں داخل ہوا اور خالی کمرے اسے منہ چڑا رہا تھا۔

اسے روحی کہی نظر نہیں آئی تو دوبارہ اپنی ماں کے کمرے میں داخل ہوا۔

ماں جی روحی کہاں ہے؟

شاہ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

تمھاری بیوی ہے اور تمھاری طرح ڈھیٹ بھی ہے مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں۔

صفیہ بیگم نے غصے سے کہا۔

ماں جی پلیز مجھے بتادیں وہ کہاں ہے؟

شاہ نے تحمل سے پوچھا۔

یہ ایک لیٹر تمھارے لیے چھوڑ کر گئی ہے جو مجھے اُس کے کمرے سے ملا اس کے علاوہ مجھے نہیں معلوم وہ کہاں پر ہے۔

صفیہ بیگم نے لیٹر شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جسے شاہ نے کانپتے ہاتھوں سے تھام لیا

یہ کیا ہے ماں جی

شاہ نے اپنے لہجے کو تھوڑا سرد کرتے لیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جبکہ اندر سے اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔

تمھاری دلی خواہش روحی پوری کر چکی ہے تم اُسے چھوڑنا چاہتے تھے وہ تمہیں چھوڑ کر چلی گئی اور اب بیٹھ کر اپنے باپ اور بیوی کا سوگ مناؤ۔

صفیہ بیگم نے غصیلے لہجے میں کہا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

شاہ نے کانپتے ہاتھوں سے لیٹر کو کھولا اور اسے پڑھنا شروع کیا۔

جیسے جیسے شاہ لیٹر پڑھتا جا رہا تھا اسکے چہرے کے تاثرات تبدیل ہوتے سرد ہوتے جا رہے تھے۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم مجھ سے بچ جاؤ گی

دنیا کے کسی بھی کونے میں چلی جاؤ تمہیں میں ڈھونڈ نکالو گا مسز شاہ۔

شاہ نے غصے سے کھولتے ہوئے کہا اتنے میں اسکا موبائل رنگ ہوا نمبر دیکھ کر شاہ نے موبائل اٹینڈ کیا اور مقابل کی بات سن کر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔

مان کو آفس میں ایک ضروری کام تھا آدھے راستے ہی اسے اپنی گاڑی روکنی پڑی کیونکہ سامنے پانچ گاڑیاں کھڑی تھیں۔

مان کی چھٹی حس نے کہا کہ کچھ غلط ہونے والا ہے۔

اس نے گاڑی واپس موڑنی چاہی لیکن گاڑیوں سے پانچ چھ آدمی باہر نکل آئے جن کے ہاتھ میں گنز تھیں مان اس وقت اکیلا تھا اور اتنے سارے لوگوں کا اکیلے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

ملک صاحب خود ہی باہر آجائے اگر ہم لوگ نکلوانے پر آئے تو آپ کو برا لگے گا۔

ایک آدمی نے مان کو باہر آنے کا اشارہ کرتے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

مان گہرا سانس لے کر گاڑی سے باہر نکلا۔

اس کے سامنے تقریباً پندرہ کے قریب آدمی کھڑے تھے۔

کون ہو تم. لوگ اور مجھ سے کیا چاہیے؟

مان نے سنجیدگی سے سامنے کھڑے بدمعاشوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جن کو دیکھ کر کوئی بھی عام انسان ڈر جاتا۔

تمہیں مارنے کے پیسے ملے ہے۔ باقی ہمارا آپ سے کچھ بھی لینا دینا نہیں ہے۔ ہم. بس اپنا کام کر رہے ہیں۔

ایک آدمی جو شاید ان سب کا بوس لگ رہا تھا اُس نے اپنی چین کو دانتوں میں لیتے کہا۔

۔یہ بھی بتادو کس کے کہنے پر یہ سب کر رہے ہو؟

مان نے پیچھے کھڑے ہٹے کٹے آدمیوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

اپنے سیٹھ صاحب کے کہنے پر اور ہاں اس میں تیرے بھائی کا بھی ہاتھ ہے۔اور علیدان نے تمھارے لیے ایک پیغام دیا تھا کہ تمہیں بتا دیں تمھارے مرنے کے بعد تمھاری خوبصورت بیوی پہلے سیٹھ اور پھر علیدان کی رکھیل بنے گی۔

اُسی آدمی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور یہاں مان کا صبر جواب دے گیا تھا وہ جانتا تھا کہ . وہ اکیلا ان سب کا مقابلہ نہیں کر سکتا پھر بھی اس نے ایک زوردار مکا اپنے سامنے کھڑے آدمی کے منہ پر دے مارا مکا اتنا زوردار تھا کہ وہ آدمی زمین پر جا گرا تھا اور اس کے منہ سے خون نکلنے لگا۔

تیری اتنی مجال

مارو سالے کو زمین پر گرے آدمی نے چلاتے ہوئے کہا۔

باقی کے آدمی مان کے ارد گرد جمع ہو گئے مان اکیلا تھا اس لیے خود کا دفاع نہیں کر سکا

مان کے سامنے پندرہ آدمی تھے جو اپنی گنز سے اسے مار رہے تھے۔

مان کے سر، ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا اس کا سفید سوٹ سرخ ہو گیا تھا۔

ایک آدمی نے پیچھے سے گن مان کے سر پر ماری اور وہی پر وہ بے ہوش ہو کر گر گیا

بوس اب کیا کرنا ہے؟

ایک آدمی نے اپنے بوس کو. دیکھتے ہوئے پوچھا جو غصے سے زمین پر پڑے مان کو گھور رہا تھا۔

تم دونوں گاڑی پر پٹرول ڈالو اور تم دونوں اس کو اٹھا کر گاڑی میں پھینکو اور گاڑی کو آگ لگا دو۔اُس کے بعد اس کی گاڑی پر فائر نگ بھی کر دینا۔

اُسی آدمی نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے نخوست سے کہا

جی بوس

چاروں آدمیوں نے کہا اور مان کو گاڑی میں ڈال کر اسے آگ لگا دی۔

ہیلو علیدان صاحب آپ کا کام ہو گیا ہے ہمارے پیسے تیار رکھیے گا۔

بوس نے شعلے برساتی مان کی گاڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تمھارے پیسے تیار ہیں۔مجھے گاڑی کی تصویر بھیجو۔

علیدان نے سنجیدگی سے کہتے فون بند کر دیا سب کچھ اس کے پلان کے مطابق ہو گیا تھا۔

۔آہ کاش تم. میری بات مان جاتے معارج ملک

علیدان نے سگریٹ کا گہری کش لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اور اب یہ خبر گھر والوں کو بتانی ہے۔چل علیدان تھوڑا رونے کا وقت آ گیا ہے۔

علیدان نے کھڑے ہوتے کہا۔اور اپنی گاڑی کی چابی پکڑ کر وہاں سے نکل گیا۔

مہرو اپنے کمرے میں تھی اور مروہ بھی اُسی کے پاس تھی۔

جب علیدان چہرے پر پریشانی اور گھبراہٹ لیے گھر میں داخل ہوا۔

کیا ہوا ہے بیٹا سب ٹھیک ہے ؟رابعہ بیگم اسے باہر ہی مل گئی تھی۔

ماما کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔

علیدان نے اپنی ماں کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

علیدان میرا دل بیٹھا جا رہا ہے کیا ہوا ہے ؟رابعہ نے بے تابی سے پوچھا۔

ماماان کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی گولی پٹرول ٹینک پر لگنے کہ وجہ سے گاڑی کو آگ لگ گئی۔

علیدان نے چہرے پر پریشانی کے تاثرات لاتے ہوئے کہا۔

اور مان؟رابعہ بیگم نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا

وہ بھی گاڑی میں تھا گاڑی بری طرح سے جل چکی ہے۔

علیدان مزید ڈرامہ کرتا کہ اس کا موبائل رنگ ہوا انسپکٹر کی کال تھی علیدان نے ایک نظر بت بنی اپنی ماں کو دیکھا اور کچھ فاصلے پر جا کر کال اٹینڈ کی۔

انسپکٹر نے مان کی گاڑی کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہا کہ اندر سے ایک لاش ملی ہے جو پوری طرح جل چکی ہے۔

اگر علیدان کے سامنے رابعہ نا کھڑی ہوتی تو ہنستے ہوئے اپنے بھائی کی موت کا افسوس کرتا۔

جی میں آرہا ہوں علیدان نے کہہ کر کال کاٹ دی۔

ماما مان ہمارے درمیان نہیں رہا اُس کی باڈی ملی ہے جو ساری جل چکی ہے۔

میں ڈیڈ کو فون کر لوں علیدان نے کہا اور اپنے باپ کو فون کرنے لگا جن کا نمبر بند جا رہا تھا۔

ماما کیا ہوا ہے ؟آرزو جو کچن کی طرف جارہی تھی اپنی ماں کو بت بنے دیکھ حیران ہوئی اور ان کے پاس آکر پوچھا اتنے میں مہرو بھی مروہ کو لے کر باہر آگئی تھی۔

رابعہ کی نظر جب مہرو پر پڑی تو غصے میں اُس طرف بڑھی اور ایک زوردار تھپڑ مہرو کو دے مارا۔

مروہ جو مہرو کی گود میں تھی اونچی آواز میں رونے لگی تھی۔

آرزو نے جلدی سے مروہ کو پکڑا اور اپنی ماں کی طرف دیکھا جو بھسم کر دینے والی نظروں سے مہرو کو دیکھ رہی تھی۔

ماما کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کیا کر رہی ہے آپ ؟اگر بھائی کو پتہ چل گیا تو وہ آپ سے بات نہیں کریں گئے آرزو نے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مہرو اپنے منہ پر ہاتھ رکھے حیرانگی سے رابعہ کو دیکھ دیکھ رہی تھی اتنے میں علیدان بھی وہاں آگیا۔

اور سینے پر ہاتھ باندھے تماشا دیکھنے لگا۔

اس لڑکی نے جس دن سے میرے گھر میں اپنے ناپاک قدم رکھے ہیں سب کچھ ختم ہو گیا۔

تیرے بھائی کو کھا گئی یہ ناگن۔

ماں کی گاڑی میں آگ لگ گی وہ بھی اندر ہی تھا یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا ہے رابعہ بیگم نے چیختے ہوئے مہرو کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

مہرو کو لگا اس نے غلط سنا ہے لیکن یہ سچ تھا اس لیے اس کا دل گھبرا رہا تھا۔

رابعہ نے مروہ کو آرزو کی گود سے لے کر مہرو کو چھیننے والے انداز میں پکڑایا۔

کھا گئی تیری منحوسیت میرے بیٹے کو آج کے بعد اگر تو نے اس گھر کا رخ کیا تو تیری جان میں اپنے ہاتھوں سے لے لوں گی۔ جب سے تم نے میرے گھر میں قدم رکھا ہے میرا گھر بکھر گیا ہے۔

نکل جا میرے گھر سے تمھارے جیسی ناپاک عورت کی میرے گھر میں ہر گز جگہ نہیں ہے۔

رابعہ نے مہرو کا ہاتھ پکڑتے اسے دروازے کے پاس لاتے باہر دھکا دیتے ہوئے غم وغصے کی کیفیت میں کہا۔ رابعہ نے اپنا بیٹا کھویا تھا اور ذمہ دار وہ مہرو کو ٹھہرا رہی تھی۔

مہرو اپنا توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور سیدھی زمین پر جا گری لیکن اس نے اپنی بیٹی کو زرا سی بھی خراش نا آنے دی پر اس کا اپنا سر زور سے زمین کے ساتھ جا لگا۔

ماما آپ کیا کر رہی ہے بھابھی کہاں جائے گئی کچھ تو خیال کریں جو کچھ بھی ہوا اس میں بھابھی کا کیا قصور ہے؟ آرزو نے مہرو کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی ماں کو کہا۔

جو اپنی ماں کے پیچھے ہی دروازے تک آئی تھی۔

علیدان آرزو کو اندر لے کر جاؤ اس کو زیادہ فکر ہو رہی ہے اس طوائف کی۔ یہ ناگن تمھارے بھائی کو بھی کھا گئی اور تم اس کے ساتھ ہمدردی جتا رہی ہو؟

رابعہ نے آرزو کو بازو سے پکڑتے ہوئے نفرت و حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

علیدان نے ایک نظر زمین پر گری ہوئی مہرو پر ڈالی مہرو کو اس کے چہرے کی فاتحانہ مسکراہٹ اس وقت اتنی بری لگی تھی کہ اس کا دل کیا کہ علیدان کا منہ نوچ لے جس نے مہرو سے بدلہ لینے کے لیے اپنے ہی بھائی کی جان لے لی تھی۔

اور اب مطمئن سا کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔

یہ ساری آگ اسی کی لگائی ہوئی تھی۔

ماما آپ آرزو کو لے کر اندر جائے

مجھے آخری بار اپنی بیٹی سے ملنا ہے علیدان نے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا جو آرزو کو گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئی تھی۔

کیا کہا تھا میں نے تم سے

تمہیں کبھی بھی خوش نہیں رہنے دوں گا

اور دیکھو مان تو گیا۔

بے چارہ اچھا تھا

اگر تم مان کی زندگی میں نا آتی تو آج وہ بھی زندہ ہوتا۔

علیدان نے مہرو کو بالوں سے پکڑتے ہوئے سرد لہجے میں کہا

درد اور تکلیف کے مارے مہرو کی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

جانتی ہو باہر کچھ فاصلے پر سیٹھ کے آدمی کھڑے ہے اور تمھارے راہ دیکھ رہے ہیں آج رات تم سیٹھ کو خوش کرو گی اور باقی کی ساری زندگی تمہیں میرے رحم و کرم پر گزارنی ہو گی ابھی کے لیے اتنا ہی کافی ہے باقی کا پلان میں تمہیں کل بتادوگا ابھی تم سیٹھ کے پاس جاؤ۔

علیدان نے کھڑے ہوتے اپنی چادر درست کرتے ہوئے مسکرا کر کمینگی سے کہا۔

اور مہرو کی رنگت علیدان کی بات پر پیلی ہو گئی تھی اسے تو ابھی تو اس کے دل کو اس بات کا یقین نہیں آیا تھا کہ ماں اسے چھوڑ کر چلا گیا ہے اور اب کچھ ہی قدموں کے فاصلے پر نئی مصیبت اور ذلت اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ماں پلیز واپس آجاؤ مہرو تمھارے بغیر ادھوری ہے

مہرو نے روتے ہوئے مردہ کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

اٹھو اور جاؤ یہاں سے

علیدان نے مہرو کو بازو سے پکڑ کر کھڑے کرتے ہوئے کہا مہرو کھڑی تو ہو گئی لیکن اپنی جگہ پر جمی رہی وہ سامنے کھڑے شیطان صفت انسان کے سامنے گڑ گڑانا نہیں چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ سامنے کھڑا انسان کبھی بھی اس پر رحم نہیں کھائے گا۔

رو رو کر اس کی آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔

اگر تم یہاں سے ناگئی تو میں تمھاری بیٹی کو ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لوں گا اور کبھی بھی تمہیں اس کی شکل تک نہیں دیکھنے دوں گا۔

علیدان نے دھمکاتے ہوئے کہا۔

مہرو نے مروہ پر اپنی پکڑ مزید سخت کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھا دیے وہ اب اپنی بیٹی کو خود سے دور نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن جانے سے پہلے مہرو نے علیدان کی طرف دیکھتے ہوئے تکلیف دہ لہجے میں کہا۔

تم پر اللہ کا قہر نازل ہو گا علیدان ملک

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے جب وہ ظالم لوگوں کو ڈھیل تو بہت دیتا ہے لیکن جب رسی کھینچنے پر آتا ہے تو بادشاہ کو بھی فقیر بنا دیتا ہے ۔اپنے انجام کے لیے تیار رہنا جو بہت بھیانک ہونے والا ہے مہرو نے علیدان کو دیکھتے ہوئے پر یقین لہجے میں کہا۔

ایک پل کے لیے مہرو کے لہجے کے اعتماد نے علیدان کو بھی خوف میں مبتلا کیا تھا لیکن اس نے جلد ہی اپنے سر کو جھٹک کر مہرو کی طرف دیکھا جو اب گیٹ کو عبور کر گئی تھی۔

علیدان جانتا تھا اب سب کچھ اس کے کنڑول میں ہے۔پیسوں سے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے لیکن یہ اس کی سوچ ہی تھی۔

مہر و نے پھر مر کر نہیں دیکھا تھا باہر نکلتے ہی اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

مہر و نے ابھی کچھ ہی قدموں کا فاصلہ طے کیا تھا جب کسی نے پیچھے سے اس کے منہ پر رومال رکھا اور مہر و وہی اس اجنبی کی بانہوں میں ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر جھول گئی۔

کومل گھر آتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اسے صرف صائم کی ٹینشن تھی کہ اسے کیا جواب دے گی۔

لیکن دو گھنٹے تک جب کوئی نہیں آیا تو خود روم سے باہر نکل آئی۔

کومل کو سامنے ہی صائم نظر آگیا جو اسی کی طرف آرہا تھا۔

ایک پل کے لیے تو کومل ڈر گئی تھی۔

کومل ہمیں خالہ کی طرف جانا ہے میں نایاب کو لے کر آرہا ہوں تم ماما کو لے آؤ۔

صائم نے اپنے آنسوؤں پر ضبط باندھتے ہوئے کومل کو دیکھتے کہا۔

صائم کی سرخ آنکھیں دیکھ کر کومل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

بھائی کیا ہوا ہے ؟ کومل نے صائم کا ہاتھ پکڑتے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد صائم بولا۔ماں بھائی کی گاڑی میں آگ گئی اور وہ ہم. سب کو چھوڑ کر چلے گئے۔

صائم نے بنا رخ موڑ سرد لہجے میں کہا اگر کومل کی طرف دیکھ لیتا تو اپنے کب کے ضبط کیے ہوئے آنسوؤں کو مزید روک نا سکتا۔

کومل نے وہی صائم کا ہاتھ چھوڑ دیا اس کے کان سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔

یہ جھوٹ ہے

ہاں یہ جھوٹ ہے ماں ہمیں چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے؟

یقیناً بھائی مزاح کر رہے ہونگے ایسا نہیں ہو سکتا۔

کومل نے خود کو یقین دلاتے ہوئے کہا لیکن آنکھوں کے سامنے آتے اندھیرے کی وجہ سے زیادہ دیر کھڑی نہیں ہو سکی اور وہی زمین بوس ہو گئی۔ صائم اپنے کمرے میں جا چکا تھا وہاں سے گزرتی نایاب کی نظر کومل پر پڑی تو اس نے صائم اور کوثر بیگم کو آواز دی۔ اور خود جلدی سے کومل کے پاس آئی۔ اتنے میں صائم بھی وہاں آ گیا اور کومل کو آٹھا کر کمرے میں لے کر گیا

عرشان اب اگر تم نے نا بتایا تو چلتی گاڑی سے باہر پھینک دوں گا۔

کیا ہوا ہے؟

کس کی کال تھی؟ آکف نے دانت پیستے ہوئے عرشان سے پوچھا جو سنجیدگی سے گاڑی چلا رہا تھا اسے تھوڑی دیر پہلے آرزو کی کال آئی جس نے روتے ہوئے ماں کے بارے میں بتایا عظیم صاحب اور روبینہ بیگم دوسرے شہر گئے ہوئے تھے اور ایزل اپنے بھائی کی طرف تھی۔

آرزو کی کال آئی تھی۔ عرشمان نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا

تو؟

آکف نے حیرانگی سے پوچھا

مان بھائی کی گاڑی پر فائرنگ ہوئی گولی پٹرول ٹینک پر لگی جس کی وجہ سے گاڑی کو آگ لگ گئی۔

پولیس جب تک وہاں پوچھی گاڑی پوری طرح جل چکی تھی اور مان بھائی بھی اندر ہی تھے۔ عرشمان نے روندی آواز میں کہا۔

کیا بکواس کر رہے ہو ابھی دو گھنٹے پہلے تو میری اُس سے بات ہوئی ہے۔

یہ سب تمہیں مان نے کرنے بولنے کو کہا ہو گا آج تو کمینے کو میں نہیں چھوڑوں گا۔

آکف نے نفی میں سر ہلاتے عرشمان سے زیادہ خود کو یقین دلاتے کہا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو نا پلیز کہہ دو یہ جھوٹ ہے۔

آکف نے ایک آس سے عرشمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جس کی گہری خاموشی نے آکف کو بھی خاموش ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

اُس کے بعد گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔

نہیں مناتم ایسے کیسے مجھے اکیلا چھوڑ کر جا سکتے ہو۔

یااللہ پلیز یہ جھوٹ ہو پلیز اللہ تعالیٰ

آکف دل میں اللہ سے مخاطب تھا بے شک وہ سب کچھ بہتر جانتا ہے۔

فضا کو جب معلوم ہوا تو اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

صائم نایاب اور کوثر کو لے کر چلا گیا تھا فضا کومل کے پاس رک گئی تھی جو ابھی بھی بے ہوش پڑی تھی۔

اگر یہ سچ ہے تو میرا دل کیوں نہیں مان رہا

کہی علیدان کا تو اس میں ہاتھ نہیں ہے کہی اُس نے ماں کے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا۔

فضا نے بے ہوش پڑی کومل کو دیکھتے ہوئے سوچا اور جلدی سے کمرے سے باہر نکلی اس کا ارادہ اپنے روم میں جا کر موبائل لانے کا تھا۔ تاکہ آکف کو فون کر سکے ماں کے زیادہ قریب آکف ہی تھا۔

لیکن روم سے باہر نکلتی ہی فضا کا زبردست تصادم علیدان کے ساتھ ہوا۔

جو کومل اور فضا کو اپنی خالہ کے کہنے پر لینے آیا تھا۔ لیکن اس کا ارادہ کچھ اور ہی تھا۔

فضا ڈارلنگ کہاں بھاگی جا رہی ہو؟

علیدان نے فضا کا ہاتھ پکڑتے لوفرانہ انداز میں پوچھا۔

مان کہاں ہے؟

کیا کیا تم نے اُس کے ساتھ؟

فضا نے علیدان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

ارے واہ تم تو بہت زیادہ سمجھدار ہو۔

اور میں نے کچھ نہیں کیا مان نے ساتھ بے چارے کی گاڑی کو آگ لگ گی اُور گاڑی کے ساتھ خود بھی راکھ بن گیا۔

بہت افسوس ہوا مجھے

علیدان نے اپنے چہرے پر افسردگی لاتے کہا۔

تم نے اُس کی گاڑی پر فائرنگ کروائی؟

فضا نے بے یقینی کے عالم میں پوچھا۔

ارے نہیں میں نے کوئی فائرنگ نہیں کروائی۔

میں نے پہلے اس کی اپنے آدمیوں سے اچھی سے خاطر تواضع کروائی اُس کے بعد تمھارے ماں کو گاڑی میں بیٹھا کر آگ لگادی۔

سچی فائرنگ میں نے نہیں کروائی۔

بے چارہ مار کھانے کے بعد زندہ تھا لیکن آگ میں انسان کب تک زندہ رہ سکتا ہے۔

علیدان نے گردن نفی میں ہلاتے ہوئے افسردگی سے کہا۔

تم نے ماں کی جان لی

میں سب کو بتادوں گی۔ تمھارے جیسے جنگلی انسان کی جگہ جیل میں ہے۔

فضا نے بے یقینی کی کیفیت میں کہا اور الٹے قدم لیتی نیچے بھاگی۔

علیدان بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

تمہیں میں یہاں سے بہت دور لے جاؤں گا۔

اپنے پاس اور قریب رکھوں گا۔

اب تم میرے ساتھ رہو گی چلو میرے ساتھ علیدان نے فضا کو بازو سے دبوچتے ہوئے غرا کر کہا۔

فضا سیڑھیوں کے پاس جا پہنچی تھی۔اس نے اپنے ناخن سے علیدان کا چہرہ نوچا۔

اور اپنے بازو کو علیدان کی گرفت سے آزاد کروانے کے چکر میں اس نے علیدان کو زور سے دھکا دیا اور اپنا متوازن برقرار نہیں رکھ پائی اور خود سیڑھیوں سے دھڑام نیچے گرتی چلی گئی۔

علیدان نے آنکھیں پھاڑے فضا کے سر سے نکلتے خون کو دیکھا علیدان نکل جا اس کے بچنے کے چانسز تو کم ہیں اگر تو یہاں رہا تو پکڑا جائے گا۔علیدان نے پریشانی سے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا

اور پیچھلے دروازے سے گھر سے ہی باہر نکل گیا۔

کومل کمرے کے باہر کا شور سن کر ہوش میں آئی تھی اور علیدان کی ساری باتیں بھی سن چکی تھی۔

کومل نے اپنے چکرانے سر کو پکڑا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باہر آئی۔

وہ علیدان کو جاتے دیکھ چکی تھی۔اس نے فضا کو خون میں لت پت دیکھا تو وہی اوپر بیٹھ گئی سر تو پہلے ہی چکرا رہا تھا اب ٹانگوں میں بھی کھڑے ہونے کی سکت نہیں تھی۔

فضا کومل نے کپکپاتے لہجے میں فضا کو پکارا جیسے وہ کومل کی بات سن رہی ہو۔

میں کیا کروں؟

کومل نے خود میں ہمت پیدا کرتے کہا اور اپنے کمرے میں جا کر اس نے صائم کو کال کی جس کا نمبر بند جا رہا تھا۔

اس نے عامر کا نمبر ڈائل کیا جس نے دوسری بیل پر ہی اٹھا لیا۔

آج بھی کسی کلب میں بیٹھی بور ہو رہی ہو؟عامر کی آواز سنتے ہی کومل کو تھوڑا حوصلہ ملا

عامر وہ فضا

کومل نے ہچکی لیتے روتے ہوئے کہا دوسری جانب عامر بھی کومل کی آواز سن کر پریشان ہوا تھا۔

کیا ہوا ہے کومل؟ سب ٹھیک ہے؟ کیا ہوا فضا کو؟

عامر نے اس بار پیار سے پوچھا

فضا کے سر سے خون نکل رہا ہے وہ مر جائے گی پلیز اسے بچا لو۔

کومل کے آنسوؤں میں روانگی آگئی تھی۔

میں آرہا ہوں پریشان نہیں ہونا میں آرہا ہوں۔

عامر نے کہا اور گاڑی کومل کے گھر کی طرف موڑ لی عامر کومل کے گھر کے قریب ہی تھا۔

کومل نے موبائل وہی رکھا اور باہر فضا کے پاس چلی گئی۔

فاخر بیٹا کہاں جا رہے ہو؟ سب خیریت ہے؟

رقیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

جی خالہ جان

بس دعا کریں سب ٹھیک ہو۔

فاخر نے جلد بازی میں کہا اور اپنے کمرے سے گاڑی کی چابیاں لینے چلا گیا۔

بیٹا مجھے تم ٹینشن میں چھوڑ کر

جا رہے ہو۔

خالہ جان دعا کریں جیسا میں سوچ رہا ہوں ویسا نا ہو سب ٹھیک ہو

بس آپ دعا کریں

ابھی بتانے کا وقت نہیں ہے فاخر نے رقیہ بیگم کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔اور جانے کے لیے مڑ گیا۔

فاخر سویرا ٹھیک ہے؟

رقیہ بیگم نے اپنے دل میں مچلتے سوال کو زباں پر لاتے پوچھا۔

اس وقت اسے بھی آپ کی دعا کی ضرورت ہے پتہ نہیں وہ کہاں ہو گی۔

فاخر نے بے بسی سے کہا اور وہاں سے چلا گیا

اللہ میری بچی کی حفاظت کرنا

رقیہ بیگم نہیں جانتی کیسے اُن کی زباں سے سے مہرو کے لیے دعا نکل آئی تھی

لیکن وہ وضو کرنے چلی گئی تھیں۔

عامر کومل کے گھر پہنچا تو فضا کو خون میں لت پت دیکھ کر فوراً اس کے پاس آیا اس کے پاس ہی کومل بیٹھی تھی جس نے فضا کا سر اپنی گود میں رکھا ہوا تھا۔

کومل یہ کیا ہوا؟

عامر نے پریشانی سے پوچھا جس نے انجان نظروں سے عامر کو دیکھا اور کومل کو اس حالت میں دیکھ کر عامر کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔

کومل کے بکھرے بال چہرے پر آنسو کے مٹے سے نشان اور بنا میک کے مرجھایا چہرہ عامر کو تکلیف دے رہا تھا۔

عامر نے جلدی سے فضا کو اٹھایا اور اسے باہر گاڑی میں جا کر لٹایا۔

کومل بھی بوجھل قدم بھرتی عامر کے پیچھے چلی گئی تھی۔کومل کے بیٹھتے ہی عامر نے گاڑی سٹارٹ کی اور فضا کو ہسپتال لے گیا۔

ہسپتال پہنچتے ہی فضا کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تھا اس کا خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا۔

کومل آپریشن تھیٹر کے باہر بیٹھی بے بسی سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھ رہی تھی

عامر بھی وہی چکر لگا رہا تھا۔پھر اچانک اس کی نظر کومل پر پڑھی جو گم سم سی بیٹھی تھی۔

عامر چھوٹے قدم بھرتا اس کے پاس آکر بینچ پر بیٹھ گیا

کومل میں تم سے ایک بات پوچھوں

عامر نے سنجیدگی سے کومل کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جس نے عامر کی آواز پر نظر اٹھا کر اپنے پاس بیٹھے اپنے شوہر کو دیکھا۔

فضا کو کیا ہوا تھا کیا وہ خود ہی سیڑھیوں گئی تھی؟

عامر نے کومل کے چہرے پر جھولتی بالوں کی لٹو کو کان پیچھے کرتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

کومل خاموش نظروں سے عامر کو دیکھتی رہی۔

جیسے اس کے سوال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہو

علیدان نے ماں کو مار دیا۔ تھوڑی دیر بعد کومل کی آواز گونجی

کیا کہا تم نے؟

کیا ہوا اماں کو؟

عامر نے حیرانگی سے پوچھا

علیدان نے ماں کو مار دیا

فضا کی حالت کا ذمہ دار بھی وہی شخص ہے

کومل نے دوبارہ اپنی نظریں جھکاتے ہوئے کہا

او میرے خدایا یہ کیا ہو گیا کیا سچ میں ماں مر گیا ہے؟

عامر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پریشانی سے کہا اسے ابھی بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

اتنے میں آپریشن تھیٹر سے ڈاکٹر باہر آیا کومل اور عامر دونوں جلدی سے اس کے پاس گئے۔

ڈاکٹر میری بہن کیسی ہے؟ کیا وہ ٹھیک ہے؟ کومل نے بے تابی سے پوچھا۔

جی وہ بہتر ہے اُن کا کافی خون بہہ گیا تھا لیکن اب سب کچھ کنٹرول میں ہے

رات تک اُن کو ہوش آجائے گا پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں،

ڈاکٹر نے اپنے روایتی انداز میں کہا اور کہتے ہیں وہاں سے چلا گیا

عامر نے شکر ادا کیا اس کو بھی یہ سن کے حوصلہ ہوا کہ فضا بہتر ہے لیکن جو تھوڑی دیر پہلے خبر کومل نے سنائی تھی وہ سن کے ابھی بھی شوکڈ میں تھا۔

علیدان تو گھٹیا تو تھا ہی لیکن اتنا گرا ہوا بھی ہوگا یہ مجھے معلوم نہیں تھا اپنے ہی بھائی کی جان لے لی عامر نے افسردگی سے کہا۔

اور موبائل پر صائم کو کال کر کے ساری صورتحال حال سے آگاہ کیا۔ لیکن علیدان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا

کومل میں ابھی آتا ہوں۔ عامر نے کومل کو دیکھتے ہوئے کہا

جس نے اثبات میں سر ہلایا

صائم کو جب عامر کی کال آئی تو فوری طور پر ہسپتال کے لئے نکل پڑا گھر والوں کو اس نے ابھی کچھ نہیں بتایا کیونکہ وہ وہ پہلے ہی پریشان تھے۔

صائم جب ہسپتال پہنچا تو کومل اسے سامنے بینچ پر بیٹھی نظر آ گئی تھی صائم جلدی سے اس کے پاس پہنچا اور بے تابی سے پوچھا۔

کومل کیا ہوا؟ فضا کیسی ہے؟

یہ سب کچھ کیسے ہوا؟

صائم نے پریشانی سے پوچھا

بھائی فضا بھی ٹھیک ہے آپ پریشان مت ہوں

کومل نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

عامر کہاں ہے؟

صائم نے ارد گرد نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا وہ کومل نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے عامر ان کی طرف ہی آ رہا تھا۔

تمہارا بہت بہت شکریہ اگر تم وقت پر میری بہن کو یہاں نہ لاتے تو میں نہیں جانتا کے کیا ہو جاتا

صائم نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

کیسی بات کر رہے ہو یہ تو میرا فرض تھا فضا میری بہنوں جیسی ہے بلکہ اب تو ہمارا رشتہ بھی بن گیا ہے لیکن تم پریشان مت ہو سب کچھ ٹھیک ہے رات تک فضا کو ہوش آ جائے گا۔عامر نے صائم کو حوصلہ دینے والے انداز میں کہا۔

لیکن یہ سب کچھ ہوا کیسے ؟صائم نے کومل اور عامر کو دیکھتے ہوئے پوچھا

صائم مجھے لگتا ہے ہمیں فضا کے ہوش میں آنے کا انتظار کر لینا چاہیے وہ بہتر بتا سکتی ہے کہ کیا ہوا تھا عامر نے کومل کو آنکھوں کے اشارے سے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے صائم کو کہا۔

ٹھیک ہے اور ابھی میں نے فضا کے بارے میں کسی کو نہیں بتایا مان بھائی کو لے کر پہلے ہی سب پریشان ہیں۔

اور ایک بار ڈاکٹر سے بھی بات کر لیتے ہیں۔

صائم نے عامر کو دیکھتے ہوئے کہا جواثبات میں سر ہلا کر صائم نے ساتھ چل پڑا۔کومل دوبارہ بینچ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔

جب سے سیٹھ واپس آیا تھا شاہ نے اپنے آدمی اس کے پیچھے لگا دیے تھے جو پل پل کی خبر شاہ کو دیتے تھے۔

شاہ کو علیدان اور سیٹھ کے ارادے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے اس لیے اس نے مان کو پہلے سے ہی آگاہ کر دیا تھا۔

لیکن اس نے شاہ کی بات کو سیریس نہیں لیا لیکن شاہ کے آدمیوں نے ابھی بھی سیٹھ کے آدمیوں پر نظر رکھی ہوئی تھی۔

سیٹھ کے آدمیوں نے جب مان پر حملہ کیا تو شاہ کا آدمی جو سیٹھ کے آدمیوں پر نظر رکھے ہوئے تھا شاہ کو فون کر کے سارے صورتحال سے آگاہ کر دیا۔

شاہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تھا لیکن جب اس نے وہاں پر دس آدمیوں کو دیکھا تو وہی رک گیا سیٹھ کے آدمی مان کو گاڑی میں ڈال رہے تھے وہاں پر صرف شاہ کا ایک آدمی اور شاہ خود موجود تھا۔

اور جب شاہ نے دو آدمیوں کو گاڑی پر پٹرول چھڑکتے دیکھا تو اسے سارا معاملہ سمجھ میں آگیا کہ یہ گاڑی کو آگ لگانے والے ہیں تو شاہ نے اپنی گن نکالی۔

اور ہوا میں گولی چلا دی وہاں موجود سارے آدمی چوکنے ہو گئے اور اُس طرف چلے گئے جہاں سے گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔

شاہ نے پیچھے سے آکر آرام سے مان کو باہر نکالا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

سیٹ کے آدمیوں نے جب دیکھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے تو واپس آکر گاڑی کو آگ لگادی اور ان کے بوس نے علیدان کو کال کر. کے کام ہو جائے کی اطلاع دی۔

مان جانتا تھا کہ علیدان کچھ نہ کچھ ضرور کرے گا اس لیے ان نے مہرو کی ذمہ داری شاہ کو سونپ دی تھی۔

ایک دن مان شاہ کے پاس گیا اور اسے کہا کہ میں نہیں جانتا اگلے کی ہونے والا ہے

اور اگر علیدان نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی تو میں. ناچاہتے ہوئے بھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اور مان نے رقیہ بیگم اور فاخر کے بارے میں بھی شاہ کو بتادیا تھا۔

شاہ مانکوا اپنے فارم ہاؤس لے آیا تھا آتے ہی اس نے فاخر اور ڈاکٹر کو کال کی۔

ڈاکٹر تھوڑی دیر بعد آگیا تھا اور پٹی وغیرہ کر کے کچھ ٹیسٹ کروانے کا کہہ کر چلا گیا۔

ڈاکٹر نے کہا تھا مان کو تین دن کے اندر ہوش آجائے گا۔

تھوڑی دیر بعد فاخر بھی وہاں آگیا تھا۔

میں آپ کو جانتا تو نہیں اور ناہی کبھی مان نے آپ کے بارے میں بات کی لیکن آپ نے میرے فرینڈ کی جان بچائی اس کے لئے میں آپ کا بہت احسان مند ہوں فاخر نے شاہ کو دیکھتے ہوئے تشکرانہ انداز میں کہا۔

یہ تو میرا فرض تھا

اور اب مجھے نکلنا ہے کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ ضرور علیدان مہرو کے ساتھ بھی کچھ برا کرنے والا ہے۔

اور میں چاہتا ہوں کہ میں اسے اپنے پاس لے آؤ اور اس وقت وہ اپنے گھر پر ہے مجھے نکلنا چاہیے شاہ نے فاخر کے کندھے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں یہی رک جاتا ہوں آپ جائیں فاخر نے کہا اور شاہ وہاں سے نکل گیا۔

شاہ جب مان کے گھر کے پاس پہنچا تو اسے سیٹھ کے کچھ آدمی نظر آ گئے تھے جو کچھ فاصلے پر کھڑے تھے شاہ نے مہرو کے گیٹ سے نکلتے ہوئے دیکھا تو اس کے منہ پر رومال رکھ دیا جس پر بے ہوشی کی دوا لگی تھی۔

سیٹھ کے آدمی کافی دیر انتظار کرتے رہے تھے جب مہرو باہر نا آئی تو واپس آ گئے۔

سیٹھ کے آدمی نے فون کیا اور ساری صورتحال حال سیٹھ کو بتادی

سیٹھ کو علیدان پر بہت غصہ آیا اسے لگا علیدان نے اسے دھوکا دیا ہے۔

شاہ مہرو کو وہی لے آیا تھا اور فاخر کو کہا کہ مہرو کو اپنے گھر لے جائے۔

فاخر مہرو کو اپنے گھر لے آیا رقیہ بیگم نے جب مہرو کو دیکھا تو وہی ان کے قدم وہی جم گئے تھے

خالہ مروہ کو پکڑے فاخر نے مروہ کو رقیہ بیگم کو پکڑاتے ہوئے کہا اور مہرو کو صوفے سے اٹھا کر کمرے میں لے گیا۔

رقیہ بیگم نے مروہ کو غور سے دیکھا جو بلکل مہرو جیسی تھی۔

رقیہ بیگم نے پیار سے مروہ کے گال چومے

اتنے میں فاخر باہر آ گیا خالہ جان دونوں کا خیال رکھیے گا میں واپس آ کر آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دوں گا۔ فاخر نے کہا اور گھر سے نکل گیا۔

رقیہ بیگم اُسی کمرے میں داخل ہوئی جہاں مہرو بے ہوش لیٹی تھی کافی دیر کھڑی اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتی رہی آپ کتنے سالوں بعد انہوں نے اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھا تھا ان کے آنسو تراتر آنکھوں سے نکل کر گال پر بہہ رہے تھے رقیہ بیگم آگے بڑھیں اور مہرو کے ماتھے پر بوسہ دے کر مر وہ کو لے کر کمرے سے نکل گئی۔

مہرو کہاں ہے؟

سیٹھ نے غصے سے کھولتے علیدان سے پوچھا

سیٹھ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ علیدان نے چہرے پر حیرانگی لاتے پوچھا۔

میرے سوال کا جواب دو علیدان ملک مہرو کہاں ہے اور اگر میں نے تمھاری مدد کی تو صرف مہرو کی وجہ سے اور تم نے مجھے دھوکہ دیا۔

مجھے مہرو چاہیے ورنہ تمھاری جان لینے میں میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔

سیٹھ نے علیدان کا گریبان پکڑتے غرا کر کہا۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔

مہرو کو خود میں نے گھر سے باہر نکالا اور اپنی حد میں رہ کر بات کرو ورنہ انجام برا ہو گا۔

علیدان نے سیٹھ کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے غصے میں کہا۔

کمینے مجھے تیری بات پر یقین کرنا ہی نہیں چاہیے تھا جو انسان اپنے سگے بھائی کی جان لینے کو تیار بیٹھا تھا اُس انسان پر میں بھروسہ کیسے کر سکتا ہوں۔

سیٹھ نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

اور ہاں تو نے سیٹھ کے ساتھ ڈبل گیم کھلی ہے تیری لاش آج ہی اس گھر سے نکلی گی

یاد رکھی میری بات سیٹھ نے انگلی اٹھا کر علیدان کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گیا۔

علیدان نے غصے میں پاس پڑے ٹیلی فون کی تار کو پکڑا اور پیچھے سے سیٹھ کی گردن میں ڈال تھی۔

جو اس حملے کے لیے تیار نا تھا۔علیدان نے اپنا پورا زور لگایا سیٹھ کی آواز بھی کہی گم سی ہو گئی تھی آنکھیں باہر کو نکل آئی تھی

مزید پانچ منٹ کی مشقت کے بعد سیٹھ کی باڈی ڈھیلی ہو گئی اور زمین پر دھڑام سے گر گیا۔

میری لاش تو یہاں سے نکلوانا چاہتا تھا علیدان نے نحوست سے سیٹھ کے بے جان پڑے جسم کو دیکھتے ہوئے اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کرتے کہا۔

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا تو سیٹھ کے دو آدمی کھڑے تھے۔

بڈھا کمینہ

علیدان نے سیٹھ کی لاش کو دیکھتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پچھلے دروازے سے نکل گیا۔ لیکن ایک سوال اسے پریشان کر رہا تھا آخر مہرو کو کون لے گیا۔

علیدان اب تو کہاں جائے گا؟ تجھے کسی ایسی جگہ کے بارے میں سوچنا پڑے گا جس کے بارے میں کسی کو بھی معلوم نا ہو۔

علیدان گاڑی میں بیٹھا انہی خیالات میں گم تھا جب اسے دور سے ہی کچھ پولیس آفیسر کھڑے نظر آئے جو ایک ایک گاڑی کو چیک کر رہے تھے۔ علیدان نے بھی اپنی گاڑی آگے بڑھا دی لیکن اسے نہیں معلوم تھا آگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

شاہ کا جو دوست انسپکٹر تھا شاہ نے اُس سے مدد لی تھی اور اُسی نے علیدان کو کال کر کے ماں کی موت کی اطلاع دی تھی جبکہ گاڑی خالی تھی اور اب علیدان کی تلاش میں ہی پولیس آفیسر کھڑے تھے۔

اس کی گاڑی جب روکی تو ان میں سے ایک نے تصویر کی طرف دیکھا اور دوبارہ علیدان کے چہرے کی طرف دیکھا۔

یہی ہے وہ

باہر آؤ اُسی آفیسر نے کرخت لہجے میں کہا

کیوں؟ کیا ہوا ہے؟

علیدان ایک دم بوکھلا گیا تھا۔

باہر تو آؤ پھر اچھے سے بتادیں گئے آفیسر نے کہا اور علیدان کے گاڑی سے باہر نکلتے ہی اسے اپنی گاڑی میں جا بیٹھایا۔

سر جس انسان کی آپ کو تلاش تھی ہمیں وہ مل چکا ہے آپ کی مطلوبہ جگہ پر ہم اسے پہنچا دیں گئے آفیسر نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

کہاں لے کر جا رہے ہو

میرا قصور کیا ہے؟ علیدان نے سنجیدگی سے پوچھا۔ کیونکہ اتنی جلدی اسے کوئی پکڑ سکتا ہے اس بات کا اسے یقین نہیں تھا

وہ تمہیں تھوڑی دیر بعد پتہ چل جائے گا

آفیسر نے کہا اور پھر گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک بوسیدہ اور چھوٹے سے مکان کے سامنے رکی

علیدان گاڑی سے باہر آیا تو اسے گھر کے اندر لے جایا گیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا۔

علیدان کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کچھ غلط ضرور ہونے والا ہے

لیکن مان تو مر چکا تھا سیٹھ کو اس نے اپنے ہاتھوں سے مارا اور فضا جہاں تک علیدان کو لگتا تھا وہ بھی مر چکی ہو گی۔

توکس کے کہنے پر اسے یہاں لایا گیا تھا۔ یہ بات اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی علیدان نے کمرے میں نظر دہرائی جو چھوٹا سا تھا ایک کرسی اور ساتھ کچھ پرانا سامان پڑا تھا۔

دیواروں پر جالے لگے ہوئے تھے۔

اب کس کی دشمنی مجھ سے نکل آئی

علیدان نے پریشانی سے سوچتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھرتے کہا

رابعہ بیگم علیدان کہاں ہیں اور مہر وہ کہاں ہے؟

شاداب ملک تھوڑی دیر پہلے گھر آئے تھے اور آتے ہی انہوں نے رابعہ سے سوال کیا جو شاداب کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ایک پل کے لیے ڈر گئی تھی۔

شاداب آپ کو معلوم ہے ہمارے مان کے ساتھ کیا ہوا؟

رابعہ بیگم نے روتے ہوئے شاداب کے پاس آتے کہا لیکن شاداب نے ہاتھ کے اشارے سے ہی رابعہ کو وہی روک دیا تھا۔

رابعہ بیگم میں نے پوچھا ہے بہو کہاں ہے ؟اور تمھارا لاڈلا وہ کدھر ہے ؟مجھے اس کا جواب دو

شاداب نے ایک ایک لفظ چبا کر پوچھا کوثر اور باقی سب پریشانی سے دونوں میاں بیوی کو دیکھ رہے تھے۔

نایاب کا تو رو رو کر برا حال تھا مان کا سن کر اسے بہت دکھ ہوا تھا لیکن مہرو کے گھر سے نکالے جانے کا سن کر اسے زیادہ تکلیف پہنچی تھی۔

آکف بلکل ہی خاموش ہو گیا تھا اور اب بھی ایک کونے میں سب سے بے خبر بیٹھا تھا۔

مہرو کو میں نے گھر سے نکال دیا سب کچھ اُس کی وجہ سے ہوا ہے۔مان

اس سے پہلے رابعہ بیگم مزید کچھ کہتی لیکن چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے زبان پر قُفل باندھ دیا تھا۔

سب لوگ چہرے پر بے یقینی لیے شاداب کو دیکھ رہے تھے زیادہ شوکڈ تو رابعہ ہوئی تھی جو اپنے چہرے پار ہاتھ رکھے شاداب کو دیکھ رہی تھی۔

آج اگر مان کے ساتھ کچھ ہوا ہے تو اس کی سب سے بڑی ذمہ دار صرف تم ہو

جانتی ہو تمھارے لاڈلے نے کیا کیا ہے۔

شاداب ملک نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

علیدان نے مان کو جان سے مارنے کے لیے سیٹھ کے آدمیوں کو بھاری رقم دی تھی۔

اگر شاہ وقت پر پہنچتا تو اس وقت سچ میں مان مر چکا ہوتا لیکن شکر ہے شاہ نے اسے بچا لیا ورنہ تمھارے بیٹے نے کوئی کسر نہیں چھوڑی کی مان کو جان سے مارنے کی

اور فضا ابھی میں ہسپتال سے آ رہا ہوں جاؤ اور اُس کی حالت بھی دیکھو تمھارے لاڈلے کی کرم نوازی ہے۔

شاداب ملک کی آواز اتنی اونچی تھی کہ پورے ہال میں گونج رہی تھی۔

بھائی صاحب اس کا مطلب ہمارا امان زندہ ہے عظیم صاحب نے خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات چہرے پر لاتے پوچھا۔

ہاں لیکن ابھی اسے ہوش نہیں آیا۔

اور شاہ ابھی کسی کو اُس سے ملنے بھی نہیں دے رہا۔

وہ کہہ رہا ہے جب تک ماں کو ہوش نہیں آجاتا کوئی اُس سے نہیں ملے گا۔

شاداب ملک نے کمزور لہجے میں کہا اور وہی صوفے پر ڈھے گئے۔

باقی سب کے لیے یہ خبر اُن کے چہروں پر خوشی لے آئی تھی آکف کی تو جان میں جان آگئی تھی۔

انکل مہرو کا آپ کو کچھ معلوم ہے کیا وہ ٹھیک ہے؟

نایاب نے شاداب کے سامنے بیٹھتے ہوئے بے تابی سے پوچھا

ہاں بیٹا وہ بھی ٹھیک ہے تم پریشان مت ہو۔ شاداب ملک نے نایاب کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے تھکے لہجے میں کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

ڈیڈ ہم ماں سے کب مل سکتے ہیں مجھے اس سے ملنا ہے۔

آکف نے عظیم صاحب کو دیکھتے ہوئے بے چینی سو کہا

بیٹا ابھی بھائی صاحب بہت پریشان ہیں اور ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ماں ٹھیک ہے اور اب اس بارے میں صبح بات کریں گئے۔

ابھی ہمیں ہسپتال چلنا چاہیے

عظیم صاحب نے سمجھانے والے انداز میں کہا آکف نے اثبات میں سر ہلا لیا دیا۔

شاہ نے شاداب صاحب کو سب کچھ بتادیا تھا کس طرح علیدان نے ماں کو مروانے کی کوشش کی۔

ابھی شاہ شاداب صاحب سے بات کر رہا تھا جب ان کو صائم کی کال آئی اور صائم نے انہیں ہسپتال آنے کا کہا۔

اور فضا نے جو سچائی بتائی شاداب صاحب کا سر شرمندگی سے مزید جھک گیا تھا۔

انہوں نے وہاں بھی سب کو ماں کے زندہ ہونے کی اطلاع دے دی تھی۔

اور خاموشی سے گھر آ گئے۔

شاہ نے کہا تھا کہ وہ نہیں جانتا کہ اب علیدان کہاں ہے۔

کیا کر رہے ہو تم لوگ کھولو مجھے جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں۔علیدان نے خود کو دو ہٹے کٹے آدمیوں سے آزاد کروانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

خوخاموشی سے علیدان کو باندھ کر چلے گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھولا اور شاہ اپنی پوری وجاہت کے ساتھ داخل ہوا۔

شاہ کو اپنے سامنے دیکھ کر علیدان حیران ہوا تھا۔

تم؟

کیوں مجھے یہاں لائے ہو؟ کیا چاہیے تمہیں؟علیدان نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

ریلیکس ملک صاحب ریلیکس تم جانتے ہو تمہیں تڑپا تڑپا کر میں بہت پہلے ہی مار دینا چاہتا تھا لیکن بھلا ہو مہرو کا جس نے مجھے روک دیا اور اب مجھے موقع ملا ہے تو میں ضائع تو بلکل بھی نہیں کروں گا اور جتنے لوگوں کو تم نے تکلیف پہنچائی ہے جن کے جانیں لی ہے اتنی آسان موت تو تمہیں ملنی بھی نہیں چاہیے۔

شاہ نے چھوٹی سی کھڑکی کے دروازے کھولتے ہوئے کہا جس سے روشنی اندر آئی تھی۔

میری تمھاری ساتھ کیا دشمنی ہے؟

علیدان نے نا سمجھی سے شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

جو علیدان کی بات پر طنزیہ انداز میں ہنس پڑا تھا۔

تم نے ان لوگوں کو تکلیف دی ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہیں۔

اور تمھیں ایک اور بات بتادوں ماں زندہ ہے اور بلکل ٹھیک ہے مہرو بھی اُس کے ساتھ ہی ہے تمھارا پلان تو میں نے خراب کر دیا۔

اور جانتے ہو اب میں تمھارے گھر والوں اور ماں کو کیا کہنے والا ہوں۔

علیدان نے اپنے بھائی کو جان سے مارنے کی کوشش کی اور بعد میں وہ یہ سب برداشت نہیں کر سکا اور اُس نے خود کشی کر لی

اچھی کہانی ہے نا

شاہ نے تھوڑا علیدان کی طرف جھکتے ہوئے کہا جس کی خوف سے آنکھیں پھیل گئی تھیں

یار ابھی سے تم ڈرنے لگے ہو ابھی تو شروعات ہے۔اور ریلیکس رہو یہ کہانی فضول ہے ایسا کچھ نہیں کہوں گا۔

تو کہاں سے شروع کیا جائے۔

شاہ نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

اور ایک زوردار مکا علیدان کے جبڑے پر دے مارا

یہ مہرو کو تکلیف پہنچانے کے لیے

شاہ نے دوسرا مکا دوسرے جبڑے پر مارا یہ مان کو تکلیف پہنچانے کے لیے۔

شاہ نے علیدان کو بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا جس کے منہ اور ناک سے خون نکلنے لگا تھا۔

تمہیں معلوم ہے مجھے تمہیں سزا دینے کے لیے کتنی محنت کرنی پڑی ہے لیکن کوئی بات نہیں اتنا تو میں کر ہی سکتا ہوں۔

شاہ نے احسان کرنے والے انداز میں کہا۔

لے آؤ اندر شاہ نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہی سے دو آدمی کمرے میں داخل ہوئے دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک بوکس تھا۔

تمھارے لیے میں نے سپیشل بچھو منگوائے ہیں اور اب تم مجھے شکریہ تو بلکل بھی مت بولنا اور ان میں زہر نہیں ہے یہ صرف تمہیں کاٹے اور نوچے گئے جیسے تم معصوم لڑکیوں کو نوچتے تھے۔

آج کی رات تم نے ان کے ساتھ گزارنی ہے اب میں کل آؤں گا ایک نئی سزا کے ساتھ

شاہ نے چمکتی آنکھوں سے علیدان کو دیکھتے ہوئے کہا جس کی نظریں بوکس پر جمی تھیں۔

جس میں سے بڑے بڑے بچھو نظر آرہے تھے۔

ملک صاحب کی خاطر تواضع میں کسی قسم کی کمی پیشی نہیں ہونی چاہیے۔

اس کی چیخیں پورے گھر میں گونجی چاہیے۔

شاہ نے سامنے کھڑے آدمی کو حکمیہ لہجے میں کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ جانتا تھا علیدان کبھی بھی نہیں چیخے گا اور برداشت کرے گا لیکن شاہ نے بھی سوچ لیا تھا علیدان کو اچھا سبق سکھائے گا۔

اس کا ارادہ مان کو بھی بتانے کا نہیں تھا کیونکہ وہ جانتا تھا مان کبھی بھی علیدان کو مارنے نہیں دے گا اور شاہ مہرو اور مان کے ساتھ مزید کچھ بھی غلط ہونے نہیں دے سکتا تھا۔

شاہ کے جاتے ہی اس کے آدمیوں نے کالے بچھو علیدان پر چھوڑ دیے تھے جو اسے کاٹنے لگے تھے علیدان اپنے دونوں ہونٹوں کو آپس میں پیوست کیے تکلیف کو برداشت کرنے لگا تھا۔

مہرو کو جب ہوش آیا تو اس نے ارد گرد نظریں دوڑائی تھوڑی دیر اسے لگی اپنے دماغ کو بیدار کرنے میں

اس نے اپنے چکراتے سر کو تھاما اور بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے گلاس میں پانی ڈالا اور ایک ہی سانس میں پی گئی

لیکن جیسے ہی اسے اپنا گھر سے نکالا جانا اور ماں کا اسے چھوڑ جانا یاد آیا مہرو کمرے سے باہر کو بھاگی۔

لیکن سامنے صوفے پر بیٹھی ہستی کو دیکھ کر اس کے پاؤں وہی جم گئے تھے۔

مر وہ رقیہ بیگم کی گود میں بیٹھی کھیل رہی تھی۔

امی مہرو نے اتنی آہستگی سے کہا کہ اسے خود کی آواز بھی سنائی نہیں دی تھی۔

رقیہ بیگم کی نظر بے اختیار سامنے اٹھی مہرو کو بت بنی دیکھ کر ان کی نظریں بھی وہی جم گئی تھیں۔

مہرو کو اپنا ایک ایک قدم سو سو کلو کا لگ رہا تھا چند قدموں کا فاصلہ اسے میلو دور کا الگ رہا تھا۔

امی کیا سچ میں آپ ہیں؟ مہرو نے رقیہ بیگم کے قدموں میں بیٹھتے ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے بھرائی آواز میں پوچھا۔

رقیہ بیگم نے بنا کوئی جواب دیے اپنا چہرہ دوسری جانب موڑ لیا تھا۔

سویرا نے آپ کو رسوا کیا بھلا آپ اسے کیوں معاف کریں گئیں۔

دیکھیے اپنے ماں باپ کا دل دکھا کر میں کبھی خوش نہیں رہی

اپنے ماں باپ کا دل دکھا کر مہرو ایک طوائف بن گئی۔

اور ایک طوائف کی زندگی کیسی ہوتی ہے یہ تو ہر کوئی جانتا ہے۔

یہ میری بدقسمتی ہے جس کے قریب رہنے کی میں کوشش کرتی ہوں وہ مجھ سے دور چلا جاتا ہے۔

آپ ایک بار میری طرف دیکھ لیں پلیز

میں آپ سے بھی دور چلی جاؤں گی۔

مہرو نے روتے ہوئے اپنی ماں کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جو ابھی بھی رخ موڑے بیٹھی تھیں۔

امی مہرو نے بے بسی سے رقیہ بیگم کو پکارا رقیہ بیگم نے مروہ کو صوفے پر لیٹایا اور مہرو کو گلے لگا کر زور سے سینے میں بھینچ لیا۔

دونوں کافی دیر تک خاموشی سے آنسو بہاتی رہی تھیں۔مروہ جو صوفے پر لیٹی تھی رونے لگی تھی۔

رقیہ مہرو سے الگ ہوئی اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

مہرو نے نم آنکھوں سے اپنی ماں کو دیکھا اور ان کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے

امی مجھے معاف کر دیں۔مہرو نے روتے ہوئے کہا۔جب سے مجھے مان نے تمھارے بارے میں بتایا میں اسی دن تمہیں معاف کر دیا تھا ۔تم نے بہت سی تکلیف برداشت کی ہے جو کچھ تم نے کیا اُس کی سزا تمہیں مل چکی ہے۔

رقیہ بیگم نے مہرو کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

امی ابو میری وجہ سے چلے گئے۔

مہرو نے رقیہ بیگم کے ہاتھوں پر سر رکھتے بھاری لہجے میں کہا۔

مہرو جو گزر گیا سو گزر گیا اب اگر ہم پیچھلی باتوں کو لے کر بیٹھ جائے گئے تو سوائے تکلیف کے کچھ نہیں ملے گا۔

اور مجھے یقین ہے تمھارے ابو نے بھی تمہیں معاف کر دیا ہو گا

رقیہ بیگم نے مہرو کو گلے لگاتے کہا۔

امی کیا میں آپ کی گود میں سر رکھ کر لیٹ سکتی ہوں؟

مہرو نے نظریں جھکا کر پوچھا

رقیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا اور مہرو رقیہ بیگم کی گود میں سر رکھ کر آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

مر وہ وہی سو گئی تھی۔

بند آنکھوں سے بھی مہرو کے آنسو باہر نکل رہے تھے

سویرا کیا ہوا ہے؟

رقیہ بیگم نے پیار سے پوچھا۔

کچھ نہیں امی مہرو نے نفی میں سر ہلایا اور خود کو پر سکون ظاہر کرنے لگی۔

رقیہ بیگم مہرو کے تاثرات دیکھ رہی تھیں وہ جانتی تھی زیادہ دیر تک وہ اس سے منہ نہیں موڑ سکتی۔

اور جو کچھ مان نے مہرو کے بارے میں بتایا تھا وہ سب سن کر ہی رقیہ بیگم کا دل کٹ سا گیا تھا۔

قاسم کی موت کے بعد سوہا بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔اس نے سوچا وہ سارا سچ شاہ کو بتا دے گی اور یہاں سے چلی جائے گی۔

پھر چاہے شاہ اسے کچھ بھی سزا دے۔

مان کے پاس فاخر تھا شاہ اپنے گھر آیا تھا تاکہ فریش ہو جائے۔پھر اس نے روحی کو تلاش کرنے بھی جانا تھا اسے پوری امید تھی وہ اسے مل جائے گی۔

شاہ مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے سوہا نے شاہ کو دیکھتے اپنے ہاتھ کی انگلیاں مڑورتے ہوئے کہا۔

کہو کیا کہنا ہے شاہ نے سنجیدگی سے سوہا کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

شاہ دیکھو میں نے جو بھی کیا تمھاری محبت میں کیا پلیز مجھے معاف کر دینا۔

سوہا نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا شاہ نے ناسمجھی سے سوہا کی طرف دیکھا۔

شاہ انکل نے ایک لڑکی کو پیسے دیے اور انکل نے ایک ماسک بنوایا تھا جو سیم روحی کی شکل کا تھا۔

اُس نے جب وہ ماسک پہنا تو تھوڑے سے میک اپ کے بعد وہ بلکل روحی ہی لگ رہی تھی۔قاسم انکل چاہتے تھے تم روحی پر شک کرو اور اسے طلاق دے دو۔

اور جو تمھارے کمرے میں تصاویر موجود تھیں وہ اسی لڑکی کی تھیں۔

جس دن انکل کی دیتھ ہوئی اُس دن وہ روحی کو گھر سے جھوٹ بول کے لے کر گئے تھے۔

اور راستے میں ہی ان کی موت ہو گئی جانتی ہوں میں نے غلط کیا پلیز مجھے معاف کر دو اور روحی کا اس میں کوئی قصور نہیں ہیں وہ بے قصور ہے۔

سوہا نے آخری بات نظریں اٹھا کر کہی لیکن شاہ کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

شاہ نے ایک زوردار طمانچہ سوہا کے منہ پر دے مارا جو سیدھی زمین پر جا گری تھی۔

اس سے پہلے شاہ مزید آگے بڑھتا اپنے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ نے اس کے قدم وہی روک دیے تھے۔

جو تھپڑ تم نے سوہا کو مارا اُس کی زیادہ تمہیں ضرورت ہے شاہ اس کے جیسے کئی لوگ تمھاری زندگی میں آتے رہے گئے لیکن اگر تم اپنی بیوی پر یقین نہیں کرتے ہو گئے 6 تو چھوٹی سے چھوٹی بات بھی علیحدگی کا باعث بنے گی۔

صفیہ بیگم نے ایک ایک لفظ چباتے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور تم مجھے دوبارہ یہاں نظر مت آنا۔

صفیہ بیگم نے سوہا کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا جو زمین سے اٹھ کر باہر بھاگ گئی تھی۔

صفیہ بیگم نے ایک ملامتی نظر اپنے بیٹے پر ڈالی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

پیچھے شاہ بھی غصے میں گھر سے باہر نکل گیا تھا۔

شاداب باہر پولیس آئی ہے وہ علیدان کا پوچھ رہی ہے اُس کے فارم ہاوس پر کسی کی لاش ملی ہے۔

آپ پلیز انکو جا کر کہے کہ میرا بیٹا کسی کی جان نہیں لے سکتا۔رابعہ بیگم نے شاداب کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

جو انسان اپنے بھائی کی جان لینے کی کوشش کت سکتا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے

اور دوبارہ تم نے اُس گھٹیا انسان کا نام میرے سامنے لیا تو تمہیں بھی اُس کے پاس بھیج دوں گا۔

میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے اور وہ مان ہے سمجھ گئی. شاداب نے سنجیدگی سے کہا اور کمرے سے نکل گئے۔

رابعہ بیگم نے بے بسی سے باہر جاتے اپنے شوہر کو دیکھا۔

اور خود بھی کمرے سے باہر چلی گئی۔

السلام علیکم آفیسر زسب خیریت ؟

شاداب ملک نے انسپکٹر سے پوچھا۔

ہم آپ کے بیٹے علیدان ملک کو گرفتار کرنے آئے ہیں۔

جس انسان کی موت اُس کے فارم ہاؤس ہوئی اُس کا. نام سیٹھ تھا۔

آپ کا بیٹا لا پتہ ہے تو سارا شک اُس پر ہی جا رہا ہے اور ہمیں وہاں کچھ ثبوت بھی آپ کے بیٹے کے خلاف ملے ہیں۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ کو اسی نے مارا ہے انسپکٹر نے سنجید گی سے کہا۔

علیدان ملک کل سے گھر نہیں آیا شاداب صاحب نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہم آپ کے گھر کی ایک بار تلاشی لینا چاہتے ہیں. انسپکٹر نے کہا

جی بلکل آپ لے سکتے ہیں۔شاداب صاحب نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔

ساری تلاشی لینے کے بعد بھی علیدان ان کو کہی نہیں ملا تھا۔

آپ لوگوں کا گھر ہماری نگرانی میں رہے گا اگر علیدان گھر آتا ہے تو بہتر یہی ہے کہ آپ ہمیں اطلاع کر دیں۔

انسپکٹر نے کہا اور پھر وہاں سے چلا گیا

اس لڑکے نے ہمیں کہی بھی منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا شاداب صاحب نے غصے میں کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلے گئے

روحی نے سوچ لیا تھا وہ شاہ سے بہت دور چلی جائے گی۔ لیکن جب اس نے الماری میں پڑی تصاویر دیکھی تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا.

اور اب اسے شاہ کے غصے میں ہونے کی وجہ معلوم ہوئی تھی اسے دکھ تو بہت ہوا لیکن اس کا ارادہ اب مزید پکا ہو گیا تھا۔

اس نے ایک پیپر پکڑا اور اس پر لکھنے لگی۔

شاہ میں یہی سوچ رہی تھی کہ . آخر ایسی کیا غلطی مجھ سے ہو گئی کہ آپ مجھے طلاق دینے تک پہنچ گئے لیکن الماری میں پڑی کچھ تصاویر کو دیکھ کر مجھے اپنے سارے سوالات کے جواب مل گئے ہیں۔

اور مجھے آپ کی سوچ پر بہت افسوس بھی ہوا۔

میں اپنی مرضی سے آپ کو چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ مجھے ایسے انسان کے ساتھ ہر گز نہیں رہنا جو اپنی بیوی پر ذرا سا بھی بھروسہ نہیں کرتا میں نے رات ہی آپ سے الگ رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اللہ حافظ

اور یہ پڑھ کر شاہ کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔

اتنے میں اسے اُس آدمی کی کال آگئی جس نے سیٹھ کے آدمیوں پر نظر رکھی ہوئی تھی

شاہ مان کے معاملے میں الجھ گیا تھا لیکن سوہا نے جب سچائی بتائی تو اسے اپنے اوپر غصہ آیا۔اور روحی کو تلاش کرنے نکل گیا جو شاید شاہ سے بہت دور جا چکی تھی۔

شاہ کو فاخر کی کال آئی جس نے بتایا کہ ابھی تک ماں کو ہوش نہیں آیا۔آج دوسرا دن تھا۔

تم فکر مت کرو ڈاکٹر نے کہا تھا تین دن کے اندر اسے ہوش آجائے گا۔

اگر تم گھر جانا چاہیے ہو تو جا سکتے ہو میں بس تھوڑی دیر تک پہنچ رہا ہو۔

شاہ نے تھکے ہوئے لہجے میں اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میں ابھی یہی ہوں اگر تم آنا چاہتے ہو تو آسکتے ہو۔

فاخر نے صوفے سے ٹیک لگاتے کہا ٹھیک ہے پھر مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے اسے پورا کر کے آتا ہوں۔

شاہ نے کہتے ہی فون بند کر دیا دونوں سے فاخر مان کے پاس ہی تھا گھر واپس نہیں گیا تھا اسے رقیہ بیگم کی کال آئی تھیں جنہوں نے بتایا کہ مہرونا تو کچھ کھاتی ہے اور ناہی بات کرتی ہے بس کمرے میں بند رہتی ہے۔

آخر ہوا کیا ہے تم مجھے کیوں نہیں بتا رہے

رقیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

خالہ جان رات میں واپس آکر آپ کو سب کچھ بتا دوں گا

فاخر نے تسلی دیتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔

شاہ نے روحی کو ہر اُس جگہ تلاش کر لیا تھا جہاں اسے کے ہونے کے چانسز موجود تھے لیکن روحی وہاں نہیں تھی۔ لیکن شاہ نے بھی سوچ لیا تھا وہ ہمت نہیں ہارے گا اور روحی کو تلاش کر لے گا۔

لیکن اس سے پہلے اسے علیدان کا کام تمام کرنا تھا۔

شاہ اسی گھر پہنچا جہاں اس نے علیدان کو رکھا تھا۔

کیاوہ زندہ ہے، شاہ نے سامنے کھڑے آدمی سے سنجیدگی سے پوچھا۔

جی سر اُس آدمی نے مودبانہ اندازہ میں جواب دیا۔

شاہ اثبات میں سر ہلا کر روم میں داخل ہوا جہاں علیدان نڈھال سا کرسی پر بندھا ہوا تھا۔

اس کا چہرہ ہاتھ بازو اور گردن پر بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے سوجی ہوئی تھی اور اُن میں سے خون بھی نکل رہا تھا۔

کیسے مزاج ہیں علیدان ملک ؟

شاہ نے پاس پڑے سٹیل کے جگ کو پکڑتے اس کا سارا پانی علیدان پر پھینکتے ہوئے پوچھا۔ جو ایک دم ہوش میں آیا تھا۔

چھی چھی علیدان ملک کی حالت پر مجھے بہت ترس آرہا ہے۔ دیکھو کیا حالت بن گئی ہے تمھاری

شاہ نے مصنوعی افسردگی سے کہا۔

جس نے شاہ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن جسم میں اٹھتی ٹیسوں نے اسے دوبارہ سر جھکانے پر مجبور کر دیا۔

دیکھو مجھے نا بہت کام ہے ویسے میں نے تو سوچا تھا تمہیں مزید تھوڑی تکلیف دوں گا لیکن تمھاری حالت تو ابھی سے خراب ہو گئی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ جب ماں کو جب تمھارے زندہ ہونے کا پتہ چلے اور اُس کے دل میں تمھارے لیے نرم گوشہ پیدا ہو اُس سے پہلے ہی میں تمھارا کام تمام کرنا چاہتا ہوں۔

لیکن تمھاری موت جانتے ہو میں نے کیسی سوچی ہے۔

اُس میں تمہیں بہت تکلیف پہنچے گی اور یہی تو میں چاہتا ہوں تم تکلیف برداشت کرو جیسے باقیوں کو دیتے تھے آج خود پر گزرے گی تو معلوم ہو جائے گا۔

شاہ نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اپنے آدمیوں کو ہیٹر اون کرنے کا کہا جو دس کے قریب تھے

جہاں تک مجھے لگتا ہے ان کی ہیٹ تم زیادہ دیر برداشت نہیں کر پاؤ گئے۔

اور جلدی ہی مر جاؤ گئے لیکن ایک ایک لمحہ تم تڑپ تڑپ کے مرو گئے۔

اور آخری بار اپنے گناہ ضرور یاد کر لینا

شاہ نے علیدان کو بالوں سے دبوچتے اس کا چہرہ اوپر کرتے ہوئے کہا۔

جس نے اپنی دونوں سوجی ہوئی آنکھیں بمشکل کھولی تھیں

چھوٹا سا کمرا تھا اور کھڑکی بند تھی۔

شاہ نے زور سے اپنے ہاتھ کو جھٹکا اور ایک آخری نگاہ علیدان ہر ڈال کر باہر چلا گیا شاہ کے نکلتے ہی اس کے آدمی نے دروازہ بند کر دیا تھوڑی دیر بعد ہی گرمی کی وجہ سے کمرے میں علیدان کو گھٹن سی ہونے لگی تھی۔اور دل گھبرانے لگا تھا۔

اس نے گہرے اور زور زور سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن کمرے میں رکھے ہیٹر کی گرمی بڑھتی جا رہی تھی۔جو نا قابل برداشت تھی۔علیدان پورا پسینے سے شرابور ہو گیا اور ہاتھ پاؤں چلا کر خود کر آزاد لرنے کی کوشش کرنے لگا۔

لیکن اسے مضبوطی سے باندھا گیا تھا تھوڑی دیر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اس نے اپنے جسم کو ڈھلا چھوڑ دیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا اس نے جتنے لوگوں کے ساتھ غلط کیا تھا سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرح چلنے لگا تھا آہستہ آہستہ ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئی تھیں۔

تم لوگ یہاں سے جاؤ اب یہاں کبھی مت آنا۔کچھ دنوں بعد ہیٹر پھٹنے کی وجہ سے یہاں آگ لگ جائے گی اور سب کچھ ختم

شاہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا جو اثبات میں سر ہلا کر وہاں سے چلے گئے۔

شاہ نے ایک نظر بند کمرے کی طرف دیکھا اور گھر سے نکل گیا۔

شاہ وہاں سے سیدھا ماں کے پاس گیا تھا۔اور یہ خبر اس کے لیے خوشی کا باعث تھی کہ ماں کو ہوش آ چکا تھا۔

کیسے ہو معارج ملک ؟

فاخر تم ڈاکٹر کو کال کروایک بار وہ مان کو چیک کر لے۔

علیدان کہاں ہیں معارج نے بنا شاہ کی طرف دیکھے سنجیدگی سے پوچھا۔

سیٹھ کی لاش علیدان ملک کے فارم ہاؤس سے ملی ہے اور اُس وقت سے تمھارا بھائی غائب ہے۔

شاہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اسے میرا بھائی مت کہو۔

اور ریان شاہ کو معلوم ناہو کہ علیدان کہاں ہیں یہ بات مجھے کچھ ہضم نہیں ہو رہی اگر وہ سیٹھ کے آدمیوں پر نظر رکھ سکتا ہے مجھے وہاں سے لا سکتا ہے تو علیدان کے بارے میں معلوم ناہو نا تھوڑا عجیب نہیں۔

مان نے بیٹھتے ہوئے شاہ کی طرف دیکھتے حیرانگی سے پوچھا۔

جس پر شاہ قہقہہ لگا کر ہنسے لگا اس کا قہقہہ بھی کھوکھلا تھا۔مان نے حیرت سے شاہ کو دیکھا۔

جہاں تک مجھے لگتا ہے سیٹھ کے کسی آدمی نے اسے پکڑ لیا ہے اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں معلوم

شاہ نے روم میں داخل ہوتے فاخر کو دیکھتے کہا۔

جو ڈاکٹر کو کال کرنے باہر گیا تھا۔

مان میاں تمھارے گھر والے بہت پریشان ہیں کیا کہتے ہو اُن کو یہی کا ایڈریس دے دیا جائے؟ کیونکہ شاہ صاحب نے ابھی تک کسی کو تم سے ملنے نہیں دیا اور مہرو کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ تم زندہ ہو۔

فاخر نے اپنی پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا

کیا یار کم از کم مہرو کو تو بتا دیتے وہ بے چاری پریشان ہو رہی ہو گی۔

مان نے بیڈ سے اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے بے چینی سے کہا۔

بھائی صاحب ابھی آپ آرام کریں صرف دو دن ہی تو گزرے ہیں۔ فاخر نے عام سے لہجے میں کہا۔

دو دن مجھے پہلے مہرو کے پاس جانا چاہیے کہاں ہیں وہ

مان نے فاخر کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

میرے گھر

فاخر نے کہااور خود جاکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

شاہ سب ٹھیک ہے ؟

مان نے شاہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں ٹھیک ہے سب بس کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہے جو انسان سے ہو جاتی ہیں اور بعد میں وہ پچھتاتا ہے میرا ابھی وہی حال ہے۔

شاہ ہنستے ہوئے کہا۔

تم جاؤ مہرو کے پاس وہ کافی پریشان ہو گی۔

فاخر بھی دو دن سے یہی تھا گھر نہیں گیا ورنہ وہ مہرو کو بتا دیتا۔

شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

ٹھیک ہے اور تم نے میرے لیے جو کچھ بھی کیا اُس کے لیے میں تاعمر تمھارا احسان مند رہوں گا۔

مان نے شاہ کو گلے لگاتے ہوئے تشکرانہ لہجے میں کہا جو ہلکا سا مسکرا پڑا تھا۔

اپنا چیک اپ کروا لینا۔ شاہ نے کہا جس پر مان نے اثبات میں سر ہلایا اور فاخر کے سہارے کمرے سے نکل گیا۔

شاہ نے گہری سانس لی اور دوبارہ روحی کی تلاش میں نکل گیا۔

فاخر ماں کو اپنے گھر لے آیا تھا۔اسے سہارا دیتے ہوئے اندر لایا سامنے ہی اسے رقیہ بیگم نظر آگئی تھیں۔پاس ہی مروہ سور ہی تھی۔

ماں بیٹا یہ کیا ہوا؟

رقیہ بیگم نے پریشانی سے ماں کے سر پر بندھی پٹی اور چہرے کے نشانات کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کچھ نہیں آنٹی اب تو سب ٹھیک ہے

ماں نے مسکراتے ہوئے کہا فاخر تم نے اتنی بڑی بات مجھے بتائی نہیں اس لیے دو دن سے گھر سے غائب تھے؟

رقیہ بیگم نے فاخر کو گھورتے ہوئے پوچھا

خالہ جان میں خود ماں کے پاس تھا آپ کو فون پر بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا

فاخر نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

مہرو جو کچن میں پانی لینے آئی تھی باہر سے آتی ماں کی آواز سن کر چونک گئی تھی لیکن پھر اپنے سر کو جھٹک کر گلاس میں پانی ڈالنے لگی لیکن اس بار اسے پکا یقین ہو گیا کہ یہ آواز ماں کی ہے۔

مہرو کچن سے باہر گئی اور سامنے پٹیوں میں جکڑے مان کو دیکھ کر جہاں اسے یقین نہیں آیا وہی اسے غصہ بھی آیا کیونکہ فاخر بتا رہا تھا مان زندہ تھا لیکن مہرو کو نہیں پتہ تھا اور یہ سنتے ہی مہرو نے غصے میں ارد گرد نظریں دوڑائی اسے جب کچھ نظر نہیں آیا تو پیر پٹخ کر مان کے سامنے سے گزر کر کمرے میں چلی گئی۔

لو جی غلط لائن سن لی تمھاری بیوی نے

فاخر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آہ اب کیا کر سکتے۔

تم. مجھے روم تک چھوڑ دو پہلے میں اپنی بیوی کو منالوں پھر گھر کال بھی کرنی ہے۔

مان نے مسکراتے ہوئے کہا اور مردہ کے گال چوم کر اٹھ کھڑا ہوا فاخر نے اسے کمرے تک چھوڑ دیا۔

دروازہ کھولا ہی تھا مان دیوار کا سہارا لیتے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔

مہرو بیڈ پر بیٹھی تھی اسے معلوم تھا مان اندر آیا ہے لیکن اُس کی طرف نہیں دیکھا۔

بیگم ابھی مجھ سے چلا نہیں جا رہا سہارا ہی دے دو مان نے معصومیت سے کہا۔

مہرو نے مان کی طرف دیکھا جو دیوار کے سہارے کھڑا تھا۔

مہرو جلدی سے مان کے پاس گئی اور اسے سہارا دیتے ہوئے بیڈ تک لائی اور وہاں اسے بیٹھا کر جانے کے لیے مڑ گئی۔

مان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا اور اپنے سامنے بیٹھایا۔

مان ہاتھ چھوڑ دو میرا ورنہ آپ کا سر پھاڑ دوں گی۔

مہرو نے آنکھوں میں آنسو لیے روندی آواز میں مان کا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

پہلے ہی سر کا کباڑا ہوا ہے تم بھی اپنا شوق پورا کر لو۔

مان نے شرارتی لہجے میں مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا جو رو دینے کے در پر تھی۔

دو دن میں نے کتنی تکلیف میں گزارے آپ سوچ بھی نہیں سکتے آپ فاخر بھائی نے بھی مجھے بتانا گوارا نہیں کیا

مہرو نے مان کو دیکھتے رو کر کہا۔

دو دن تک وہ میرے پاس ہی تھا اب کال کر کے تمہیں بتاتا تو تم مجھ سے ملنے کی ضد کرتی۔

دو دن تک میں بے ہوش رہا

مجھے جب ہوش آیا تو سب سے پہلے تم سے ملنے آ گیا۔

میں شاہ کا بہت شکر گزار ہوں جس نے

میرے پیچھے تمھاری بھی حفاظت کی۔

حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے تھے تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ میں ٹھیک ہوں اور تم منہ پھلائے بیٹھی ہو۔اگر تم نے ایسے ہی رہنا ہے تو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں

مان نے مصنوعی ناراضی سے کہا۔

نہیں مان آپ پلیز مت جائے

مہرو نے مان کے سینے پر سر رکھتے ہوئے کہا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مان نے بھی اسے رونے دیا تھا تا کہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال سکے۔

مہرو تمھارے پاس اتنا پانی کہاں سے آتا ہے؟

مان نے مہرو کے چہرے کو تھوڑی سے پکڑ کر اوپر کرتے حیرانگی سے پوچھا۔

آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ میرے لیے اپنی حفاظت کریں گئے۔

مان میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں اب آپ سے دوری برداشت نہیں کر کر سکتی۔

پلیز مجھے اکیلا مت چھوڑیے گا۔

مہرو نے مان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔جو حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لیے مہرو کو دیکھ رہا تھا۔

کیا جو ابھی میرے معصوم کانوں نے سنا وہ سچ ہے؟

مان نے حیرت انگیز لہجے میں پوچھا۔

مان

مہرو نے بھاری آواز میں کہا

اوکے اوکے سوری یار بس کنفرم کر رہا تھا۔

مان نے مسکراتے ہوئے کہا اور مہرو کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کیا اور اس کے ماتھے پر ہونٹ رکھ دیے۔

میں وعدہ کرتا ہوں اپنی معصوم اور پیاری سی بیوی کے لیے خود کی حفاظت کروں گا۔

اور میری بیوی کی آنکھوں میں آنسو آئے یہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔

پھر چاہے وہ میری وجہ سے ہی کیوں نا آئے۔

مان نے اپنے لبوں سے مہرو کے آنسوؤں کو چنتے ہوئے پیار سے کہا۔

مہرو نے شرم اور خفت کے مارے نظریں جھکالیں۔

مان نے مہرو کی سرخ ہوتی ناک پر بوسہ دیا۔

مان آپ جانتے ہیں علیدان نے کہا کہ آپ کی گاڑی کو آگ لگ گئی ہے اور آپ بھی اندر ہی تھے آپ کی ماما نے مجھے گھر سے نکال دیا اور اس نے کہاں باہر سیٹھ کے آدمی کھڑے ہیں

جو مہرو مزید اپنی بات جاری رکھتی لیکن مان نے مہرو کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروایا تھا۔

لیکن کچھ بھی برا نہیں ہوا مجھے فاخر نے سب بتادیا ہے تمہیں بے ہوش کرنے والا شاہ تھا۔ مجھے بچانے والا بھی شاہ تھا میں اُس بندے کا احسان مند ہو مہرو اُس نے میری بہت مدد کی ہے آجکل کے دور میں اتنا سب کچھ کوئی اپنا بھی نہیں کرتا جتنا شاہ نے کیا

لیکن وہ مجھے کچھ پریشان سا لگا میں چاہتا ہوں تم شاہ سے بات کرو اور پوچھو اسے کیا پریشانی ہے ہو سکتا ہے میں اُس کے کسی کام اسکو اور تم اُس کا شکریہ بھی ادا کر دینا۔

مان نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے مہرو کے لبوں کو ہلکا سا اپنے لبوں سے چھوتے ہوئے کہا۔

اور میری بیٹی کہاں ہے؟ جلدی سے اسے لے کر آؤ مجھے اس سے باتیں کرنی ہے۔

مان نے مہرو کو دیکھتے ہوئے کہا جو اثبات میں سر ہلا کر مروہ کو لینے چلی گئی

مہرو کے جاتے ہی مان نے اپنے سر پر بندھی پٹی کو ہلکا سا دبایا جہاں ابھی بھی درد تھا۔

زخم اندرونی بھی بہت زیادہ تھے جسے بھرنے میں کچھ وقت لگنا تھا۔

مان نے مہرو کا موبائل پکڑا اور آکف کو ایڈریس سینڈ کر کے موبائل وہی رکھ دیا اسے معلوم تھا تھوڑی دیر بعد آکف پوری فیملی کے ساتھ یہاں موجود ہو گا۔

آکف کو جب مان کا میسج ملا تو وہ اپنے سارے کام کو چھوڑ کر شاداب صاحب کے گھر گیا اور مان کے میسج کے بارے میں بتایا

تھوڑی دیر بعد ہی سب لوگ فاخر کے گھر میں موجود تھے۔

فاخر کو جب فضا کے بارے میں پتہ چلا تو وہ اُس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے چلا گیا۔ فضا گھر آچکی تھی۔

رابعہ بیگم بھی ساتھ ہی آئی تھیں لیکن مان اپنی ماں سے نہیں ملا تھا۔

شاداب ملک مان کو گلے لگاتے رو پڑے تھے۔

ڈیڈ یار پلیز آپ کے آنسو مجھے زیادہ تکلیف دے رہے ہیں۔

مان نے شاداب ملک کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

آکف کا مان کو دیکھ کر دل کٹ سا گیا تھا لیکن وہ اب ٹھیک تھا یہ دیکھ کر اسے خوشی ہوئی تھی۔

مجھے لگا میں نے اپنے مان کو کھو دیا ہے۔

شاداب صاحب نے بے بسی سے کہا۔

آپ کو بتائے بغیر میں کہی جا سکتا ہوں کیا؟

میرا نام معارج ملک ہے اتنی آسانی سے کسی کے ہاتھ نہیں آسکتا۔

مان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

اللہ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین

شاداب ملک نے پیار سے کہا۔

مان رابعہ بیگم نے اسے پکارا۔ جس نے اپنی ماں کی بات کو نظر انداز کر دیا۔

ڈیڈ آپ میری ساس سے ملے ہیں؟

مان نے شاداب صاحب کو دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں میں ان سے مل چکا ہوں

اور مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے میں ابھی آتا ہوں شاداب صاحب نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا تا کہ مان اور رابعہ بیگم ایک دوسرے سے بات کر سکے۔

مان مجھے معاف کر دو رابعہ نے روتے ہوئے کہا۔ رابعہ بیگم نے مان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

مام میں آپ سے میں ناراض نہیں ہوں بس مجھے دکھ ہوا میری پیٹھ پیچھے آپ نے میری بیوی اور بیٹی کے ساتھ جو کچھ بھی کیا وہ بہت برا تھا۔

مجھے بہت دکھ ہوا کم از کم آپ اس بات کا ہی مان رکھ لیتی کہ جیسے آپ دھکے دے کر گھر سے نکال رہی ہیں وہ آپ کے بیٹے کی محبت ہے مان نے دکھی لہجے میں کہا۔

مان میں اپنے رویے پر شرمندہ ہوں

میں مہرو سے بھی معافی مانگ لیتی ہوں۔

جانتی ہوں میں نے اُس کے ساتھ بہت غلط کیا ہے۔رابعہ بیگم نے بے بسی سے کہا۔

مام یہ آپ اور مہرو کا معاملہ ہے اور یقیناً آپ مجھے گھر واپس آنے کا بھی کہے گی تو میں آپ کو پہلے ہی بتادوں میں واپس اُس گھر نہیں آؤ گا۔

آپ میرے گھر آسکتی ہے کوئی روک ٹوک نہیں ہے لیکن میں واپس گھر نہیں آؤں گا۔

مان نے دوٹوک انداز میں کہا۔

جیسی تمھاری مرضی بیٹا

رابعہ بیگم کہتے ہی خاموش ہو گئی تھی

آکف، عرشان آرزو اور ایزل کے کمرے میں داخل ہوتے ہی رابعہ باہر چلی گئی۔

بھائی آپ نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا۔آرزو نے مان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

اسے شوق ہے جھٹکے دینے کا

آکف نے نے مان کو گھورتے ہوئے کہا۔

بھائی اب آپ کی طبعیت کسی ہے ؟ایزل نے آکف کی بات کو اگنور کرتے ہوئے مان سے پوچھا۔

اب تو کافی بہتر ہوں اور ایزل تھوڑی تمیز اپنے شوہر کو بھی سکھا دو

مان نے ایزل کو دیکھتے ہوئے سنجید گی سے کہا۔

بھائی صاحب میرے اندر بہت زیادہ تمیز ہے اگر کہتے ہیں تو ابھی دکھا دیتا ہوں

لیکن آپ کی ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں میں اتنی سکت نہیں ہے کہ میری تمیز برداشت کر سکے

آکف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

مان قہقہہ لگائے ہنس پڑا تھا ایزل اور آرزو نے نا سمجھی سے ایکس دوسرے کی شکل کی طرف دیکھا۔

عرشمان دونوں کی نوک جوک کو انجوائے کر رہا تھا۔

بھائی جو نیوز ہمیں سننے کو ملی وہ تو بہت بڑا جھٹکا تھا

لیکن آپ ٹھیک ہے اب سب ٹھیک ہے عرشمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد ایزل آرزو اور عرشمان باہر چلے گئے تھے۔

کمینے جانتا ہے میں کتنا ڈر گیا تھا۔آکف نے مان کے کندھے پر زور سے گھونسا مارتے ہوئے کہا

کمینے کیا کر رہا ہے مان نے کراہتے ہوئے کہا ابھی تو میں نے تیرے گلے بھی لگنا ہے آکف کہتا ہی مان کے گلے لگ گیا۔

مان تکلیف برداشت کر گیا لیکن آکف کو پیچھے نہیں کیا۔

آکف تو رو رہا ہے؟مان نے جب محسوس کیا تو حیرانگی سے آکف کو پیچھے کرتے پوچھا جو سچ میں رو رہا تھا۔

تو کیا تیری موت کا سن کر بھنگڑے ڈالتا

آکف نے گھورتے ہوئے کہا۔

یار ویسے تو روتا ہوا بہت ہی واہیات لگتا ہے مان نے اس قدر سنجیدگی سے کہا کہ آکف کو لگا ہی نہیں یہ اس نے بے عزتی کی ہے لیکن جب مان کی بات سمجھ میں آئی تو اسے گھورنے کے بعد ہنس پڑا۔

اس کے بعد دونوں باتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

فضاواپس گھر آگئی تھی۔کومل اس کا بہت خیال رکھ رہی تھی۔

فضاکومل کو دیکھ کر کافی حیران تھی۔نایاب بھی فضاکاخیال رکھ رہی تھی۔سب لوگ فضاکی خیریت معلوم کرنے آگئے تھے لیکن رابعہ نہیں آئی تھی۔یاشاید وہ شرمندہ تھی اس لیے نہیں آئی۔

فضانے کوثر بیگم سے علیدان کا پوچھا جنہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

کومل عامر کے ساتھ کافی حد تک تمیز سے پیش آرہی تھی اور یہ بات عامر کے ساتھ سب کے لیے حیران کن تھی۔

آپی مان کے فرینڈ آئے ہیں فاخر آپ کی خیریت دریافت کرنے

اُن کو اندر بھیج دوں؟

کومل بہن آج تک تم نے مجھے آپی نہیں کہا اب کیا ہو گیا ہے تمہیں یار مجھے تو لگتا تمھاری باتوں سے مجھے ہارٹ اٹیک آجانا ہے

فضاتو بس آپی لفظ پر ہی اٹک گئی تھی۔

کومل ہنس پڑی اور فضاکے پاس بیٹھ گئی

فضاآپی جب آپ سیڑھیوں سے گری اور مجھے مان کے موت کی خبر ملی تو جانتی ہے مجھے ایسا لگا جیسے مجھ سے کسی نے کوئی قیمتی چیز چھین لی ہو۔

آپ کو دیکھ کر تو میری رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی تھی اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں اپنی بہن کو کھو دیتی جس سے میں سب سے زیادہ محبت کرتی ہوں۔

مجھے بہت خوف آیا جو کچھ میں کرتی ہوں وہ سب غلط ہے آپ مجھے ہمیشہ روکتی تھی لیکن ماما اور بھائی کے سامنے میرے غلط کو بھی ٹھیک کہتی مجھے احساس ہو گیا ہے جس راستے پر میں چل رہی تھی وہ سراسر غلط تھا۔

کومل نے گہری سانس لیتے فضا کو دیکھتے ہوئے کہا جو منہ کھولے کومل کو دیکھ رہی تھی۔

میری بہن اتنی سمجھدار کیسے ہو گئی۔

اور مان؟

فضا نے بات ادھوری چھوڑتے ہوئے کہا۔

مان میری قسمت میں نہیں تھا اور جو انسان قسمت میں نہیں ہوتا اُس کے نا ملنے پر رونا کیسا

اور عامر اتنا بھی برا نہیں ہے جتنا مجھے لگتا تھا۔

آخرء بات کومل نے شرارتی لہجے میں کہی

کومل میں تمھارے لیے بہت خوش ہوں

فضا نے کومل کو گلے لگاتے خوشی سے کہا۔

اور اب بتاؤ

کون آیا ہے باہر

فضا نے پوچھا

مان کا دوست ہے فاخر

آپ باہر آئے گی ایسے کمرے میں آنا میرے خیال سے ٹھیک نہیں ہے

کومل نے اٹھتے ہوئے پوچھا

بلکل میں باہر آتی ہوں۔

فضا نے کہا لیکن اسے فاخر کا یہاں آنا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

اور فاخر خود نہیں جانتا تھا وہ کیوں فضا کے سیڑھیوں سے گرنے کا سن کر دوڑتا ہوا چلا آیا اور یہاں آکر اس نے بہت سارے بہانے بنا کر صائم کو اپنے آنے کی وجہ بتائی تھی۔

السلام علیکم

فضا نے لاؤنج میں داخل ہوتے سلام کیا۔

میں یہاں سے گزر رہا تھا تو سوچا صائم کو مان کے بارے میں بتا دوں

سب لوگ وہی پر ہے تو آپ لوگ نہیں تھے اس لیے میں یہاں آ گیا فاخر نے سلام کا جواب دینے کے بعد بے تکی سی دلیل دیتے ہوئے کہا۔

میں ماما کو انفارم کر دوں پھر نکلتے ہیں

صائم نے اٹھتے ہوئے کہا

مجھے یہاں آنا نہیں چاہیے تھا لیکن پتہ نہیں کیوں آ گیا۔

فاخر نے شرمندگی سے سر جھکاتے ہوئے کہا کوئی بات نہیں

آپ نے کوئی اتنا بڑا جرم نہیں کیا جو شرمندہ ہو رہے ہیں

آجکل لوگ کسی کی جان لے کر بھی شرمندہ نہیں ہوتے آخر میں فضا کا لہجہ تھوڑا سخت ہو گیا تھا۔

فاخر نے نا سمجھی سے فضا کی طرف دیکھا جو لائیٹ گرین کلر کے سوٹ میں کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔

اب آپ کی طبعیت کیسی ہے؟

فاخر نے سنجیدگی سے پوچھا

جی اب تو کافی بہتر ہے

فضانے کہااتنے میں صائم، کوثر اور کومل بھی وہاں آ گئے تھے۔

فضا تم بھی ساتھ چلو گی؟ صائم نے فضا سے پوچھا

میں اب بہتر محسوس کر رہی ہوں اور مجھے مان سے بھی ملنا ہے۔

فضانے کھڑے ہوتے کہا

ٹھیک ہے چلو پھر صائم نے کہا تو پانچوں گھر سے نکل گئے۔

سب لوگ مان کو مل کر چلے گئے تھے اس نے جب فضا کو دیکھا تو اسے علیدان سے مزید نفرت ہونے لگی تھی۔

مان یہ لیں

مہرو نے مان کے سامنے میڈیسن کرتے اسے مخاطب کیا۔

مان نے میڈیسن کو نگلا اور مہرو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

موم تم سے کیا بات کر رہی تھیں؟

مان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

وہ معافی مانگ رہی تھی اپنی غلطی پر شرمندہ ہے وہ لیکن انہوں کے مجھے دوبارہ گھر واپس آنے کا نہیں کہا۔

مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے بتایا

تو تم کے معاف کر دیا؟

مان نے اگلا سوال پوچھا

مان جب کوئی سچے دل کے ساتھ اللہ سے معافی مانگتا ہے تو وہ بھی معاف کر دیتا ہے تو انسان کیا چیز ہے۔

وہ مجھ سے بڑی ہے دوسری اور اہم بات وہ آپ کی ماں ہیں

اس لیے میں نے اُن کو معاف کر دیا۔

مہرو نے نظریں جھکا کر کہا۔

میں بہت خوش قسمت ہوں مہرو جو تم میری زندگی میں آئی

مان نے مہرو کے ہاتھ چومتے ہوئے خوشی سے کہا۔

مان اب آپ آرام کریں آپ کو ابھی سکون کی ضرورت ہے۔

مہرو نے مان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میرا سکون میرے سامنے ہے اور اب میں سکون میں ہوں۔

آجاؤ میرے پاس ماں نے اپنے دائیں جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

مہر وماں کے سینے پر سر رکھ کر کر لیٹ گئی۔ماں نے بھی سکون سے آنکھیں موندلی تھیں

شاہ آج اسی فارم ہاؤس آیا تھا جہاں اس نے روحی کو رکھا تھا اس نے روحی کو ہر جگہ تلاش کر لیا تھا لیکن اسے وہ کہی نہیں ملی ایک یہی جگہ تھی جہاں اس نے روحی کے ساتھ زیادہ وقت گزارا تھا۔

شاہ کا دل کر رہا تھا سب کچھ ختم کر دے۔اس نے اپنی ماں سے بھی بہت بار روحی کے بارے میں پوچھا لیکن ان کا ایک ہی جواب تھا وہ کچھ نہیں جانتی۔

شاہ کچن میں داخل ہوا جہاں اسے روحی کا عکس نظر آیا۔

جو کھڑی چائے بنا رہی تھی۔

شاہ روحی کے عکس کر دیکھ کر مسکرا پڑا اور چھوٹے قدم لیتا روحی کے پاس جا کھڑا ہوا جیسے ہی اس نے روحی کو چھونے کے لیے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا وہ عکس غائب ہو گیا۔

شاہ نے بے تابی سے چاروں اور نظریں دوڑاتے ہوئے روحی کو پکارا

روحی کہاں ہو تم؟

پلیز واپس آجاؤ مجھے لگتا تھا میں تمہیں تلاش کر لوں گا

لیکن میں غلط تھا

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے پلیز واپس آجاؤ شاہ نے چلاتے ہوئے کہا۔

اور بے بسی سے وہی اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر وہی بیٹھنے کے بعد اُٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا

جہاں روحی کے ساتھ اس نے حسین وقت گزرا تھا۔ شاہ نے وضو کیا اور نماز کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہی شاہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ جائے نماز پر گرنے لگے تھے۔

یااللہ تو دلوں کے حال بہتر جانتا ہے میں نے وہ کام کیا جو تجھے اور تیرے رسول کو سخت ناپسند ہے۔

یااللہ مجھے معاف کر دے میں نے تیرے بندے نے کا بہت دل دکھایا ہے مجھے سکون نہیں مل رہا۔ میں اپنے کیے پر پچھتا رہا ہوں یااللہ مجھے معاف کر دے مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے یااللہ میں تیرا گناہ گار بندہ ہوں لیکن تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے تو میرے دل کا حال جانتا ہے۔

مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزرد ہو چکا ہے مجھے معاف کردے

شاہ نے اپنے اللہ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے کہا جو اپنے بندے کا مزاح نہیں بناتا اُس کی ساری باتیں سنتا ہے۔

شاہ وہی بیٹھا کافی دیر بیٹھا رہا اور خاموشی سے آنسو بہاتا رہا۔

جب تھوڑا دل ہلکا ہوا تو وہاں سے اٹھ کر ٹریس کی طرف چلا گیا۔

آج کی ساری رات اس کی جاگ کر ٹریس پر گزرنی تھی۔

شاہ کا معمول بن گیا تھا وہ سارا دن اسی فارم ہاؤس پر گزارتا تھا رات بھر اپنے اللہ کے سامنے روتا تھا۔

اور صبح ہوتے ہی روحی کو تلاش کرنے نکل جاتا۔

آج اسے مہرو نے کال کر کے اپنے گھر بلایا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو شاہ منع کر دیتا لیکن سامنے والا کوئی اور نہیں بلکل مہرو تھی اور مجبوراً اسے جانا پڑا تھا۔

مہر و تو شاہ کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی یہ وہ شاہ نہیں تھا جیسے مہر و جانتی تھی یہ تو کوئی الگ ہی شاہ تھا۔

جھکے ہوئے کندھے، مرجھایا ہوا چہرہ، چہرے پر بے بسی اور، آنکھوں کے گرد حلقے

شاہ تم ٹھیک ہو؟

مہرو نے پریشانی سے پوچھا۔

ہاں ٹھیک ہوں

مجھے کیا ہونا ہے شاہ نے تکلیف دہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

شاہ کیا ہوا ہے؟ روحی ٹھیک ہے؟

مہرو نے جلدی سے پوچھا

روحی آہ کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ وہ ٹھیک ہے لیکن میں تو یہ بھی نہیں جانتا وہ کہاں ہے۔

شاہ نے اپنی حالت پر ہنستے ہوئے کہا۔

کیا مطلب؟ مہرو نے نا سمجھی سے پوچھا۔

وہ مجھے چھوڑ کر مجھ سے بہت دور جا چکی ہے مہر

اور جانا بھی چاہیے تھا ورنہ مجھ جیسے مرد زیادہ سر پر چڑھ جاتے ہیں۔

شاہ نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

شاہ سیدھا سیدھا بتاؤ کیا ہوا ہے ؟

مہرو نے بے چینی سے پوچھا۔

میں نے اُس پر الزام لگایا اور اسے ایک طلاق بھی دے دی

اسے اپنی عزت نفس کی پرواہ تھی اس لیے مجھے چھوڑ کر پتہ نہیں کہاں چلی گئی۔

شاہ نے ہنستے ہوئے کہا اس کی حالت دیکھ کر مہرو کو بھی اسپر ترس آگیا وہ شاہ کو ڈانٹنا چاہتی تھی لیکن اُس کی حالت دیکھ کر نہیں ڈانٹ سکی۔

مہر کیا میں اسے یاد نہیں آتا؟

کیا میں اتنا برا ہوں ؟

شاہ نے مہرو کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

جس نے نفی میں سر ہلایا۔

خیر چھوڑو میں بھی کیا اپنی باتیں لے کر بیٹھ گیا ہوں تم بتاؤ سب ٹھیک ہے ماں کیسا ہے؟

شاہ نے بات بدلتے ہوئے پوچھا

میں ٹھیک ہوں اور ماں بھی آتے ہی ہوں گئے وہ دیکھو آ گئے ہیں۔

مہرو نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جہاں سے ماں اندر داخل ہوا اب وہ خود چل سکتا تھا اور شاہ کی ساری باتیں بھی سن چکا تھا۔

شاہ ماں سے ملا اور پھر تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد چلا گیا۔ ماں نے بھی اسے نہیں روکا تھا۔

ماں میں نے شاہ کو اس لیے بلایا تھا تا کہ اُس کا شکریہ ادا کر سکو لیکن میں ٹھیک سے اسے شکریہ بول ہی نہیں سکی

مہرو نے پریشانی سے کہا۔

کوئی بات نہیں بعد میں کہہ دینا لیکن مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی شاہ سب لوگوں پر نظر رکھتا ہے ہر ایک کو آسانی سے تلاش کر سکتا ہے لیکن اپنی بیوی کو کیوں نہیں کر پا رہا؟

مان نے سنجیدگی سے مہرو کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

آپ نے ساری باتیں سن لی تھیں؟

مہرو نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں اور صبح میں بھی اپنی طرف سے کوشش کرتا ہوں شاہ کی بیوی کو ڈھونڈنے کی۔

مان نے کہا اور بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موند لیں۔اور ہاتھ کے اشارے سے مہرو کو پاس لیٹنے کا کہا۔

جو لائٹ اوف کیے مان کی دوسری جانب آکر اس کے سینے پر سر رکھے لیٹ گئی تھی۔

اگلے دن مان آرزو کے گھر گیا تھا اور یہ دیکھ کر اسے حیرت ہوئی کہ روحی وہاں پر تھی۔

آپ یہاں؟

مان نے روحی کو دیکھتے ہوئے پوچھا

جی روحی نے ایک لفظی جواب دیا۔

آپ جانتی ہیں شاہ کی کیا حالت ہے ہر جگہ وہ آپ کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا ہے

اب تو مجھے بھی اُس کی حالت پر ترس آنے لگا ہے۔

مان نے پاس کھڑی آرزو کو دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔ جس نے نظریں جھکا لیں تھیں۔

بھائی شاہ نے جو میرے ساتھ کیا اُس کے بعد میں اُس انسان کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور آرزو کے پاس میں اس لیے آئی کیونکہ شاہ کو پورا یقین ہو گا کہ میں یہاں ہر گز نہیں ہوں اور وہ یہاں آیا بھی نہیں

لیکن آپ ایک بار شاہ سے مل لیں وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے۔

مان نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے کہا۔

بھائی اگر آپ کو میرے یہاں رہنے سے مسئلہ ہے تو بتا دیں میں یہاں سے چلی جاؤں گی لیکن میں شاہ سے بات نہیں کرنا چاہتی۔

روحی نے عام سے لہجے میں کہا۔

روحی میرے کہنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں تھا آپ جتنے مرضی دن یہاں رہنا چاہے رہ سکتی

مان نے جلدی سے کہا۔

اور میری یہاں موجودگی کے بارے میں آپ شاہ کو نہیں بتائے گئے۔

روحی نے تھوڑا سخت لہجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئی۔

بھائی یہ جب سے یہاں آئی ہے میں بھی اسے بہت بار سمجھا چکی ہوں لیکن وہ کسی کی بات نہیں سنتی۔

آرزو نے پریشانی سے کہا۔

ٹھیک ہے اسے تم کہی جانے مت دینا

میں کچھ کرتا ہوں

اور ابھی میں جا رہا ہوں پھر کبھی آ جاؤ گا اپنا خیال رکھنا۔

مان نے آرزو کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

ابھی مان گاڑی میں بیٹھا ہی تھا جب اسے شاداب صاحب کی کال آئی۔

پولیس کو علیدان کی لاش شہر سے تھوڑا دور ایک سنسان جگہ پر ملی ہے جو پوری طرح جل چکی تھی پولیس اہلکاروں کا کہنا ہے کہ اس گھر میں ہیٹر پھٹنے کی وجہ سے آگ لگ گئی علیدان بھی وہی پر تھا۔

میں نے یہ بات کسی کو بھی نہیں بتائی اور نا ہی بتانا چاہتا ہوں کم از کم تمھاری ماں کو اس بات کا حوصلہ تو ہے نا علیدان زندہ ہے اگر اُس کی موت کا پتہ چل گیا تو وہ برداشت نہیں کر پائے گی۔ شاداب صاحب نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

ڈیڈ آپ ٹھیک ہیں؟

مان نے بے بسی سے پوچھا

ہاں بیٹا صبر کرنا سیکھ لیا ہے

شاداب صاحب نے کھو کھلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

ڈیڈ میں مہرو کو لے کر کچھ دنوں تک گھر واپس آرہا ہوں موم کو بتا دیجیے گا

مان نے شاداب صاحب کو خوش خبری سناتے ہوئے کہا۔

کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ تم واپس گھر آرہے ہو؟

شاداب ملک نے بے تابی سے پوچھا۔

جی اور آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے آپ کا بیٹا ابھی زندہ ہے

اُس پر سب چھوڑ دیں

مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے بیٹا یہ خوشخبری میں تمھاری ماں کو بھی سناتا ہوں وہ بہت خوش ہو گی۔

شاداب ملک نے کہتے ہی فون بند کر دیا رابعہ بیگم نے ان سے بھی معافی مانگی تھی اور شاداب صاحب نے معاف بھی کر دیا تھا۔

علیدان ملک....

مان نے گاڑی کی سیٹ پر سر رکھتے آنکھیں موندتے تکلیف دہ لہجے میں کہا اس کی آنکھوں کے کونوں سے آنسو باہر نکل آئے تھے۔

مان نے سٹیرنگ پر سر رکھا اور ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے جسے اس نے باہر نکلنے سے نہیں روکا تھا۔

میں جانتا ہوں یہ سب کس نے کیا لیکن اگر سچ کہوں تو یہ سب میں کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا میں آپ کو سخت سزا دینا. چاہتا تھا لیکن دے نہیں سکتا تھا

کیونکہ میں آپ کی طرح کا بے رحم نہیں ہوں میں بہت برا ہو سکتا ہوں لیکن اپنے بھائی کی جان نہیں لے سکتا۔

اور جو کچھ بھی آپ کے ساتھ ہوا یہ سب آپ کے گناہوں کی سزا ہے معصوم لوگوں کی بد دعائیں لگی ہیں آپ کو

جتنا بھی وقت ہم دونوں نے ساتھ گزارا وہ بہت اچھا تھا آپ ہمیشہ میری دعا میں شامل رہے گئے۔

میں ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھوں گا۔

مان نے ٹشو سے آنسو صاف کرتے خود سے کہا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔اس نے اپنے باپ کو حوصلہ دینا تھا اور خود کمزور نہیں پڑ سکتا تھا

۔

....

دو ماہ بعد□□□

مان دوبارہ اپنے گھر واپس آ گیا تھا رابعہ بیگم بہت خوش تھی مہرو کے ساتھ بھی اچھے سے پیش آ رہی تھی۔

مان کچھ دنوں کے لیے شاداب ملک کو بزنس کا کہہ کر اپنے ساتھ ملک سے باہر لے گیا تھا تاکہ وہ تھوڑا فریش ہو جائے کیونکہ جب سے ان کو علیدان کی موت کی خبر ملی تھی کافی کمزور ہو گئے تھے۔

آج ہی مان واپس آیا تھا اور آج اس نے سوچ لیا تھا کہ شاہ کو روحی کے بارے میں بتا دے گا۔

شاہ روزانہ گھر کا ایک چکر لگا کر اپنے فارم ہاؤس چلا جاتا تھا اور آج پھر اپنی ماں سے روحی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

ماں جی آپ ہی میرے حالت پر ترس کھالیں پلیز مجھے روحی کے بارے میں بتا دیں شاہ نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

شاہ جانتے ہو اکثر اوقات انسان غصے میں ایسے الفاظ استعمال کر جاتا ہے جو اُسے نہیں کرنے چاہیے اور جانتے ہو بعد میں اُس کے پاس کیا رہتا ہے۔

صفیہ بیگم نے شاہ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے افسردگی سے کہا۔

جس نے نظریں اٹھا کر بے بسی سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

پچھتاوا

اور آج میرا بیٹا اپنے غصے پر قابو نہیں پا سکا۔اور اپنی بیوی کو کھو دیا۔ جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

شاہ محبت کی بنیاد ہی یقین پر ہے۔محبت میں شک نہیں کیا جاتا۔

اگر تم تمہاری محبت ایسی ہیں جس میں شک کیا جائے تو میرے خیال سے یہ تمھاری محبت نہیں تھی بلکہ اسے تم دل لگی کہہ سکتے ہو لیکن محبت نہیں کہہ سکتے۔

صفیہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا اور شاہ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگی۔

ماں آپ جانتی ہے روحی کہاں ہیں پلیز صرف ایک بار مجھے بتا دیں

میں وعدہ کرتا ہوں اسے زرا سی تکلیف بھی نہیں دوں گا۔

شاہ یہ بات میں تمہیں پیچھلے دو ماہ سے بار بار بتا چکی ہوں مجھے نہیں معلوم کہ روحی کہاں ہے۔

ایک ہی سوال کو دہرا دہرا کر تھک گئی ہوں میں۔

اور زرا سوچوا گر تمہیں سچائی معلوم ناہوتی تم روحی کو طلاق دے چکے ہوتے تو کیا پھر حلالہ کرواتے ؟

پھر اُس سے نکاح کرتے ؟

صفیہ بیگم نے شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

ماں پلیز

شاہ نے بے بسی سے کہا۔

دو ماہ کیا کم ہیں ؟

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے

ان دو ماہ میں میں روحی کو ہر جگہ تلاش کر چکا ہوں لیکن وہ مجھے کہی نہیں ملی۔

پلیز ایک بار مجھے بتا دیں۔

شاہ نے کہا اس کے لہجے کا قرب صفیہ بیگم کا دل تڑپا گیا تھا لیکن وہ سچ میں نہیں جانتی تھی اگر جانتی ہوتی تو کب کا شاہ کو بتا چکی ہوتی۔

شاہ میں سچ میں نہیں جانتی روحی کہاں ہے پورے دو ماہ میں نے تمہیں تڑپتے دیکھا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں کب کی تمہیں بتا چکی ہوتی۔

صفیہ بیگم نے بے بسی سے کہا۔

اور کمرے سے چلی گئی۔

اتنے میں شاہ کا موبائل رنگ ہوا مان کی کال تھی اس نے کال اٹینڈ کی۔

تمہیں ایک ایڈریس سینڈ کر رہا ہوں ابھی وہی پر آؤ۔

مان نے کہتے ہی فون بند کر دیا۔

شاہ نے ایک نظر میسج میں دیے ہوئے ایڈریس پر ڈالی اور گھر سے نکل گیا۔

کیا ہوا سب خیریت ہے شاہ نے سنجیدگی سے مان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مجنوں جی آپ کی لیلا اُس کمرے میں ہے مان نے سامنے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ شاہ کا چہرہ ایک پل میں کھل گیا تھا۔

مان تم سچ کہہ رہے ہو شاہ نے بے یقنی سے پوچھا

ہاں بلکل جاؤ اپنی بیوی کے پاس مان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھینک یو تھینک یو سو مچ یار شاہ نے مان نے گلے لگتے ہوئے کہا اور اُس کمرے کی طرف دوڑتے ہوئے گیا۔

شاہ نے آہستگی سے دروازہ کھولا

روحی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔دروازہ کھلنے پراس نے مڑ کر پیچھے دیکھاتو کچھ پل کے لیے تو پہچان ہی نہیں سکی کہ سامنے کوئی اور نہیں بلکہ شاہ کھڑا ہے۔شاہ بے تابی سے آگے بڑھااور روحی کو اپنے سینے میں زور سے بھینچ لیا۔

روحی شاہ کی اس حرکت پر بوکھلا گئی تھی۔شاہ نے روحی کو اس قدر مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچا تھا کہ اسے اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔

روحی نے اپنا پورا زور لگا کر شاہ کو خود سے دور کیا گھور کر اسے دیکھنے لگی۔

شاہ نے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں روحی کا چہرہ لیااور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔
روحی نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھیں۔

شاہ چھوڑیے مجھے

روحی نے تھوڑی دیر بعد شاہ سے الگ ہوتے سنجیدگی سے کہااور رخ موڑے کھڑی ہو گئی

مجھے معاف نہیں کروں گی؟

شاہ نے روحی کے ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے بے بسی سے پوچھا۔

معاف یہ حق بھی آپ مجھ سے بہت پہلے چھین چکے ہیں اور میں کون ہوتی آپ کو معاف کرنے والی شاہ صاحب

آپ نے کوئی غلطی نہیں کی بھلا مرد بھی کبھی کوئی غلطی کر سکتا ہے؟

روحی نے اپنا ہاتھ شاہ کے گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے حیرانگی سے پوچھا اس کا انداز سراسر تمسخرانہ تھا۔

کس نے کہا مرد کبھی غلطی نہیں کر سکتا

دیکھو مجھے مجھ سے ہوئی ہے بہت بڑی غلطی

میں نے اپنی کم عقلی کی وجہ سے اپنے پیار کو خود سے دور کر دیا۔

پورے دو ماہ روحی تم نہیں جانتی میں نے کس طرح گزارے۔

تمھیں کہاں کہاں نہیں تلاش کیا میں نے

مجھے لگتا تھا شاہ تمھیں آسانی سے ڈھونڈ لوں گا۔

لیکن یہ صرف میری سوچ ہی تھی۔

میرا اللہ گواہ ہے روحی ہر جگہ میں نے تمہیں تلاش کیا لیکن تم مجھے کہیں نہیں ملی میں تمہیں میں اپنی بے بسی کے بارے میں بتا کر تم سے ہمدردی نہیں لینا چاہتا۔

شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

شاہ آپ مجھے اس لیے ڈھونڈ رہے تھے کیونکہ کہ آپ کو احساس ہو گیا جو کچھ بھی آپ نے کیا وہ غلط تھا لیکن اگر سوہا آپ کو سچ سے آگاہ نا کرتی تو آپ کی آنکھوں پر تو ابھی تک شک کی پٹی بندھی ہونی تھی۔

شاہ آپ جانتے مجھے زیادہ دکھ کس بات کا ہوا تھا؟

روحی نے شاہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھے زیادہ دکھ اس بات کا ہوا کہ آپ کو اپنی بیوی پر زرا سا بھی اعتبار نہیں تھا۔ایسے تو کوئی بھی آپ کو میرے خلاف گمراہ کر سکتا ہے۔

اور آپ غصے میں جہاں ایک طلاق دی ہے وہاں باقی کی دو بھی دے دیں گئے۔

روحی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

روحی اُس وقت سچویشن ہی کچھ ایسی تھی۔میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن

کیا لیکن روحی نے شاہ کی بات کاٹتے ہوئے غصے سے کہا۔

آپ کے لیے میری زندگی کیا مزاح ہے؟

جب آپ کو سچائی معلوم ہوئی تو آگئے آپ مجھ سے معافی مانگنے

میری بھی ایک بات یاد رکھیے گا ریان شاہ مجھے اپنی زندگی کا مزید تماشا بنانے کی خواہش بلکل بھی نہیں ہے۔

میں آپ کو معاف ضرور کر دوں گی وہ بھی اس لیے کیونکہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں لیکن اب ساتھ رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اور میں امید کرتی ہوں آپ میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش ہرگز نہیں کریں گئے

روحی نے شاہ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا۔

اور وہاں سے جانے کے لیے مڑ گئی۔لیکن شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

اور اپنی طرف زور سے کھینچا روحی سیدھی شاہ کے سینے سے جا ٹکرائی تھی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے شاہ؟

روحی نے دانت پیستے ہوئے کہا اور اپنی کمر سے شاہ کے ہاتھ پیچھے کرنے لگی لیکن شاہ کی گرفت مضبوط تھی۔

دو مہینے میں نے تمہیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈا ہے مائی ڈارلنگ اور اب جب تم میرے سامنے ہو تو تمہیں کیا لگتا ہے شاہ تمہیں جانے دے گا؟

شاہ نے روحی کے کان کے پاس غرا کر کہا جس سے اس کے ہونٹ روحی کے کان چھو رہے تھے۔

شاہ مجھ سے دور رہ کر بات کریں

روحی نے اپنا پورا زور لگا کر شاہ کو پیچھے دھکیلتے ہوئے چلا کر کہا۔

جو روحی سے ایک قدم پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔یا خود اس نے اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی۔

بہت جلد آپ کو ڈائیورس پیپرز مل جائے گئے جتنی جلدی ہو سکے اُن پر سائن کر دیجیے گا

روحی سرد لہجے میں کہتی بنا شاہ پر نظر ڈالے وہاں چلی گئی

شاہ بےیقنی کے عالم میں. وہی کھڑا تھا۔

روحی آرزو کے کمرے میں آتے ہی اُس کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

وہ نہیں جانتی اُس نے اتنی بڑی بات کیوں شاہ کو بول دی۔

اسے شاہ پت غصہ تھااور جو منہ میں آیا بول دیا۔

روحی اگر تم شاہ سے الگ رہنا چاہتی ہو تو طلاق لینے میں کیا مسئلہ ہے تم اس لیے رو رہی ہو کیونکہ تم شاہ کو کہہ کر آئی ہو کہ تم اُس سے طلاق لینا چاہتی ہو؟

دیکھو شاہ کی حالت تمہیں کیا لگتا ہے اس کی حالت کا ذمہ دار کون ہے؟

تم روحی تمھاری جدائی نے ریان شاہ کو ایک بے بس انسان بنا دیا ہے۔اور تمہیں نہیں لگتا کہ جتنی سزا شاہ کو مل چکی ہے وہ کافی ہے؟

میں تمہیں یہی سمجھا رہی ہوں انسان فرشتہ نہیں ہے وہ غلطیوں کا پتلا ہے شاہ سے بھی غلطی ہو گئی ہے۔
خدانخواستہ اگر شاہ نے کوئی ایسا ویسا قدم اٹھالیا تو کیا کرو گی؟

آرزو نے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

آرزو شاہ نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے میں انہیں معاف نہیں کر سکتی اور نا ہی اُن سے طلاق چاہتی ہوں۔

روحی نے آرزو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

جس نے نفی میں سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

باہر کھڑے مان اور شاہ نے بھی دونوں کی باتیں سنی تھیں۔

شاہ صاحب اب آپ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دیں اور اپنی منگنی کی تیاری کریں

مان نے اپنے دماغ میں ایک پلان کو. ترتیب دیتے شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے معلوم ہے کہ سر پر ڈنڈے لگنے کی وجہ سے تمھاری عقل جا چکی ہے اب فضول بول کر اس بات پر مہرِ مت لگاؤ

شاہ نے گھورتے ہوئے کہا۔

بیوی کو واپس لانا چاہتے ہو یا نہیں؟

مان نے ڈبل گھوری سے نوازتے ہوئے پوچھا

اچھا ٹھیک ہے کیا کرنا ہے؟ شاہ نے مان کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

روحی کو دیکھ کر ہی اس کی ساری پریشانی دور ہو گئی تھی۔

اور گھر جا کر سب سے پہلے اس نے شکرانے کے نفل ادا کرنے تھے۔

مان نے اسے اپنا پلان بتایااور شاہ کو بھی وہ ٹھیک لگا تھا۔اسی طرح روحی اپنی ضد چھوڑ سکتی تھی۔

ٹھیک ہے پھر کل ملتے ہیں۔

اور تمھارا بہت بہت شکریہ لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا روحی یہاں ہت ہے اور دیکھو میں بھی یہاں نہیں آیا کیونکہ. مجھے یقین تھا وہ یہاں نہیں ہو گی

شاہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

مجھے بھی کچھ دن پہلے ہی معلوم ہوا جب میں آرزو سے ملنے آیا تھا مان نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

شاہ مان کو دیکھ کر ہنس پڑا تھا اور اس کے گلے لگ گیا چلتا ہوں میں شاہ نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔

مان نے فون نکالا آکف اور فاخر کو اپنے پلان کے بارے میں بتانے لگا۔

اگلے دن مان نے اپنے گھر کے بڑے سے گارڈن میں ڈنر کا ارینج کیا تھا جس میں سب فیملی ممبرز کو بلایا تھا۔

مان آپ کا پلان کامیاب ہو جائے گا؟

مہرو نے گلے میں نیکلس ڈالتے ہوئے بے دھیانی میں پوچھا اور مان جو مہرو کو کہنے آیا تھا کہ باہر مہمان آ گئے ہیں جلدی تیار ہو جاؤ اپنی بیوی کو بلیک کلر کی ساڑی میں بجلیاں گراتے دیکھ وہی رک گیا۔

مہرو یہ تو غلط بات ہے

مان نے سنجیدگی سے آئینے میں مہرو کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی اور ہلکے سے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

کیا ہوا مان؟

مہرو نے رخ موڑے مان کی طرف دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا۔

اب پورے فنکشن میں میرا دھیان تمھاری طرف رہے گا۔

اور ہاں مجھے ایک اور بات بھی کہنی تھی

مان نے مہرو کے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا۔

آج رات اگر تم جلدی سوئی تو پوری پانی کی بالٹی تم پر ڈال کر جگاؤ گا

سمجھ . گئی ڈارلنگ

مان نے سرخ ہوتے مہرو کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

مان آپ نے تیار نہیں ہونا

مہرو نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

مان نے ٹھوڑی سے پکڑ کر مہرو کا چہرہ اوپر کیا۔

تمھارے سامنے تیار کھڑا ہوں اب میک اپ کی ہی کمی رہ گئی ہے۔

شاہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ جو بلیک شلوار قمیض میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

مان آپ جائیے میں بس آ رہی ہوں

مہرو نے گھورتے ہوئے کہا۔

اوکے جلدی آجاؤ

مان نے ہلکا سا مہرو کے سرخ ہونٹوں کو چھوا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

پیچھے مہرو کے چہرے پر میٹھی سی مسکراہٹ نے بسیرا ڈال لیا۔

رقیہ بیگم بھی فاخر کے ساتھ آئی تھی اور سب سے ملی تھیں سب لوگ بہت خوش تھے۔

لیکن جب سے روحی کو معلوم ہوا شاہ کسی لڑکی کے ساتھ منگنی کرنے والا ہے روحی کا غصے سے برا حال تھا۔

روحی تمہیں بھی ہمارے ساتھ چلنا چاہیے اگر تم نا گئی تو شاہ کو لگے گا تم جیلس ہو رہی ہو اس لیے نہیں آئی آرزو نے عرشان کو آنکھ مارتے ہوئے کہا جو مسکرا پڑا تھا۔

میں کیوں جیلس ہونے لگی میری بلا سے کسی سے بھی منگنی کریں اور میں ضرور جاؤں گی روحی نے اپنے دل پر پتھر رکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اگر تم جا ہی رہو تو کم از کم کپڑے تو ٹھیک پہن لو نا تم ایسا کرو میرے ساتھ چلو میں تمہیں ایک اچھا سا سوٹ دیتی ہوں آرزو نے کہا اور روحی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ کمرے کی طرف لے گئی۔

اس نے ایک وائٹ کلر کا لانگ فراک روحی کو دیا جس میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی لیکن چہرہ اس کا مرجھا ہوا تھا۔

آرزو نے خود بھی پنک کلر کا کھولا سا فراک پہننا تھا جس میں وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

چلو اب آرزو نے کہا اور روحی کو باہر لے گئی جہاں عرشان کھڑا دونوں کا انتظار کر رہا تھا۔

عظیم صاحب اور روبینہ بیگم پہلے ہی آکف اور ایزل کے ساتھ جا چکے تھے۔

کومل نے بلیو کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی اور عامر کو اس نے ایک بلیو کلر کی شرٹ گفٹ کی تھی اور اسے کہا کہ وہی شرٹ پہن کے آئے اور عامر کہاں اپنی بیوی کی بات ٹال سکتا تھا۔

اس نے کومل سے اچانک اس کے بدلنے کی وجہ نہیں پوچھی کیونکہ فضا سے اس کی بات ہو چکی تھی اور وہ سب کچھ عامر کو بتا چکی تھی ۔عامر بہت خوش تھا۔اور پیچھلی باتوں کو بھلائے اپنی زندگی کی نئی شروعات کرنا چاہتا تھا۔

اس نے کومل سے رخصتی کی بات کی تو آگے سے اُس نے یہی جواب دیا جیسے آپ کو بہتر لگے۔اور کومل کا اتنا کہنا ہی کافی تھا۔عامر خوش ہو گیا تھا۔اور ایک ہفتے بعد کومل کی رخصتی تھی۔

آکف باپ کے عہدے پر فائز ہونے جا رہا تھا جب اسے یہ خوشخبری ملی تو آکف کو لگا اسے زندگی کا حسین تحفہ ملنے جا رہا ہے آکف ایزل کا بہت خیال رکھ رہا تھا۔

اسے کسی بھی کام کو ہاتھ نا لگانے دیتا۔روبینہ بیگم بھی ایزل کا بہت خیال رکھ رہی تھیں۔

صائم تھوڑی دیر پہلے ہی یہاں پہنچا تھا نایاب مہرو سے ملنے چلی گئی تھی اور اس نے مہرو کو خالہ بننے کی خوشخبری دی۔

مہرواس قدر خوش ہوئی کہ چٹاچٹ نایاب کی دونوں گال کو چوم لیا۔

بہن میں مان بھائی نہیں ہوں۔

نایاب نے شرارتی لہجے میں کہا

مہرو نے گھوری ڈالی پھر دونوں ہی ہنس پڑیں۔

شاہ نے جب صفیہ بیگم کو روحی کے بارے میں بتایا تو وہ بھی بہت خوش ہوئی تھیں۔اور اب سٹیج پر بیٹھے شاہ کو دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

اتنے میں آرزو اور روحی بھی وہاں آ گئے

شاہ کے ساتھ گھونگھٹ نکالے ایک لڑکی بیٹھی تھی جسے دیکھ کر روحی جل بھن سی گئی۔

شاہ نے روحی کو دیکھا اور اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے لگا۔

روحی جا کر صفیہ بیگم سے ملی جو روحی کو دیکھ کر پہلے تو ناراض ہوئی لیکن جب روحی نے منالیا تو پھر مان بھی گئی تھیں۔

لیڈیز اینڈ جنٹلمین

مان نے مائک میں کہتے سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ سب نے سٹیج پر کھڑے مان کی طرف دیکھا۔

آج میرے دوست ریان شاہ کی منگنی کی چھوٹی سی تقریب ہے جو میں نے زبردستی رکھی ہے شاہ تو سیدھا نکاح کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے ادے کہا پہلے منگنی کر لو لوگوں کو بھی پتہ چلنا چاہیے

کہ ہمارا شاہ منگنی کر رہا ہے۔

تو منگنی کی رسم شروع کی جاتی ہے

شاہ صاحب یہ لیں انگوٹھی اور پہنا دے

مان نے رنگ شاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

جس کا سارا دھیان وہاں بیٹھی روحی کی طرف تھا جو اپنی خوبصورت آنکھوں سے شعلہ برسا رہی تھی۔

شاہ نے مان سے رنگ پکڑی اور اپنے ساتھ بیٹھی لڑکی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور یہاں روحی کا صبر جواب دے گیا وہ غصے میں تن فن کرتی سٹیج پر گئی اور شاہ کے ہاتھ سے اُس لڑکی کا ہاتھ الگ کیا۔

شرم نہیں آتی آپ کو ابھی کل مجھے اپنی محبت کا یقین دلا رہے تھے اور آج کسی دوسری لڑکی سے منگنی کرنے جا رہے ہیں آپ صرف میرے شوہر ہیں اور ہمیشہ میرے ہی رہے گئے اور اس لڑکی کو تو میں جان سے ماردوں گی روحی نے لڑکی کی طرف بڑھتے خونخوار لہجے میں کہا اس سے پہلے روحی سچ میں اُس لڑکی کی جان لیتی اُس نے جلدی سے اپنے چہرے سے گھونگھٹ اٹھادیا۔

آپ؟

روحی نے منہ پر ہاتھ رکھے حیرت انگیز لہجے میں کہا۔

کیونکہ سامنے آکف صاحب کھڑے اپنی بتسی دیکھا رہے تھے۔

بھابھی میں نے کچھ نہیں کیا یہ سارا پلان مان کا تھا میں نے تو بس اس کا ساتھ دیا ہے۔آکف نے جلدی سے صفائی دیتے ہوئے کہا۔

روحی نے گھور کر شاہ کی طرف دیکھا اور غصے میں وہاں سے چلی گئی۔

شاہ بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔

سب لوگوں کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ آگئی تھی۔ان کو سب کچھ معلوم تھا۔

اس لیے آرام سے باتیں کرنے لگے۔کیونکہ مان پہلے ہی سب کو بتا چکا تھا۔

ڈیڈ میٹھے سے پرہیز کریں

مان نے شاداب صاحب کے ہاتھ میں گاجر کا حلوا دیکھتے ہوئے کہا۔

مان میں نے بھی ڈیڈ کو منع کیا لیکن یہ کہہ رہے ہیں تھوڑا سا کھانے سے کچھ نہیں ہو گا۔مہرو نے بھی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

میرے تو بیٹے کے ساتھ بہو بھی جلاد ہے۔

شاداب نے پلیٹ کو ٹیبل پر رکھتے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

جس پر مہر واور مان دونوں ہنس پڑے ابھی تو موم کو معلوم نہیں ہے ورنہ انہوں نے یہی تیسری جنگ عظیم شروع کر دینی تھی۔

مان نے رابعہ بیگم کو دیکھتے مسکرا کر کہا جو رقیہ بیگم سے مسکرا کر باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔

نا بیٹا جی یہ کام نا کرنا شاداب صاحب نے مصنوعی ڈر چہرے پر لاتے ہوئے کہا اور خود بھی ہنس پڑے۔

فضا موبائل پر گیم کھیل رہی تھی کہ فاخر اس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟ فاخر نے پوچھا۔

جی بلکل

فضا نے موبائل سائیڈ پر رکھتے اپنی توجہ فاخر پر مرکوز کرتے کہا۔

میں اپنی خالہ کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں فاخر نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے کہا۔

آپ کی خالہ ابھی بھی یہی پر ہیں۔

فضانے رقیہ بیگم کو. دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں میرا مطلب ہے میں رشتے کے لیے بھیجنا چاہتا ہوں اور اب تک بھیج بھی چکا ہوتا لیکن پہلے میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا،

اگر آپ کو میری زندگی میں آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو کیا میں بات آگے بڑھاؤ اور اگر ابھی آپ منع کر دیتی ہیں تو دوبارہ کبھی بھی آپ کی طرف نہیں دیکھوں گا

یہ میرا وعدہ ہے۔

عامر نے پر یقین لہجے میں کہا

اور اس کے لہجے کی پختگی ایک پل کے لیے فضا کو بھی حیران کر گئی تھی۔

دیکھیے آپ میرے بھائی اور ماما سے بات کر لیں اُن کو میرے لیے جو بہتر لگے گا وہی کریں گئے۔ آگے اُن دونوں کی مرضی فضا یہ کہتے ہی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

اس کے جاتے ہی فاخر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر کل ہی خالہ جان کو بھیجتا ہوں

فاخر نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

شاہ چھوڑیے میرا ہاتھ

روحی نے شاہ کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔

اگر تمہیں مجھ سے علیحدگی چاہیے تو پھر تم نے مجھے منگنی کرنے سے کیوں روکا؟

شاہ نے روحی کو کمر سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے پوچھا۔

آپ آکف بھائی سے منگنی کرنا چاہتے تھے روحی نے خود کو چھڑوانے کی ناکام کوشش کرتے دانت پیستے ہوئے کہا۔

یہ اہم نہیں ہے روحی تم بھی مجھ سے الگ نہیں ہونا چاہتی اور یہ بات مجھے اچھے سے معلوم ہے۔

پلیز اپنا دل بڑا کرو اور مجھے معاف کر میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ تمہیں تکلیف دینے سے پہلے میں خود مر جانا پسند کروں گا۔

شاہ کی بات پر بے اختیار روحی نے شاہ کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

شاہ نے مسکرا کر روحی کو دیکھا اور اس کے ہاتھ پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔

کیا ابھی بھی معاف نہیں کرو گی یار مجھے بتا دو ایسا کیا کرو جس کے بعد تم مجھے معاف کر دو؟ شاہ نے بے بسی سے پوچھا

ٹھیک ہے میں آپ کو معاف کر دوں گی لیکن اُس سے پہلے آپ کو مجھے مرغا بن کر دیکھنا ہو گا مجھے دیکھنا ہے آپ مرغا بن کر کیسے لگتے ہیں روحی نے سنجیدگی سے کہا اسے پورا یقین تھا شاہ کبھی بھی مرغا نہیں بنے گا۔

لیکن شاہ نے روحی کی بات سنی اور مرغا بننے لگا

نہیں نہیں رہنے دیں روحی نے جلدی سے کہا۔

کیوں؟

روحی اگر تم مجھ سے میری جان بھی مانگ لو تو وہ بھی خوشی خوشی تمہیں دے دو تو یہ مرغا بننا کون سا مشکل کام ہے۔

شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شاہ میں نے بہت سوچا اور اُس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ آپ کو معاف کر دوں گی۔ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے آج سے ہم اپنی زندگی کی نئی شروعات کریں گئے۔

پیچھلی باتوں کو بھول کر اور آپ مجھ پر ہر حال میں یقین کریں گئے چاہیے کچھ بھی ہو جائے۔مجھے آپ کی باتوں نے بہت تکلیف پہنچائی تھی شاہ

روحی نے شاہ کے سینے پر اپنا سر رکھتے ہوئے روندی آواز میں کہا۔

تمھاری جدائی نے مجھے بہت اچھا سبق سکھایا ہے روحی ایک ایک پل تمھارے لیے تڑپا ہوں میں رویا ہوں میں تم شاہ کے لیے بہت اہم ہو۔میں وعدہ کرتا ہوں اپنی جان پر ہمیشہ اعتبار کروں گا۔

شاہ نے روحی کے بالوں پر لب رکھتے ہوئے کہا۔

ہیلو بھا بھی بھائی سب لوگ باہر آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور میں نے کچھ نہیں دیکھا۔

آپ لوگ جلدی سے باہر آجائے۔

آکف نے دور سے ہی ہانکتے ہوئے کہا اور وہی سے باہر چلا گیا شاہ اور روحی دونوں ہنس پڑے تھے اور باہر چلے گئے جہاں سب لوگ خوش گپوں میں مصروف تھے۔آنے والی زندگی دونوں کی خوشگوار ہونے والی تھی۔

علیدان کے بارے میں سب کو یہی معلوم تھا کہ وہ کہی غائب ہو گیا ہے۔

شاداب اور مان اُس کی قبر پر جاتے رہتے تھے۔

مان نے ایک طوائف سے محبت کی اور ہمیشہ اُس کے ساتھ کھڑا رہا۔

کیونکہ اس کا کہنا تھا کوئی بھی لڑکی اپنی مرضی سے طوائف نہیں بنتی کچھ کی مجبوریاں ہوتی ہیں اور کچھ کا پالا علیدان جیسے انسان سے پڑ جاتا ہے۔

سب لوگ بہت خوش تھے اور بے شک ان کی آنے والی زندگی بہت حسین گزرنے والی تھی۔

اختتام......